

اَشْرَفُ الرِّسَالِ

شَرْحُ اَرْدُو

بَشَرِ الْوَقَلِ

کِتَابُ الشَّفَعَةِ تَاْخِرُ

مَوْلَانَا عَطَا مُحَمَّد اُچکزئی

پاکستان میں پہلی بار تصنیفی اردو و شرعی عبارت کا سلسلہ اردو ترجمہ و تشریح
مذہب اربعہ کے دلائل مع ترجمہ مذہب اصناف راجع اور مفتی پر قول کی نشاندہی
جو ان کتب فتاویٰ ماقن کی عبارت پر اشکالات کے شافی جوابات

021-4594144
03343432345

شاہ فیصل کالونی نمبر 4 کراچی

مکتبہ نوافل روق

ناشر

امثرف الروایہ

شرح اردو

مشرق و قایہ آفرین

مؤلف: المصطفیٰ بن الحارث

یہ کتاب میر تقی میر کی مشہور ترین شاعری پر مشتمل ہے اور اس کی شاعری
میں ایک نیا عالم ہے جس کی شاعری میں ایک نیا عالم ہے جس کی شاعری
میں ایک نیا عالم ہے جس کی شاعری میں ایک نیا عالم ہے جس کی شاعری

مؤلف: المصطفیٰ بن الحارث

مکتبہ عظیمہ فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

۱۰۲۵

نام کتاب	تشریفات اردو ادبیات شریعہ اور دانش و قد پختہ قرین
مؤلف	مولانا محمد امجد علی خان
سیر طباعت	ایم ایچ پی
تعداد	۱۰۰۰
طابع	۱۹۸۷ء، کتب خانہ امجد علی خان
قیمت	۳۹۰
ناشر	ایم ایچ پی

۰۲۱-۴۵۹۴۱۴۴

۰۳۳۴-۳۴۳۲۳۴۵

کتب عربی و اسلامی، انیس پانچویں نمبر، ۱۹۸۷ء

فہرست مضامین

اعتراف از روایہ شرح اردو شرح وقایہ

صفحہ نمبر	موضوع
۲۷	تقدیم
۳۱	درجہ مرتبہ
۳۰	تشریح اوراق کے متن کا نام
۳۱	۱۔ کتاب الشملۃ
۳۲	شعر الغنی وشرعی معنی لایعنی نہیں
۳۳	بیان لعیب
۳۳	سب ستر وایت
۳۳	سب فاخذ
۳۳	شعر وحق سب ایت ۱۰۰ بعد از سب اشہد کی مثبتیت
۳۳	ماک را خلوصہ کا الکر سب خیر ہے
۳۳	شعر و ترتیب
۳۵	۱۰۰ ابوخلیدہ رحمہ اللہ کے دلائل
۳۶	۱۰۰ اہل شافعی و مائتہ دینی دیکھیں
۳۶	۱۰۰ انکاف و جہالت کی طرف سے جواب
۳۶	شیخ طالب کھوکھ کے
۳۷	طب مواضع کی وجہ شہرت اور طب اشہد کہاں کہے
۳۸	طب مقام کا لم بنی دوسری ۱۰۰ آخر سے حق شعر کا اندازہ کیا کریں
۳۸	شعر میں کاغذی دیکھیں اور
۳۹	۱۰۰ شیعہ جیسے شکر سے حق سے حق میں فیصلہ ہوگا وشیخ نے لے لیں کاغذی میں دیکھ کر ان قدروں ہے یا نہیں انوال فقہاء
۳۹	شیخ کے حق میں فیصلہ نہ لے سکیں کی لہریں نکلیں ہوتے کی صورت میں یہ فیصلہ کاغذ وادبوں
۳۹	شیخ کے حق میں فیصلہ نہ لے سکیں کی صورت میں شیخ کے لیے خیال رکھتے ہوئے نہیں
۳۹	شیخ اور مشرق کی کاغذی میں انکاف ہو جائے تو کس کا حق حق ہے

صفحہ نمبر	موضوع
۶۳	شیخ کو آپ کے فریے کی پھر بل تو وہ ملحق شدہ ہے۔ بشرطہ بار و باجر معلوم ہوا کہ مشرک کی کوئی اور ہے تو اس صورت میں کہ شیخ ملے گا۔
۶۵	چونکہ لوگوں نے مکان خرید لیا یا آپ آدمی نے مسجد بنوائے اس سے ایک مشرک خریدے تو شیخ کو ملے گیے گا۔
۶۵	شرکاء میں سے ایک مشرک نے اپنے حصہ کو دیکھ کر میں شریک اور مشرک نے سب کو تقسیم کر دیا اگر شیخ کے حق میں فیصلہ ہو اب شیخ اس تقسیم کو ختم نہیں کر سکتا۔
۶۸	کتاب القصد
۶۸	عقین میری
۶۸	قسمت کا معنی اصطلاحی اور فاضلی صورت میں اپنے شریک کی عدم دانوشی میں بھی حصہ لے سکتا ہے۔
۶۹	فاضل کا حکم مقرر کرے اس کی اجرت بہت کم ہے۔ عجزی جات۔
۶۹	وہ شریک فاضل کے پاس آئے اور شیا و مفسد اور طر حوض کی تقسیم کا مطالبہ کر رہا تو فاضل کے لئے کہ حکم ہے۔
۷۰	وہ انداز سے فاضل نے اس آئینہ کا روئی لیا اور کواد قائم کر کے ان دونوں کے درمیان سے فاضل اب تقسیم کر رہا ہے۔
۷۳	دو روئے حاضر ہو کر صورت کی وفات اور روئے کی خدا پر وہ پیش کرتے تو فاضل تقسیم کرے۔
۷۳	ایک روئے نہ ضرر ہو تو فاضل تقسیم نہیں کرے کر پڑا وہاں پیش کرے۔
۷۵	شرکاء میں سے ہر ایک اپنے حصہ سے فائدہ لے سکتا ہے تو فاضل ان میں سے کسی ایک کے مطالبہ پر بھی تقسیم کر سکتا ہے اور شرکاء میں سے ہر ایک اپنے حصہ سے فائدہ نہیں لے سکتا ہے اگر طر ح کر ایک کا حصہ کم اور ایک کا زیادہ ہے تو اس صورت میں کسی کے طلب سے کوئی تقسیم کرے۔
۷۵	شرکاء میں سے ہر شریک کا حصہ قائم ہے کہ قسمت کے بعد اس سے فائدہ لینا ممنوع ہو تو فاضل بھی رضا کے ساتھ تقسیم کر سکتا ہے۔
۷۶	وہ نہیں
۷۸	باختلاف منہوں کو فاضل کسی طرح تقسیم کرے۔ اقرار فقہاء۔
۷۹	زمین کی تقسیم میں اہم اور اہم اور غیر کا شرف کی اہم ہندی سے شریک کر سکتا ہے۔
۸۰	اگر قسمت میں رات اور مسئلہ کا کوئی نہ کر وہ نہیں ہو اور تقسیم کے بعد ایک کے حصہ میں رہا اور دوسرے کے حصہ میں مسئلہ واقع ہوا اب تقسیم کی جائے گی۔
۸۰	ایک شریک اب حصہ سہل جانے کا اقرار کرے بعد میں اپنے حصے کا کچھ حصہ اپنے شریک کے پاس ہوئے گا وہی کرے تو یہ وہی قبول ہوگا یا نہیں۔
۸۲	قاضی نے شرکاء کے درمیان تقسیم کی پھر شرکاء میں اختلاف ہوا کسی نے کہا کہ میرے حصہ میں نہیں ہے اور دوسروں نے کوئی دلی کہ اس نے اپنا حصہ لے لیا ہے تو کوئی قبول کی جاتی ہے۔
۸۳	اگر شرکاء میں سے ایک نے اپنا حصہ قبض کرنے کا اقرار کیا بعد میں شریک نے مجھ سے کچھ لیا تو ابھی اس کا قول فاضل قبول ہوگا یا

صفحہ نمبر	عنوان
۸۲	نہیں۔
۸۳	مولیٰ مستحق نکلے تو کیا حکم ہوگا۔ اقبال فقہاء۔
۸۶	بہایات کی تعریف۔
۸۷	بہایات کا ختم۔
۸۸	﴿ کتاب المزروعہ ﴾
۸۸	حزارت کا لغوی اور اصطلاحی معنی، امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے اقوال۔
۸۹	﴿ کتاب القسمة ﴾
۸۹	حزارت کی سمیت کے لئے شرائط۔
۹۰	حزارت کی گنجی اور عام صورتیں۔
۹۰	تقسیم عقلی کے اعتبار سے عقد حزارت کی اقسام۔
۹۳	﴿ کتاب المسقات ﴾
۹۳	مساقات کی تعریف اور اس کی شرائط اور احکام کا بیان۔
۹۵	دربار کے حکم میں عقد مسقات کا حکم۔
۹۶	اسکی مدت ذکر کرنا، جس میں ابھی چل پڑا نہ ہو جاتا ہو اسکی مدت بیان کرنا۔ نیز یہ عقد کس وقت سے جاری ہوتا ہے۔
۹۷	دست، انکار، تجوید، بیڑیوں اور ششوں میں مساقات اور دست ہے یا نہیں فقہاء کے اقوال۔
۹۸	مکرر عاقدین میں سے ایک مر جائے یا حزارت کی مدت ختم ہو جائے تو کب تک چکی ہو تو عالمی کو اپنے حصہ کی اجرت دینی پڑی گی اور اجرت دونوں پر ہوگی۔
۹۹	عقد مسقات کن کن اہل ارکی وجہ سے ختم کیا جاتا ہے۔
۱۰۰	﴿ کتاب اللہ یقح ﴾
۱۰۱	گوشٹ کی حلت اور حرمت کے لئے ذرا شرط ہے۔
۱۰۲	ذکات کی دو قسمیں ہیں: ذبح اختیار کی اور تصفیر کی۔
۱۰۵	مستحبات اور مکروہات ذائقہ۔
۱۰۶	ذبح کی شرط یہ ہے کہ ارا مسلم یا کھالی ہو۔
۱۰۶	صفت پرست، دھوکہ خیز، مرتد، لہو، دھوکہ، قسیدہ کا ذبح حرام ہے۔
۱۰۷	اصناف الذبح ثلثہ کے نام کے ساتھ کئی اذکار نام ذکر کرتا۔

صفحہ نمبر	موضوع
۱۰۸	فکاری کا خود جوڑا نوس ہوا اول کا کارن کرنا ضروری ہے۔
۱۰۹	وہ چیزیں جن کا کلمہ یا جائز ہے وہ چیزیں جن کے کلمہ یا جائز نہیں ہے۔
۱۱۱	کتاب الاطعمہ
۱۱۱	قربانی کا جانور نوکھا جانور کتنے اوصاف کی طرف سے کافی ہے۔
۱۱۳	کشتہ تسلیم کرنے کا طریقہ کار۔
۱۱۳	خرید کی قربانی کا نئے میں شریک ہونا۔
۱۱۴	اصحیح کہ بندہ سے پروردگار کا ہے۔
۱۱۶	امام احمد حنفیہ عرفان کی طرف سے دلالت۔
۱۱۶	بچے کی قربانی سے بچہ جتنا کھائے کھائے اور بقیہ کو دوسرا چیز سے تبدیل کرے۔
۱۱۷	قربانی کا وقت اور ایام۔
۱۱۸	قربانی میں فقر اور فتنے کے لیے آخری وقت ستر ہے۔
۱۱۸	دست میں ذبح کرنا ضروری ہے۔
۱۱۹	بھیر سے بھڑکا جائز ہے اور بھیر جانور میں شنی جانور۔
۱۲۰	وہ جانور جس کا کشتہ بالکل نہ ہو یا شنی ہو یا جانور ہوں کی قربانی کا حکم واجب اور جانور جس کی قربانی جائز نہیں۔
۱۲۱	سرت بدن کے ایک کا قربانی کے لیے خرید لی بھرا نہ ہو قربانی سے پہلے فوت ہوا اور دوسرے شکار کو کھانے پر سہر سیرت کی طرف سے کر بھری قربانی درست ہے۔
۱۲۲	اگر شکار میں سے ایک کا قربانی کرنا یا قربانی کرنے سے مفید گوشت ہو تو قربانی جائز نہیں ہوگی۔
۱۲۳	قربانی کے گوشت کا حکم اگر قربانی کرنے والا ذبح کرے گا طریقہ کار بجا رہا ہو تو ذبح کرے اور نہ کسی ذرا مسلمان سے ذبح کرے۔
۱۲۳	قربانی کا گوشت۔
۱۲۳	قربانی کا ذبح کرنے۔
۱۲۳	قربانی کی کھانا۔
۱۲۳	دراویسوں سے اپنی قربانی خریدی، بھیر ذبح کرنے میں غلطی مرزا ہوگی، کچھ نے دوسرے کی قربانی ذبح کی تو دوسری قربانی درست ہے۔
۱۲۴	منصوب پھر کی قربانی کرنا درست ہے۔

صفحہ	مذہب
۱۶۱	۱۰ کتاب النکاحیہ .. ۴
۱۶۲	مکروہ و مکرمہ و حرمی و حرام سے کیا مراد ہے
۱۶۳	نفل .. کیا کتاب فرض جائز و حرام اور حرام ہے
۱۶۴	کھانے کی وہ مقدار جو حرام ہو ..
۱۶۵	سوتے یا جلی کے برتنوں میں کھانے پینے اور دیکھنے والوں میں اشتغال کرنا حرام ہے
۱۶۶	مقتضیٰ کر کے ہتھ دھو کر پانی پر بھیجے گا حکم
۱۶۷	کافر کا قبول کسی نے مسلمان سے گوشت خریدا ہے قابل قبول ہے
۱۶۸	اشہد کی اقسام ..
۱۶۹	محاطات اور دیانات ..
۱۷۰	محاطات اور دیانات کے درمیان فرق ..
۱۷۱	دیانات اور محاطات سے کیا مراد ہے
۱۷۲	وجت دیر یا کسی اور مدت میں منتقلی یا کسی مادہ شخص کو دھو کر کیا گیا اور وہاں گناہنا یا الجود لب ہو تو یہ کیا کرے ..
۱۷۳	فصل .. مردوں اور عورتوں کے لیے دھلم پینے کا حکم
۱۷۴	اسباب و مفیدہ مصافحہ کی طرف .. جواب ..
۱۷۵	مردوں کے لئے سونے سے تزئین سمجھا نہیں ہے
۱۷۶	ہاتھ کا دواں .. کتنے کا حکم ..
۱۷۷	بادبانی کے لیے دوا گرانی سے باندھنا جائز ہے یا بدھنا جائز ہے
۱۷۸	مرد و عورت کے کتنے حصہ بدن کو کچھ سکتا ہے یا عورت کے کتنے حصہ بدن کو کچھ سکتا ہے
۱۷۹	خریدی ہوئی یا ہانسی کے ساتھ ہلی اور ادا کی اس وقت تک کہ حرام ہے جب تک اس کا رسم صرف نہ ہو
۱۸۰	وہ جس کو دستبرد کے لیے کافی نہ ہو ..
۱۸۱	جس کے پاس وہ انبیاء و اہل بیت کی عجایب شخص کے نکاح میں دونوں میں نہیں ہو سکتی ہیں جو اس نے دلوں سے شہرت سے بوسہ
۱۸۲	دیوہ و ہلوانی کے دونوں کے ساتھ دلی اور عادی دلی نام سے یہ اس تک کہ ایک کا کوئی اور مالک نہ جائے
۱۸۳	مرد کے لیے مرد کے ساتھ اور کسی بیچ کا بوسہ لینا و مصافحہ کرنے کا حکم
۱۸۴	پاکت کی بیچ کر دیا ہے گوہر اور لہجہ کا حکم
۱۸۵	ان دونوں مسئلوں کے درمیان وجہ فرق
۱۸۶	مصافحہ کو مزین کرنے کا حکم اہل ذمہ کے لیے مسجد میں داخل ہونے کا حکم .. اقوال فقہاء

صفحہ نمبر	موضوعات
۱۴۸	جانور فحش کرنے اور مکر سے کوئی کوئی پرچہ جانے کا حکم
۱۵۰	تدش میں ہونے کی حالت میں طہارت کرنا، نہ کا تھکنا اس طرح، زمین میں چھپنا، قہرل، قہار
۱۵۲	وجہیں اسباب الک بھقتہ العر میں عرش کب کئے جائیں
۱۵۳	انجیر و انجیری کے بارے میں فقہاء کا کہنا ہے کہ ان کے قول
۱۵۶	کتاب احیاء الموات ﴿ ۱ ﴾
۱۵۶	احیاء الموات، اسے معنی بخشنے اور اس کا معنی فقہاء اس بات کے قول
۱۵۷	ان کو کسی نے غیر قرآن میں کوئی ایسا نہ سے آیا اور ان کو اس کا مالک بننا جائے گا
۱۵۸	ان کو کسی زمین سے پانی بہتا ہوا اور اس سے آئے گا مکان اور تو اس زمین کا واپار کرنا جائز نہیں ہے
۱۵۸	ان کو کسی شخص نے غیر آباد زمین کی حد بندی کی ایسا ہی خاطر نہیں کہ وہ زمین سال میں بارہ بار سے نو بار تک اس اور کے درمیان
۱۵۹	ان کو کسی نے جائیداد کی جائز کے بغیر آباد زمین میں کوئی گھر یا تو اس کے لیے اس کا حرم ہے بخدا کی قسم جو یا یا
۱۶۰	غیر کوئی کہ اس کے ان کو اس کو دے دے گا جائے گا کہ یہ ہم کے باوجود
۱۶۱	کاروبار کے لیے اس کے صاحب رہا ہے
۱۶۱	تھہرے لیے اس سے کہ زمین میں حرم نہیں ہے مگر وہ نہیں
۱۶۲	ان کو کسی شخص کی زمین سے کوئی زمین پوری یا اس کو اس کی طمان سے خالی جو پوری یا اس کے لیے ہوگا
۱۶۳	فصل شرب و شفا کی تعریف
۱۶۳	انقل کے ساتھ جو رہا ہے
۱۶۳	پانی کے انکسار
۱۶۳	اس نہریں کو دہلی جو کسی کی ملک نہ ہو بیت المال پر ہوگی
۱۶۵	ان کو کسی شخص نے زمین کی باری کا دھاری زمین کے مقرر کیا تو یہ وہی صحیح ہے
۱۶۶	ان کو کسی قوم نے اس سے کہ باری میں باری کی تو یہ باری ان کی زمینوں کے مطابق تقسیم ہوئی
۱۶۶	شریک میں سے ہر شریک باقی شریک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے اور چرند و غیرہ لگانے سے منع ہے
۱۶۷	شریک میں سے ہر شریک باقی شریک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے اور چرند و غیرہ لگانے سے منع ہے
۱۶۷	نہر میں سے ہر شریک باقی شریک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے اور چرند و غیرہ لگانے سے منع ہے
۱۶۷	نہر میں سے ہر شریک باقی شریک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے اور چرند و غیرہ لگانے سے منع ہے
۱۶۸	نہر میں سے ہر شریک باقی شریک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے اور چرند و غیرہ لگانے سے منع ہے

صفحہ نمبر	مذہب
۱۸۰	اگر کتے پیاز سے شکار کرنے والے یا خیر باد نے والے نے شکار کر لیا تو وہ پاپا تو اور خیر بادوں کو بخا کر رہے
۱۸۱	اگر کوئی اپنا کتا یا بچہ پر چڑھ کر تو مسلمان نے اس کو زجر یا زور نہ کرے اور ان کو قویہ شکار میں نہیں بولگا
۸۰	اگر مسلمان نے کسی کتا کو پرانا پھیرا زور بھیجی نے کسی کتے کو زور کا پھیرا دیا یا کتا کو قویہ شکار میں لے گیا
۱۸۲	اگر شکاری نے کسی کتا کو مارا اور شہر سے دلی مسجد اور آٹھ چار قریبوں میں سے اور اس کا کتا حوا غوطا ل نہیں ہے
۱۸۳	اگر کسی شخص نے شکار میں سے اڑان میں کوئی اور شخص سے بھی حیرا اور روک کر تو وہ حوا غوطا ل کے لیے ہے اور اس کا کتا حرام ہے
۸۱	فی کتاب الطہرین ۴
۸۱	رہن کے بارے میں بدعتیں ہیں
۸۱	رہن کی قرینہ
۱۸۷	رہن کا مطلق سلفاوی
۱۸۷	کلامہ بن کا بیان
۱۸۸	رہن کا عقد
۸۲	مردن و زن کے لیے شرافت
۸۹	مردن و زن پر پاک ہو جانے کی قیمت اور ان میں سے کتے کے لئے بھی قیمت ہوتی ہے
۱۹	مردن و زن سے زیادہ طلب کر سکتے ہیں
۱۹۲	مردن و زن پر زیادہ طلب کرے تو وہ اپنے رہن کے ساتھ کرنے سے مختلف نہیں ہوتا جو عادل کے پر مہر کا بھی ہو
۱۹۳	مردن و زن پر زیادہ طلب کرے تو وہ اپنے رہن کی قیمت کو ملتا ہے
۹۰	مردن و زن کی حفاظت کے اخراجات مردن کے ذمہ ہوں گے
۱۹۷	باب ما یصح رهنه و امرهن بعد و لا یصح
۱۹۷	مشافعہ جو قوموں کے امور پر کرتا ہے نہیں ہے
۹۸	امارات سے بعض رہن کھانا نہیں ہے
۲۰۰	کفالت بالادب اگر رہن کے اور میان ہو تو
۲۰	مسلمان کے لیے قریب رہن کے علاوہ پرکھنا نہیں
۲۰۲	رہن اس میں سے بعض گج ہے جس کا مہر مشافعہ سے لازم آتا ہے
۲۰۳	اگر مردن و زن کسی کتے میں جانت ہوئی تو مردن کے لیے حق ہے
۲۰۳	جب تھوڑے مسلمان جو تو مسلمانوں کے کوئی رہن اس کے بعد سے رہن ہے
۲۰۵	بیت کا کھانا ہے اور نہ کوئی رہن کے طور پر پانا ہے

صفحہ نمبر	موضوع
۱۰۶	اگر وہ بیان نہ دے دین سے انکار کے ساتھ پہلے کیا اور اس کے عوض دین رکھا بعد میں دلوں نے تصدیق کی کہ یہی ممکن ہے تو سرہوں
۲۱۰	چاک ہونے کی صورت میں مضمون ہوگا
۲۱۰	اگر پہلے پہلے شیخ نہ چاہے تو اس کے لیے یہ جائز ہے مگر یہ کہ مشتری ہی کا حق نقد اور اسے
۲۱۱	اگر مین جیز وہ اس کے پاس اس قرض کے عوض دین رکھی جو قرض اس پر دین دلوں کا چاہیے تھا ہے
۲۱۱	اگر دلوں نے مہایہت کرنا تو ہر ایک اپنی باری میں دوسرے کے حق میں عادل کی شکل ہے
۲۱۲	اگر دلوں نے ایک کا قرضہ دے دیا تو مکمل کر دلوں جیز دوسرے کے پاس دین ہوگی
۲۱۲	اگر وہ بدل میں سے ہر ایک پر دلوں کے گناہ (جو ایک جیمہ ہندہ ہے) نے دلوں اس دین کے پاس دلوں رکھا تھا اور اس کو
۲۱۲	تسلیم بھی کیا تھا اور اس بات پر ہر ایک نے گواہی کے تحت اس میں سے ہر ایک کا کوہ باطل ہے
۲۱۳	باب فطرہ عند عدل
۲۱۳	راہن اور مومن دونوں میں سے عادل ہندے کے ہاں دین رکھے پر راضی ہوئے ہیں اگر عادل ہیں مومن چر نہیں کرے تو راضی
۲۱۳	تام ہو جاتا ہے
۲۱۳	اگر جن کی اولاد جنگ کا وقت آیا اور ان کا نائب ہو وہ غرض اس کے پاس مومن چاہا مگر بیچے۔ تاکہ اگر عدل کو بیچے ہو گیا
۲۱۴	جائے
۲۱۴	اگر نقد دین کے بعد کالٹ شرط دینی تو پیش کو بھر دیا کہ چاہئے گا یا نہیں
۲۱۴	اگر مومن چاہے اس کی نقل آئی اور مشتری کے پاس بیٹے مومن وہ تو سستی مشتری سے اپنے بل لیے لائق دار ہے اور مشتری عادل
۲۱۴	پراسپہ بیویوں سے جو گناہ کا مال کر دلوں اور مومن دلوں میں سے ایک پر رجوع کرنے کا اختیار ہے
۲۱۴	باب مخصصہ والحبابة فی الفروع
۲۱۴	راہن اور مومن چیز کو بیچ دے تو بیٹے یا موقوف ہے اگر مومن جائزہ تو بیچے نافذ ہوتا ہے
۲۱۴	مومن کا آزاد کرنا، عمار اور اولاد غلامی ہے
۲۱۵	اگر دلوں نے مومن چیز تک کی نوکھ جائے گا کہ قرض جالی اور مومن اس سے چرواہی جاری میں حاصل کرے اور اگر فی
۲۱۵	ایں ہندہ تو مومن راہن سے کسی قیمت کے لئے اپنے پاس نہ لے گا وہاں تک کہ دین دے
۲۱۶	اگر مومن کسی کو غارتہ دینی تو دین میں سے ہر ایک کو بیعت حاصل ہے اور مومن کو حسب سابق دین کی طرف نودے
۲۱۶	اگر دلوں نے کسی سے کسی چیز کو دین کی خاطر عاریتہ قرضہ لیا ہے
۲۱۶	اگر مومن راہن کا ادھار کرے تو مومن پر گواہی دینا چاہتا ہو تو راہن کو کئے لائق حاصل نہیں ہے
۲۱۶	اگر مومن چاہے راہن کے پاس دین رکھے یا چیز دے کے بعد ہاک ہو تو راہن ضمانت ہوگا
۲۱۶	اگر راہن مومن چاہے تو فی ضمانت کرے تو راہن پر ضمانت ہوگا (اگر پراہن مومن ہو گا)

[illegible]

عنوان

صفحہ نمبر

- ۳۶۷ ائمہ عام کے مالک اور ذمہ دار: مخمور (میںوں نے نقش کیا تھا) کے دیکھنے کے بعد اس کے قابل صلح کیا تو میں دونوں کے خون کی جانب سے صلح نصف ہو گا۔
- ۳۶۷ اراکہ کوئی نے ایک بندے کو قتل کیا تو وہی ایک کے عوض میں کوئی قتل کی جائے گی۔
- ۳۶۸ اگر وہ بندوں نے ایک بندے کا ہاتھ مات دیا تو وہی ہاتھ کے بدلے میں بندوں کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اگرچہ دونوں نے چھری پکڑ کر اس کے ہاتھ پر چلا کر ہاتھ کاٹا۔
- ۳۷۰ اگر کسی خادم نے کسی شخص کے قتل کو عہدہ قرار کیا تو میں تمام قصاص لیا جائے گا۔
- ۳۷۱ اگر کسی شخص نے قصاص اٹھی اور شخص کو تیرے دامیر ہو کر ہر سے شخص کو کاٹا تو دونوں مر گئے تو قاتل پہلے کے بدلہ میں قصاص ہو گا۔
- ۳۷۲ اگر مارا گیا ہو اس سے بچا ہونے والے انسان یا نبات پر کاٹا گیا، اگر وہ مر گیا تو نہ کی صورت میں ہر مثل اور خفا کی صورت میں اس کی مدد کر دی جائے گی اس کا ہر مثل اٹھایا جائے گا اور پانی درخت کے لیے وصیت ہو گا۔
- ۳۷۵ اگر مستحق الیہ قلع کی وجہ سے مر گیا تو قاتل جس سے قلع کا قصاص لیا تھا قصاص لیا جائے گا۔
- ۳۷۶ اگر مستحق الیہ قلع نے قصاص کا قلع کا ہاتھ قلعی سے قلع کے بغیر کاٹا اس سے قاتل مر گیا تو مقتول الیہ سے قصاص لیا جائے گا۔
- ۳۷۷ کسی شخص نے کمر کو قتل کیا اور دیکھ کے بچنے سے قاتل بھاگا تو وہ دیکھ میں اس نے قاتل کو حاف کتاب دیکھ کے بچنے پر قاتل کے ہاتھ کا کچھ عوض و ادب ہو گا یا نہیں؟ فقہاء کے اقوال۔
- ۳۷۸ باب الشہادۃ فی القتل و اختصار حالات۔
- ۳۷۸ قصاص اندازہ دہ کے لئے ثابت ہوتا ہے نہ کہ اداوت میں۔
- ۳۷۹ ہر دو چیز جس کے ہر دو اداوت کے خطریت سے ایک میں ہاتھ ہیں اس میں دہ میں سے ایک باقی کی طرف سے قصاص ہو گا۔
- ۳۸۰ اداوت کے خطریت سے۔
- ۳۸۱ خلافت کے خطریت سے۔
- ۳۸۱ اگر محتفل کے بیٹوں میں سے ایک نے باپ کے قتل پر گواہی میں پیش کیا کہ میں کا ایک بھائی غائب تھا بعد میں وہ بھائی حاضر ہوا تو وہ گواہوں کے عہدہ کرنے سے خارج ہے۔
- ۳۸۰ قتل خطا و اورین میں غائب سے حاضر ہونے کی صورت میں وہ گواہوں کے عہدہ کرنے کی تاج نہیں ہے۔
- ۳۸۱ اگر قاتل نے غائب کے معاف کرنے پر گواہ پیش کیا تو حاضر غائب کی طرف سے قصاص ہو گا۔
- ۳۸۱ اگر کسی شخص نے عہدہ اختراک تمام کو قتل کیا اور شرکا میں سے ایک تو ایک حاضر تھا اور اس نے غائب کی معافی پر گواہ پیش کیا تو حاضر غائب کی طرف سے قصاص ہو گا۔
- ۳۸۲ اگر قصاص مکہ و درخت دہانے چاہے بھائی کے قصاص معاف کرنے کی گواہی دے تو یہ گواہی قابل ہو گی۔

صفحہ نمبر	موضوع
۲۸۵	کرائی کے کوآئی کے زمانہ میں اور آگ میں لٹک ہو جائے تو یہ کبھی باطل ہوگی
۲۸۶	بکسل اور اطلاق کے درمیان فرق
۲۸۷	اگر وہ دہا میں ہے تو چرانیہ کی قسم کے قتل کرنے کا اقرار دیا اور مقتول کے دہائے میں قتل کی تہذیب کی قیود و احکام سے قصاص لے سکتا ہے
۲۸۸	دارے میں مالت کی کا اعتبار ہے نہ کہ فاضل مصلحت
۲۸۹	زید نے عمر کے غلام کو خرید لیا اور تیر چھپنے کے وقت میں سے اپنے غلام آزاد کر دیا اور ان وقت میں تیر تک کیا جس سے وہ تیر تک آپ
۲۹۰	زید کا غلام کی قیمت ہوئی
۲۹۱	مومن جو ظہار پر چر چھپنے کے بعد اس کو ہمراہ تیر کر کے لے کر وہاں جاتی ہے تو اس پر حج واجب ہے
۲۹۲	کتاب اللغات
۲۹۳	اورت کا قی کوئی اور مسئلہ نہیں کا پڑتا
۲۹۴	ہذا میں نسبت
۲۹۵	درت کا مینر
۲۹۶	درت کا معنی شری
۲۹۷	درت کی مقدار اس سے چھوٹ اور بڑی ہے
۲۹۸	قتل کا اور شہرہ کے کنارے کا بیان
۲۹۹	بان کا ایک حالت میں اس کو دوسرے کا دل درت واجب ہوئی ہے
۳۰۰	وہاں علماء و فاضل بیان میں اس کو اس کے کف کے سے پہلے درت واجب ہوئی
۳۰۱	یہ مفسر جس کی عظمت ہونے کی وجہ سے زائل ہوئی تو اس میں درت ہوئی
۳۰۲	شہاد میں قتل کی ترہ میں جو ان کو نہ تھا ان میں سے ہے
۳۰۳	موجودہ آراء میں یہ ہے کہ اس میں درت کے خلاف ہوگا
۳۰۴	قلموت میں کار کا بیان
۳۰۵	وہ جو سب اشیاء میں خواہ مخواہی کے ساتھ ہو جس کے بغیر اس میں نصف درت ہوئی
۳۰۶	وہ جو جس میں ایک اشیاء میں درت کا اثر اس میں ہوگا
۳۰۷	اذا کو اشیاء کے کف کے حکومت میں واجب ہوگا
۳۰۸	موجودہ کے صدر میں درت عقل و سر کے ہونا جائز ہے تو اس کا ماحول اس میں درت کا ماحول ہوگا
۳۰۹	ہذا میں طرفہ میں شری کے طرف سے جواب

صفحہ نمبر	۱۷۱
۳۰۲	اور موصوفہ اور ان کے خصوصیات پر مبنی انہیں جانی تو اس میں قصاص ہوگا یہ ہے
۳۰۳	اور ان کی ہوتی ان کی کے ساتھ ہونے والی موت کے ہوتے تو اس میں کیا عذاب ہوگا
۳۰۴	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۰۵	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۰۶	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۰۷	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۰۸	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۰۹	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۰	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۱	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۲	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۳	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۴	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۵	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۶	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۷	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۸	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۱۹	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے
۳۲۰	اور ان کے قصص کے بارے میں قصص کے بیان کے بارے میں اس پر مبنی ہے

صفحہ نمبر	موضوع
۳۲۰	نکاح کی ہوتی، یہاں پہنچے، ان کے درمیان مشترک سواہر میں سے ایک سے رہنے کا مطالبہ کیا اور یہ وہی نکاحی پر ہوئی جس سے وہ رہ گیا یہ اس شریعت کی بنیاد پر ایت کے یا پھر جس سے کی نشان دہی
۳۲۱	باب حدیث البیعة و حلیہا
۳۲۱	اگر چہ اس نے کسی دہندہ یا صلہ کیا یا صلہ پاؤں یا صلہ دیکھتے ہو تو سو غنائم ہوا۔
۳۲۲	اگر چہ اس نے کھڑے ہوئے یا چلنے کی بات میں لپٹی اور اس نے کوئی انسان یا ایک سو سو غنائم میں سے ایک ہوگا۔
۳۲۲	اگر اس کے پاؤں سے نکلیں یا چلنے کی بات میں لپٹی اور اس نے غدا، ازاد یا چھوٹا چھوٹا اس نے کسی نئی آنکھ یا زنی یا کوئی پتھر یا زنی تو سواہر
۳۲۲	غنائم میں ہوگا۔
۳۲۳	قائد اور سائنس اس چیز کا نام میں ہوگا جس سے سواہر میں ہوتا ہے۔
۳۲۴	اگر دیکھو اسواہر اس سے سامنے آئے تو اگر اس میں اور پاؤں سر جا میر تو ہو یا کسی اور دہریہ دہریہ کی دیت واجب ہوتی۔
۳۲۴	اور اس میں دہریہ کا ہونا جس کی دہریہ کی پٹری میں دہریہ سے مراد تو سواہر میں ہوگا۔
۳۲۶	جس نے کلیان دہریہ کو زنی اس کو یا چلنے اور چلنے سے حق نقصان یا تو کئے حکمت میں ہوگا کہ چلے گا۔
۳۲۷	اوپر یا چلے جو دہریہ کو چھوٹ کر دہریہ اور اس نے نقصان پہنچا تو اس میں سواہر نہیں ہوگا۔
۳۲۸	ضالی کا بکری کی ستم چھوڑنے کی صورت میں جہدہ نقصان نہیں ہوگا۔
۳۲۸	باب حدیث شرفی و علیہ
۳۲۸	اگر کسی غلام نے بھلا کوئی بدعت کی تو اس کا مالک اس بدعت نے یا نہ ہوگا۔
۳۲۹	اگر مالک نے بدعت کا عوض نہ دیا اس کے بھلا نے کوئی اور بدعت لی یہ بیکل بدعت کی طرح ہے۔
۳۳۰	اگر غلام نے بدعت کی بات کی تو اس کا مالک کوئی بدعتوں کے بدلہ میں دے دے جس کو وہ اپنے حق کے
۳۳۰	بہتر اختیار کر لیں گے۔
۳۳۱	اگر کوئی غلام کا مالک دیکھتا ہے تو اس کو تیر مارنے یا دھکیلنے سے متعلق کر دے اور غلام نے یہی ایسا کیا تو غلام آزاد ہوا۔
۳۳۱	اگر غلام نے کسی آزاد شخص کا ہاتھ مارا تو اس کا مالک اس کے بدلہ میں دے دیا یا تباہ شدہ غلام نے اس کو آزاد کیا اس کے
۳۳۲	موجودہ رعایت کر لیں تو غلام بدعت سے آزاد ہوگا۔
۳۳۲	اگر کسی آزاد شخص غلام نے خود بدعت کی بھلا مارا۔ اس کو غلامی میں آزاد کیا تو اس پر قرعہ خواہ کے لیے تا دہن ہوگا غلام کی
۳۳۳	قیمت لدا اس کی بدعت میں سے کچھ اور مال دے بدعت سے لیے اس کی قیمت اور اس میں سے کچھ ہوگا۔
۳۳۳	اگر مشرور نہ کر دے یا کسی بچے کو اس کے ساتھ بچہ کو بچا جائے یا قرعہ کی بدعت اور اس کے ساتھ بچہ نہیں دیا جائے گا اس کی
۳۳۳	بدعت کی بدعت۔

صفحہ نمبر	مضمون
۳۴۵	لے لے۔ اور اگر چاہے تو غلام نقصان لینے کے بغیر اپنے مرنے لگے۔
۳۴۶	نقصان: "اگر وہ بار بار اہلکے کو کوئی جنازت کی تہمت اور ذہانت کے ادب میں سے جھٹکا نہ دیتا۔"
۳۴۷	اگر اس نے پھر جنازت کی تو دوسرے کو کوئی پہلے کا شریک نہ کیا۔ تہمت میں جو اس کو نقصان پہنچا ہے۔
۳۴۸	اگر کسی نے یہ نظام نصب کیا جس کا ہاتھ مالک نے کاٹ دیا تھا۔ پھر وہ سرایت کر گیا تو غاصب ہاتھ کے نوئے غلام کی تہمت کا ضامن ہو گا۔
۳۴۹	وہ اگر غلام نہ ہو گا جس نے اپنے شریک کو نصب کیا پھر اس کے پاس مرنے کا۔
۳۵۰	اگر وہ غلام نے غاصب کے قبضہ میں کوئی جنازت کی۔ اس کے بعد مالک کے پاس پھر جنازت کی یا اس کے برعکس تو مالک والوں اور ایوانہ دہانت کے لیے یہ نظام کی تہمت کا ضامن ہو گا۔ اور مالک اس کی نصف قیمت غاصب سے واپس لے کر اور کو دے۔ پھر مالک پہلی صورت میں غاصب پر رجوع کرے گا۔ اور دوسری صورت میں نہیں۔
۳۵۱	اگر وہ برائی ہو گا تو اس میں غلام ہوا تو مالک غلام دے دے اور غاصب سے غلام کی آدھی قیمت واپس لے لے۔ اور مالک کے پاس یہ نصف محفوظ ہوگی۔
۳۵۲	جس نے آزاد ہو کر غاصب کو غلام دیا اس کے پاس ایسا ایک بھار سے مرنے کا تو ضامن نہیں ہو گا اور اگر نکلی کر نے یا اس پر سے مرنے کا تو اس کی نہ اور ہی دہانت دینے کی ضامن ہوگی۔
۳۵۳	اگر بچے کے پاس غلام دہانت دیا گیا اور بچے نے اس کو مالک کیا تو بچے کی برادری پر دہانت واجب ہوگی۔
۳۵۴	باب الفصاحۃ
۳۵۵	دوسرے جس پر دہانت ہو اور نے کاش ہو یا کفارہ ہونے کا نشان ہو یا اس کے کان یا سمجھ سے خون بہتا ہو۔ کسی مکے میں یا یا میر یا سر کے بغیر اس کا بدن ملے یا اس کا کثر بدن یا آدھا بدن سر کے ساتھ ملے۔ اور اس کا قاتل معلوم نہ ہو اور ولی مقتول اس اہل مکہ پر دعویٰ کرے گا اور اس کے بعض پر قاتل ملے۔ تہمت پہنچاں بدل سے قسم نہ جائے۔
۳۵۶	اگر وہ لی ایسے شخص پر دعویٰ کیا جو اہل مکہ میں سے نہیں ہے تو قسامت اہل مکہ والوں سے ساقط ہو جائے گی اور اگر اہل مکہ پہنچاں سے کم ہو تو قسم نہ۔ تہمت نہ رہا جائے۔ نہ کی یہاں تک کہ مکمل ہو جائے۔
۳۵۷	بچہ یا اہل مکہ غلام پر قسامت نہیں ہے۔ اور دہانت میں تہمت جس پر دہانت کا کوئی ثبوت نہ ہو یا خون اس کے منہ یا مقام ہمارا یا اس کے ذمہ نہ ملے۔
۳۵۸	کسی مکہ میں یا بچہ جس کے بعض غاصب مکمل تھے تو یہ بچہ قسامت میں نہ کی طرح ہے۔
۳۵۹	ایسا جانور جس کا بچنے والا جو دہانت دیا گیا تو ساقط کی برادری پر۔ یہ کاغذ نہ کی مکمل مکمل پر اور اسی طرح اگر بچہ اور کاغذ والاس کا ایک ہو جس کا بچنے والا نہیں تو غاصب ضامن ہوں گے۔
۳۶۰	وہ جانور جس پر مقتول ہو اور دہانت نہ ہو۔ کہ وہ میان ہو تو قسامت قریب والی ہوتی ہوگی۔ اور اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا گیا تو

21.4

[illegible]

اگر جیسی نے ایک شعر میں اسے اپنی مہم کو، جسکی سبقت تو چارٹر تھا، پہنچانے کے لیے دعا در تراس
کھینیں ملاؤ گاسے لیجئے۔ یہ ہے.....

انگریزی نے قبر کے مال سے مفہوم پروردہ کی وجہ کی تو اس لیے یہ غلبہ ہے کہ سہمی کی سوت کے بعد اس کی دھیرے کو جانور قرار دے۔

کردو بیٹاں میں سے ایک نے نقشہ کے بعد مال کے قبائل میں بہت سے مصیبت کرائے، ان کے قوتیں سفر کر کے، ان کے ایوان کے ان کے وہی سپاہیوں نے، وہی کی مصیبت کے بعد جو کہ قوت دیوں، وہی کے لئے، ان کے آگے، ان کے مال کے ٹھٹ سے بھگتے

ماہ العقیقہ فیہ العرمین
 خورشیدی جس حالت غماض سے وہ ناز کر رہا تھا اسے موت محنت میں ڈبو کر اس کے اس سے معتبر دکھایا کہ وہ اس کی تہنیتی سے مستحکم

لوگ اور جو صرف محبت کی طرف متضاد، دو درویش کی قبیل سے تھے، انھوں نے یہ بات محبت میں جوڑ دی۔

حب و محبت ہے ۔ اگر دکاندار نے درمیان ایک حق والے سواگر کو پہلے نمائش کی تو یہ جیسے کہ اس کے لئے اپنے جانور باقیہ دونوں کی طرف سے

اپنے کام کی آزادی سے وصیت کرنا، اصل جو کہ ان کے نام سے پیش کی گئی تھی کہ وہ یہ بھی کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے۔

اگر مریض نے زنجیر کے لیے اپنے اہل گھر کو تھوڑی سی مدت میں حرا سے لے کر پھر واپس آکر دیکھا تو اسے یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہاں کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ مریض کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہاں کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ مریض کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہاں کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔

تجلی سے فی صاف ہے کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کو اپنے آپ سے جدا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کو اپنے آپ سے زیادہ ہونے کی ضرورت ہے۔

ابن النوفی، صفحہ ۱۸۳، رد وغیرہ

موسیٰ کا یہ بھی نام ہے جو اس کے مرنے سے تھوڑے عرصے بعد اس کے گھر میں آکر پہنچا۔ وہ اس کی پیروی کرتا تھا۔

آل انٹرنیٹ کے ایس ایم ایم پر ہیں۔ اس میں ۱۵۸ ممبران ملے ہیں۔ یہ ایس ایم ایم قریب ۱۵۸ ممبران کی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابتداء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَوَلَا تَعْلَمُ مِنْ كُنْ فَخَرَفَ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَمْ يَدْرُوا فِي الدِّينِ - الْآيَةُ
فَالِ انْصَرَفَ الْغَيْبُ وَبَسْمِ مِنْ بَعْدِ الْغَيْبِ - حَبْرًا يَفْهُمُ الْغَيْبَ (رواه البخاري ومسلم) وقال ايضا عليه
واحد من عسى ان يكون من ثوب عابد - (رواه تبيينه)
وقال الامام محمد رحمه الله تعالى:

تعلمه فان الغفوة افضل فائدة الى البر والقوى واعتدل قصدا
وكن مستعدا كل يوم زيادة من الغفوة وامسح في معجز القوائد
فان فقرها واحدا موعظا الى الله على الشيطان من الف عابد

(مقدمه موعظہ)

یہ فقیرت دعا پر قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات میں سب سے بڑی نعمت حضور کریم ﷺ کی ذات پر کمالات امر قرآن کریم
پیرانی طرح قابل قدر انعامات میں سے ایک نعمت مکتبی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور ان کی ہدایت کر دہندہ ہے۔
لہذا کوئی مکتبی سمجھے کہ یہ سب سے بڑی نعمت قرآن میں ہے یا شعبہ ما بعقد کسرا معا نقول - (آیہ اور مصلحتی معنی قد
کے بہت زیادہ ہیں خدا مہربان ہے اور اللہ نے اس کو تعریف فرمائی ہے) معرفت النفس مالہا وما علیہا۔
اور علم فقیرت کی حد یہ تعریف عام ہوں میں ہے کہ اس شخص کو غزل ارشاد سے محفل ہے کہ "انہوں کی زندگی کے حدود و ضوابط اور
نہ حدود کے اندر پیش آئے اسے واقعات کا کل منظر ہے۔

قد کے بجا ہی ما نہ چار ہیں (۱) قرآن (۲) سنت (۳) حدیث (۴) ایمان (۵) تقویٰ
کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے اصل ہونے کے لئے تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور تقویٰ کا ثبوت تو حضرت معاذ جہنم کی
حدیث سے ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت معاذ جہنم کے کدھے پر ہاتھ رکھ کر کہ الحمد لله اللہی وفیہ رسول رسول
اللہ مکمل حدیث اللہ اور اللہ میں موجود ہے۔

ایمان کے اصل ہونے کے لئے نام ابن تیمیہ نے اعلام المؤمنین میں ایک روایت نقل کی ہے کہ یہودی میں ہر ان کی روایت ہے کہ
حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو خلافت ملی ان کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی مسئلہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں نہ تھا
تو آپ کا پرستار کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو جمع فرماتے اور میں بات پر ایمان بجا دیا کرتا تھا۔ (مجموعہ اعلام المؤمنین)

آپ کی آغوش میں، جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رکھا ہے، میں نے اپنے دل میں رکھا ہے۔

انہوں نے میں آپ سے شہر کو آپ کی مجلس میں رہنے کی غرض سے شیعہ "مجلس" میں داخلہ لیا۔ انہوں نے ان کی شرع فتوح سے بہت متاثر ہوئے۔

[illegible][illegible]

مواہدہ مذکورہ جو اس وقت کا ایک نکتہ مبہم ہے اس پر اس وقت کے علماء کا یہ خیال تھا کہ یہ سب کچھ کفر ہے۔ لیکن بعد ازاں اس کتاب کے اسرار کے کچھ لوگ اس میں تو ایسا کچھ پا کر اس پر اس وقت کے علماء کی نفرت پیدا ہوئی کہ اس کو

جواب میں انھوں نے کہا کہ ملکی وفاق نے اس سلسلہ میں ۱۹۸۱ء سے ایک مطالعہ جاری کیا ہے۔ اسے باقیوں میں منسلک ہے۔
انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ملکی وفاق نے اس سلسلہ میں ۱۹۸۱ء سے ایک مطالعہ جاری کیا ہے۔ اسے باقیوں میں منسلک ہے۔

ہمارے بے گم ہونے کا اصل شریکِ افتخار و تمجید خداوندی ہے۔ اے نبیؐ جو قرآن میں

Mathematics 2022, 10, 1000

ر.ف.م. العربي ورف.

میر تقی میر

المجلة ١٤٣٨ هـ / ٢٠١٦ م

2019年10月10日

عجی غور الہیہ نے ہم سے قدر کم تر یوں اور بھی قدر کی گائی کہ میرے پیش (پیشہ) میں جو حقانہ زبان کی خدمت دہا، استغواب ان کا جس طرح ان کے ہونے کو نے اپنی بارش مہندی اس پر جو ضربہ تمام تبصرہ کی ہے کہ اسے عمل دہا، ایسا ہی میں دہا کی قدر

متحدہ اطلاع دیا کہ انہوں نے گورنر کے پیشکش نمک شریں و تاج پہنچا دیا تھا اور ان کے موسمِ قیام کے لئے اپنے الٹی میٹیم کے مطابق ۔۔۔

[illegible]

اس شرم سے رو بہ طاعون کی بیخودی مرے کی جی۔۔۔ نکالو! کشتہ کی ہے۔

(۱) فیصل آباد: سیالپور کے قریبی علاقے میں ایک شخص نے اپنے دوست کو

۴۔ مخرج اس عنوان کی ہے صمدیہ - سلسلہ کی بنیاد پر مبنی ہے۔

(۳) ریکلن میڈیا کے تحت تمام تعلقات پر ایک ایسا نظریہ (پالیسی) قائم ہوتی ہے کہ:

۱۰۔ اپنے مہربانی، بخشش کی اجازت اس شخص کی طرف سے دے دو۔ مقتدیہ نے جواب دے دیا کہ میں۔

(۵) راجہ اور مفتی نے قتل کی لاش کو لے کر متوالی کی راستی پر پہنچا۔ وہاں پہنچ کر مفتی نے کہا کہ قتل ہمارا قتل ہوا ہے۔ ہم نے اس کو قتل کیا ہے۔ (۶) مفتی نے کہا کہ قتل ہمارا قتل ہوا ہے۔ ہم نے اس کو قتل کیا ہے۔

۴۔ فرسندو بی لعلی اور قاضی و تالیف کے جواب مدد و نفاذ کا جواب مل سے معذرت ہے۔ جو اقسام و احباب علماء کرام اور مددگارین سے امید رکھتا ہے کہ انھیں بھی کئی قسم کی تعمیراتی اور ترقیاتی عملیں جنھوں نے کئی نئی صورت میں بند کیا یا شروع کیا، جو لعلی لکھا کر سونوں قریب انھیں سے تاکر آئے ہوں اور انھیں میں مددگار بن سکے۔

اسی طرح کوئی خبر نہ کرتے ہوئے ان کا کسی منسوب و مقام کے نام کا ذکر کیا اور اگر منسوب ہی سمجھتے ہوں جنہوں نے اپنی ماریشیا و مقبلیہ مصروفیات کے بارے میں وہ کہے کہ اتھو ملکی حکومت کی انصاف و فلاحی فکر منطبق نہ تھا اور مج ہی سے جب انکی خطاب احمد علی کران کی حکومت پرست کیے گئے تو ان کا کام کوٹ خانی رہی۔ انہوں نے شائد اس خطاب کے بعد کوئی سبب کی نہ دیا کہ ان کو قبول فرماتے ہوئے اس قدرت میں تجھ کو تیار نہیں بنائے راغبی یا رب العالمین

وَأَنَا أَلْهَمِي مِنَ الْعِلْمَاءِ وَالطُّلَمَاءِ إِذْ يَسْتَفْهِنُونَ مِنْ دُونِي (تيسيري في دعاء المحب)

عن محمد بن یحییٰ بن عیسیٰ بن عبد الوہاب عن

ایک ہو۔

(۲) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ چڑھتی سب کا زیادہ عقد ار ہے اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مقب کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مقب شخص ہے اور دوسری روایات میں الفاظ بدل گئی آئی ہے۔

بیان السبب:

شفع کے دو اسباب ہیں۔

سبب الاثر و غیرت:

سواء المعاجور علی الدوام (بیشکی بری مساعی) کا دفع کرنا ہے۔

سبب الاخذ

لیجے کہ سبب شفیع کی ملک کا اتصال ہونا ہے اس زمین کے ساتھ جو حج دی گئی ہو بخلاف یہ اتصال بطریق الشریک ہو یا بطریق جوار ہو۔ (فتاویٰ ۲۶۶/۱)

میں عقد تعلک بخیر نہیں ہے جو تعلک عین اور منافع دونوں کو شامل ہے اور عقد عقار فصل ہے جس کے ذریعے ملک بلا عوض سے احراز ہو گیا جیسے میراث صدقہ و ہبہ (بلا عوض) اور اس ملک سے جو عوض غیر عین ہو جیسے ہجر، اجارہ، صلح، صلح کن دم کیونکہ عین تمام صورتوں میں شفعہ نہیں ہوتا۔ (نہایت) اخیر کی قید سے حج خارج ہو گئی کیونکہ درمنا کے ساتھ ہونی ہے اور ہجر کی قید اخیر از کی نہیں کہ وہ صورت خارج ہو جائے جس پر شترزی راضی ہو یا کہ قید غلبہ ہے یعنی عام طور پر شترزی شفعہ پر راضی نہیں ہوتا ہے۔ لکن یہ قید غلبہ ۲۶۶/۱ ج ۱ ص ۱۱۶/۱۔

شفعہ کا حق کب ثابت ہوتا ہے۔ اور طلب اشہاد کی حیثیت

و نجب بعد البيع المراد بالوجوب التیوث تستغیر بالاشہاد اذ حق الشفعة قبل الاشہاد من لزلی لان بہیث لو اخر الطلب تطل فاذ اشہد اسخر ای لا یطل بعد ذلک بالافخیر۔

ترجمہ: اور حق شفیع کے بعد ثابت ہوتا ہے وجوب سے مراد ثبوت ہے اور حق شفعہ گواہ مانے سے مضبوط ہوتا ہے کیونکہ حق شفعہ گواہ قائم کرنے سے پہلے مضبوط نہیں ہوتا اس لیے کہ اس حیثیت سے اگر شفعہ کی طلب ضرورت سے ہو کر جائے تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر گواہ قائم کر لے جائے تو حق شفعہ مضبوط ہو جاتا ہے یعنی طلب ضرورت سے ہو کر قائم کرنے سے حق شفعہ گواہ قائم کرنے کے بعد باطل نہیں ہوگا۔

تشریح: حق کرنے کے بعد حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور حق میں وجوب اسے معنی اصلی پر آتی نہیں ہے بلکہ بمعنی ثبوت ہے کیونکہ حق شفعہ کا طلب کرنا شفعہ پر واجب نہیں ہے بلکہ اس کے لیے حق شفعہ ثابت ہے۔ حق شفعہ میں استعراض اور استحکام اس حدت ہوتا ہے جب حج کی خبر ملے یا دانا خیر ای مجلس میں شفیع شفعہ طلب کرے اور اس طلب پر گواہ قائم کرے کیونکہ حق شفعہ گواہ قائم کرنے سے پہلے ضعیف اور کمزور ہوتا ہے لیکن وہ ہے کہ اگر شفیع گواہ قائم کرنے سے پہلے طلب شفعہ میں تاخیر کرے تو حق شفعہ باطل ہو جائے اور طلب

پر گو وہ غم کرنے سے منع شدہ مقہور یا دہم تا ہے اور اس کے بعد حق شافہ ہائیں نہیں ہوتا ہے کہ یہ طلب المحمودہ کو مؤخر کیا جائے۔ (مکدا)
یہ تسبیح و تہنیتی و مہجر و غیرہ میں

ما ملک وار مشفقہ عہ کیا مالک کب بمن جاتا ہے

و یملک بالآخذ بالتراضی او یفشاء القاضی بقدر رؤس الشفعاء لا ینمک ای انما ینملک العطار اذا احده
الشفیع بوصاء و رضی العاشری و قولہ فضاء القاضی عطف علی الاخذ لا یمنی علی التراضی ان القاضی
اذا حکم بیت المسک قبل احده۔

ترجمہ۔ اور شیخ کا مالک رضامندی کے ساتھ لینے سے منع جاتا ہے یا نفعاً و قسماً سے منع، مگر حق کے اعتبار سے نہ کہ مالک کے اعتبار سے
یعنی زمین کا مالک جس جاتا ہے یا نہ ہونے کی بنا پر یا شیخ کی رضا اور مشتری کی رضا سے یا اور معصیت کا قول فضاء القاضی الامتداد معص
ہے نہ کہ تراضی پر اس لیے کہ وہ تراضی غم کرنے کو مشتری سے لینے سے منع کے لیے کہ امتداد ہوتی ہے۔

تشریح: شفیع شیخ کا مالک اور شیخوں سے منع ہوتا ہے:

(۱) مشتری اپنی رضا سے شیخ کو شفیع کے حوالہ کرے اور شفیع اس کو لے۔

(۲) مشتری تو دینے سے انکار کرے مگر تراضی غم کرنے سے اس صورت میں شفیع مالک بن جاتا ہے کہ نہ کہ مشتری کی ملک شیخ کرنے
سے ہم ہو گئی ہو یعنی شیخ مشتری کی رضا کے بغیر و تراضی کے غم کے بغیر نہیں لی جاسکتی ہے اور شرح کو یہ ہے جس کو فضاء القاضی و علی
الشرعیہ پر مطلب نہیں ہے بلکہ علی الاحادیث پر مطلب ہے کیونکہ اگر علی التراضی پر مطلب کیا جائے تو عبارت کا ماضی یہ بن جاتا
ہے کہ شفیع مالک بن جاتا ہے لینے اور یہ لیا غور مشتری کی رضا سے ہو یا تراضی کے غم سے ہو حقیقت میں اس طرح نہیں ہے کیونکہ اگر
تراضی غم کرنے سے لینے یا شفیع کا مالک بن جاتا ہے بلکہ علی الاحادیث پر مطلب ہے تو ماضی یہ ہو کہ شفیع مشتری کی رضا سے لینے
یا تراضی کے غم کرنے سے مالک بن جاتا ہے۔ (کما فی شرح و تفسیر)

شفیع کی ترتیب

للحلیط فی نفس لم یبع ثلث، لہ فی حق البیع ای للشریک فی نفس البیع کالشرب و الطریق خاصین
کشراب نہر لا تجری فیہ السفن و طریق لا یبطل

ترجمہ: (۱) اگرچہ شفعہ بے حد، جس شخص کے لیے جو شریک ہو ان میں سے ہر ایک کے لیے ہر ایک میں سے ہر ایک شریک ہو حق میں
(بچے گھاٹ اور اسٹارگر یہ دونوں خاص ہوں یا یہاں سے شرب نہیں میں اختیار نہیں و غیرہ میں سے ہر ایک شریک ہو حق میں ہوتا ہے۔

تشریح: سب سے پہلے حق شفعہ اس شخص باقی رہتا ہے جو شریک میں شریک ہو جس اگر یہی شریک موجود ہو یا موجود ہو مگر حق
شفعہ کا اور نہ ہو تو پھر اس شخص باقی رہتا ہے جو حق میں شریک ہو مگر حق میں شریک ہو ماضی یہ ہے کہ خاص راستہ ہے۔ خاص گھاٹ
سے مراد وہ نہر ہے جس میں کھیتیں وغیرہ نہیں ہائیں بلکہ وہ کھوس میں پانی دینے کے لیے ہو جس میں لوگوں کی زمینیں اس نہر سے

سیراب ہوتی ہیں اور اس شرب میں شریک ہیں اور جس خمر میں کشتیاں وغیرہ چلتی ہیں اور شرب عام ہے اور جن لوگوں کی کھیتیاں اس سے سیراب ہوتی ہیں ان کی شرکت خمر سے ماحد ہے۔ لیکن ان میں سے کچھ کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ اور طریق خاص دور راستہ ہے جس میں وہ لوگ جاتے ہیں جن کے درمیان بھی راستہ مشترک ہو اور عام لوگ اس راستہ پر نہ جاسکتے ہوں تو جتنے گھر والے اسی راستے میں شریک ہوں وہ ایک دوسرے کے شفعے ہیں اور اگر عام لوگ اس میں جاسکتے ہیں تو ہر ایک دوسرے کے لیے حق شفعہ ہیں۔

شعور کی تربیت

ثم لجار ملاحظ: بأنه في سكة أخرى كواضع جنود سبي الحائط إنما ذكر واضع الجذوع ليعلم أنه جار و ليس بخطيط و لا مشروط للجار الملاحظ وضع الجذوع حتى لو لم يكن له شيء على الحائط يكون جاراً ملاحظاً و عند الشافعي "لا تسفه الشفعة للجار بل للأوليين".

ترجمہ... مجاہد و مسایہ جس کا ترجمہ صحیح کے ساتھ مستقل ہو اور اس کا رد و مدح اور سرخشاہی میں کشتہ ہو جیسے دہم و پر کلکڑاں رکھنے والا اور مختلف دھرم اللہ نے و اشیاء و اشیاء و اشیاء کے لفظ اور کلمے کے ساتھ معلوم ہوئے کے کہ یہ مسایہ، جہاد و شریک نہیں اور مسایہ کے لئے کلکڑاں رکھنے و شریک نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی کے یہ دہم و پر کلکڑاں بھی رکھا ہو تو بھی یہ جہاد کا حق ہے اور نام شافعی دھرم اللہ کے نزدیک شریک صرف اولاد کے لئے ثابت ہے اور جہاد کا حق کے لئے ثابت نہیں ہے۔

[illegible]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل:

- ۱) ... جہاد المذاہر احق بالمذاہر۔ (الترمذی) (مُحَرَّرٌ كَاتِبٌ لِمَا يَرَى مِنْ بَنِي دَارِهِ)۔

- (۲) الجار الحق بقیہ (لبخاری) (پڑاؤ کی ایسی عتبات کا زیادتی وار ہے)۔

- (۴) الجار الحق شفعه ويظهر بها و ان كان غائبا اذا كان طرفيها واحدا في المبدأ والمعاد و هو الذي هو في المبدأ

(الشفع معجم الاظهر بجواهر الفتاوی اعوانیہ . و يعلم من شرح المحلة للمسلم ومنهم باز برد المحار)

طلب مواثبت کی وجہ تسمیہ اور طلب اشہاد و کہن کرے

و هو طلب الموثبة انما سمي بهذا ليدل على غاية التحليل كان الشفيع بطل و بطل الشفعة لم يشهد عند العار او على من معد من بائع او مشتري فيقول مندى فلان هذه الدار وما شبعها ولد كنت طلبت الشفعة واطلها الان والشهدا عليه وهو طلب الاشهاد اعلم ان هذا المطلب انما يجب عند التمكن من الاشهاد عند العار وعند صاحب اليد حتى لو لم يكن ولم يشهد بطلت شفعته وفي الخيرة اذ كان الشفيع في طريق مكة فطلب المواثبة وعجز عن طلب الاشهاد عند الدار او عند صاحب اليد بأكمل وكلا ان وجد وان لم يوجد يرسل رسولا او كتابا فان لم يوجد فهو على شفعته فاذا حضر طلب ان وجد ولم يعمل بطلت شفعته

ترجمہ اور اس طلب کو اس وجہ سے طلب مواثبتہ کہا گیا ہے کہ اس بات پر دلالت کرتے کہ شفیع اس طلب میں ایمانی ملوث کرے تو شفیع فراغ ہو جائے۔ وفاق شفعہ طلب کرے اس کے بعد شفیع زمین کے پاس گواہ قائم کرے۔ اس شخص پر جو شفیع کے پاس ہو کر ملوث ہو یا مشتری اور یہ کہے علائکہ یہ تحریراں نفس سے قرعہ استاذ میں اس کا شفیع ہوں اور میں نے حق شفعہ میں کیا تھا اور اب میں طلب کر رہا ہوں۔ جس کو کہ اس بات پر گواہ ہو اور اس کو طلبہ نامہ رہتے ہیں۔ جان دیے کہ یہ طلب اشہاد میں وقت واجب ہے اس لیے شفیع گواہ قائم کرنے پر گواہ کر کے اس بات میں شفیع ہو کر شفیع طلب اشہاد پر دور تھا اور اس نے گواہ قائم نہیں کیے تو حق شفعہ میں نہ جاتا ہے اور اگر خود میں ہے کہ شفیع ہے کہ راستہ میں تھا اور اس نے طلبہ مواثبتہ کی عمر ہو کر پاس جا کر یا اس شخص کے پاس جس کے پاس گھر ہو گواہ قائم کرنے سے ناجائز ہو تو شفیع اور گواہ کوئی دلیل بنا کر طلب اشہاد کے لیے روانہ کرے اور اگر دلیل میرت ہو تو میرت کا مدعا باطل ہے۔ دوسرے وجہ میں نہ ضرر ہو جائے تو گواہ قائم کرے اور انہیں اس نے گواہ بنائے مگر طالب اشہاد نہیں کیا تو حق شفعہ باطل ہے۔

تفہیم: جب شفیع نے طلب مواثبتہ کیا تو اس کے بعد طلب مواثبتہ کو مضبوط کرنے کے لیے گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہے تو شفیع بائع پر گواہ قائم کرے اگر شفیع اس کے لینے میں ہو یا مشتری پر گواہ قائم کرے۔ زمین کے پاس گواہ قائم کرے اور طلب اشہاد کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے اس میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ شفیع کو اس میں سے کسی پر گواہ قائم کرنے کی قدرت نہ ہو اگر شفیع اس میں سے کسی ایک پر گواہ قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو اس میں تاخیر بھی گواہ قائم نہیں کیا تو اس کا حق شفعہ ساتھ ہو جاتا ہے۔

﴿فائدہ﴾

اگر حق بائع کے پاس ہو جو کسی بھی ملک اس نے مشتری سے والی حق یا وہ شفیع نے بائع کے پاس گواہ قائم کیے تو کیا اس سے حق شفعہ ساقط ہو جائے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

قول اول: شیخ الاسلام خرابہ زہد اپنی شرح میں کوہر الجامع الکبیر اور شیخ الکبیر الزہد امروہو لا یکی نے کہا ہے کہ اس صورت میں قیام تا حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے لیکن مختصا مائتہ نہیں ہو جاتا ہے۔ دیکھئے: المعیط البہانی ۳۱/۱۱، البین النفاقی ۲۳۴/۵، شرح المحلة لمحمد خالد الاتاسی فی المادة ۱۰۳۰ (۳۱۲/۴)۔

النبیہ ۱۰۳۶/۱، الکتابہ علی الفح ۸/۱۰، البحر الرائق ۸/۲۹، مجمع الانہر ۳/۱۰۵، البحر المستقی فی شرح المستطی الا بحر ۲/۱۰۵، الہندیہ ۵/۱۸۳، الشعبہ ۵/۳۷۵، المستطی النیرین علی مجمع البحرین ۳۹۶، خلاصۃ المغنی ۲/۳۵۶۔

قول دوم: شیخ ابوالحسن القدری اپنی شرح میں ائمہ مطہریں اجلاس میں اور ای طرح صدر شہید عمامہ الدین محیط یوہانی میں (۳/۱۱) اور شیخ محمد بن علی مجمع البحرین (ص ۳۹۲) میں اور شیخ سید محمد تنقیح الحاصلیہ (ص ۱۸۳/۲) اور صاحب زادی النبیہ علی ہامش تنقیح الحاصلیہ (۳/۳۹۶) میں اور صاحب البدایہ (۳/۳۹۶) اور امام عادل علی البدائع و المستطی (۲/۲۶۵) میں اور قاضی خدیجہ (۳/۳۳۸) میں اور صاحب در المختار علی باختر و المختار (۳/۳۷۵) اور امام یزید ہاشمی الا بحر (۳/۱۰۵) میں اور خاندانہ (۲/۳۷۵) میں کیا ہیں کہ اس سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

مفتی بہ قول: قول دینی بخلاف ہے۔ (الو لو الجیہ ۳/۵۸، خلاصۃ ۲/۳۵۶)۔

طلب تسلیم کا طریقہ اور اس کی تاخیر سے حق شفعہ ساقط ہوگا یا نہیں؟

فہم یطلب عند قاضی فیقول اشترى فلان دار کذا و اما شفيعها بدار کذا انی فمروہ مسلم الی و هو طلب تسلیم و خصوصاً و بناء غیر ہ لا یبطل لا یبطل الشفعة و قال محمداً و جمہ ائمالا اخرہ شہرا بطلت و بہ یفتی۔

ترجمہ۔ اور قاضی بعد میں حق شفعہ کا دعویٰ قاضی کے پاس کرے اور کہے کہ فلاں شخص نے فلاں گھر خریدا اور میں فلاں گھر کے جب سے اس کا شفعہ اس پر مندریٰ واقع ہو گیا کہ وہ بیچ کو میرے لئے کر دیں اور اس طلب کا طلب خصوصاً اور طلب تسلیم کہتے ہیں اور اس طلب کو مؤخر کرنے سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا اور امام محمد نے کہا ہے کہ اگر شفعہ نے اس طلب کو ایک مہینہ تک مؤخر کیا تو حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور یہی سنتی بہ قول ہے۔

مفتی: طلب سوا حب اور طلب اشہاد کے بعد شفعہ قاضی کے پاس حق شفعہ طلب کرنے اس طلب کا طلب خصوصاً اور طلب تسلیم کہا جاتا ہے طلب خصوصاً کا طریقہ کار یہ ہے کہ شفعہ قاضی کے پاس حاضر ہو کر یہ کہے کہ شفعہ خیر محمد نے الاحمد خان بٹاک نمبر ۳۳ گھر نمبر ۲۵ خریدا ہے اور اس کے ساتھ میرا گھر نمبر ۲۶ متصل ہے میں اس وجہ سے حق شفعہ کا دعویٰ دار ہوں اس پر آپ مفتی یا جج کو حکم کریں کہ میرا حق شفعہ تسلیم کرتے ہوئے بیچ میرے خلاف کر دیں۔ طلب ان خصوصاً کب ساقط ہوتا ہے؟ اس میں اختلاف رکیم اللہ کے درمیان اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طلب خصوصاً مؤخر کرنے سے ساقط نہیں ہوتا اگرچہ تاخیر زیادہ کیوں نہ ہو کیونکہ حق شفعہ شفعہ کے لیے دو طلب سے ثابت ہے اسے (طلب سوا حب اور طلب اشہاد)۔ اور اصول یہ ہے کہ ثابت شدہ حق اس وقت تک ساقط نہیں ہوتا جب تک صاحب حق مراعات ساقط نہ کر دے پھر جب تک شفعہ اپنا حق شفعہ مراعات ساقط نہ کرے صرف تاخیر سے ساقط ہوگا۔

۱۳۔ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قاضی کی ایسی مجلس جس میں شیخ طلب خصومت نہ کر سکا تھا اگر اس نے نہیں کیا تو اس سے اس کا حق نشعہ ساقط نہ ہوتا ہے کیونکہ حسب قاضی کے پاس ایسی مجلس گزر جائے جس میں شیخ طلب خصومت پر قدرت رکھتا تھا مگر اس نے حسب خصومت نہیں کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے قاضی طلب خصومت سے اعراض کیا ہے اور وہ قاضی نشعہ نہیں چاہتا بلکہ اس کا حق نشعہ ساقط ہو گیا۔

۱۴۔ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مہینہ تک اس نے بخیر کسی عداوت کے طلب خصومت نہیں کیا تو اس سے اس کا حق نشعہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ اگر طلب خصومت کو بلا تعدی و ساقط نہ کیا جائے تو اس کا تیرے دشمنی کو ضرر پہنچتا ہے کیونکہ اس اور ان دشمنی کی شیخ میں تعارض نہیں کر سکتا اس خوف کی وجہ سے کہ شیخ اس تعارض کو توڑ دے تو ہم نے دشمنی کو اس ضرورت پہانے کے لیے طلب خصومت کی صورت ایک مہینہ رکھی۔ (الرد المحتار و المغالغ ۲/۶۷)

مفتی بہ قول ابو محمد رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔ کذا فی المحيط البرہانی و النبیۃ المغنی و مختارات النوازل (و مجمع الزہد ۳/ ۱۰۶) و (الشامی ۱/ ۳۶۱ تصحیح و الترمذی ۲۶۳، و تحفۃ الفقہاء ۵۵/۳، و التقیۃ ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶)

شیخ میں قاضی کا کردار

وإذا طلب سائل القاضی الخیم علیہ عن مالکۃ الشیخ المدار المتصوّر بہا فان اقر بملک ما شفع بہ و نکل الحلف علی العلم بانہ مالک کذا و لو برہن التصع سألہ عن الشراء فان الر بہ او نکل عن الحکم علی الحاصل او السب اعلم ان ثبوت النشعة ان کان مطلقا علیہ یحلف علی الحاصل بانہ ما استحق هذا الشیخ النشعة علی وان کان مختلا فلیہ کشفۃ الجوار یحلف علی السب ما فیہ ما اثبتت ہذہ الدلایہ ربما یحلف علی الحاصل بمعص الشافی و قد سبق فی کتاب الدعوی.

ترجمہ:۔۔۔ جب شیخ نے قاضی کا دعویٰ قاضی کے حضور میں کیا تو قاضی دشمنی سے یہ سوال کرے کہ کیا شیخ ان گھر کا مالک ہے جس کے سبب وہ قاضی نشعہ کا دعویٰ کر رہا ہے؟ اگر دشمنی نے فرما دیا کہ جی ہاں ایسی مجلس کا گھر ہے یا دشمنی نے قسم اٹھانے سے انکار کیا اس وقت پر گھر کے معلوم نہیں ہے کہ شیخ اس گھر کا مالک ہے یا نہیں اور یا شیخ اس بات پر آمادہ فخر کرے کہ وہ ظوار ہے ہر بات پر قاضی دشمنی سے پوچھے کہ یہ گھر جس پر شیخ قاضی نشعہ کا دعویٰ کر رہا ہے؟ اگر دشمنی فرمے۔۔۔ نہ تو انکار کرے یا قسم اٹھائے (حاصل مدنی یا جب مدنی پر اسے انکار سے یہ بات چاہا تو کہ نشعہ خلق علیہ (ابا ہاشم) نہ درمعد اور امام ثانی رحمہ اللہ کے پاس اٹھا تو پھر دشمنی اس طرح قسم اٹھا کہ یہ شیخ محمد پر حق نشعہ کا حق دار نہیں ہے اگر قاضی نشعہ خلق علیہ نہیں تو تو پھر دشمنی سب پر اس طرح قسم اٹھائے گا کہ میں نے وہ گھر جس پر قاضی نشعہ کا دعویٰ ہے خریدا نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات دشمنی حاصل ہو گا۔ مذہب ثانی اس بات پر قسم اٹھاتا ہے۔

عشر:۔۔۔ جب شیخ نے قاضی کے حضور میں قاضی نشعہ کا دعویٰ کیا تو قاضی دشمنی سے پوچھے کہ یہ گھر جس کی وجہ سے شیخ قاضی نشعہ کا دعویٰ کرتا ہے کہ شیخ اس کا مالک ہے؟ اب یہاں غلطی ہو سکتی ہے۔

۱۔ ... مشتری یا قرار کرے کہ جی ہاں ایہ شفع کا ہے۔

۲۔ ... مشتری یا قرار تو نہیں کرتا کہ انکار کرتا ہے مگر شفع اس بات پر گواہی کرے کہ جی ہاں ایہ گھر میری ملک میں تھا جب مشتری نے اس کے ساتھ گھر خرید لیا تھا۔

۳۔ ... اگر شفع گواہ قائم کرنے سے عاجز ہوں تو پھر مشتری سے حلف طلب کیا جائے اور حلف اٹھانے کی کیفیت میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشتری اپنے علم پر اس طرح قسم اٹھانے کہ میں قسم کھا ہوں اس بات پر کہ مجھے علم نہیں ہے کہ یہ گھر جس کی وجہ سے شفع حق شفع کا جو یہاں ہے شفع کا ہے یا نہیں۔ اور اسی قول کو مدد فقہین نے اختیار کیا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشتری اس طرح قسم (جہلف علمی طمانت) کہ شفع اس گھر کا مالک نہیں ہے۔ (مبسوط برہاسی ۱۶/۵۶)

مفتی بہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول مفتی بہ ہے۔ (الدر المنثور فی شرح التلخیص علی حاشیہ مجمع البحرین ۱۰۶/۳)

اگر مشتری نے تو قرار کیا یا شفع نے گواہ قائم کیے یا مشتری نے قسم اٹھائی ہے تو اس صورت میں بیعت نامہ مشتری سے یہ پوچھ کر کہ یہ (جس کے حق شفع کا گواہ یا مفتی ہے) آپ نے فرمایا ہے تو پھر اس میں تین صورتیں ہیں۔

۱۔ ... مشتری خریدنے کا قرار کرے۔ ۲۔ ... شفع خریدنے پر گواہ قائم کرے۔ ۳۔ ... شفع کے گواہ چٹکا کرنے سے عاجز ہونے کی صورت میں مشتری سے حلف طلب کیا جائے لگاتار پھر یہ قسم جس چیز پر اٹھائی جائے تو اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر شفع شریک ہے (تو وہ شریک قسمیں بھی میں سے یا حق بیع میں ہو) تو اس صورت میں مشتری حاصل (حق شفع) پر قسم اٹھائے اور اگر شفع بدعا صبیحہ جو تاجر قسم سب (یعنی خریدنے) پر اٹھائے اس لیے کہ اس صورت میں یہ تو ہو سکتا ہے کہ مشتری امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کا ہو۔ اب اگر وہ حاصل پر قسم اٹھائے تو وہ اپنے قسم اٹھانے میں صادق ہے بلکہ عدلی کا قصاص ہوگا اس لیے یہاں قسم سب پر لی جائے گی (یعنی وہی علیہ یوں قسم اٹھائے گا کہ بخدا میں نے یہ گھر نہیں خریدا)۔

امام یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں مشتری سب پر قسم اٹھائے گا۔

مفتی بہ قول: امام ابو یوسف کا قول مفتی بہ ہے چنانچہ مسلم رحمہ اللہ شریک لکھتا ہے کہ تم طراز ہیں کہ اس میں مختلف اقوال ہیں اور اس میں سے صحیح قول وہ ہے جو طراز طوائفی نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور اسی قول کو قاضی خان نے اسمن الاقوال کہا ہے اور اسی قول کو صاحب المجلد نے ترجیح دی ہے۔ (شرح مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۲)

اگر شفع مینہ قائم کر لے تو اس کے حق میں فیصلہ ہوگا/شفع کے لیے

مجلس قاضی میں حاضر کرنا ضروری ہے یا نہیں، اقوال فقہاء

لو برهن الشفع قضی له بها وان لم يحضر القمن ولت الدعوى وانما قضی لزمه احتضاره وللمشتري

حیس الدار یقصر لمتہ فلو قبل للشفیع اذ یؤمن فانحو لا یطل شفیعہ و الخصم البائع ان لم یسلم ای حصم الشفیع البائع ان لم یسلم الصیع الی المشتوی و لا تسمع البینة علیہ حتی یحضر المشتوی لیمسح بحضورہ اما بشرط حضور البائع و المشتوی لان المملک لہ والید للبائع فاذا اسلم الی المشتوی لا یشتوی حصول البائع لافہ صار اجبا۔

ترجمہ: یا شفیع نے خریدنے پر گواہ قائم کیے تو عامی شفیع کے حق میں فیصلہ کر دے اگر شفیع رضائی کے وقت پیسے ساتھ نہ لایا ہو اور جب قاضی اس کے حق میں فیصلہ کر دے تو اب اس پر قسم حاضر کرنا لازم ہے اور مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر اس وقت تک اپنے قبضہ میں رکھے جب تک شفیع اس کو پیسے نہ دے۔ اور اگر شفیع کوئی کسی کا پیسہ دے گا تو اس نے دہا کرنے میں تاخیر کی تو حق شفیع اس تاخیر سے باطل نہیں ہوگا۔ اور دہا کی غرض سے اس نے حق مشتری کے حوالہ کی ہو یعنی شفیع کا مقابل بائع ہے اگر اس نے حق مشتری کے حوالہ کی ہو اور بائع پر گواہ نہ لے یا نہیں یہاں تک کہ مشتری قہر سے اس کی موجودگی میں قاضی شفیع کو حق مشتری اور بائع کا حاضر ہونا اس سے ضرور کیا گیا کہ مشتری کے لیے ملک اور بائع کے لیے یہ ثابت ہے کہ بائع نے حق مشتری کے حوالہ کی تو پھر بائع کا قہر نہ ہو تا کہ زمین سے اس لیے کتاب بائع مشتری بن چکا ہے۔

تقریر: جب شفیع نے اس بات پر کہ مشتری نے یہ گھر خریدا ہے کہ اوپر کیے اور شفیع صبح کاٹن بھی ساتھ لایا تھا تو اس صورت میں بلا غلطی قاضی کو چاہیے کہ شفیع کے لیے حق شفعہ ثابت ہو رہے کا فیصلہ کر دے اور اگر شفیع شمس ساتھ نہیں لایا تھا تو اس صورت میں قاضی فیصلہ کرے یہ نہیں: تو اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی شفیع کے لیے حق شفعہ ثابت ہو جائے گا فیصلہ کرے خواہ اس کے پاس پیسے موجود ہوں یا نہ ہوں اور دہا کی طلبہ کو یہ حق حاصل ہے کہ جیسا اس وقت تک اپنے پاس رکھے جب تک شفیع اس کو زمین ادا کرے تو تک بلا غلطی عدالت میں جائے سے قس شفیع پر مشتری کو بخش ادا کرے اور جب غیر تو جس طرف عدالت میں آئے سے پہلے قسم کی ادائیگی ضروری نہیں ای طرح قاضی کی عدالت میں قسم لانا بھی ضروری نہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ شفیع کے لیے اس وقت تک حق شفعہ ثابت ہو جائے گا فیصلہ کرے جب تک شفیع شمس پیش نہ کرے اگر شفیع کے پاس فی الفور پیسے موجود نہ ہوں اور اس نے قسم پیش کرنے کے لیے کچھ مدت طلب کی تو قاضی اس کو دو تین دن سہلست دے اور اس کے لیے حق شفعہ ثابت ہو جائے گا فیصلہ کرے تاہم اگر قاضی نے حق شفعہ ثابت ہو جانے کا فیصلہ کر دیا تو پھر قاضی کا یہ فیصلہ نافذ اور صحیح ہے۔ (المتبع والمصانع ۲۰۶) کیونکہ ممکن ہے کہ شفیع طلبی ہو۔ پس اس صورت میں شمس حاضر کرنے تک قاضی کو اپنا حکم شفعہ متوقف کر دے گا تو فیصلہ کرنے کے بعد پریشان ہونے کی بجائے مناسب ہے کہ دہا و قہر سے اس کے لیے اس وقت تک فیصلہ کر دے جب تک شفیع شمس پیش نہ کرے۔ (مجموع الامام محمد ۱۰۷۱)

منقول: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول منقول ہے۔ لافا لقصی الفاضی مال شفیعہ لزمہ احضار الفتن ہذا ظاہر الروایہ وعن محمد انہ لا یفھی الی ان قال و اعتل ظاہر الروایۃ المصنفون للفقوی۔ (المستصحیح و المترجم علیہ لملامہ منشیہ قسم بر فضلوہ المصنفی المصنفی ۲۶۶)

دوسرا مسئلہ . صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر قاضی نے شفعہ کو کہا کہ فلا وقت آپ شمن مشتری کے حوالہ کر دیا تو اس نے اس وقت حوالہ نہیں کیا تو اس سے بالاتر حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

تیسرا مسئلہ . صورت مسئلہ یہ ہے کہ قاضی کی عدالت میں بائع اور مشتری کا حاضر ہونا قاضی کے فیصلے کے لیے ضروری ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بائع نے مشتری کو بیع حوالہ نہیں کی ہو تو دونوں کا موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ دونوں معصم ہیں جس کی تکمیل یہ ہے کہ قاضی دو کام کرے گا۔

(الف) بیع کی اضافت جو مشتری کی طرف کی گئی تھی اس کو ختم کرے۔

(ب) بیع باطلیہ سے شفعہ کو دلوں سے تو پہلی چیز کی وجہ سے مشتری کی حاضری ضروری ہے کیونکہ قضاء عاقب پر نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے کی وجہ سے بائع کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر بائع نے مشتری کو بیع حوالہ کی ہو تو بائع کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں دونوں چیزیں مشتری کے لیے ثابت ہیں اور بائع ایک اجنبی شخص ہے۔

شفعہ کے حق میں فیصلہ کرنا زمین کسی اور کے نکل جانے کی صورت میں بائع شمن کا ذمہ دار ہونا

و یفنی للشفیع بالشفعة والعہدة علی البائع حتی یحب تسلیم الدار علی البائع وعند الاستحقاق یمکن عہدة النقص علی البائع وعند الاستحقاق یمکن عہدة النقص علی البائع فیطلب منه .

ترجمہ . اور قاضی شفعہ کے لیے حق فیصلہ دیتے ہو جانے کا فیصلہ کرے اور عقد کے احکام (ذمہ داری) بائع پر ہوں گے حتیٰ کہ ٹکڑا تسلیم کرے بائع پر واجب ہے اور زمین دوسرے کا حق بننے کی صورت میں شمن کی ذمہ داری بائع پر ہوگی اور اس سے طلب کیا جائے گا۔

تشریح . عقد کے احکام کس پر جاری ہوں گے؟ اس میں اختلاف ہے:

لام الاضطرر مدعا لفرمانے ہیں کہ یہاں دوسری صورتیں ہیں۔

(۱) . اگر بائع نے بیع مشتری کے حوالہ کر دیا ہو تو اس میں عقد کے احکام مشتری پر جاری ہوں گے۔

(۲) . اگر بائع نے مشتری کے حوالہ نہیں کیا ہو تو اس میں عقد کے احکام بائع پر جاری ہوں گے۔

لام باقنی . مدعا لفرمانے ہیں کہ دونوں صورتوں میں عقد کے احکام مشتری پر جاری ہوں گے۔

شفعہ کے حق میں فیصلہ کرنے کی صورت میں شفعہ کے لیے خیار رد بیت ہو گا یا نہیں؟

والشفیع خيار الردية والعيب وان شرط المشتري الجواز عنه وان اختلف الشفع و المشتري في النقص صدق المشتري اي مع العلف لان الشفع يدعي استحقاق الدار عند نقد الاقل و المشتري يتكبر ولو

مرونا لالتفيع اخن هذا عند نبى حليعة رعه الله و محمد رعه الله حجتهم ما ذكرنا و ايضا صكرى
النبيين بحريان. لغند مرتين لواحد بالاف و عند اسي يوسف رجه الله ية الغنتى ا احق لايها. ككر البنا.

[illegible]

تفريح: اگر مشق کی اور ششجہر سے زیادہ نہ اپنے اپنے محل پر گونا گوشیہ آداب اس کے گونا گوشہر ہیں ؟ اور میں

[illegible][illegible]

امام ابوحنیفہؒ کا لکھنے کی جانب سے بیواہب تعلق درمختاری کے دو مابین اختلاف میں واضح فرق ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے اختلافی فیوض میں، مقتدروں کے درمیان میں ہر جملہ نہیں ہے کیونکہ مقتدر، مہتمم اول کے لیے نسخ ہے جب دھتہ جو ہر حال میں موافق ہر راجح، رد کو نہیں ہوتی۔

شیخ اور مشتری کے اختلاف کی صورت میں اس فرض میں ہے بلکہ اس صورت میں اگرچہ وہ مقولہ کے درمیان بائع و مشتری کے حق میں بیع ہو یا منہ ع ہے لیکن شیخ کے حق میں منہ ع نہیں ہے کیونکہ مقداری عقداؤں کے لیے شیخ کے حق میں فسخ نہیں ہے بلکہ بیع اس کے وقت سے شیخ کا حق ثابت رہے ساتھ متعلق ہوا تو شیخ کو اختیار ہے جس قدر کے ذریعے بیع چاہے وہ کھائے یا نہ کھائے۔ پس وہ اس سے لینا ہے۔ (البحر الرائق مع زیادہ ص ۸/۱۳۳، فتح القدیر ۸/۳۱۸)

مفتی یہ قول المرئین کا قول دیتی ہے۔ (درجہ دلیل فی الشروح و اعتماد قولہ الصحیحی و السلفی و ابو الفضل و حصار السریعہ و التصحیح و الترجیح ص ۶۵، شرح المحلہ للسلط و سبب و سبب ص ۱۲۳)

شیخ اور مشتری کا شمن میں اختلاف ہو جائے تو کس کا قول معتبر ہے؟

وان ادعی المشتري ثمنًا و بائعه أقل منه فلا يحضره فالقول له أي ملا فيص الثمن فالقول للبائع ومع قصه للمشتري أي مع فيص الثمن فالقول للمشتري و أحد في حط الكل بالكل و مسألة حط البعض فدمرت في باب المراجعة بقوله و لا يبيع ياخذ بالال على انصاف.

ترجمہ: اگر مشتری جو قیمت مانے اور بائع، نہ اس۔ بلکہ کم، حلی کا تو فرض نہیں کرتے۔ سے پہلے بائع کا قول معتبر ہے اسی شمن کے یعنی کرنے سے پہلے بائع کا قول معتبر ہے مگر فعل کرنے کے بعد مشتری کا قول معتبر ہے یعنی شمن کے فعل کرنے کے بعد مشتری کا قول معتبر ہے۔ اور شیخ سے پوری شمن لے کر اس میں بیچنے کی صورت میں اور کچھ شمن کر کے کامیاب باب المراسم میں مذکور ہے اس قول سے کہ شیخ دونوں صورتوں میں فسخ سے لگا۔

تشریح: استدلال: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری کے درمیان شمن کی مقدار میں اس طرح اختلاف ہو کہ مشتری نے زیادہ شمن لیا اور بائع نے کم شمن لیا اور بائع نے ابھی تک شمن مشتری سے وصول نہیں کیا تھا تو بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ مگر واقع میں بائع کا قول بیع ہو کر ظاہر ہے کہ اس پر بیع منقذ ہوئی اور اگر واقع میں مشتری کا قول حق ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ بائع نے اپنا بائع سے شمن میں کمی کر لی اور یہ کمی جو اصل مشتری کا ہے مگر چند شیخ اس میں ان کا حق ہو چکا ہے اس لیے شیخ کو بھی یہ حق حاصل ہوگا مگر مال غم کا نہ ہو بائع۔ کیا قول پر ہوگا۔

مگر بائع نے شمن قبضہ کیا تھا پھر شمن کی مقدار میں اختلاف ہوا تو اب اگر شیخ کے پاس گم ہو جائے تو وہ تو شیخ کا قول معتبر ہوگا اور مشتری سے حصر لے کر قبضہ کیا جائے گا اور بائع کے قول کا اعتبار نہیں ہوگا خواہ وہ شمن کم ہے یا زیادہ اس لیے کہ جب اس نے شمن پر قبضہ کر لیا تو بیع مکمل ہو گیا اور مشتری کو بھی کم ہو گیا اور بائع کا حق نہیں رہ گیا۔ اور اختلاف صرف شیخ اور مشتری کے اور میان بائع و مشتری نہیں رہا۔

۸/۳۰۹ و ۸/۳۱۰ و ۸/۳۱۱ و ۸/۳۱۲ و ۸/۳۱۳ و ۸/۳۱۴ و ۸/۳۱۵ و ۸/۳۱۶ و ۸/۳۱۷

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع نے مشتری کو جو شمن صاف کیا تو یہ مافقہ کہ شیخ کے حق میں نہیں ہوگا کیونکہ چھرا شمن مافقہ کا اصل مافقہ کے ساتھ لایا نہیں ہو سکتا اور نہ مشتری بائع ہو جائے گا اس لیے کہ کل شمن مافقہ کا ہوا دونوں سے خالی نہیں ہو گا یا

اور اس مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع سے (میں ادھار پر خرید لی تو جب شفعہ بھی ادھار پر لے سکتا ہے یا نہیں؟) اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوہریرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شفعہ ادھار پر نہیں لے سکتا البتہ شفعہ کو اختیار ہے یا ہے فوراً حق دے کر لے لے جائے تو بالکل سرف حق شفعہ طلب کرے۔ اور مدت گزرنے کا انکار کرے اور مدت گزرنے پر حق دے کر لے لے سکتا۔ ادھار پر نہیں لے سکتا کیونکہ یہ عدلیہ میں شرعاً کرنا ہے اور یہاں عدلیہ کی شرط بائن اور مشتری کے اطمینان نہیں پائی گئی لہذا اس کو فقہ پیچیدہ دینے پڑے گئے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شفعہ کے لیے یہی مدت ثابت ہوئی کیونکہ یہ عدلیہ اور ان کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے جیسے زکوٰۃ (نکوۃ دوزخ) اور جب شفعہ بیع کو حق سے لیتا ہے تو حق میں اصل اور وصف دونوں ملحوظ ہوتے ہیں کیونکہ حق میں وصف کے ساتھ مقرر ہو اسی کے ساتھ لازم ہوگا جیسے کھولے ہیں اس کے ساتھ بیع مثلاً مشتری نے زمین زیدوف سے خرید لی تو شفعہ بھی زیدوف سے لے گا۔

احکام کی طرف سے جواب مدت حق کا وصف نہیں ہو سکتا کیونکہ وصف بیعوف کے ہائے ہوتا ہے اور مدت حق کے لیے اس طرح نہیں کیونکہ حق مشتری پر بائع کا حق ہے اور مدت مشتری پر بائع کا حق ہے تو مدت حق کا کیا وصف ہوگا۔ (الہدایۃ ۴/۳۹۷) مگر (الموافق ۲/۵۸) :

تیسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر شفعہ نے حق شفعہ طلب (الطلب کو اختیار اور مدت) نہیں کیا بلکہ مدت گزرنے تک مہر کیا اور مدت گزرنے کے بعد اس نے حق شفعہ طلب کیا۔ کیا اب یہ حق شفعہ کا دعوہ اور حق سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

مرفوعین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حق شفعہ باطل ہو گیا۔ امام ابوہریرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حق شفعہ باطل نہیں ہوگا۔

مفتی پرتو، احمدی، کاتون، منشی یہ ہے۔ (رد المحتار ۳/۶۶۹) شرح البدایۃ للامام سیوطی (۵۶۶)

شراب یا قنزیر کے بدلے مہر خریدنے کی صورت میں ذی شفعہ اس کی مثل اور قیمت سے لے اور مسلمان شفعہ دونوں صورتوں میں قیمت سے لے۔ مشتری نے بیع میں مکان بنایا یا درخت لگا لیا تو شفعہ کے حق میں فیصلہ کرنے کی صورت میں شفعہ کے لیے لینے کا طریقہ کار۔

وفي شراء ذمي بخمر او خمر او النسيج ذمي بطل الحمر و قيمة الخنزير و النسيج اسلم ببيعة كل وفي بناء المشتري و غيره بالنمن و قيمتهما كما في الغصب او كلف المشتري فليعدهما اي اخذ الشفع هما اذا سى المشتري او غرم بالنمن و قيمتهما مفقوعين ، و كلف الميسري فتح اساء او الغرم والعمر و ببيعتهما مفقوعين ليهما مسحقى القطع كما هو في الغصب ومن ابى يوسف انه لا يكلف بالقلع بل بحير بين ان

یأخذ بالنسب وقیمۃ البناء أو المعلوم و بین ان یتروک وهو قول الشافعی رحمه الله لان التکلیف بالقلع من احکام العدولان والمشتري ههنا محق فی البناء قلنا بی غیر موضع تعلقی بها حتی متأكد للغير من غیر تسلیط.

ترجمہ۔۔۔ اور ذی شفع شراب کی قیمت کے عوض میں لے لے اور مسلمان شیعہ ہر ایک کی قیمت کے عوض میں لے اور مشتری گھرانے اور درخت لگانے کی صورت میں شفع بیچ کر کش، اور حق کی قیمت زمین سے نکالے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے دو چیز کی قیمت توڑی ہوئی عمارت کے لپہ کے اعتبار سے ادا کر کے ملے جگہ ہے جیسے غصب میں ہوتا ہے مشتری کو ان کے اگھانے پر مجبور کرے "نعمہ ماضی" سے مراد یہ ہے کہ دونوں کی قیمت اتنی لگائی جائے جتنی اس درخت اور شیعہ کی لگائی جاتی ہے لیکن اگھانے اور ذی نہ ہو جیسے غصب میں گھرانہ اور لاپرواہی سے صرف و حصہ کے ذریعہ شفع مشتری کو اگھانے پر مجبور کرے۔ اس سے کہ جتنی شفع تو زمین کو زمین کے عوض میں سے اور درخت اور عمارت کی قیمت کے عوض میں۔ اور چاہے حق شفع چھوڑ دے اور یہی امام شافعی رسانہ کا قول ہے۔

فقہ حنفی۔۔۔ پہلا مسئلہ۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک ذی نے جائیداد یا مکان شراب یا خمر کے عوض دوسرے ذی پر فروخت کیا اب شفع ذی ہوگا یا مسلمان؟ اگر ذی ہو تو شفع بیچ کر شراب اور مشتری کی قیمت اسے ملے سکا ہے کیونکہ شراب حلالی ہے اور خمر اور دولت اہم میں سے ہے اور اگر مسلمان ہو تو شفع خمر اور شراب دونوں کی قیمت اسے ملے گا کیونکہ مسلمان کے لیے شراب کا مالک بننا اور بنانا دونوں مشروع ہے۔

دوسرا مسئلہ۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ مشتری نے خریدی ہوئی زمین میں کوئی عمارت بنائی یا باغ لگایا اس کے بعد وہ حق نے شفع کے حق میں فیصلہ کیا اب مشتری کو ہر ادا اور ذی کی قیمت دی جائے گی یا اس کو اگھانے پر مجبور کیا جائے گا؟ اس میں اختلاف ہے۔
محققین و محرم نے فرماتے ہیں کہ شفع سے لید و اختیار ہیں۔

(۱)۔۔۔ چاہے وہ بیچ کا حق رکھتا ہو اور نہ بیچ کر لکھوئی اور عمارت کو لپہ بیکھ کر اس کی قیمت لگائے جتنی قیمت میں جائے اس سے درخت اگھانے اور عمارت مسدا کرنے کی ضرورت کی حالت میں اور ہائی ٹی اس سے مثلاً اگر زمین کی قیمت ۱۰۰ اور اہم یعنی ہر اگھانے ہوئے درخت کی قیمت ۱۰ اور اہم یعنی تو نمیمی قیمت ایک سو (۱۱۰) اور اہم ہوگی۔ اب دونوں کے اگھانے کی اجرت ایک اور اہم ہے تو شفع یا ایک اور اہم یعنی قیمت (۱۱۰) ہے۔ دیکھا کر کے باقی ایک سو (۱۰۱) اور اہم اسے کر بیچ پر قبضہ حاصل کرے۔
اور المستدرک ۳۱۷/۱ کتاب غصب نیس الصفات ۱۰/۱۵۰، اللباب ۱/۱۶۱، المعیض ۱/۱۱۲، البدائع ۱/۱۹۰،

(۲)۔۔۔ شفع مشتری سے درخت اور عمارت مسدا کرنے پر مجبور کرے اور خالی زمین کا حق ادا کر کے صرف یہی خالی زمین لے لے۔
امام ابو یوسف، شافعی و مالک و احمد بن حنبل نے فرماتے ہیں کہ شفع کے لیے اختیار ہیں چاہے حق شفع چھوڑ دے یا نہ ہو
کا حق اور باقی (غیر اگھانے ہوئے) کی قیمت وجود حالت کے اعتبار سے اور ذی کی قیمت (غیر مسدا کر کے) وجود حالت کے اعتبار سے قیمت اسے کر بیچ پر قبضہ حاصل کرے۔

امام شافعی رسانہ فرماتے ہیں کہ شفع مشتری سے درخت اگھانے کے لیے ہے اور جو نقصان ہو اس کا ۲ دان دیے۔ (۱/۱۶۱)

طرفین کی دلیل:

مشتري نے اپنے محل میں ہارنگ لگایا اور محلات بنائی جس کے ساتھ شطیج کلاویک ایسا حق متعلق ہے (یعنی حق شفعہ) جس کے ساتھ کرنے پر مشتري کا درنہاں ہے اور نئی شطیج ہے ہر قسم کے تصرفات کی اجازت دی ہے لہذا جب مشتري نے شطیج کا حق شفعہ معلوم ہونے کے باوجود اور اس کی اجازت کے بغیر ہارنگ لگایا اور محلات بنائی تو اس کے اکھاڑنے کی ذمہ داری بھی مشتري پر عائد ہوتی ہے نہ کہ شطیج پر۔

حق الفین کی دلیل:

مشتری کا تصرف حق بجانب ہے کیونکہ اس نے اپنی خریدی ہوئی زمین میں تصرف کیا ہے جس کو ملکیت وغیرہ اکٹھا کرنے کا حکم دینا ایک قسم کا ظلم ہے اس لیے اس کو اکٹھا کرنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طرفین کی طرف سے جواب: عمارت کو مہیا کرنے اور بارغ کا اکھاڑنے کا علم نہیں ہے کیونکہ مشتری نے اگر چاہے حق میں تصرف کیا ہے مگر شیخی کا حق مشتری کے حق سے زیادہ قوی ہے کیونکہ شیخی کا حق مشتری کے حق سے مقدم ہے اس لیے کہ مشتری کی زمین خریدنے اور حق متعلق ہونے سے پہلے شیخی کا اس زمین کے ساتھ حق عمارت و حق طریق وغیرہ متعلق ہے اور مشتری کو بھی اس کا علم ہے لہذا مشتری کا اس میں تصرف ایک تجاوز کرنا ہے جس اکھاڑنے کی ذمہ داری مشتری پر ہی عائد ہوتی ہے۔

مفتی یحییٰ قزوینی صاحب المجلد نے نام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ (شرح المسحوقۃ: ۱۰۱۴) ابو یوسف اسلامی میں اس کا اصل الاثر اہل کہا ہے۔ (الفہم الاسلامی: ۱/۶۹۴) اور صاحب المنہج نے طریقین کے تبادل کو قبول اختیار کیا ہے۔ (انفوج وجامعۃ ۱۸۲/۲) نسیم الفوری شرح الفوری ۶/۶۶۶

اختلف مشتری کے فعل سے ہوا اس لیے اب غارت کے بدلے میں زمین کا حصہ آئے گا بخلاف صورت اولیٰ کے کیونکہ اس صورت میں مشتری کے قول سے احواف نہیں ہوا بلکہ غارت ہوا کی وجہ سے ہوا اور شفیع اب کوئی شخصہ کے طور پر نہیں لے سکتا کیونکہ طبرہ زمین ہے اور نہ زمین کے توابع میں سے بلکہ زمین سے ایک جدا چیز ہے لہذا یہ اب منقول اشیاء میں سے ہوا اور مشتری اشیاء میں شخصہ نہیں ہوتا۔

مشتری نے ایک ایسی زمین خرید لی جس میں کچھ ورشت ہیں اور پھل بھی لگے ہوئے ہیں تو شفیع پھل لے گا یا نہیں؟

وفي سواء ارض مع ثمر نخيل فيعز الا لا ثمر عليها فثمر معه اخذها بثمرها و بحصتها من الثمن ان جازته المشتري في الاول و بالكل في الثاني اشعري ارضا وذكر ثمر النخيل في البيع اذ لا بد له بدون المذكور اشعري و لم يكن على الشجر ثمر فثمر في يد المشتري فالشفيع باخذ الارض مع الثمر في الفصل و ان جازته المشتري فالشفيع باخذ الارض بدون ثمر النخيل لكن في الفصل الاول ياخذ بحصة الارض من الثمن و في الفصل الثاني ياخذ بكل الثمن لان الثمر لم يكن موجودا وقت العقد فلا يفاديه شيء من الثمن.

ترجمہ۔ اور ایسی زمین خریدنے کی صورت میں جس میں پھل کے ساتھ ورشت موجود ہوں یا ورشتوں پر پھل نہ ہوں بعد میں نکلنے والے اول صورت میں شفیع پھلوں کے ساتھ لے اور پھلوں کے بعد کرکٹوں کے ساتھ لے اور مشتری پھل کات چکا ہو اور مارے نہیں کے عوض لے دوسری صورت میں مشتری نے زمین خرید لی اور اس کی بیج میں ورشت کا پھل بھی ڈکڑا کیونکہ پھل بیج میں ڈکڑے کے بغیر داخل نہ ہو گا یا زمین خرید لی اس حال میں کہ ورشتوں پر پھل نہیں ہوا اور بعد میں مشتری کے قبضے میں پھل کاڑا تو شفیع ورشتوں میں زمین پھلوں کے ساتھ لے گا۔ اگر مشتری نے پھل ڈکڑے لیے تو شفیع زمین کو پھلوں کے بغیر لے گا کیونکہ صورت اول میں شفیع زمین کے بغیر نہیں لے گا اور دوسری صورت میں مارے نہیں کے عوض لے گا کیونکہ وقت پھل ہونے کا وہ نہیں تھا اس کے مقابلہ میں نہیں لے گا۔

تشریح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مشتری نے زمین اور اس کے امور ورشت پھل کے ساتھ خریدے (یعنی خریدے وقت زمین کے لینے کی اس طرح شرط لگائی کہ میں زمین ایک لاکھ کے عوض پھل کے ساتھ خرید رہا ہوں مثلاً) بعد میں غاصی نے شفیع کے لیے جن ٹکڑے کا قبضہ کر دیا وہ اب شفیع کی زمین پر قبضہ کرتے وقت زمین دو حال سے غاصی نہیں یا زمین میں موجود ورشتوں پر اب بھی پھل موجود ہوں گے یا مشتری نے پھل کات لیے ہوں گے اور زمین میں ورشت پھلوں کے بغیر موجود ہوں گے پس پہلی صورت میں شفیع پھلوں سمیت زمین کا ٹکڑا لے گا اور دوسری صورت میں پھلوں کے بغیر زمین کا لے گا (بسم طرائف ۱۳۷۸)۔

والله اعلم بالصواب (۲۹ فرغ عیرہما)

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ مشتری نے زمین خرید لی اور خریدنے کے دوران زمین میں موجود ورشتوں پر پھل نہیں تھا اور ورشت مشتری کے قبضہ میں آنے کے بعد بار آور ہوئے اور غاصی نے شفیع سے حق میں قبضہ کر دیا اب شفیع کے اس زمین پر قبضہ کرنے کے وقت زمین میں موجود ورشتوں پر پھل موجود ہوں گے یا مشتری نے کات لیے ہوں گے۔ پہلی صورت میں اولیٰ میں۔

سب ملک کا اتصال ہوتا ہے اور شفعہ کے شروع ہونے کی حکمت برے ہمسایہ کے ضرر کو دفع کرنا ہے اور ملک کا متعلق ہونا عام ہے ذرا
ایک چیز میں ہو جو تیسہ بھول کرئی ہو یا ایک چیز میں ہو جو تیسہ بھول کرئی ہو۔ (المہذبہ ۱/۱۶۰)

پس ملاحظہ کیا کہ شفعہ کے شروع ہونے کی حکمت برے ہمسایہ کے ضرر کو دفع کرنے کے لیے ہے اور برے ہمسایہ کا ضرر اس چیز
میں بھی ہوتا ہے جو تیسہ بھول کرئی ہو کیونکہ اس میں بھی ملک کا اتصال موجود ہے۔ (منہ الفقہ ۲/۲۲۴)

شرائع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر صبیح قائل تیسہ نہ ہو تو اس میں حق شفعہ؟ بہت میں ہوں کیونکہ شفعہ کا سبب تیسہ کی مشقت اور تکلیف
سے بچا ہے تو قائل تیسہ چیزوں میں اس سبب کے نہ بچانے کی وجہ سے شفعہ ہوگا۔

﴿خاتمہ﴾

شرائع پر وہ کیا بیان پہلے کر چکا ہے۔

(۲) شفعہ غیر قصد یا یہ وہ شفعہ ہے جو شفعہ کا مقصود بالذاتی نہ ہو۔

سامان اور کشتی میں شفعہ کا حکم

لا فی عوَض و فَلَک رِبَاء و فَعَلَ بَعَا لَصَلَا حَتَّى اَنْ يَبِيعَ الْبِنَاء و السَّخْلُ شَفْعَةُ الْاَرْضِ فَجَبَ لَهَا الشَّفْعَةُ
ترجمہ:۔ (سامان اور کشتی میں شفعہ نہیں ہے اس طرح اگر عمارت اور درخت اگر عمارت یا درخت کے بول) حتیٰ کہ اگر عمارت اور درخت نہ ہوں
کے تابع بنا کر بیچے گئے تو پھر اس میں شفعہ بہت ہے۔

مترجم:۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ سامان اور کشتیوں میں شفعہ نہیں ہے کیونکہ وہ بیٹ میں آیا ہے "لا شفعۃ الا فی ربيع او
حافظ "ربیع سے مراد گھرنی اور بزل ہے اور حافظ سے مراد بارش ہے۔ یہی یہ حدیث امام مالک رحمہ اللہ پر محبت ہے جو کشتیوں میں شفعہ
ثابت کرتے ہیں اگر عمارت اور بارش زمین کے بغیر فروخت کیا جائے تو اس میں شفعہ نہیں کیونکہ صرف عمارت اور درخت کے لیے درام و
قرا نہیں تو یہ مقولات میں سے ہوتے

(اور مقولات میں شفعہ نہیں اور اگر یہ دونوں زمین کے ساتھ فروخت کیے جائے تو اس میں شفعہ بجا ثابت ہے۔ (لاحظ لفظ

۱/۲۲۴ صحیح مسلم ۱/۱۶۰ شرح المسلم ۱/۱۶۰)

کن چیزوں کے عوض زمین لینے کی صورت میں شفعہ نہیں

وارث و صدق و ھبة ولا عوَض و دلو فمست لان فی الشفعة معنی الاخر او

ترجمہ:۔ اسی طرح میراث، خیرات اور ہبہ یا عوض میں شفعہ نہیں ہے مگر ربیع عوض میں شفعہ ہے درود مگر جو درام میں تحبہ کیا جائے گی
مگر قسمت بھائی یا صدقہ کر کے یا حتیٰ موجود ہے۔

مترجم:۔ اگر وارث کو وارثت میں مگر لایا خیرات میں ملایا گیا ہے کسی اور خیرہ کی عوض کے کہہ دیا یا شرکاء اور درام کے درمیان

مجموعہ تقسیم ہوا تو ان سب قسموں میں میں نے شغف نہیں۔

کن دیار میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا

وحدثت امرأة أن دخل خلع أو عتي أو صلح عن دم عقال أو مهر وإن قبول بعضها مال فمن قوله أو جعلت امرأة خلاف الشافعي فإن هذه الأحوال متفوعة عنه ولنا أن تقوم المتنع هروري فلا يظهر في حق التسفحة وكذا إن دم والعنى أو قبول بعضها مال كما أنه نروجها على دار على أن ترد عليه فلما شفعة في جميع الدار عند أبي حنيفة وقالوا تحب في حصة الثلث إذ فيها مبالغة مالية وهو يقول معنى السج تابع فـ و لهذا يعقد بلفظ النكاح ولا يعد بشرط النكاح ولا شفعة في الأصل فكذلك في النعم.

[illegible]

تقریر: مسند اہل سنت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نے اپنا مکان کسی کو دے کر اس کے دل میں کوئی دوسرا گھر بنوایا ہے یا اس کو کوئی مکان بیوی کی طرف سے حلال خلع میں حلال ہے۔ اگر کسی عمامہ کو توڑا اور یہ بیان پر عمل نہ کرے یا اس کو بھیجے عورت سے عمامہ کی ہونٹ اس صورت میں اس کا حدوت سے ہٹا لیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

انہی کے ہم اند فرائے ہیں کہ مذکورہ صورتوں میں شیعہ نہیں کیونکہ شیعہ سیدانہ الہامی ہدایوں میں ہوتا ہے۔ در مذکورہ بالا احوال میں
ضمیموں میں تو ان میں شیعہ واجب کرنا خلاف شروع اور ملک موضوع ہے۔

امام شافعیؒ: ایک اور زبردست کھانا ہے جس کو مذکورہ بالا سورتوں میں حق شنود ثابت ہے۔ اسے مجمع الاسرار ۱۰۷۰: ۱۶ کیونکہ شعیبؑ

احسان و رحیم کی طرف سے جواب خواہ جواب یہ ہے کہ خارج میں عورت کے متعلق نفع کا صاحب قریب ہونا اور دوسری چیزوں کا ہند خواہ صاحب قریب ہونا ضرورت کی وجہ سے ہے نہ حق شیخ کے حق میں یہ تعزیم ظاہر نہ ہو گا اس لیے کہ بل نفع کے متعلق اور اس مکان کے متعلق جو بلا و پرچہ کیا ہے (جس کا اختصاق متدینین اور عہدہ اساتذہ ہے ہوا ہے) نہ صورت اس کی شکل میں اور نہ عقلی توانا

بائع کے لیے خیار رافع ہے بیع کے اس کی ملک سے خارج ہونے سے اور بائع کی ملک بیع میں برقرار رہنا طہوت شفعہ کو بیع کرنا ہے کیونکہ شفعہ کے ثبوت کے لیے بیع کا بائع کی ملکیت سے نکلا ضروری ہے۔ (الجمہور فی الفقہ ۱/۲۶۷)

﴿فائدہ﴾

اگر مشتری کو بائع دونوں کے لیے خیار ہو تو پھر بھی شفعہ ثابت نہیں۔ (الحاجۃ ۲/۲۷۶، ۳/۲۰۸، ۴/۲۰۹، ۵/۲۰۸)

دوسرا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان بیع فاسد طے ہوئی تو اس صورت میں شفعہ کے لیے حق شفعہ ثابت نہیں ہے خواہ بیع مشتری نے شفعہ کیا ہو یا نہیں کیونکہ قصے سے پہلے بیع میں بائع کی ملکیت ثابت ہے جو ابھی تک زائل نہیں ہوئی ہے اور بقدر کے بعد اگرچہ مشتری کے لیے ملک ثابت ہو جاتی ہے مگر اس میں شفعہ کا احتمال باقی ہے اس لیے کہ ہر ایک کو اس کے قوت کے اعتبار سے اور یہ حق دونوں کو ملتا ہے بل شاعتی طرف سے ثابت ہے اور حق شفعہ ثابت ہونے سے حق بیع ختم ہو جاتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے اور اگر مشتری نے حق بیع نافذ کیا تو پھر شفعہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ بیع حق شفعہ سے (افنی بیع کرنے کا حق) اس کا کھدو

تیسرا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان بیع طے ہوئی اور شفعہ نے حق شفعہ طلب کرنا مجوز ہے بعد میں مشتری نے خیار ردیت یا خیار شرط سے بیع کو واپس کیا تو شفعہ کے لیے حق شفعہ ثابت نہیں ہے اس لیے کہ بیع کا واپس کرنا ایک نئی بیع نہیں ہے بلکہ سابق بیع کا بیع کرنا ہے اور شفعہ میں نہیں ہوتا بلکہ بیع میں ہوتا ہے۔

خیال رہے کہ اس کے لیے صورت میں تفصیل ہے اگر مشتری نے بیع فساد یا فاسی سے واپس کیا تو اس میں حق شفعہ نہیں ہے اور اگر مشتری نے فاسی کے فساد کے بغیر بائع کی مرضی سے بیع واپس کر دیا تو اس میں حق شفعہ ثابت ہے کیونکہ بیع کی وجہ سے بلا فساد فاسی واپس کرنا ابتداً بیع کے وجہ میں ہوتا ہے اگر بائع نے بیع ہوئی ہے اور اگر بائع اور مشتری کے درمیان اتفاق اور توافق کے لیے حق شفعہ ثابت ہے۔ اس لیے کہ اتفاق تیسرے بندے کے حق میں بیع شمار ہوتا ہے۔

غلام آزادوں کے لیے آقا کی بیچی ہوئی زمین میں حق شفعہ ثابت ہوتا ہے

وَالْعَبْدُ الْمَأْذُونُ عَدِيْلًا فِي بَيْعٍ مَبْدُودٍ وَنَسْبَةٍ فِي جَمِيعَةِ اَيَّ تَجِبُ الشُّفْعَةُ لِلْعَبْدِ الْمَأْذُونِ حَالًا كَوْنُهُ مَدِيُونًا
دِينًا مَحْبُوطًا بَرَقْدًا وَنَسْبَةً فِيهِ الشُّفْعَةُ فِيمَا بَاعَ مَبْدُودًا وَنَسْبَةً لِلْعَبْدِ حَقَّ الشُّفْعَةِ فِيمَا بَاعَ الْعَبْدُ الْمَأْذُونُ
الْعَبْدُ كَوْنُهُ مَدِيُونًا عَدِيْلًا اِنْ مَاضِيَ بَدَهُ مِنْكَ لَهُ

ترجمہ... اور حق شفعہ اس غلام کے لیے ثابت ہے جس کو تجارت کرنے کی اجازت دی گئی ہو اور اس پر قرض بھی ہوا ہے مالک کے بیچ میں ای طرح مالک کے لیے حق شفعہ ثابت ہے جس کے بیچ میں (یعنی شفعہ ثابت ہے اس نام کے لیے برقرار ہے) اس کو قرض کے ساتھ وہ اس کی مکمل قیمت اور کٹائی کے برابر ہوا اس بیع میں حواس کے مالک نے بیع اور مالک کے لیے حق شفعہ اس بیع میں ثابت ہے جو اس کے مآذون غلام نے بیچ دیا اور اس سکے کی ناسبت پر ہے کہ غلام کے قلم میں جو چیز بیچی ہو وہ کسی کی ملک ہے۔

﴿نکات﴾... صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک ایسا غلام جس کو مالک نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو نیز اس غلام پر اتفاقاً قرض ہو جو

تاریخ: ۱۴۰۳/۰۵/۰۵

انوشیروانی نے ان کا دل بہانہ نہ بنایا اور انھیں بھی مع میں شریعہ قاتلہ پر جان فیض شادی و ان کا تیرے شخص سے یہ بات
 ہو گئی کہ ان کو بھی شریعہ میں یہ نکل اور ان کوئی اور شریعہ نہ تھا تو ان کا جواب یہ ہے کہ (شک و تردید) یہ تو ان صورت
 میں شریعہ ہو جو وہ لے لیں ہے نہ کہ وہ لے لیں۔

[illegible]

تیسرا مسئلہ: مسلمانوں کے درمیان جو کسی قسم کی مشترکاتی یا بیعت سے کہاٹھا کر میں آپ کا نام نہ لیتے۔ انہیں کون سا کلمہ پڑھنا چاہیے؟ اس کی بابت آپ نے بھی اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ کسی کلمہ کا کوئی حصہ نہیں پڑھ سکتے تو انہیں اللہ کے نام سے دعا کرنی چاہیے۔ اگر وہ کسی کلمہ کا کوئی حصہ نہیں پڑھ سکتے تو انہیں اللہ کے نام سے دعا کرنی چاہیے۔ اگر وہ کسی کلمہ کا کوئی حصہ نہیں پڑھ سکتے تو انہیں اللہ کے نام سے دعا کرنی چاہیے۔

بائع ایک لڑکی بعدد چارہ بیٹھنے کی زمین سے ملی ہوئی ہے نہ یہی تو بیٹھنے کا حق تھا۔

[illegible]

ترجمہ : اور شیعہ نہیں اس گھر میں جو چاہا ہو مگر ایک کڑا شیعہ کی جانب سے ایسے شیعہ ساقط کرنے کا حید ہے کہ سرچے جے نے کر ایک خاص مقدار نہ رہی ہو۔ اس کی چاروں ایک کڑا ایک بات ایک انگلی ہزاروں کی، باقی آٹھ جو شیعہ کے تمام گھر کے ساتھ متصل ہو کر ایک سب تک شیعہ کے گھر کے ساتھ متصل زمین نہ بنی جا رہے تو اس میں حق شیعہ نہیں ہے (یا اس) نے کچھ مکان جو شیعہ کے موصی خریدے اور اس نے باقی گھر خریدے اور شیعہ چاروں کے لیے صرف پہلے حصے میں ہوگا۔ ایسے شیعہ ہزار ساقط کرنے کا اور ساقط ہے۔ حلیہ ہے کہ سب شیعہ کی بے ہزار وہ بچے بھی مکان خریدے نہ کا اور وہی خود سے چاہے کہ مکان ایک ٹھوس سانس خریدے بے غلط مکان کے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ ایک درہم کم ہزار درہم سے (یعنی ۹۹۹) کے بدلے میں خریدے لے ہر شیعہ کی باقی مکان ایک درہم کے مقابل خریدے تو شیعہ نہیں لے سکتا شیعہ گھر بعد ازل میں اسی نے زمین کے ساتھ کو کو کہ شیعہ کی خرید یا گھر شریک حق شیعہ میں مساوی سے اور نہ حق دار ہے (مگر اس نے زمین کے موصی خریدے) چراس نے اس کی طرف سے کیا وہ دے داتا شیعہ ان سے ہوگا یا وہ حلیہ ہے جو عام ہے شریک اور مساوی دونوں کے لیے۔ حلیہ ہے کہ جب اس نے مکان خریدے نہ کا اور کیا سو (۱۰۰) کے مقابلے میں تو اس نے گھر ہزار دے کے مقابل میں خریدے اور اس نے باقی کو ہزار دے چہ کے مسائل کیڑا دے یا ہر سو۔۔۔ پہلی قیمت کا حق شیعہ ان کو ہزار دے کے لئے نہیں لے سکتا۔

تقریر پہلے مسئلہ صورت مسئلہ ہے کہ پٹ نے شیعہ کی زمین چاہی مگر جو شیعہ کی زمین کے ساتھ متصل تھا اس میں سے ایک کڑا یا جو بھر یا یا نہ تھ تو فروخت نہیں یا تو شیعہ اس میں حق شیعہ کا دوسری نہیں کر سکتا۔ اگر ملک نہ بنی ہوئی زمین کی لمبائی شیعہ کے تمام گھر سے متصل ہو کر کو کہ شیعہ کا سب مشعر ہو زمین کا شیعہ کے مکان کے ساتھ متصل ہوا ہے اور مذکور صورت میں بھی شیعہ کے مکان کے ساتھ متصل نہیں ہے لہذا شیعہ کو حق شیعہ حاصل نہ ہوگا۔

دوسرا مسئلہ : صورت مسئلہ ہے کہ شیعہ نے اور مکان کا کچھ حصہ مثلاً (۱/۴) حصہ ایک مصلحین (مثلاً ۹۹۹ درہم) دے کر خریدے اس کے بعد باقی مکان ایک درہم میں خریدے لیا تو چاروں حق شیعہ صرف پہلے حصے میں ہوگا اور باقی مکان شیعہ کا ہر گھر کو کہ خریدے اور احصاء وقت شیعہ کی کی ملک ہے جب تک ماضی شیعہ کے لیے فیصد نہ کرے تو ماضی کے فیصد کرنے سے پہلے شیعہ نے باقی زمین خریدی جو اس کی اپنی زمین سے متصل ہے اب شیعہ اور مرقی زمین پر شیعہ نہیں لے سکتا کیونکہ جب اس نے ایک حصہ خریدے لیا تھا اور متعلق میں دوسرا حصہ خریدے نہ کا اور نہ کرتا تو کو کہ یا عمل زمین میں ہی بن گیا جس میں سے وہ حصہ شیعہ کا خریدے چکا ہے اور وہاں ہی ہے اس لحاظ سے شیعہ کی زمین میں شریک ہو لیا تو اب اگر شیعہ اس دوسری زمین پر شیعہ کرنے کا ارادہ کرے تو یہ حق شیعہ ہزار دے کا سب کہ شیعہ کی شریک نہیں مگر میں ہے حق شیعہ ہزار سے (۱۰۰) سے لہذا شیعہ کو ہزار کی وجہ سے حق شیعہ حاصل نہ ہوگا۔

شیعہ اور زکوٰۃ ساقط کرنے کا حلیہ جائز ہے یا نہیں۔۔۔ فقہاء کے اقوال

ولا یکرہ حیلۃ اسقاط النعقة و انہ کوزۃ عبد ابی یوسف رحمہ اللہ و بہ یفتی فی النعقة و بضدہ فی الزکوٰۃ
انہم ان حیلۃ اسقاطہا لا یکرہ عند ابی یوسف رحمہ اللہ و یکرہ عند محمد رحمہ اللہ و یفتی فی النعقة
یقول ابی یوسف رحمہ اللہ لا یمنع و حوب الحق لا اسقاط لدفع الثاویب و هكذا یقول فی الزکوٰۃ لکن هذا
فی عایۃ المشایخ لادہ اثار لیسجل و یضع رزق الفقراء اللدین فقرہ اللہ تعالیٰ فی مال الاصلیہ و الانحواط فی
ملک الذین یکتوبون لادہم و انفسہ و لا یفوقونہ فی سبیل اللہ و الامتنان بما یشرعہم اللہ تعالیٰ یقول

الشعاع اذا شوعت لدفع ضرر الحزاز والمشيوي او كان من يمشو به تحيزا لا يحل مقاطعه وان كان رجلا صالحا يقطع به الحيزان والشفيع فممنعت لا يجب دوزخ يحل في مقاطعه

[illegible]

63

صورت مسند سے لڑائی کر رہا ہے۔ "فتح باغی ٹھہر رہا تھا، وہ جالے اس کو دیکھ کر ہلکا ہوا اور کہہ دیا۔

میلہ اتنا مفید نہ تھا جتنی اس نے خواہش کی تھی۔ اس لیے اس نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ وہ جب حق شناس بن گیا تو اس نے اپنے گھر سے دور ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ وہ جب حق شناس بن گیا تو اس نے اپنے گھر سے دور ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ وہ جب حق شناس بن گیا تو اس نے اپنے گھر سے دور ہونے کا ارادہ کیا۔

(۲) . محدودیت ثبوت شفاء کی بصورت میں اظہار ہے

اس موقع پر اس وقت فرماتے ہیں کہ یہ ایک کڑا درس ہے۔ فقہاء کا یہ فیہ کہ وہ لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ یہ ایک کڑا درس ہے۔ فقہاء کا یہ فیہ کہ وہ لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ یہ ایک کڑا درس ہے۔ فقہاء کا یہ فیہ کہ وہ لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ یہ ایک کڑا درس ہے۔

[illegible]

1110, 1111, 1112

شمارن کا قول اگر مستثنیٰ سمجھ لیں تو یہ قول بھی اس کے لیے دلیل کی صورت میں نہ لایا جائے گا۔ صحیح بخاری میں ہے تو یہ اس کے لیے حیدر کی صورت کا لایا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے خلیفہ کاواشیعہ کی کراہت کے فتویٰ کے ساتھ یہ قبول کیا ہے کہ ایک حدیث شریفی کے لیے صرف اس وقت یہ خلیفہ کرنا صحیح ہے جب شیعی لوگوں کی ضرورت نہ ہو اور کشتیچہ لوگوں کی ضرورت ہو تو شیعی کے لیے ایسا خلیفہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ (ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶،

دور اصرار۔ صورت مندرجہ جیسا کہ چہرہ، بال، کھنکھارے، زکات، مالد، اور جاسم، کیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں، انکار کیا ہے۔

۱۔ امیر لایف روم اخذ کرتے ہیں کہ یہ جیلہ عاتق جس سے نکلا تو یہ لکھا ہو گا کہ جیلہ عاتق ہے۔

ان چھ روضہ اقدس کے لیے کوئی ایسا حلیہ بنا جس سے درگاہ ہاتھ نہ دھوئے ہو جائے۔

مفتی بہ نقشبندیہ اہل حق امام محمد رحمہ اللہ کا قولی منہنی :- ہے۔

وفي حيلة إسقاط الركاة أيضا اختلاف والصحيح فيه قول محمد رحمه الله (الضعيف في المراجع: ٢٢٦)

(۵۰) فلاحیہ

زُورِ اَقْصٰی کے ساتھ کر کے پینے کی ہوائیں

[illegible]

(۲) ضرورت کے بغیر حیدر آباد پر کبھی بے دخلی نہیں ہے، جس کی وجہ سے ڈاکو اس کا قتل کرنے کے لیے حیدر آباد جاتا ہے تو یہ قصص ایسے کرنے سے تو کوئی طرح نہ نکالیں گے، تاہم ایسا سب سے مراد یہ بھی جائز قرار نہیں دیتا۔ (انکسپرٹ عہدہ شہر سائبا)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جیلہ کا ثابت اس آیت سے ہوتا ہے و خدا مددک ینصافا فاحرب بعدو لا تحبث۔ (المائدہ: ۶۴)

طلب مواثبت اور طلب اشہار کے میچور نے سے شفع کا حق باطل ہو جاتا

ہے۔ اور بیچ بونے کے بعد خاموشی اختیار کرنے سے

ويظهرنا تركه غلب الصراحة والاشهاد ونسليها بعد البيع فقط أي النسب قبل البيع لا يظهرها ولو من الاب

او الوصی او الوکیل ای الوکیل یطلب الشفعة فان تسلیم هو لای یطل الشفعة عند ای حلیفہ و حمد اللہ علی
یوسف و حمید اللہ علیما لیسند رحمہ اللہ و رحمہ اللہ فان هذا ابطال حق ثابت للصغير و انما شرعہ
لمنع الضرر و یقعا انه فی معنی ترک المراء

ترجمہ:۔۔۔ (شفعہ کا طلب موانع اور غلبہ کو ترک کرنا شفعہ کا اصل کو روکنا ہے اور حق کرنے کے بعد حق کو روکنا اور حق کرنے سے پہلے
عامر کو اختیار کرنے حق شفعہ کو اصل نہیں کرتا ہے) اگر یہ ماب دہلی و دہلی سے براہ کھیل سے مراد انکیل طلب شفعہ ہے کیونکہ ان سب کی
عامر کو شفعہ کا اصل نہیں کرتی ہے۔ امام دہلی نے مراد ان الوکیل و مراد ان کے نزدیک اختلاف امام دہلی نے مراد ان الوکیل و مراد ان کے نزدیک اختلاف امام دہلی نے
ایک ایسے حق کو اصل نہیں کرتا ہے جس کے لیے ثابت ہے اور یہ شرط کے لیے منع کرنے کے لیے مشروع ہوا ہے۔ اور شفعہ نہیں دیکھا جانی۔ بلکہ یہ ہے کہ
یہ عامر کو خریدنے کا اور دیکھانے کے معنی میں ہے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ بائیں اور بستی کے درمیان کچھ بیوی اور شفعہ کو ان کی جانب کو و طلب شفعہ پر بھیج رہی
تھا یعنی اس کو کسی نے منع کیا تھا اور نہ ہی وہ نماز میں مصروف تھا کہ وہ طلب شفعہ پر چڑھ کر نہ ہو سکتا اس کے وجود اس نے دونوں طلب
(طلب مواثباتہ) اور چھوڑ دی یا ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا تو اس واقعہ شفعہ باطل رہا جاتا ہے کیونکہ قدرت رکھنے کے وجود طلب نہ
کرنا شفعہ سے امراض کی دلیل ہے۔ (مسند ابی داؤد: ۱۱۰)

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک بائیں بیوی اور اس کے ساتھ شفعہ میں کسی چھوٹے بچے کی بیوی تو اس بچے کے لیے
ایسا حق شفعہ ثابت ہے جیسے بڑے کے لیے ثابت ہوتا ہے اور بچے کی جانب سے حق شفعہ کے مسئلہ میں یہ بھی اس کا وہ ہے اور اس کا وہ ہے
وہی اور اس کا وہی یا پھر قاضی کا مقرر شدہ وہی ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو بچے کے بائیں کو اس کا حق شفعہ ملے گا ہوتا
ہے اور بعد از بلوغ شفعہ کا دعویٰ کو ترک کرنا سبب اگر نہ ہو افراد میں سے کسی نے حق شفعہ چھوڑ دیا اور کچھ عامر کو شفعہ اور نہ عامر کی اختیار کی
قرآن کے چھوڑنے سے حق شفعہ باطل ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ (الشفعہ: ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵)

شعین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان افراد کے حق شفعہ چھوڑنے سے حق شفعہ باطل ہوگا ہے اور بچے کو بلوغ کے بعد طلب شفعہ کا حق
نہ ہوگا کیونکہ حق شفعہ سے تمنا فریاد کے حکم میں ہے کیونکہ اس میں مبالغہ الحال نہ ملتی ہوتی ہے (یعنی شفعہ حق نہیں ہے کہ معنی یہاں ہے)۔ اور
حق شفعہ چھوڑنا اثر (خریدنے) کا چھوڑنا ہے جس طرح یہ سب بچے کے لیے خریدنے کی اسی طرح چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ (مسند
۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵)

امام محمد اور جرجانہ فرماتے ہیں کہ ان افراد کے چھوڑنے سے بچہ کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا کیونکہ شفعہ بچے کے لیے ایک حق ثابت ہے
لہذا آپ دہلی اور دہلی اس کو باطل نہیں کر سکتے اور اسی طرح حق شفعہ اس لیے مشروع ہوا ہے کہ ضرر دفع ہو جائے (جو ضرر اس کی وجہ سے شفعہ کو
پہنچایا جاتا ہے) ماب اگر نہ ہو کہ وہ شخص میں سے ہوئی اس کو سزا کرنا ہے تو اس کو سزا کرنا ہے اس کے ساتھ کرنے میں چھوٹے کا ضرر ہو تو اس کو
ساتھ اور باطل کرنے سے چھوٹے کا ضرر پہنچا ہے اور اس کے ضرر سے بچنے کے لیے حق باطل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (الشفعہ: ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵)

شفیعین کی طرف سے جواب۔ حق شفعہ ساتھ کرنا چھوڑنے کے لیے ضرر نہیں کہ اس کے لیے ادنیٰ ہے کیونکہ اس میں نقصان کا
احتمال ہے اور یہ نقصان بھی چھوڑنے کے لیے بھی ہوگا اور حق شفعہ چھوڑنے کی صورت میں اس نقصان کو بخود دے گا۔

مفتی سید ابوالحسن علی رضا قادری صاحب مدظلہ العالی

الأركيز إذا ما لم النخلة فمشتري حاز عند أبي خبيزة رحمه الله وأبي يوسف رحمه الله..... حتى أن قال
والشافعي على قولهم رد المختار ٢/٤٠٦ ص ٣٠٧ في الوالدية ٢٩١ من الرافعي على رد
المختار ٢/٤٠٦ ص ٣٠٨ اختار جده القدر صاحب المحل في الحاشية ١٥٣ من المجلد ١ ص ١٠٢

کسی عیش پر شفق سے ہست برداری اختیار کی تو شفق نہیں ملے گا اور عیش کا رد کرنا واجب ہے

وهلجها بها على عوض ورد عرضة ان الصلح على العوض يطل لشقعة لانه تسليم لكن الصلح غير حاتم لانه مجرد عن اتمالك فحجب رد العوض.

[illegible]

مشرق: صورت مسکرو ہے کہ شیخ مشرقی سے لیکر افغانی کے کوٹلے کرتے ہوئے قبی خند سے دشمنی اور بیادیا کو اس صلہ کرنے سے قز شصہ، حمل و طاعے قادیان کو افغانی و ایک کربن پرے کا کوٹلے قبی شصہ ایک قبی خند پرے تو اس کا افغانی کے کوٹلے نہیں ہے۔

شفیع کے مرے سے حق شفیع باطل ہو جاتا ہے

وموت الشيخ لا المشتري فان الشيخ ذامات تظل الشفعة ولا تورث عنه خلافا للمشافعي رحمه الله لانها ليست بمال زينة اذا مات بعد البيع قل القضاء اذا ذامات بعد قضاء العاقبي قل تعد لمن او بعده تصير للورثة.

[illegible]

تفکر: مہربان سطر یہ ہے کہ اگر شیخ شہد ہونے سے پہلے سربہ اور خوشی سے شیخ کے حق میں فیصلہ نہیں کیا تھا تو اب وہ اس کے لیے حق شہد ہوا تھا نہیں؟ اس میں اتفاق ہے۔

حرف و صحاح کہتے ہیں کہ وہ علم ہے حق شعاع نہیں ہے کہوں کہ نادر کے مابین نادر کی محبت اور نادر کی محبت کے بعد
 محبت ہوئی ہے اور یہاں اور نادر کی محبت ہے جو نادر کے کو واقع ہوئے ہے۔ وقت اور نادر کے شعاع حاصل نہیں تھا تو اب بھی حق
 شعاع میں نہیں ہو گا۔ اسی طرح حق شعاع ایک حق نادر ہے یعنی ایک از نور اور شعاع کی مشیت ہے اور وہ مشیت نادر کی افات سے نفع
 پہنچاتا ہے۔ لہذا حق شعاع نادر کی طرف نہیں ہونے کی علامت نہیں رکھتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روایہ کے لیے حق شفعہ ثابت ہے کیونکہ حقوق میت سے وارث کی ہر حق منتقل ہوتے ہیں خواہ اس نے بدنے میں عرض کیا یا نہ ہو کیونکہ وارث میت کے قائم مقام ہوتا ہے جس لیے کہ وارث کی ہر حق میت کی حاکمیت (رفع اعتبار) کی طرح ہے لہذا اس کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔

شفیع شفعہ کا فیصلہ اس کے حق میں ہونے سے پہلے اپنا گھر بیچ دے تو اس کے لیے حق شفعہ نہیں

وسع من يشفع به قبل القضاء بها لزوال سبب الاستعفاف قبل التملك بخلاف ما اذا كان البيع بشرط الخيار

ترجمہ: اگر اس بیچ کے بیچنے پر جس کے باطن عقد کیا جائے ہے (عقلم شفعہ دے گا) سے پہلے یا کوئی مالک بیٹے سے پہلے منتقل ہو جائے ہے یا نہ ہو یا اختلاف اس کے کوئی یا یا شرط سے شروع ہو۔

تشریح: صورت مستند یہ ہے کہ شفعہ کرنے والے میں کسی کی وجہ سے حق شفعہ کا دعویٰ کیا تھا دعویٰ کی جھلک کرنے سے پہلے بیچ دی تو اس بیچ کی وجہ سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مالک بیٹے سے پہلے جب استحقاق و جوب کا اتصال ہے اور ازل میں اگر باطل ہے تو بیچار نہ تھا تو یہ حق شفعہ اس وقت تک قائم نہیں رہتا جب تک وہ اپنا جائیداد یا جائیداد نہ کرے یا عدت کی مکمل نہ ہو جائے اور اس وقت اس صورتوں سے پہلے کا دعویٰ ان کے لیے فیصلہ کر کے یا کوئی بھی نہ ہو یا کسی کو باطل کی گنجائی ہو۔

شفیع کو آپ کے خریدنے کی خبر ملی تو وہ حق شفعہ سے دستبردار ہوا پھر معلوم ہوا کہ

مشرقی کوئی اور نے تو اس صورت میں اس کو شفعہ ملے گا

فان سمع شراؤه فك فسلم نظهر شراؤه غير ك او بعه بالف فسلم و كان باقل او بكملي او رومي او عدي متغارب قيمته الف او اكثر فبقي له و معرض كذا لك لا اى سمع البيع بالف فسلم و كان باقل او كان بكملي او رومي او عدي متغارب قيمته الف او اكثر فالشفعة ثابتة له لان هذه الاشياء من ذوات الامتثال فان شفيع باعده بها و ربما يكون له الاخذ بهذه الاشياء ابسر وان كانت قيمتها اكثر من الالف فكون له حق الشفعة بخلاف ما اذا ظهر ان البيع كان بمعرض قيمته الف او اكثر لا يفرغ له الشفعة لان الشفيع باعدها بالقيمة فان كانت قيمته الف فسلم به و ان كانت قيمته اكثر فسلم البيع بالف فسلم المبيع بالاكثر بالظرفين الاولين

ترجمہ: شفعہ نے آپ کا خریدنا سنا تو شفعہ چھوڑا یا عدت میں آپ کے خریدنا نہ ہوا یا اس نے آپ کا خریدنا دیکھا تو اس نے شفعہ چھوڑا یا عدت میں ہزار سے کم کی یا عدت میں متغارب بیچ کے عوض کسی جس کی قیمت ہزار یا اس سے زیادہ تھی تو شفعہ کے لیے حق شفعہ حاکمیت ہے اور عرض کے مقابل میں اسی طرح ہوتے شفعہ کو جس بھی شفعہ نے یہ نہ کہنے ہزار روپے کے عوض ملے ہو تو اس نے شفعہ چھوڑا یا عدت میں حاکمیت ہے تو اس میں ہر کسی کی یا کسی چیزوں کے عوض نہ کسی نہ کسی یا عدت میں یا عدت کی جاتی ہیں یا کسی کی چھٹی چیز یا کسی

قیمت خریدار امانت دیا، تمیوان سورتوں میں شفع کے لیے حق شفع ثابت ہے کیونکہ یہ تمام چیزیں ذوات الاضال میں سے ہیں تو شفع اس قسم کی چیزوں کے بدلے میں منع ہے مگر بعض اوقات تو ان چیزوں کے ساتھ لینا اور دینا آسان ہوتا ہے اور اگر ان کی قیمت ہزار سے زیادہ ہو جیسا کہ اسے حق شفع دیکھا، خلاف اس کے کہ جب غلام ہو کر حق میں کسی کے ساتھ میں رہتی ہے جس کی قیمت ہزار میں سے زیادہ ہے تو حق شفع باقی نہیں رہتا کیونکہ اس صورت میں شفع قیمت سے لے گا نہیں آخر قیمت ہزار ہو تو اس صورت میں تو اس نے شفع مجوزہ یا تھا کر ہزار سے زیادہ حق شفع کا مجوزہ ہر روپے کے قائل میں مجوزہ ہر روپے سے زائد کے عوض میں بطریق اولیٰ مجوزہ ہے۔

تحریر: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے غلام زید اور م کے درمیان بیچ لے ہوئی گئے شفع کو اطلاع دینے سے نہ تھا کہ کمر فدا نے کمر سے خریدا ہے اور خالد اچھا شخص تھا تو شفع نے یہ کہ میں شفع طلب نہیں کرتا میں بعد میں شفع کو اطلاع ملی کہ کمر فدا کی بجائے زید نے خریدا ہے اب شفع کے لیے حق شفع ثابت ہے کیونکہ حسابوں کے درمیان فرق ہزار ہے تو ایک ہمسایہ کی رضامندی اور دوسرے ہمسایہ کی رضامندی کچھ بڑا جانتا ہے۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد اور عمر کے درمیان بیچ اطلاع ۹۰۰ کے عوض میں لے والی یا گندم یا جو یا غلام کے عوض میں کسی کی قیمت ۹۰۰ دیا اس سے بھی زیادہ تمیوان کر کے شفع کو اطلاع دینی کہ خالد نے کمر سے کمر ہزار روپے کے عوض میں خریدا ہے اور شفع کے پاس مثلاً ہزار روپے نہیں تھے تو اس نے حق شفع مجوزہ یا بعد میں اس کو اطلاع دینی کہ خالد نے ۹۰۰ کے عوض میں خریدا ہے یا گندم، جو یا غلام کے عوض میں خریدا ہے تو ہزار روپے کے عوض تو اس صورت میں شفع کے لیے حق شفع ثابت ہے۔ یکلی صورت میں اس وجہ سے شفع ثابت ہے کہ جب اس کو ہزار روپے کی اطلاع ملی تو شفع نے حق شفع مجوزہ ہزار روپے کے ساتھ شرط دیا کہ تھا جب شرط مسمیٰ ہو گئی تو شرط طاعت مسمیٰ ہوئی۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

اور دوسری صورت میں اس وجہ سے ثابت ہیں کہ یہ ساری چیزیں ذوات الاضال کے قبضے سے ہے اور شفع کے لیے ان چیزوں سے لینا ان کے عوض میں لینے سے آسان ہو گا کیونکہ بعض اوقات اس طرح ہوتا ہے کہ شفع نہیں رکھتا مگر جو اخراجات وغیرہ رکھتا ہے۔

تیسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ شفع کو یہ اطلاع ملی کہ زید نے کمر سے ہزار (۱۰۰۰) روپے کے مقابلے میں خریدی ہے تو شفع نے حق شفع مجوزہ یا بعد میں اطلاع دینی کہ زید نے کمر سے ہزار (۱۵) تھان کیرت کے عوض خریدی ہے تو اس صورت میں شفع کے لیے حق شفع نہیں ہے کیونکہ کیرے کی صورت میں بھی شفع کو نہیں رہا ہے۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

خداوند

مروغی، مکی اور مدنی متقابل میں فرق یہ ہے کہ مروغی مکی میں ہیں اور مدنی اس میں قیمت دینی پڑتی ہے اور قیمت دتا ہوا

اور اہم میں اختلاف نہیں ہونی اور عدلی کتاب کے کیونکہ یہ ٹکڑی چیزیں ہیں ان میں شریعت دینی ہوتی ہے نہ کہ دنیوی (مفسر ۱)

۱۶۰۔ رد المحتار ۲/۱۰۰

چند لوگوں نے مکان خریدیا یا ایک آدمی نے متعدد بندوں سے ایک مشترک خرید تو شفعی کو شفعہ کیسے ملے گا

و شفعی حصۃ احد المشترین لا احد البائعۃ ای المشرک جماعۃ من واحد للشفیع لان یأخذ نصیب اجمعہ
وان باع جماعۃ من واحد لا یأخذ حصۃ احد البائعیں و یترک حصۃ البایعۃ ان شاء احد کلہما او ترک لان
ہنا یشرک فی الشفعۃ علی المشتری و نہ لا یشرک فی البائعۃ و یحقق فی الاول دفع ضرر الباع لا فی الثانی۔

ترجمہ۔ اور خریدنے والوں کے حصوں میں سے ایک میں شفعی ہوگا نہ کہ بیچنے والوں کے حصوں میں سے ایک میں شفعی ایک جماعت نے
ایک شخص سے زمین خریدی تو شفعی کہے یہ جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا حصہ لے لے اور اگر ایک جو عدت۔ تو ایک شخص کو زمین بیچ
دی تو شفعی بیچنے والوں میں سے کسی ایک کا حصہ لے لے سکا کہ باقی کے حصہ چھوڑ دے اگرچہ تو سب کے لیے اگرچہ چاہے تو سب
چھوڑ دے کیونکہ اس صورت میں مشترک پر منفق تفرق ہو جانے اور اول صورت میں تفریق نہیں ہوگا اور اسی طرح اول صورت میں مسابک
ضرر دفع کرنا ثابت ہوتا ہے نہ کہ دوسری صورت میں۔

قرع: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مثلاً پانچ آدمیوں نے ایک زمین خرید لی اب شفعی کے لیے یہ پانچ
ہے کہ ایک شخص کا حصہ لے لے یہ سب کے حصے لے لے یا حسب استیسااحت چند افراد کے حصے لے لے کیونکہ اس صورت میں یہ ممکن
ہے کہ پانچ آدمیوں میں سے ۲۰ حصے ہوں اور ایک بگاڑ بند ہو اور شفعی اس کے شرع سے بچنے کے لیے اس کا حصہ خرید لے

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ پانچ آدمیوں میں سے ایک شخص نے زمین خرید لی اب اگر شفعی لینا چاہتا ہے تو سب سے لے
لے یا سب کو چھوڑ دے اس کے لیے کسی ایک کا حصہ لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہاں شفعی ایک ہے تو متعدد بھی جملہ شفعی کا ایک ہی مرتبہ
ہوگا۔ اس صورت اور دوسری صورت میں تفریق یہ ہے کہ اس صورت میں بعض بننے سے شفعی پر متعدد ہوگا اور یہ شفعی کے لیے زیادہ
باعث ضرر ہے کیونکہ شفعی کے لیے شفعی ضرر تو یہ ہے کہ شفعی اس کا حق حصہ سے لینا ہے اگر اب شفعی شفعی کے ساتھ شفعی میں شریک ہو
جانے کا تو یہ زیادہ ضرر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ شفعی اس کی شراکت پر مدد نہیں کرے اور صورت اول میں شفعی خریدنے والوں میں سے
ایک کے کم مقام ہو جائے تو اس صورت میں منفق کی پر متعدد نہیں ہوتا۔ (مسند الامام ۱/۱۶۰)

شرکاء میں سے ایک شریک نے اپنا حصہ شفعی دیا بعد میں شریک اور شفعی نے شفعی

تقسیم کر دی پھر شفعی کے حق میں فیصلہ ہوا اب شفعی اس تقسیم کو ختم نہیں کر سکتا

و نصف مقر بے مشاعا من دار فقسا ای المشتری نصفاً مشاعاً من دار فقسہ البائع والمشرک للشفیع

بأخذ النصف مفرزا لأن القسمة من تمام القطن۔

ترجمہ (اور آدھ نہ مال میں لے کر دو ایک ہو جو غیر قوم مگر سے ہو۔ میں چاہا ہے کہ اس دو تقسیم کرنے) یعنی ایک قبض نے آدھا حصہ بھی مگر کاغذ اور دو غیر تقسیم شدہ تھا بعد میں بائع اور مشتری نے تقسیم کیا میں شفعہ چاہا۔ نے نہ حالت میں آدھا لے گا کیونکہ قسمت قبض کی حرمت مکتا ہے۔

تشریح صورت مسئلہ ہے کہ ذیہ نے مرے آدھ کو خرید بعد میں زیادہ خرچت تقسیم کر کے ہر ایک نے اپنا حصہ الگ کر لیا اور شفعہ نے حق شفعہ کا دعویٰ کیا اور دعویٰ نے اس کے حق میں فیصلہ پایا اب شفعہ بیع کو اس تقسیم شدہ حالت میں لے گا اور شفعہ اس طرح نہیں کہ ملتا کہ مرے تقسیم کو نہیں کرنا۔ اس کیونکہ تقسیم کے وقت میں حاضر نہیں خواہ اس لیے کہ بیع قبض کرنے سے تام ہو جاتی ہے اور قبض اس وقت حقیق ہوتا ہے جب بیع معلوم ہو اور تقسیم سے مشترک مال میں بیع متعین ہو جاتی ہے اور تقسیم سے قبض آتا ہے اور قبض سے تمام ہوتی ہے شفعہ یاں بجا سکتا ہے کہ تقسیم سے بیع تام ہوتا ہے۔

جب بائع اور مشتری کہہ رہا ہے شفعہ تام ہوئی تو جس طرح شفعہ نکال نہیں کر سکتا ہے اسی طرح وہ اس چیز (تقسیم) کو بھی نہیں کر سکتا جو بیع تام ہونے کا سبب ہے۔

﴿فانصف﴾

حق شفعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تین چیزوں میں ہوتا ہے۔

(۱) گھر۔ (۲) زمین۔ (۳) دکان۔

اور دیگر امام ہاشمی اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

تینہ عدول کے ہے حق شفعہ ثابت ہے۔

(۱) شریک غرض میں۔ (۲) شریک حق بیع میں۔ (۳) سایہ۔

جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہوتا۔ ان کا تعداد ۲۳ ہے۔

(۱) کلی روٹی ہندی چیز ان میں۔ (۲) شفعہ نہ میں۔ (۳) ہیر میں۔ (۴) اُڑت میں۔ (۵) سلج کر کا دم ہیر میں۔ (۶) ہیر بغیر حوض میں۔ (۷) حدوت میں۔ (۸) اُڑت میں۔ (۹) حدوت میں۔ (۱۰) قسمت میں۔ (۱۱) میراث میں۔ (۱۲) خیار ایست۔ (۱۳) حدوت میں۔ (۱۴) خیار شرط سے روکنے کی صورت میں۔ (۱۵) خیار مہر۔ (۱۶) غلام الغاصب روکنے سے (۱۷) قبض سے پہلے (۱۸) خیار امانت میں (۱۹) مشتری نے زمین خرید لی اور قبض کرنے سے پہلے کچھ حصہ کا کوئی اور مستحق نکل تو اب مشتری کو اختیار ہے جو ہے اور حصہ چھوڑ جائے لے لے یا چاہے تو بائع کو روکے اگر روکنا تو اس میں شفعہ نہیں ہے۔ (۲۰) عمارت میں بغیر زمین کے۔ (۲۱) اور عمارت میں بغیر زمین کے۔ (۲۲) کسی عمارت کے گھر یا ایچروں میں مسجد بنائی یا مقبرہ بنایا یا درخت ۱۱۔ ام یوسف رحمہ اللہ کے شفعہ کے لیے اس میں حق شفعہ نہیں۔ (۲۳) مسجد کے ساتھ گھر خریدنے میں اہل مسجد کے ہے حق شفعہ نہیں ہے۔ (۲۴) سلج علی الاطلاق

... كتاب القيمة ...

تختیور سیفوار

قسمت افقہم، (تجزیہ نما) سے ماخوذ ہے، تقسیم (تجزیہ نما) سے ملو، تا سب یہاں یہ ہے کہ یہ قسم کا مصدر ہے، یعنی از قبیل
نہر بہانہ کے از قبیل ۷ پڑھو۔

مصطفیٰ بافقہ

قسمت فتنہ خیز ہے۔

معنی احمد طالع:

شریعت کی اصلاح میں قوم کی کسی شخص کے سامانجھ کو معصومیت میں بیع کرنے کو کہتے ہیں مثلاً ایک مکان، دھڑ، ٹیکس، گھر، سیان
میں شریک ہے، وہ زمین کے پانی، یا شخص کا حصہ اس مکان کے میں بیع میں بیع ہے اور جب قوم کے ذریعے اس کو اس کے کو بیچے تو یہ شخص کا
حصہ اس مکان کے نام نہ رہا، میں حق ہو گا اور اس حق میں کسی کی زمین کا نام نہیں ہے۔

قسمت کا معنی اصطلاحاً، افراد کی صورت میں اپنے شریک کی عدم موجودگی میں

کچھ حصے ملتے ہیں

هي تعيين الحي (عقب فيها الاقرار في المثلّي والمبادأة في غيره فيأخذ كل شريك حصته بغية صاحبه في الأول لا في الثاني وإن أجز عليها في متحدة الجنس فقط عند طلب أحدهم أي المبادأة غالبية في غير المثلّي مع أنه يحجر على النفس في غير المثلّي إذا كان متحدة الجنس مع أن المبادأة لا يتجرى فيه الجبر ففاته أنها يحجر عليها لأن فيها معنى الاقرار مع أن الزوجية توجب الاتفاق حصته فأوجب الجبر على أن المبادأة قد يتجرى فيها الجبر إذا تعقّب جز الغير كما في قضاء الدين

ترجمہ: (۱) حضرت حق شامع نہیں کرتا ہے اور اس میں لڑا جاسکتی تھی جو یہی کتاب ہے اور اس کے غیر میں مہلات کا معنی غالب ہے۔ (۲) یہی اول صورت میں برحق ایک اور ہے شریک کی عدم موجودگی میں ان کے حور نے ناگوار صرف صورت میں لکھ کر ایک شریک کے طلب پر صرف خود جنس میں یہ لکھ کر لایا ہے کہ اگر کسی غیر شریک میں مہلات ملا ہے یہاں کے ساتھ ان پر بھی مہلا پہنچے گا کہ جو صحیحاً ان سے یہاں کے ساتھ مہلا لائے میں یہ نہیں دیکھتا جو یہی شریک کے ساتھ ان میں جبر کیا جائے گا۔ (۳) یہی اس میں کہ ان کے ساتھ جنس کے ساتھ کہ شریک اپنے جسے سے ملنا چاہتا ہے کہ نہ کرنا دیتی ہے اس بات کی بنا پر کہ یہ مہلات میں جو ہے اسے وہاں کے ساتھ اور ہے کہ

من متعلق ہو جائے جیسے این کی اور انگی میں۔

تشریح: پہلا مسئلہ: قسمت مطلقاً (غواشی میں بد یا غیر مٹنی میں) افراد اور مطلق مبادات پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے کہ شریکین میں سے ہر شریک جو بھی حصہ لیتا ہے اس کا وہ حصہ اس کا اپنا ہوتا ہے اور اگر وہ حصہ اس کے شریک کا ہوتا ہے تو اس شریک کا وہ حصہ لیتا اور اس کا حاصل کرنا (یعنی اس نے اپنا حصہ ہی حاصل کیا) اور دوسرے شریک کا حصہ لینا اپنے اس حصہ کے عوض جوی شریک کے قبضہ میں ہے مبادات ہے لیکن مٹنی چیزوں میں مطلق افراد غالب ہوتا ہے (اس لیے کہ مٹنی چیزوں کے بعاض میں تفاوت نہیں ہوتا ہے جیسے ان میں سے وہ حصہ جو شریک شریک لیتا ہے اور ظاہر اور مٹنی کے اعتبار سے اس حصہ کی مٹنی ہوتا ہے جو دوسرا شریک لیتا ہے) اور غیر مٹنی چیزوں میں مبادات کا مطلق غالب ہوتا ہے اس لیے کہ غیر مٹنی چیزوں کے اہمال میں تفاوت ہوتا ہے چنانچہ ایک نکل سو روپے کی ادنیٰ ہے تو دوسری سو روپے کی وغیرہ۔

دوسرا مسئلہ: (سوال) جب غیر مٹنی چیزوں میں مبادات غالب ہوتا ہے جیسے آپ فرماتے ہیں تو پھر اس کے تحت انھیں کی صورت میں اس کی قسمت پر جو رکھیں ہوتا ہے وہ فائدہ مبادات میں تو جو نہیں ہوتا لیکن اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) غلام یہ ہے کہ قسمت ان چیزوں میں ہوتی ہے اور ان چیزوں اور مٹنی کی سب چیزیں ہوتی ہیں مٹنی ہوتا ہے مٹنی ہوتا ہے اور اگر مٹنی ہوتا ہے تو پھر اس میں جو بدی ہوتا ہے اس لیے کہ قسمت انھیں میں مقاصد متقارب ہوتے ہیں اس لیے اس پر جو جائز ہے کہ ضرر دفع ہو جائے اس لیے کہ قسمت طلب کرنے والی سب چیزیں جانتا ہے کہ میرا نقصان میرے حصے کے ہر حصہ میں ہو جائے اور میری ملک میں دوسرے کا تصرف ہونی نہ ہے۔ (مسئلہ عندہ نہ ملتا)

قاضی قاسم کو مقرر کرے جس کی اجرت بیت المال سے دی جائے

و یصعب قسم برزق من بیت العدل لیقسم بلا اجر و هو احب و ان نصب بانجر صبح ہو علی عند الرؤس هذا عند ابی حنیفہ و رحمہ اللہ و قال الاحمر یجب علی قدر الانصاف لانه فایة العلق لہ ان الاجرة مضیل بالميز و هو لا یعدوت بل قد یصعب فی القلیل و قد ینعکس فنعلم انصارہ فاعلم اصل النصیر
ترجمہ: اور قسم کرنے والا مقرر کرے جس کا اور اس کا دارین بیت المال سے دی جائے گا کہ وہ اجرت کے تحت قسم کرے اور اگر قاسم ان سے مقرر ہوا تو یہ صحیح ہے اور یہ اثبات قیام کے کا شریک ہے، چنانچہ یہ امام ابو سیدہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اجرت شریک کے صورت میں تقسیم کی جائے۔

دارت شریک قاضی کے پاس آئیں اور اشیاء منقول اور غیر منقول کی تقسیم کا مطالبہ

کریں تو قاضی کے لئے کیا حکم ہے؟

وصحت برضا الشریکاء الا عند صحر احلیم اذ لا بد من امر القاضی و قسم نقلی بدعون اذ نہ ینہم و

عقار يدعون شراءه أو ملكه مختلفا فإن ادعوا الزه عن زيد لا حتى يبرهنوا على موته أو غدره ورثته عند أبي حنيفة
وحده الله حصص جماعة عند القاضي وثلثوا قسمة ما في أيديهم فإن كان ثقلها فإن ادعوا شراءه أو ملكه
مطلقة فسم لكن غير مدكور في النص فإن ادعوا الزه عن زيد لسم أيضا وإن كان عقارا فإن ادعوا شراءه
أو ملكه مطلقة فسم أيضا أما الادعاء بزه عن زيد لا بقسم عند أبي حنيفة وحماد الله حتى يبرهنوا على
الموت وعدد الورثة ومحمدهما بقسم كما في تصوير الأحرار إن ملكه أو مورثه يات بعد موته فالقسمة لهما
على التبع فلا بد من طينة بخلاف صورة السر لأن المالك بعد السراء غير مالي للباع وبطلان غير
العقار أو ادعوا الزه لأن القسمة تزيد زيادة الحفظ والعقار محصى بنفسه فلا احتياج إلى القسمة فانقسمت
التي لم تذكر في النص بينهم حكمها من قسمة المقيس الموروث وكذا من قسمة العقار العشرى بالطريق
الأولى فإنه لم يذكر

[illegible]

تشریح : ۱۔ چیز جو تقسیم نہ جاتی ہے، وطرح کی ہوگی۔

- (۱) غلطی چیز (بروہ) کی ۷۲ اہل اقلیت ہے۔ (۲) غلطی کسی بھی (بروہ) کی ۷۲ اہل اقلیت ہے۔
 (۱) اشرک کا ماریہ۔ غلطی طلب نہ ہونے کے بغیر، اشرک کا معنی نہیں ہے۔
 (۲) اور اشرک کا معنی نہیں ہے۔ اور اس سے چشمہ صمد تھیں بن جاتی ہیں۔

یکلی صورت: یہ ہے کہ مقروض علی چیز ہو اور دعویٰ خود اور اثبات کا ہو یا فریے کے یا مالک مطلق کا ہو۔ اس صورت میں جب شرکاء دعویٰ کے پاس جا کر قاضی سے تقسیم کرنے کا مطالبہ کریں تو قاضی وہ چیز ان کے درمیان بانٹ دے گا اور یہی احکام فقہاء کے درمیان متفق علیہ صورت ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ مقروض غیر علی چیز ہو اور دعویٰ فریے کے یا مالک مطلق کا ہو تو شرکاء دعویٰ سے تقسیم کرنے کا مطالبہ کرے تو قاضی اس صورت میں بھی تقسیم کرے گا اور یہی مسئلہ اختلاف فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

تیسری صورت: یہ ہے کہ مقروض غیر علی چیز ہو اور دعویٰ وراثت کا ہو اس طرح کہ شرکاء دعویٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعویٰ سے انہیں کوٹلاؤں زمین سم کر دے اور وراثت میں ملے ہے۔ آپ برائے امر یا پڑھیں عادت و درمیان تقسیم کریں۔ اب قاضی تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ فرماتے ہیں کہ قاضی تقسیم نہیں کر سکتا جب تک وہ چیزوں پر کوٹلاؤں نہ لیں۔

(۱)۔ فریے کی وراثت پر۔

(۲)۔ ورثہ کی تعداد پر یکدھ بیعت کے ہاں میں تقسیم کرنے سے پہلے بیعت کا حق اس میں باقی ہوتا ہے اس لیے جو وراثت قسمت سے پہلے پیدا ہوتے ہیں وہ بیعت ہی کی ملک پر پیدا ہوتے ہیں جیسے ماں موراثہ وراثت ہو اور درختوں نے زمین کی وراثت کے بعد اور تقسیم کرنے سے پہلے ہیں دسے تو یہ بھی بیعت کی ملک میں شمار ہوں گے یہاں تک کہ اس سے بیعت کا اعداد ۵۰ یا ۱۰۰ کا اور ورثہ تقسیم کرنے سے بیعت کا حق مال موراثت سے باطل کرتے ہیں تو وراثت مال اور موروث علی علیہ کی طرح ہے اور قاضی نے نہ ایک دعویٰ کی بات کو دیکھ کر بغیر مستحضر ہو مقبول نہیں ہوتی اتنی لیے کوٹلاؤں کی ضرورت اور عادت ہے۔ (۱)۔ اختلاف فقہاء

فصل فی بیع و ہبہ (۱۲۱)

طریقین اور امام شافعی و امام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی تقسیم کر سکتا ہے جب کہ پہلے دستلوں میں۔ (مجموع الفتاویٰ ۱: ۱۲۷) کیونکہ شرکاء کے لیے میں زمین کا موجود ہو، ملک کی دلیل ہے اور شرکاء کا اثر نہ کرنا صدق کی غماض ہے اور شرکاء کے اس دعوے میں اس کا کوئی بھی کاف نہیں دیکھ کر گواہی پر قہر نہیں دے دیتا اور دعوے و عادت ۱۲۵۱

طریقین کی دلیل اس سے جواب ہے اس بعض وراثت کے قائم مقام اور بعض اس سے نہیں ہوں گے یہاں گواہوں اور گواہ پر قائم کئے جائیں گے جو بیعت کے قائم مقام ہیں اگرچہ وہ وراثت (بیعت کے قائم مقام ہیں) اس کی وراثت کا اثر دے کر دے جیسا جیسے کسی سے بیعت پر اعداد کا دعویٰ کیا تو اس صورت میں ایک وراثت سے قائم مقام ہوگا۔ اب اگر یہ قائم مقام اعداد کے ثبوت کا اثر دے کر دے اس کے ساتھ ساتھ دعویٰ گواہ پیش کرے گا (اگرچہ یہاں مستثنیٰ) نہ کہ دعویٰ کی بات اور چلتے ہوئے اس کی طرح مذکورہ صورت میں۔ (۱)۔ اختلاف فقہاء ۱۲۵۲: ۱۲۵۳ (۱)۔ (۲)۔

مثنیٰ ہے قول: امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول مثنیٰ ہے۔ قال الامام حنفی والاسلام الصحيح قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ و

سوال: میں کیا فرق ہے

(۱) مقیم غیر مطلق چاروں طرف اور مطلق غریب (۲) مقیم مطلق چاروں طرف اور مطلق غریب (۳) مقیم غیر مطلق چاروں طرف اور مطلق غریب (۴) مقیم غیر مطلق چاروں طرف اور مطلق غریب

پہلے دو صورتیں ہیں اور تیسری صورت میں جو کہ ایک صورت ہے۔

جواب: (۱) اگر ادا اور ادا کے دو بیان فرق ہے اس طرح کہ چاروں طرف سے ملے ہوئے ایک ملک میں باقی نہیں اور دوسری صورت میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۲) ایک صورت میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۳) ایک صورت میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۴) ایک صورت میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔

(۲) ایک ملک اور غیر مطلق ملک کے دو بیان فرق ہے کہ ایک ملک میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۳) ایک ملک میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۴) ایک ملک میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔

دو ہندو تافضی کے پاس آ کر زمین کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کر دیے کہ وہ زمین ہمارے قبضے میں ہے تافضی اب تقسیم کرے یا نہیں

ولا ان برہما اند معینا جسے برہما اند لہما انضمام فیہ اند برہم علی العقار فلیاھا۔ قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ والاصح انه قول الکمال لامیھا اذا برہما اند معینا کان الفسۃ قسۃ الحلف والعقار غیر محتاج علی ذلک فلا مدس اقامۃ اسبۃ علی انہما

ترجمہ: اور تقسیم نہیں کرے گا اگر ملک کے دو بیان فرق ہے کہ ایک ملک میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۳) ایک ملک میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔ (۴) ایک ملک میں وفات کے بعد موت کے ملک میں باقی رہتا ہے۔

تقسیم: اگرچہ اس کے لیے ہوتی ہے۔

(۱) تقسیم حلقہ ای چیز کی ممانعت ہے کہ (۲) تقسیم کرنا زمین کو دو چیز بلک ہو جائے گی اس میں حرج کہ زیادہ (۳) تقسیم کرنا زمین کو دو چیز بلک ہو جائے گی اس میں حرج کہ زیادہ (۴) تقسیم کرنا زمین کو دو چیز بلک ہو جائے گی اس میں حرج کہ زیادہ

کے اُرد سے ہر ایک اپنے حسد کی خواہشات مرے۔ ان قسمت (قسمت) کا ہوتا ہے۔

(۲) قسمت ملک یہ قسم اپنی ملک کو جس فرقے سے حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہے اور اس قسمت کو قسمت ملک کہتے ہیں۔ اب اس صورت میں قسمت اور اس قسم کے اعتبار سے نہیں ہو سکتی ہے کہ ایک قسمت فقط ان چیزوں میں ہوتی ہے جو خلافت کے لیے تھیں اور اس میں خلافت کے لیے محتاج نہیں تھا۔ بلکہ زمین خود مختار ملک ہے اور قسمت ملک بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ قسمت ملک نے ثبوت کے لیے محتاج ہوتی ہے کہ ملک کوا کے بغیر ثابت نہیں ہوتی اور یہاں کوا موجود نہیں تو کوا کی عدم موجودگی کی وجہ سے قسمت متعین ہوگی اور کوا کو قائم کرنے جائیں تو یہ قسمت جائز ہوگی اور متعین نہیں ہوگی۔ اسی لیے علی

دو ورثہ، حاضر ہو کر مورث کی وفات اور ورثاء کی تعداد پر گواہ پیش کیے تو قاضی تقسیم کر دے

وأنورهما علي العود وعدد الزوجة ومجموعهما ومهم باقل اوعائب آدم ونصب من بعض نهما اي ان
 سحر وارثان و برهما على الموت وعدد الزوجة والعقار معهما ومن الزوجة طفل او ثلث قسمه ونصب من
 يقضي طفل او العلق وعشرة شهوية والمدار في اليهم قبل هذا فهو رءسوا ب في اديهما حتى لو كان في
 فيهم لكان بعض اي بد الطفل او العلق و سيكني انه ان كان كذلك لا يقسم

ترجمہ۔ انکرونیوں نے خلافت اور خلاہ کے انعقاد پر گواہی پیش کی تھی اور مال سود سے بھی ان دونوں کے پاس خواہ وہ ان دولت میں سے ایک سے بچ رہا یا نہ تھا ان شخصوں میں سے غالب غلامو کاغذی اس کو تقسیم کر دیا اور وہ دونوں کی طرف سے ہر ایک کے حق کے نقص کے لیے ایک ایک مقرر کر کے بھیجا اور وہ غلاموں کے پاس آئے خود سود سے خلافت اور خلاہ کو انعقاد پر گواہی پیش کی تھی اور یہی ان دونوں کے پاس بھی اور خلاہ میں کوئی چھوٹا یا بڑا شخص تھا تو کاغذی زمین ان کے ہر ایک میں تقسیم کر دیا اور دونوں کی طرف سے ایک بڑھو کے ان کے حصہ کے قبضہ کے لیے مقرر کر کے دیا اور ہر ایک کی یہ حالت "والد الدانی اچہ محکم" کا ایک کیا ہے اس میں سہ ہے۔ سودا یہ ہے "فی ایدہما" کیونکہ اگر کسی عبادت "فی ایدہما" بھیج دیا تو یہ تو بھلا مال سود سے خود نے غالب کے قبضہ میں ہو گیا اور خلاہ بڑا ہے خلاہ کے اس غلام جو خود کاغذی تقسیم نہیں کر سکتا۔

تفہیم صبر سے مشورہ ہے کہ روئے و دشمنی کو پاس آجے اور دعویٰ کیا کہ ہم نے غلامی زمین ذیبت سے وراثت میں لی، چاروں دہانوں نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کئے، اور اس بات پر بھی گواہ پیش کئے کہ ہم پر غلامی زمین ہوتے ہیں خالد، یحییٰ و ساسہ، اور اس میں سے ہر ایک نے ایک حاضر نہیں ہے تو جس صورت میں دعویٰ دو دیکے درمیان تھے ہم کہتے اور دوسری طرف سے ایک وکیل مقرر کرتے، کہ اس کا حق وصول کرے۔

(نام)

برای کی عبارت برت و ائنه ار فی ایلهم (عربا ۱/ ۱۰۶، مکتبه رشیدیہ)

[illegible]

جواب: حج کی ضرورت رکھنے والے اور شیعہ کی طرف رائج ہے کہ نیک شیعہ میں حتیٰ قبح مویزہ ہے۔ (امداد: ۱۰۱) یعنی شیعہ کے لیے بعض اوقات حد تک وقت ہوتا ہے کہ نیک شیعہ کے افسانہ (۱۰۱) سے ہے۔ (امداد: ۱۰۱)

ایک وارث حاضر ہو تو کاغذی تقسیم نہیں کرے اگر چہ وہ وادہ پیش کرے

فإن برهن واحد أو شروا وعاب أحدهم أو كان مع لوارث الطفل أو الغائب أو شيء عنه لا أي أن حضر واحد وأقام أنه لا يقسم إلا بعد من اثنين لأن الواحد لا يصلح مقابلاً ومقاسماً ومخاضاً ولو كان مقام الأثر شروا وعاب أحدهم لا يقسم لأن في الأثر يتعصب أحد الورثة خصماً عن الباقيين وإن كان في صورة الأثر العقار أو شيء منه في يد الغائب أو الطفل لا يقسم أيضاً لأن القسمة تقسم قضاء على الغائب أو الطفل من غير حصص خاصه عنهما.

ترجمہ : انگریز وارث کے گوارہ چتر اپنا انہوں نے خرید لے لیا۔ ان میں سے ایک نے سب تمباکو اور ٹکڑے کے ساتھ چھوٹا یا غیر ماضی میں تھا اور ان کے ساتھ رہیں، جو کچھ جس سے تو وہ سبھی تھیں، جس کے گا اگلی انگریز ایک حاکم ہو اور گوارہ کار کر لیا تو قاضی اس کو تقسیم نہیں کرے گا کیونکہ قسمت میں درجہوں سے چاہو، لیکن اس لیے کہ ایک حاکم اور حاکم اور حاکم اور حاکم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر سرکار کی جانچ پڑتال ۱۹۲۱ء میں شروع ہوئی تو قاضی اس کو تقسیم نہیں کرے گا کیونکہ وہ اسے نہیں دے گا۔ اس کے ایک باقی درجہوں کی طرف سے قسم ہوگا اور درجہ کی صورت میں اس سے کچھ عائد یا پھر اس کے قبضے میں ہوگا اسی طرح اسی تقسیم نہیں کرے گا جس کے لیے کہ قسمت سے غیر ماضی میں رہتا رہیں جاتی ہے یا پھر اس کے لیے کہ قسمت سے غیر ماضی میں رہیں کی طرف سے رہا۔

تشریح: مسند اہل مسورت مسند پیٹنے کو دوا دینا سے ایک نئے قاضی کے حضور میں حاضر ہو کر اہل مسورت کی وفات پر اور قلعہ کو بار بار چڑھ کر قتل سے توال مسورت میں قاضی قہقہہ نہیں کرتے فاکو کہ قاضی نے فیصلے کے لیے یہ شرط ہے کہ حق اور عدلی غیہ اور خاصہ اور عام محکمہ ہوں اور پینل صرف حق سم اور عام محکمہ کے ضربے نہ کہ مقامہ اور عام محکمہ اور نہ ہی حاضر وادارے غصہ میت کی طرف سے بن سکتا ہے کیونکہ ایک وقت میں ایک جہت سے ایک شخص کا محکمہ اور عام محکمہ ہونا ہی ہے۔ (پیدلہ و بعد ۲۰۱۷ء)

دور اسلحا: صورت مسئلہ یہ ہے کہ گزیدہ افراد کو گرجوں میں کرنا ایک زمین خرید لی اور ان میں سے بڑے اور عمر کاٹھی کے پاس ملے اور کاٹھی سے کہا کہ تم نے یہ زمین خرید لی ہے جہاں تیرا تحریک نبرہ بھی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ آپ میری طرف کر کے یہ زمین ہمارے درمیان تقسیم کر لیں تو ابھی کاٹھی یہ زمین تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ صبح میں وہ مٹی باغ کے اوپر نہیں جاتا ہے اس لیے کہ مشتری کی ملک خلافت کے طور پر ثابت نہیں ہوتی بلکہ خریدنے سے نفی ملک ثابت ہوتی ہے تو حاضرین وہں کلاسی کی فہم بڑھو کاروان میں سے ایک

عالم کی طرف سے عہم نہیں بن سکتا ہے۔ پس فقہ کی صورت میں یہ اتفاقاً نہ ہوگا اور محال یہ ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ دونوں کا حاضر ہونا اتفاقاً ہی شرعاً جائز ہے۔ اور دراصل اس کی صورت میں اگر درکار ہو یا اس سے زیادہ ہوں تو ان میں سے ایک میت (جو مدعی علیہ ہے) کی طرف سے عہم بن جائے گا (کیونکہ میت موجود نہیں اور دراصل کی ملک خلافت کے طور پر ثابت ہوئی ہے تو اصل کے عہم و ذمہ کی وجہ سے نائب قائم مقام ہوگا) اور دوسرے درکار میں سے ایک مدعی بن جائے گا پھر قاضی فیصلہ کرے گا اس لیے کہ قاسم اور غاصم دونوں موجود ہیں اور یہ فیصلہ نائب پر نہیں ہوگا کیونکہ اگر صورت موجود ہو تو فیصلہ نائب اور حاضر دونوں پر جاری ہوتا تو نائب کی صورت میں بھی جاری ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۴۱۸)

نیمرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر درکار میں سے ایک چھوٹا نائب ہو اور بڑے یا حاضر و نہ حاضر کے پاس جا کر قسمت کا مطالبہ کریں تو قاضی قسمت سے فیصلہ نہیں کرے گا کیونکہ اس قسمت میں نائب یا غیر پر ایسی چیز کے کاٹنے کا فیصلہ کرتا ہے جو اس کے لیے نہیں چلی اور یہ کہ ایسی حالت میں جو اس کی طرف سے عہم حاضر بھی نہیں ہے۔ (نسخہ ۲۰۶۱)

شرکاء میں سے ہر ایک اپنے حصہ پر فائدہ لے سکتا ہے تو قاضی ان میں سے ایک کے مطالبہ پر بھی تقسیم کر سکتا ہے اور شرکاء میں سے ہر ایک اپنے حصہ پر فائدہ نہیں لے سکتا ہے اس طرح کہ ایک کا حصہ کم اور ایک کا زیادہ ہے تو اس صورت میں کس کے حلیہ سے قاضی تقسیم کرے

وقسم بطلب احدہم ای احد الشرکاء ان النفع کل حصصه و بطلب ذی الکثیر فقط ان لم یذفع الاخر لخصه حصه ای لا یقسم بطلب ذی القلیل لانه لا فائده له فهو منعنت فی طلب لنفسه وقیل علی العکس لان صاحب الکثیر بطلب ضرر صاحبه و صاحب القلیل برضی بضرره وقیل قسم بطلب کل واحد.

ترجمہ: اور ان میں سے ایک کے طلب پر تقسیم کی جائے گی یعنی ایک شریک کے (اگر ہر ایک اپنے حصے سے حق اٹھا سکا تو ضرر فائدہ حصے کے طلب پر تقسیم کی جائے گی اگرچہ دوسرا شریک حق نہیں اٹھا سکتا ہے) ای تم حصے والے کے طلب سے تقسیم نہیں کی جائے گی کیونکہ تقسیم سے اس کے لیے فائدہ نہیں اور تقسیم کرنے کے طلب میں وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والا ہے اور اس کے برعکس بھی کہا گیا ہے کیونکہ فائدہ حصے والا اپنے شریک کا ضرر اور نقصان طلب کرتا ہے اور کہ حصے والا اپنے ضرر اور نقصان پر راضی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر ایک کے طلب سے تقسیم کی جائے گی۔

تقریباً: وہ حصے جو تقسیم کے بعد شرکاء کو مل جاتے ہیں وہ ان کی دو صورتیں ہیں ان میں سے ہر حصہ قابل تقسیم ہوگا یا نہیں۔ اگر قابل تقسیم ہو تو اس صورت میں اگر شریکوں میں سے ایک شریک قاضی کے پاس حاضر ہو کر قسمت کا مطالبہ کرے تو قاضی جو ان کو تقسیم کرے گا اگر تقسیم کے بعد ہر حصہ قابل تقسیم نہیں ہوگا اور ہر ایک شریک کا حصہ زیادہ ہے اور دوسرے کا حصہ کم ہے تو ان صورت میں اگر شرکاء میں سے ایک قاضی کے پاس جا کر تقسیم کا مطالبہ کرے تو اس میں اختلاف ہے۔

ایک خاص و حیرانہ فرماتے ہیں کہ اگر تقسیم طلب کرنے والا کم حصے کا مالک ہو تو ہجرت فی حق اس کو تقسیم کرے کیونکہ زیادہ حصے کے

تقریباً پہلے مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ماہی قوم کو تھاپ، زخموں کا شرکاء، کئے اور مسلمان تقسیم کی جائے تو شرکاء میں سے کوئی بھی تقسیم کے بعد اپنے حصے سے قطع نہیں لے گا مسئلہ تو اس صورت میں قاضی ہر ایک شرکاء کے طلب کرنے سے تقسیم نہیں کر سکتا کیونکہ تقسیم اس لیے مشروع ہوئی ہے کہ شرکاء میں سے ہر ایک اپنے حصے سے عاقل مرتبے پر لے نہ دے اور انھماے در مذکورہ صورت میں قطع لینا معدوم کیا جاتا ہے۔ لہذا یہاں قسمت کی وجہ مشروعیت معدوم ہے اسی وجہ سے تقسیم نہیں کر سکتا ہے۔ ہاں اگر ب کی رضا سے قسمت کے طلب یوں تو ہر دفعہ تقسیم کر سکتے ہیں کیونکہ قاضی اس شخص کو معذرت نہیں کر سکتا ہے جو حکماً اپنے مال کو تلف کر دے۔ (۵۔ مسودہ ۲۲/۱۵۔ ۱۹۷۹ء)۔

انصاف ۷/۲۶۔ ۳۶۔ ص ۱۹/۱۳۳

دوسرا مسئلہ بصورت مسئلہ یہ ہے کہ شرکاء، کھدویرین، لی مشینیں اسباب اور مریض، خواہر ایک شخص میں۔ یہ ہو یا سناہر چاہے کسی ہو ایک شخص کی قسمت کی طلب کرنے سے وہ مٹتی، دوسرے شرکاء کو تقسیم کرنے پر مجبور کر سکتا ہے کیونکہ متحدہ انجمن کی صورت میں برابری حاصل ہونا ممکن ہے تو قسمت متحدہ انجمن میں حقوق کے درمیان امتیاز اور جدا کرنے کے لیے برقی ہے اور وہ مٹتی نیز کی صورت میں تقسیم مضر شرکاء کے طلب سے جبراً کر سکتا ہے۔ (زر داس ۱۹۶۶ء)

فیہر اسلئے۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مالی مشترک نظام اردو کو اس موٹو کیا ہے صورت میں قاضی بعض شرکاء کے طلب کرنے سے دوسرے شرکاء کو قسمت پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تافن ایک شریک کے طلب سے دوسرے شریک کو تقسیم کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا اس لیے کہ غلام
واجب رکھتے ہیں۔

(۱) نفسِ واحد سے اس کیفیت سے کہ ان کا نام ایک ہے۔

(۲)۔ جس طرح غلط ہے اس منیٹ سے کہ نہ نول سے اور میان زیادہ فرق ہے کیونکہ ان میں متہ صمد مختلف ہوتے ہیں مثلاً اس طرح کہ کلاسوں میں بعض مانتدار، ممتدہ کو قبہ انجیہ اور تاجر ہوتے ہیں۔ اور بعض علم ہی چیزوں سے محروم ہوتے ہیں۔

جس اوروں بہت ایک حالت میں معمول نہیں ہو سکتیں کیونکہ پہلی جہت قسمہ انبیع کو ادب کرتا ہے اور دوسری بہت اس کو صبح کرتی ہے لہذا ہم ان دونوں جہتوں پر دو حالتوں میں غور کرتے ہیں۔ وہی جہت پر اس حالت میں کہ غلام کے ساتھ اور مال بھی ہو اور دوسری بہت پر اس حالت میں جب اس کے ساتھ اور مال نہ ہو۔ (مناوی، ملو غلامہ ۱۲۳-۱۲۴)

مسائلین جیسا اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی سوتی اور غلام کی صورت میں ایک شریک کے طلب کرنے سے دوسرے شریک کو قصہ کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ (عبدہ، دلائل ۱/۱۰۰) کیونکہ تمام متحدہ انجمنیں ہیں اور ترقی ایک ضمیمہ والی چیزوں میں مستحق نہیں ہوتا جیسے اونٹوں اور بیڑوں میں۔ غلاموں میں وہیثیت ہیں (جس طرح غلام الاغیضہ رسول اللہ نے فرمایا) انہیں کا ضمیمہ اختیار ہے اگر وہ چاہے تو غلاموں کو متحدہ انجمن کے ساتھ ضم کرے تو پھر وہ اس میں شریک نہ بنج کر ملکہ ہے اگر اگر چاہے تو مختلف انجمن کے ساتھ ضم کرے یا قصہ کرے یا ملکہ نہیں کر سکتا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف سے جواب، خداوند کی تعظیم کو جس تعظیم پر قیاس کرنا جو مخلوقوں اور جھگڑوں کے درمیان ہوتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ انسانوں کے درمیان زیادہ ملوث و بد فرق ہوتا ہے جیسے انسان کی ہڈی پہنچنے والی تو اس شدہ و بفرق کی وجہ سے گویا انسان

(۲) ... منافع اور قصہ کے اعتبار سے مختلف انجمن ہیں۔ لہذا قاضی کو اختیار ہے چاہے ہر ایک کو مستقل تعمیر کرے یا ہر ایک کو مستقل تقسیم نہ کرے۔ (المنہاج، دفعہ ۲۶/۷، مجمع الانہر ۱۲/۱۶۱)

مفتی بہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول مثنوی ہے۔

(والدور) المقتركة بين اللين او المكنو كلها (فی مکان واحد بقسم کل) واحدة (على حدة) الا بواضی الشراكة عند الاعام وهو الصحيح. (مجمع الانہر ۱۲/۱۶۲)

ای طرح صاحب الجملہ نے یہی قول نقل کیا ہے۔ (نورہ نمبر ۱۱۳۸)

ای طرح اصحاب حق تو قدر ہی اکثر انجمن الخیرین، و کتابیہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ (مجمع الانہر ۱۲/۱۶۲)

زمین کی تقسیم میں درآمد اور دانیہ شریک کی رضا مندی سے داخل کر سکتا ہے

ولا يدخل القصة الا بوجوب نهم اي لا يدخل في قصة العقار النواضع الا بالموافقة حتى اذا كان ارض وبناء تنقسم طريق القصة عند ابي يوسف رحمه الله وعن ابي حنيفة رحمه الله انه بقسم الارض بالساحة فالذي ولع البناء في نصبه يرد على الآخر حتى يساويه فبدخل النواضع ضرورة وعن محمد رحمه الله انه يرد على شريكه من العرصه الى مبالغة البناء فلاذا بقى فضل ولا يمكن التسمية له يرد للفضل درهم لان الضرورة في هذا القدر.

ترجمہ: اور تقسیم میں درآمد داخل نہ کرے مگر ان کی رضا مندی سے یعنی زمین کی تقسیم میں غیر رضامندی کے درآمد داخل نہ کرے حتیٰ کہ اگر زمین اور عمارت تھی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیمت کے حساب سے تقسیم کرے درآمد ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک زمین کو کے حساب سے تقسیم کرے اور اسی شریک کے حصہ میں عمارت آئی ہے تو درآمد سے پردہ بردار کرے تاکہ شریک کے درمیان مساوات آجائے۔ تو اس میں ضرورت کی وجہ سے درآمد داخل ہوئے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک شریک اپنی زمین سے بعض ضرورت کے بدلے میں دوسرے شریک کو دے گا کہ کچھ پیسہ خوردہ مگر تو اس کے بدلے میں ہی شریک کو درآمد دے گا کیونکہ ضرورت صرف اسی مقدار میں ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید اور عمر کے درمیان مثلاً ایک مکان اور ایک لاکھ روپے مشترک تھے۔ اب دونوں تقسیم کرنا چاہتے ہیں زید نے کہا کہ گھر مجھے دیدو اور ایک لاکھ روپے تھے اور عمر نے لینے سے انکار کیا تو اس صورت میں یہ درآمد تقسیم میں داخل نہیں ہوں گے لہذا ایک لاکھ درآمد علیحدہ اور گھر علیحدہ تقسیم ہوگا۔ اس امر پر بھی رضی تھا تو یہ تقسیم میں داخل ہوں گے۔

یا صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید اور عمر کے درمیان مثلاً ایک زمین اور اس زمین کا بعض حصہ عمر اور بعض زید کے پاس تھا اور زید کے پاس حصہ عمر کے پاس حصہ زید تھا تو زید نے تقسیم کے وقت عمر کو اس زائد حصہ کے بدلے میں پیسے دینا چاہا اور عمر نے پیسے لینے سے انکار کیا تو یہ پیسے تقسیم میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ عمر زید کے ساتھ بیویوں میں شریک نہیں تھا بلکہ زمین میں شریک تھا اور تقسیم مال مشترک (زمین) میں ہوتا ہے نہ کہ مال غیر مشترک (درآمد) میں ای طرح شریک کے درمیان مساوات ہونی چاہیے اور یہیں مساوات نہیں ہے کیونکہ یہ کوہنا حق فی المال نہ پہنچے ہوئے گا اس حال میں کہ اس کے اوپر عمر کے پیسے ہیں اور عمر کو فی المال انجمن پہنچے ہوئے گا کیونکہ

ممکن ہے کہ اس کوئی الحال پیسے تسلیم نہیں کئے جائے۔ پس وہ چیز برنی الحال وصول کی جائے مساوی نہیں اس چیز کے ساتھ برنی الحال وصول ملے جائے۔ (مجموع الفتاویٰ ۱۵۲/۸، ۱۵۳/۸، ۱۵۴/۸)

دوسرا مسئلہ .. صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ اور مردوں ملی کر ایک ایک زمین خرید لی جس میں عمارت بھی موجود تھی۔ اب ان دونوں شرکا میں سے ایک نے تقسیم کی پابندی تو اب یہ تقسیم کیسے ہوگی؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ زمین گز کے حساب سے تقسیم کی جائے گی مثلاً یہ زمین ہزار (۱۰۰۰) گز ہے تو پانچ سو (۵۰۰) گز زیادہ اور پانچ سو (۵۰۰) گز کمرو کے ہوں گے اور جس کے حصہ میں عمارت آئی وہ دوسرے شریک کو حصہ دے گا مثلاً زیادہ کے حصہ میں عمارت آئی اور عمارت کی قیمت میں ہزار (۱۰۰۰) تھی تو زیادہ عمر کو پانچ ہزار (۵۰۰۰) روپے دے گا تاکہ دونوں شرکاء کے درمیان برابری آجائے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موجودہ صورت میں تقسیم قیمت کے اعتبار سے ہوگی مثلاً مشترکہ زمین کی قیمت پانچ لاکھ (۵۰۰,۰۰۰) روپے ہے اور کل زمین ہزار گز (۱۰۰۰) ہے اور عمارت کی قیمت پچاس ہزار (۵۰,۰۰۰) روپے ہے۔ اب تقسیم کا طریقہ کار یہ ہے کہ یہ کوٹھن (جس کے حصہ میں عمارت واقع ہے) کو لاکھ پچاس ہزار (۱,۲۵۰,۰۰۰) روپے کی عمارت کے ساتھ زمین دینی ہے یعنی پچاس ہزار (۵۰,۰۰۰) کے عوض عمارت اور دو لاکھ (۲,۰۰,۰۰۰) کے عوض زمین دینی ہے چنانچہ زمین بھی بن جائے۔ اور عمر کو دو لاکھ پچاس ہزار (۱,۲۵۰,۰۰۰) روپے کی زمین دینی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موجودہ صورت میں چپ ڈیڑھ کے حصہ میں عمارت آئی اور عمارت کی قیمت پچاس ہزار روپے تھی تو اب زیادہ عمر کو اپنی خالی زمین سے پچیس ہزار (۲۵,۰۰۰) کی زمین دے اور اگر عمارت کی قیمت پچاس ہزار تھی اور زیادہ کی خالی زمین چالیس ہزار کی تھی تو اس صورت میں زیادہ اپنی خالی زمین کے ساتھ عمر کو کس ہزار (۱,۰۰,۰۰۰) روپے دے گا۔

مفتیؒ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا قول منطقی ہے۔

وفی الاختیار و قول محمد رحمہ اللہ احسن و اوفی للاصلول (مجموع الفتاویٰ ۱۳۳/۲، ۱۳۴/۲، ۱۳۵/۲)
الاختیار (دور السجل ۹/۱۳۸)

اگر قسمت میں راستہ اور میل کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا اور تقسیم کے بعد ایک کے حصہ میں راستہ اور دوسرے کے حصہ میں میل واقع ہوا۔ اب تقسیم فتح کی جائے گی

فان وقع میل فی قسم وطريقة فی قسم آخر بلا شرط فیها صرف ان امکن و الا فصحت سفلی ذو علو مجرد ان قوم کل واحد و قسم بها عند محمد و حیدر اللہ و بہ مفتی ای قسم بالمقیمۃ عندہ و عند ابی حنیفۃ و حیدر اللہ بقسم بالنزاع کل فروع من السفلی فی مقابلۃ نزاعین من العلو و عند ابی یوسف و حیدر اللہ بقسم بالنزاع ایضا و لکن العلو و السفلی متساویان

ترجمہ:..... اگر ایک کے حصے میں ہائی کا راستہ اور دوسرے کے حصہ میں آنے جانے کا راستہ واقع ہوا پھر اشتراک کی شرط کا تو اصرار

بنادیا جائے گا۔ مگر ممکن ہو ورنہ تقسیم تو دینی بات ہے۔ لہذا دے لے گا۔ اس کے اوپر بالا غلامت اور ایک صرف بچے اور ایک صرف بارخانہ ہو تو ہر ایک کی قیمت لگائی جائے اور اسے تقسیم کیا جائے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اور یہ عقول ہے۔ یعنی اس کے نزدیک قیمت سے تقسیم کرے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے حساب سے تقسیم کرے ہرگز بچے کا دو گرا یا غلام کے زیادہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے حساب سے تقسیم کرے۔ یعنی یہ غلام ایک اور غلام کے برابر ہے۔

فصل: چھلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً زید اور عمرو نے ایک زمین خریدی اور زمین کے لیے پانی اور آٹے جانے کا راستہ دونوں ہول جھراں میں سے ایک نے تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا اور تاحقی نے زمین خرید اور عمرو کے دھوکے میں تقسیم کی۔ جس پانی کا حصہ خلاف زید کے حصہ میں آیا اور آٹے جانے کا راستہ عمرو کے حصہ میں آیا اور تاحقی نے تقسیم کے وقت یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ عمرو کے لیے پانی کے راستے میں پانی لے جانے کا حق ہے اور زید کو آٹے جانے کے راستے میں آٹے جانے کا حق ہے۔ اب دیکھو یہ ہے کہ زید کے حصہ میں آٹے جانے کا راستہ بنا دیا اور عمرو کے حصہ میں پانی لے جانے کا راستہ بنا دیا۔ ممکن ہے یا نہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حصہ میں اپنا راستہ بنائے۔ اور اگر ممکن نہیں ہے تو پھر یہ تقسیم کرے کہ ایک تقسیم اس لیے کی جاتی ہے کہ شریک دوسرے سے ایک اپنے حصہ سے مستقل طور پر قطع اٹھائے اور یہاں ہر ایک اپنے حصہ سے مستقل طور پر وہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ اس میں سے ایک پانی لے جانے کے راستے میں دوسرے کا محتاج ہے اور دوسرا آٹے لے جانے کے راستے میں دوسرے کا محتاج ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید اور عمرو نے دونوں مل کر ایک مکمل گھر یا خانے اور بچے کروں کے ساتھ خرید اور اس کے ساتھ دوسرا کروہ خرید جس کا بالا غلامت نہیں تھا اور تیسرا صرف بالا غلامت خرید۔ اب اس میں سے ایک نے تقسیم چاہا تو تقسیم کس طرح ہوگی؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشترک مکان: شریک دوسرے پان کر کے۔ اب سے تقسیم کے جائیں گے البتہ بچہ منزل کا ایک گز یا خانے کے دو گز کے برابر ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گز کے حسب سے تقسیم ہوگی۔ یعنی بچے اور پانی منزل کے دوسرا کوئی فرق نہیں بلکہ یہ سب ایک جیسے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تقسیم قیمت کے حسب سے کی جائے گی۔ اس طرح کہ مشترک مکانات محل چار روئے (۱۵۰۰۰) روپے کی ملکیت کے ہیں۔ جب تقسیم کی جائے گی تو سات لاکھ پچاس ہزار (۱۵۰۰۰) روپے خرید کی اور ساتھ لاکھ پچاس ہزار (۱۵۰۰۰) روپے کی جائیداد دوسرے کو ملے گی۔

شیخین کی دلیل:

گز سے تقسیم کرنا اصل ہے اس لیے کہ شریک دوسرے میں شریک بل جزو ع میں ہے کہ قیمت میں۔ پس دھب تک اصل ممکن ہو تو اس وقت تک اس پر عمل کیا جائے گا۔

تقسیم کرنے والوں کی پھر شرکاء میں اختلاف ہو کسی ایک نے کہا
کہ میرا حصہ مجھے نہیں ملا اور دو قاسموں نے گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ لے لیا
ہے تو گواہی قبول کی جائے گی

وشهادة القاسمین حجة فيها في القسمة هذا عند أبي حنيفة رحمه الله وأبي يوسف رحمه الله وعند
محمّد و الشافعي رحمهم الله ليست بحجة لانها شهادة على فعل انفسهما فلما لا بل شهادة على فعل غير
هما وهو الاستيفاء.

ترجمہ..... اور تقسیم کرنے والوں کی گواہی اس میں حجت ہے یعنی قسمت میں یہ امام مہدی و حران شاہ و امام ہجویری و عبد الرحمان کے نزدیک ہے
امام ابو حنیفہ و امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک حجت نہیں ہے کیونکہ یہ اپنے فعل پر گواہی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ دوسرے کے فعل پر گواہی
ہے اور اس پر اللہ ہے

تقریر: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً زید اور عمر کے درمیان شرکت تھی پھر تقسیم کرنے والوں نے ان کے درمیان تقسیم کی۔ تقسیم
کرنے کے بعد زید نے کہا کہ میں نے اپنا حق وصول نہیں کیا ہے اور تقسیم کرنے والوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے اپنا حق مکمل وصول کیا
ہے اور اس کا حق پائی نہیں ہے۔ اب تقسیم کرنے والوں کی گواہی معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

شیخین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گواہی معتبر ہوگی کیونکہ متقاسمین اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ زید نے اپنا حق وصول کیا ہے یعنی
زید کے وصول کرنے پر ان کا حق کا حاصل کرنا شریک کا کام ہے نہ کہ متقاسمین کا کیونکہ متقاسمین کا کام شرکاء کے حصوں کے درمیان فیروز
جدا کرنا ہے۔

امام ابو حنیفہ و امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گواہی معتبر نہیں ہوگی کیونکہ یہ گواہی دراصل اپنے فعل پر ہے جو تقسیم ہے اور اپنے فعل پر گواہی
دینا قبول نہیں ہوتی ہے۔

منقول یہ قول: شیخین رحمہما اللہ کا قول منقول ہے۔

وقال جمال الاسلام الصحيح قول أبي حنيفة رحمه الله وعليه مذهب الامام ابو حنيفة و الشافعي
وغيرهما (الصحيح والتمهيد ۱/۱۰۱ انظر مرات الرضوي على رد المحتار ۱/۲۹۹ شرح (مجموع الفتاوى) ۱۰/۲۰۴)

اگر شرکاء میں سے ایک نے اپنا حصہ قبضہ کرنے کا اقرار کیا اور کہا کہ بعد میں
شریک نے مجھے سے کچھ لیا تو ابھی اس کا قول قابل قبول ہو گا یا نہیں؟

وان قال قبضته ثم اخذ بعضه حلف محصمه اي قال قبضت حلفي ولكن اخذ بعضه بعد ما قبضته حلف محصمه
وان قال قبل غروءه احصايي كلفا ولم يعلم الي مخالفة و فسخت لانه احتلاف في مقدار ما حصل له بالقسمة

فصار كالاختلاف في مقدار المبيع.

ترجمہ:..... (اگر اس سے کہا کہ میں نے اپنا حصہ تقض کیا بعد میں اس نے کہو حصہ لے لیا تو قسم قسم اٹھانے کا ایسا کر کہا کہ میں نے اپنا حصہ وصول کیا لیکن اس نے وصول کرنے کے بعد کچھ حصہ لے لیا تو قسم قسم اٹھانے کا اور اگر اس نے افراد کرنے سے پہلے کہا کہ مجھے اس قدر حصہ پہنچا تھا لیکن مجھے تسلیم اور وہ کچھ لیکن کی تو دونوں قسم اٹھائیں گے اور قسمت بخ کر رہے کیونکہ یہ اس چیز کی قسم نہیں اختلاف ہے جو اس کو قسم کی ہو جسے ملے گی تو یہ اس اختلاف کی طرح ہو گیا پہنچ کی مقدار میں ہو۔

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیہ اور عمر کے درمیان مثلاً مشترک زمین تقسیم ہونے کے بعد زیہ نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنا حصہ قبض کیا لیکن بعد میں عمر نے مجھ سے کہو لے لیا تو اب اگر زیہ کے پاس گواہ موجود ہے تو وہ پیش کرے اور اگر گواہ پیش کرنے سے عاجز ہو تو پھر عمر کو قسم دی جائے گی۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیہ نے افراد کیا کہ مثلاً میرا حصہ فلا جگہ تک ہے یا میرا حصہ سو (۱۰۰) گز ہے مگر عمر نے مجھ وہاں تک دیا یا شریز (۲۰) کم وہاں وہاں دونوں قسم اٹھائیں گے قسم اٹھانے کے بعد تقسیم بخ کی جائے گی کیونکہ یہ اس چیز میں اختلاف ہے جو زیہ کو قسمت کی چیز سے ملتی ہے۔ اور یہ اختلاف اس اختلاف کی طرح ہے جو بخ کی مقدار میں واقع ہو جائے اور مقدار بخ میں اختلاف کے وقت بخ بخ کی جاتی ہے اس امر کو ذکر یہ تقسیم بخ کی جائے گی۔

کوئی مستحق نکل آئے تو کیا حکم ہوگا..... اقوال فقہاء

فان استحق بعض حصۃ احدہما شاع اولاً کم تفسیح و رجع بقسطہ فی حصۃ شریکہ و تفسیح فی بعض مشاع فی الذکر اعلم ان الاستحقاق اما فی بعض نصیب احدہما فان کان بعضا شایعاً لا تفسیح عندہی حنیفۃ رحمہ اللہ و تفسیح عندہی یوسف رحمہ اللہ والاصح ان محمد رحمہ اللہ مع اسی حنیفۃ رحمہ اللہ و صورتہ انہما التمسما داراً فوقع النصف الغریبی لاحدہما المستحق النصف الشایع من هذا النصف الغریبی فلان لم تفسح فالمستحق منہ بالخیار ان شاء ففرض القسمة دفعا لضرورة التخصیص وان شاء رجع علی الاعمر بالربع وان کان بعضا معینا من نصیب احدہما فقد قبل انہ علی الاختلاف والصحیح انہا لا تفسح بالاجماع بل بوجع بقسطہ فی حصۃ شریکہ کما اذا كانت الدار بینہما نصفین فقسمت فالمستحق من ہذا احدہما بیتی ہر خمسۃ افرع رجع بنصف ما استحق فی نصیب صاحبه وان كانت اثلاثا لثلاث لاحدہما والثلاثان للآخر فان استحق من ہذا صاحب الثلث رجع بثلث ما استحق وان استحق البعض من نصیب کل واحد فان کان شایعاً فسخت القسمة وان کان معینا لم یدکر ہذا المبدأ فنقول لا تفسح القسمة بل یجعل هذا المستحق کان لم یکن فان کان الباقی فی ہذا کل واحد منہما بقدر سببہ فلا رجوع لاحدہما علی صاحبه وان نقص من نصیب احدہما یرجع بالحصۃ کما اذا كانت اثناو نصفین والمستحق عشرة افرع خمسة من نصیب هذا وخمسة من نصیب ذلک فلا رجوع لاحدہما۔ ابو داود و صاحبہ وان كانت اربعة من ہذا و ستة من ذلک یرجع الثانی علی الاول بالشرع

ترجمہ: (اگر شرکیں کے حصے میں سے ایک کے حصے سے ایک حصہ کی اور کاٹکر یا خور یا نہ تائج ہو یا نہیں تو قسمت فتح نہیں ہوگی اور وہ اس حصے کے معانی اپنا حصہ اور شرک کی زمین سے لے لے اور اگر ایک حصہ غیر زمین کی زمین میں سے کسی حصے کا حصہ قسمت فتح کی جائے گی، جان لو کہ مستحق ہو شرکیں میں سے ایک شرک کے بعض حصہ میں میں اگر وہ حصہ غیر زمین تھا تو یہ قسمت امام جعفر رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں تو فرمایا جائے گی اور امام جعفر رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تقسیم فتح کی جائے گی۔ درج قول کے معانی امام جعفر رحمہ اللہ امام جعفر رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ شرکیں نے شرک کو تقسیم کیا پس شرکیں میں سے ایک کے لیے نصف فرمایا واقعہ ایسی ہی حصہ کہ بعض غیر زمین حصہ سے کسی اور کا حصہ کا اور جب تقسیم نہیں تو فرمایا جائے گی تو وہ شرک میں کا بعض حصہ کسی اور کی ملک بنا اس کو اختیار ہے یا بہ نسبت خود سے تاکہ دھا ہو سکے یا ضرر نہ ہو جائے اور یا بہ نسبت دوسرے شرک سے رٹنے لے لے اور اگر وہی بعض شرکیں میں سے ایک شرک کے حصہ میں زمین تھا تو کیا ہے؟ یہ بھی یہ اختلاف ہے، منجانب یہ ہے کہ بلا جہاں اس صورت میں قسمت نہیں تو فرمایا جائے گی بلکہ وہ اس حصے کے خلاف شرک کے حصے میں روج کرے جسے جب ایک گروہ بدوں کے درمیان آدھا دوا شرک تھا اور تقسیم کیا جائی تقسیم کے بعد ایک شرک کا ایک حصہ کر سکتی ہے جو پانچ ہے تو شرک کے حصہ میں بھی شرک مستحق شدہ آدھا حصہ۔ یہ روج کرے گا اور اگر کر کے حق اس کا وراثت، یہ کا ہے اور دوسرے کا پس اب حسب ملک کے حصہ سے ہم کوئی اس کا بھائی مستحق شدہ حصہ کے وراثت سے روج کرے گا اور اگر صاحب زمین کے حصہ میں سے تو کسی اور کا حصہ تو شرک کے حصہ میں ملک سے روج کرے گا اور اگر شرک کے حصہ میں سے بعض کسی اور کی ملک بنائی اگر مستحق شدہ حصہ غیر زمین تھا تو قسمت فتح ہوگی اور اگر زمین تھا تو یہ مسئلہ مذکور نہیں۔ پس میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں قسمت نہیں تو فرمایا جائے گی بلکہ مستحق شدہ حصہ کو اس کا بھائی مستحق ہوگا اور لے لے نہیں ہوا ہے پس اگر باقی حصہ شرک کے حصے میں ہے جسے کے زیادہ تو ہر شرکیں میں سے کوئی بھی دوسرے پر روج نہیں کر سکتا ہے اور اگر اس میں سے ایک کا حصہ ہو (پس اس کا زیادہ حصہ کسی اور کا ہے) تو ہر اپنے شرک پر روج کرے گا جسے وہ کوئی گروہوں کے درمیان آدھا دوا ہو اور دوسرے (۱۰) کو کسی اور کی ملک بنایا جائے گی ایک شرک کا اور پانچ کو دوسرے شرک کے حصے سے تو ایک شرک دوسرے شرک پر روج نہیں کر سکتا اور اگر چاہا تو ایک کے حصہ سے روج کرے دوسرے کے حصے سے مستحق ہیں اگر دوسرے اول یا یک گروہ سے روج کرے گا۔

تشریح: پہلی صورت صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً زمین اور عمرے مشترک طور پر کوئی زمین خریدنے کی اور خریدنے کے بعد تقسیم کرنے والے نے دونوں کے درمیان تقسیم کی۔ تقسیم کرنے کے بعد کرنے اپنے حصے کا دوا کیا کیا اس طرح کو خریدنے کے حصے میں ہر حق ہے ہر اس نے کو خریدنے کے اور تقاضی نے اس کے حق میں فیصلہ نہایا۔ اس پر اس درود اور قسمیں ہیں۔

(۱) ... حصہ غیر زمین ہوگا (مثلاً زمین کا آدھا یا پھر کوئی حصہ غیر زمین جس اگر غیر زمین ہو تو اس میں اختلاف رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے)

طرفین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قسمت فتح نہیں ہوگی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قسمت فتح نہیں ہوگی

پس اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ مشترک گھر کے مغرب کی طرف کا آدھا حصہ نہ لے گا اور اگر کوئی آدھاں لے گا اب بکرنے دوا کی کیا کر دے کے حصے کا تو دوا حصہ میرا ہے۔ اس پر کو اختیار ہے چاہے تو تقسیم فتح کرے اس لیے کہ تقسیم باقی چھوڑے اس کے لیے معر ہے کیونکہ زیادہ کا حق مغرب ہوگا اس طرح کہ وہ حصہ جو میرا ہے کو جو وہ ایک حصہ ہوگا اور پہلے حصہ میں سے باقی حصہ اور مکان میں ہوگا تو اس ضرر کو پیش

ہے تو اسی بات کو دوسرے طریقے کے تحت لیتے لیے آمادہ ہوتا ہے۔

شرعی تحقیق:

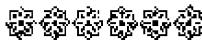
فتاویٰ رحمہ اللہ کے اس طراز میں یہ یاد دہانے کی قسمت دیتے ہیں۔

مہدیاات کا ختم:

مہدیاات قیام کی راہ سے یہ کتب ہے کیونکہ اس میں مختلف مکتبہ و سی کے تمام مکتبہ کے مکتبہ ہیں۔ مکتبہ کی راہ سے مہدیاات کا ختم ہے کیونکہ آیت مبارکہ میں یہ ہے۔

فَإِنَّ هَذِهِ نَافِقَةٌ لِّهَا شَرِبَ وَلَكِنَّمُ شَرِبَ يَوْمَ مَعْلُومٍ : (الشعر)

یہ آیت حضرت صالح علیہ السلام کی بات کے بارے میں ہے کہ ایک دن وہ اپنی بیٹی تھی اور ایک دن دوسرے دن کوئی غیری
 لکھے غراؤ اور میں ہر مکتبہ میں یہ ہے کہ ایک دن وہ اپنی بیٹی تھی اور ایک دن دوسرے دن کوئی غیری
 سر پہ چلتے تھے۔ (الفتح المبین، ۱/۲۷۷، شعر، ترجمہ، ۱/۲۷۷)



﴿.....كتاب المزارعة.....﴾

سزا عمت کا لغوی اور اصطلاحی معنی، امام ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے اقوال

وهي عقد الأرواح لبعض الخارج ولا تصح عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم (فيهم) عن الحابرة" ولا فيها استنجاز للأرض بعض ما يخرج من عمله فكان في معنى قصير الطحان يوصح عندهما به يقض لتضمن الناس والاحتياج بها والقبض عن المتعارفة.

ترجمہ: خواہش یہ کہ اوار کے غرض گشت کا مقصد ہر نام ازائیدہ و خداوند کے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ یہی ہے۔ ترجمہ: یہ صحیح فرمایا ہے کہ دوسرا لوگ یہ نہیں کہ کام دہر کرنا ہے اس چیز کے غرض جس سے ہر اس کے کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جس یہ فقیر سلطان کے سنی ہے اور (حاصل کن کے نزدیک) مقصد باغز ہے اور یہی معنی یہ قول ہے (کیونکہ لوگ یہی مقصد خواہش کرتے ہیں اور اس کے لیے حجاج ہوتے ہیں اور اسی طرح یہ مقصد ہے یہ قول ہے۔

تفہیم۔ لغوی معنی لغز و سخت پر جان۔ مثلاً وہ ہے اور دریا سے مشتاق ہے اور بڑے کو کہتے ہیں اور اصل عربیہ اس کو نگارہ کہتے ہیں۔ (مسند احمد ۱: ۱۶۱) اور ابن عربی اس کو طیاراں کہتے ہیں۔ (مناہج ۱: ۱۶۱)۔

اصطلاحی معنی: ٹرلےٹ میں اس مقدمہ کو کہا جاتا ہے جو پیداوار نے امانت کے جنس سے پرستعقد ہوتا ہے۔

القول فقہاء، رحمہم اللہ: امام فقہاء (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

سائین، جیسا کہ فرماتے ہیں: اے غلامِ ارادت! جی ہے۔

فریق اول کے دلائل:

نقل و حمل: انہی چیزوں کے بارے میں منع فرمایا ہے اور حضرت علیؓ کو کہا جاتا ہے: "جیسا کہ مسلمان شریف کی ایک روایت میں مذکور ہے۔"

عقیقہ دہلیل عقد مزارعت اصل میں عقد اجارہ ہے کیونکہ یہ وقت و مکان پر کرنے کے بغیر کسی نہیں ہوتا ہے اور مدت کا ذکر کرنا اجارہ کے خواص میں سے ہے جس عقد مزارعت بعض اس وجہ کے عوض اجارہ ہوا ہے جو زمین کے ٹکس سے نکلتی ہے۔ یہیں یہ عقیدہ عقائد کی طرح ہے (مقتضی) سلطان اس کو کہتے ہے کہ ایک ٹکھی شکار ہوئی اُنہم ائمہ کریمین دے گئے ہیں لے آؤ اور بھی دے گئے کہ اس کو اس کو نہیں لہواؤ اور آپ کی اجازت مثلاً ایک گھوڑا اس میں سے سو کا جو بیٹے کے بعد وجود میں آتا ہے اور فقیر بخان تو ماہ نہایت کیونکہ میں چھوڑنے، جانور، فرے، جس وقت اس طرح عقد مزارعت بھی جائز ہے۔ (دیکھو ص ۱۸۰-۱۸۱)

معاذ اللہ! دلیل: حقہ حرارت اس وجہ سے مٹانے کی کوشش نے خیر کے نخلستان و ماہاں کے لوگوں کو نظر حق محاط اور

زمین کو بطور حرارت عنایت فرمائی تھی اور یہ بھی رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مسلمانوں میں ایک وقف چاہی ہے اور یہ مفادیت کی طرف ہے۔

کتاب القسمۃ

طرفین کی دلیل سے جواب: آپ لوگوں کی دلیل تب صحیح ہوتی اگر اصل خبر کا معامہ حرارت ہو مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اصل خبر کا معامہ حرارت نہیں تھا بلکہ وہ حرارت قدرہ کے حوالہ پر تھا اور یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے مفتی یہ قول صاحبین دہرمان کا قول مفتی یہ ہے۔

واللهو علی قولہما لتعمل الناس بہ فی جمیع البلدان (الحدادہ ۲۱۰) کتاب فہرہ مدققان فی الخلاصۃ والقوی علی قولہما (سیرۃ النبی ص ۲۶۶) مستلزم معارف السوانہ الفوائد المکرمۃ لاجلہ العظیم وشریحہ

مزارعت کی صحت کے لئے شرائط

بشرط صلاحیۃ الارض للزراع وعلیۃ المدفین وذکر المدۃ ورب البیوع وجسہ ونسبہ الاحرار ولعلیۃ الارض والعمل والشوکیۃ فی الخارج فیظلل ان شرط لاحدہما فخران مسدودۃ او ما یخرج من موضع معین او وقع رب البیوع بخر او وقع الخراج ونسبہ الدانی ہذا اذا کان الخراج خراجا موطا اعا اذا کان الخراج خراج المقصودۃ کالربع والخمس لا یفسد بعد کما شرط وقع العشر لان ہذا لا یؤدی الی قطع الشوکیۃ ترجمہ: اس شرط کے ساتھ کہ زمین مزارعت کے قابل ہو اور مالک بن مالک ہوں اور مدت ذکر ہوا اور خراج والا اور نوئی ہو چکر ہو مگر ذکر ہوا اور بے کام مزارعت کی اور مالک کے درمیان نہیں ہوا اور پیدوار میں حرکت ہوگی اور مدت میں جس سے ایک کے لیے چند ممکن ہو جائے شرط ہوئی اور یہ قدر حرارت باطل ہوتی ہے یا نہ ہو ایک خاص مقام سے پیدا ہوا ہو جو حجم کے ایک تقسیم سے پہلے ہوا تھا یا خراج ممکن ہونے پر باقی آ رہا تھا تقسیم کر کے یا اس وقت خراج موقوف ہو کہ خراج موقوف ہو جو یہ دایہ قسم میں سے مقدار میں نہیں ہوتا ہے جیسے مقررے پہلے دینے کی شرط ہو جو نہ اس سے حرکت موقوف نہیں ہوتی۔

تشریح صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک یہ قدر چند شرائط کا ساتھ ہونا ہے۔

- (۱) زمین کاشت کی صلاحیت رکھتی ہو یعنی رنگت نہ ہو جو کہ اس صورت میں قدرہ حرارت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔
- (۲) مالک بن مالک (یعنی زمین کا مالک اور باجر (مزارع) دونوں عذر کی اہلیت رکھتے ہوں۔ عقلی بالغ اور آزاد ہوں۔
- (۳) مدت مزارعت کا ذکر ہو (یعنی کسی مدت ہو جس میں پیداوار لینا ممکن ہو)۔
- (۴) مالک (یعنی مزارع) اور زمین کے مالک کے درمیان پیداوار اشتراک ہو (یعنی عقد میں پیداوار کا کوئی خاص اور زمین حصہ کسی کے ہے شرط نہیں ہوتی) اور اس لیے ہونا کہ جب پیداوار میں زمین حصہ کے برابر ہو اس سے بھی کم آجائے تو اس صورت میں

مقدور است باطل ہے۔

- (۵) عامل (مشتق خارج) کو زمین اس طرح حوالہ کرنا ہو کہ اس میں مالک کا مثل شرط نہ ہو اور اگر شرط ہو تو بجز یہ عقد باطل ہے۔
- (۶) اور یہ شرط نہ ہو کہ مالک کہے کہ میں تجھ کی مقدار پیداوار (یعنی تقسیم) سے پہلے لوں گا۔
- (۷) پیداوار سے خارج مؤلف کا بجز اس کی تقسیم سے پہلے (اس طرح کہ پہلے پیداوار سے خارج دینا ہے بعد میں تقسیم کرنا ہے) صحیح نہیں ہے۔

﴿فانسد﴾

خراج کے اور قسم ہیں۔

- (۱) خراج مؤلف: یہ برو و خراج ہے جو بادشاہ پیداوار کے اعتبار سے ایک مصلیٰ اور معلوم مقدار زمین پر رکھے مثلاً ۱۰۰ اکڑ کو ۱۰۰ ایک اکڑ زمین پر۔
- (۲) خراج مقاسمہ: یہ برو و خراج ہے جو بلا مشاہدہ پیداوار کا مصلیٰ حصہ مقرر نہ کرے جیسے میرا یا آدھا حصہ۔
- پس اگر عقد مزارعت میں خراج مؤلف کی صورت میں پیداوار تقسیم کرنے سے پہلے خراج مؤلف دینا ہے بعد میں تقسیم کرنا ہے جو صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ شرط زمین سے صرف ۱۰۰ اکڑ کو حاصل ہو زیادہ نہ ہو تو اس صورت میں شرکت ختم ہوگی اور عقد مزارعت میں ایسی شرط لگانا جس سے شرکت ختم ہوئی ہو عقد کو باطل کرتا ہے۔ مگر خراج مقاسمہ کی صورت میں خراج دینے کی شرط لگانے سے عقد باطل نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح شرط لگانے سے شرکت ختم نہیں ہوتی۔

مزارعت کی صحیح اور فاسد صورتیں

او لئن لاحد عبدی الحب فلا یخرج لقطع الشریکة فاما هو المقصود ان تصیف الحب والین لقب و ب البذر لانه خلاف مقضی العقد و تصیف البذر الحب لاحدهما یقطع الشریکة فی المقصود لان شرط تصیف الحب والین تصاحب البذر اولم یعرض لنین صحت لان فی الاول الشرط مقضی العقد فانه نماء ملک و فی الثانی الشریکة فیمحو المقصود حاصل و مع البین لصاحب البذر و عند البعض معتبر ان تصاحب الحب و کذا لو کان الارض والبذر لزید و القمح والعمل الاخر و الارض او العمل له والبقیة لاخر و بطلت لو کانت الارض و البذر لزید او البین و البذر له و الاخر ان فلا یخرج او البذر له و الباقی لاخر

ترجمہ: (۱) جو بھوسا ایک کے لیے ہو اور دوسرا دوسرے کے لیے اس سے کہاں سے اس تصور میں شرکت منتفی ہوتی ہے (یا انہ شرکتیں کے درمیان آدھا آدھا اور بھوسا صاحب حق کے علاوہ کے لیے ہو) کیونکہ یہ مقضی عقد کے خلاف ہے (یا بھوسا درمیان میں آدھا آدھا ہو اور دوسرا ان میں سے ایک کے لیے ہو) اس لیے کہ اس سے مقصود میں شرکت منتفی ہوتی ہے (اور اگر یہ شرط لگائی کہ دواں دواں کے درمیان آدھا آدھا ہو اور بھوسا صاحب حق کے لیے یا بھوسا کا اگل ذکر نہیں کیا تو درست ہے) کیونکہ پہلے میں شرط مقضی عقد کے مطابق ہے اس

یہ کہ کچھ ساری ملک کی افغانی ہے اور اور سی صورت میں حرکت متصور نہ ملے چوتھی صورت میں جو سالہ جب تم کے لیے (۱۱) اسی طرح درست ہے نہ کہ میں اور غریب نے لیے اور اس اور مل اور سے کے لیے اور میں باطل نہ ہے اور اور سی صورت کے لیے (۱۲) باطل ہے اور میں اور باطل نہ ہے لیے جو غریب اور باطل اس کے لیے جو باقی اور سے کے لیے جو غریب اس کے لیے (۱۳) باطل اور سے کے لیے جو کہ

تشریح: مقدمہ حرامت کی ثلثیم نقلی کے اہتمام سے مرتبہ اثر ہے جس میں باطنی اور رو باطنی ہیں۔

- (۱) مالک زمین اور مزارع کے درمیان یہ بات ہے ہوئی ہو کہ مالک اور جھوسا مزارع کا یہ کاغذ اس صورت میں یہ عقد باطل ہے۔
اس لیے کہ یہ شرط خیر مقصود میں ہے اور عقد حرارت میں شرط خیر مقصود میں ہے نہ کہ غیر مقصود میں۔
- (۲) خدہ دانوں نے درمیان آدھا آدھا مشترک، دیگر مزارع کے لیے جھوس کی شرط لگائی گئی ہو کہ مالک کے لیے۔ یہ صورت بھی باطل ہے اس لیے کہ یہ شرط عقد مزارعت کے متعلق کے مخالف ہے کیونکہ عقد مزارعت کا مقصد یہ ہے کہ پیداوار کے ہر جز میں شراکت ہوگی بعض حصہ میں۔ اور صرف حراس علی وادف، جنر ۱۱/۱۹ اس لیے کہ جھوسا صاحب غیر حق انقباض اور پیداوار ہے نہ کہ کسی اور کی۔
- (۳) یہ ہے جو جائے کہ خدہ آدھا، ہر قسم ہوگا اور جھوسا خیر کے مالک کا ہوگا یا بالکل جھوسا کا کہ عقد میں نہیں ہوتا۔ یہ صورت جائز ہے کیونکہ بالکل صورت میں، ملک کے لیے جھوسا کی شرط لگانا بھی عقد کے مطابق ہے۔ اور عقد مزارعت میں ایسی شرط کا نہ ہو عقد کے خلاف نہ ہو۔ یہ عقد کے مطابق ہو تو اس سے عقد باطل نہیں ہوتا۔ اور یہی صورت میں شراکت اس چیز میں موجود ہے جو عقد مزارعت سے تصور ہے اس صورت میں جھوسا بخانا کے آدھا آدھا ہوگا۔
- (۴) (الف) اگر زمین اور جھوسا کا یہ کاغذ ہے (یا نہیں) اور کام کرنا کر کو۔ (ب) زمین اور کام کرنا کر کو زمین داری، دہانہ نقل اور جھوسا کرنا کر کو۔

ہنکی یہ (وہ) اے مصور تیں عیاں میں ۔

- (۵) زمین اور تیل و گیس کی طرف سے ہونے والی ترقی اور ترقی کے محرکات کی طرف سے ہونے والی صورت باطن ہے۔
- (۶) ترقی اور تیل و گیس کے ہونے والی ترقی اور ترقی کے محرکات کی طرف سے ہونے والی صورت باطن ہے۔
- (۷) ترقی اور تیل و گیس کے ہونے والی ترقی اور ترقی کے محرکات کی طرف سے ہونے والی صورت باطن ہے۔

تقسیم عقلی کے اعتبار سے عقد مزدعت کی اقسام

اعلم ايها المتفهم العظمى على سعة اوجه لاهه ان يكون الواحد من احدهما والثلاثة من اخر وهذا على اربعة اوجه وهو اما ان يكون الارضى والعلمى والنبسى او البحر من احدهما والباقي من الاخر والاولان جنانان والثالث لاحتمال الربوب والاربع غير مذكور فى الهداية . هو ايضا غير جائز انه استنجا البحر بالبحر

اجرت بھولی پر اجارہ کرتا ہے کیونکہ لوگوں میں یہ ان کی نہیں ہے کہ کل کو اجرت پر لیا جائے اس بعض چیز کے عوض جو میں سے نفع ہے۔
پس یہ معلوم نہیں کہ بیکل کی اجرت بحسب معمول کیا ہوگی۔ (جمع الاحوال، ۱۹۷۱ء)

صورتِ ششم کا حکم یہ صورت ہو رہا ہے۔

صورتِ ششم کا حکم یہ صورت بھی رہا ہے کیونکہ بیکل کی منفعت ایک قوت ہے جو مؤثر بالاختیار ہوتا ہے اور زمین کی منفعت ایک اور قوت ہے جو مؤثر بالاعتیاد نہیں ہوتا بلکہ مؤثر بالاعتیاد ہوتا ہے وہ دونوں ایک نہیں ہے بلکہ ہیں۔ پس یہ نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے ایک دوسرے کے تابع نہ ہو جائے۔ پس بالکلیہ زمین پر فائز کی شرط لگا ہوا اجارہ کو رد کر کے رہا ہے۔

صورتِ ہفتم کا حکم یہ صورت بھی باطل ہے کیونکہ اگر مکرر قوت انسانی سے ہوتا ہے اور مکرر قوت ارض سے ہوتا ہے۔ اور قوت انسانی مؤثر بالاختیار اور زمین کی قوت مؤثر بالاعتیاد نہیں ہوتی ہے۔ دران دونوں کے درمیان مناسب نہیں مگر ایک کو دوسرے کا تابع قرار جائے۔



﴿..... کتاب المسافات﴾

مسافات کی تعریف اور اس کی شرائط اور احکام کا بیان

ہی دفع الشجر الی من یصلحہ یحز من نعرہ و ہی کالمزاعۃ حکما و حلالا و شروطا فان حکم المسافات حکم المزاعۃ فی ان القوی علی صاحبہا و فی الیہا باطلۃ عند ابی حنیفۃ خلافا لہما و فی ان شروطہما کشروطہما فی کل شرط یمکن وجودہما فی المسافۃ کالعافیۃ العاقلین و بیان نصیب العاقل و النعلیۃ بین الاشجار و بین العمل و الشرکۃ فی الخراج فاما بیان البئر و نحوه فلا یمکن فی المسافات و عند الشافعی المسافۃ جائزۃ و المزاعۃ انما تجوز فی ضمن المسافۃ لان الاصل ہو المزاعۃ و المسافۃ ادبہا لان الشرکۃ فی المربع فقط و فی المزاعۃ لا تجوز الشرکۃ فی مجرد المربع و ہو ما زاد علی البئر الا العدة فانہا تصح بلا ذکرہا استصحابا فان لاشراک الشر و فاما معلومو تلغ علی اولی لہر یمخرج

ترجمہ: (مسافات شرک میں سے بعض کے عوض اور نہ اس شخص کو یہاں سے جو اس کو پاتے ہیں اور یہ مسافات حکم باختلاف اور شرط کے اعتبار سے حرامت کی طرح ہے) پس مسافات کا حکم حرامت کے حکم کی طرح ہے محبت پر لڑی دینے کے اعتبار سے اور اس اعتبار سے کہ یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک باطل اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے اور اس بات میں کہ مسافات کی شرط مزاحمت کی شرط کی طرح ہیں اور اس بات میں جس کا موجودہ مسافات میں ممکن ہو جیسے مالکین کی اہلیت ہو اور مال کے حصے کے بیان میں اور دشمنی عامل کو سرور کرنے اور حاصل میں شریک ہونے میں۔ پھر یا اس کی شکل کا بیان مسافات میں ممکن نہیں ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک مسافات جائز ہے اور حرامت مسافات کے ممکن میں جائز ہے اس لیے کہ اصل اختلاف یہ ہے اور مسافات اس کے ساتھ حرامت سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اس لیے کہ مسافات میں صرف متاع میں شرکت ہوتی ہے اور حرامت میں صرف نفع میں شرکت نہیں ہوتی ہے اور یہ اختلاف ہے جو حکم پر قائم ہو جائے (حکومت میں) اس لیے کہ عقد مسافات اختتام دہ کر کرنے کے بعد صحیح ہوتا ہے اس لیے کہ بھل چک جانے کے لیے ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ اور مدت اس بھل پر واقع ہوتی ہے جو پہلے چک جائے۔

تقریر: مسافات کا معنی لغوی اور معنی اصطلاحی ایک ہیں یا الگ؟ آگے اس میں باختلاف پایا جاتا ہے۔

صاحب الفہرست رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسافات کا معنی لغوی اور معنی اصطلاحی ایک ہی ہے۔ مسافات شریعت میں اس کو کہتے ہیں درخت کسی شخص کو اس کے پالنے کے لیے اس کے بھل کے بعض کے عوض دیا۔ (الشیبہ ۳۹۶/۸)

علامہ علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسافات کا معنی لغوی اور معنی اصطلاحی الگ الگ ہیں اور دونوں ایک نہیں ہیں اس طرح کہ مسافات لغت میں متاع سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے برابر کرنا۔

معنی اصطلاحی درختوں کو کسی شخص کے حوالہ کرنا اس کے پالنے کے لیے اس بھل کے عوض جو اس سے حاصل ہوتا ہے۔

پرومختار ۱۳۶۹ھ

قول مختار: علامہ زبیدی کا قول صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک عقد ہے (دفعہ ۱۶۶/۹)
مساقات کا حکم اور اس کی شرائط:

مساقات غنم شتر کا اور مختلف کے اعتبار سے عقد حرارت کی طرف سے اس طرح کہ مساقات ابراہیم بنیہ کے نزدیک باطل اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور اس میں بھی صاحبین کا قول ملتی ہے۔ اور اس طرح ممکن شرط میں ایک جیسے ہیں شتر چار کے بغیر جو تفصیل سے نیچے ذریعہ آ رہا ہے۔

(۱) مساقات میں اگر حقائق میں سے ایک عقد مساقات کے اجراء سے انکار کرے تو اس کو اس کے اجراء پر مجبور کیا جائے گا اس لیے کہ اس کے اجراء میں عائدین میں سے کسی کے لیے ضرورت نہیں ہے تحریف عقد حرارت کے اس لیے کہ اس میں طر نہیں اس سے صاحب شتر کے لیے اس کے اجراء میں ضرور ہوتا تھا۔

(۲) حرارت میں بھل یک نہ جائے تو یکے تک مال کے لیے حرارت ہو۔ تک کے لیے حرارت بھی نہیں ہوگی بخلاف عقد حرارت کے۔

(۳) حرارت ذکر کرنے کے بغیر عقد مساقات باطل ہے بخلاف عقد حرارت کا ہے۔

(۴) اگر بارش میں کسی کا اشتقاق ثابت ہو جائے تو مال، اپنی حرارت مثل ہے۔ اور حرارت کی صورت میں کھینچ کی قیمت ملے گا۔ (طہر مرقہ ۱۶۶/۹)

مذہب مالک

انہما ہاں فرماتے ہیں کہ عقد حرارت مستقل طور پر جائز نہیں ہے بلکہ عقد مساقات کے ضمن میں جائز ہے اس طرح کہ ایک بارش ہے اس میں درختوں کے درمیان کاٹی قاصد ہے۔ اب مال نے بارش کے ایک سے عقد مساقات کے طے کرنے کے ساتھ یہ بھی طے کیا کہ میں ان درختوں کے درمیان مثلاً گندہ گاگا تا ہیں اور آپ کے لیے اس کا آواحد ہوگا تو یہ عقد حرارت مساقات کے ضمن میں جائز ہے۔ اور اگر کوئی شخص عقد حرارت مستقل طور پر کرے تو یہ عقد تب جائز نہیں ہے۔ یہ بات کہ عقد حرارت عقد مساقات کے ضمن میں جائز ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح عقد میں اصل عقد مضاربت ہے (کیونکہ اس کے جواز پر اتفاق ہے) اور عقد مساقات مضاربت کے ساتھ حرارت سے زیادہ مضاربت رکھتا ہے اس لیے کہ جس طرح عقد مضاربت میں شرکت صرف نفع میں ہوتی ہے اسی طرح عقد مساقات میں بھی۔ اور عقد حرارت میں شرکت صرف نفع میں نہیں ہوتی۔

رطبہ کے تخم میں عقد مساقات کا حکم

واحد رک بذر الرطبہ کا دراک الثمر الرطبہ بالفارسیہ بہت شرفلہ اذا دفع الرطبہ ماعا فلا بشرط بیان المدة قیمته الی دراک بذر الرطبہ مالہ کا دراک الثمر فی الشجر الیون الغالب ان البذر فیہا غیر مقصود بلی تحصد فی کلی سنة ست مرات او اکثر فان اريد البذر تحصد مرة و لتترك فی العرة الثانية الی ان

بلو رک البینو لی ما لا یؤخذ البصر ببینہی ان یقع علی السنہ الا لی السی تسہی المرطبة فیہا بعد العقد.

ترجمہ۔ اگر آپ کے حتم کا پک چڑھل کے پک جانے کی طرح ہے اور غرضی میں سہت ترکو کیجئے ہے۔ پس اگر رطب مسافات کے طور پر دیا جائے تو اس میں مدت ذکر کرنے کی شرط نہیں ہے۔ بلکہ مدت رطب کے حتم کا ہونے تک پہنچ جاتی ہے اس لیے اس کا پک جانا اور غرضی میں پھل کے پک جانے کی طرح ہے۔ میں کہتا ہوں اسطور رطب میں حتم تصور نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ ہر سال چھوٹا کاٹ دیا جاتا ہے ہمارے علاقہ میں جس طرح تصور ہوتا ہے اس کا ایک دفعہ کاٹ دیا جاتا ہے اور دوسری بار اس کا اس وقت تک چھوڑ دیا جاتا ہے جب تک اس کا حتم پک جاتا ہو۔ اس میں صورت میں میں مذکور نہیں ہوتا ہے مگر یہاں ہمارے سال میں ہر سال کے بعد ایک نصف ۱۲-۱۳ ہے مدت واقعہ دیا جائے۔

تشریح۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص حجاز یا مدینہ کا رہنے والا ہوگا تو اس کے بعد عمر کے ساتھ مقدار مسافات سے طے کیا اس طرح کہ آپ اس کی پرورش کرے اور جو حتم حاصل ہو جائے اس کا قیصر اور فہم کا ہوگا۔ اور اس میں مدت ذکر نہیں ہوتی تو یہ عقد کیجئے ہے اس لیے کہ حتم کا پک چڑھل کے پک جانے کی طرح ہے جس طرح پھل پک جاتا ہے اس صورت میں مدت ذکر کرنا ضروری نہیں ہے اسی طرح رطب کا حتم پک جانے میں بھی مدت ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔

﴿فائدہ﴾

شارح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رطب میں دو صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) حتم تصور ہوتا ہے اس صورت میں رطب ایک رات دیا جاتا ہے اور کاٹنے کے بعد حتم کچے تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لہذا اس صورت میں جیسے ہی حتم پک جاتا ہے قوت واقعہ ہو جاتی ہے۔

(۲) حتم تصور نہیں ہوتا ہے اس صورت میں جب رطب کاٹنے کے قابل بن جاتا ہے قوت اسی پہلی بار پر واقع ہو جاتی ہے نہ کہ دوسری اور قیصری بار پر اس لیے کہ اس صورت میں عام طور پر ایک سال میں رطب بچے یا اس سے زیادہ بار کاٹ دیا جاتا ہے۔ پس اگر اس کو منکلیا لیا جائے تو پھر مدت مجہول ہوتی ہے جس کا وجہ سے مقدار مسافات ہو کر نہیں ہے۔ (یعنی علی البدل)

۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷

اسی مدت ذکر کرنے جس میں پھل نہیں پکڑا ہو تو ایسی مدت بیان کرنے سے عقد فاسد

ہوتا ہے

و ذکر مدۃ لا یخرج النضر فیہا بفسادھا و مدۃ قد یبلغ فیہا و قد لا یصح ای ذکر المدۃ کذا یصح لکذا خرج فی وقت مسمی علی الشرط و الا فللمعامل اجر العنل ای لیعمل الی ادراک النضر.

ترجمہ۔ حضور صافات میں ایسی مدت ذکر کرنا جس میں عام طور پر پھل نہیں پک سکتا ایسی صورت میں مقدار مسافات فاسد ہے۔ اور ایسی مدت ذکر کرنے میں پھر ہر وقت پھل پک جاتا ہے اور بعض اوقات نہیں پک سکتا تو یہ مدت ذکر کرنا صحیح ہے۔ پس اگر پھل کسی وقت میں پک گیا تو عقد

ورثة المذبح استعمار دفعا للمصروف

ترجمہ۔ اگر متبادلین میں سے ایک مر جائے یا مدت گذر جائے اور بچل کے ہوں تو مال اس کا ورثہ کام کرے اگر پہلا مالک زمین یا اس کے ورثہ وفوت نہ ہوں یعنی عامل مر جائے اور بچل کے ہوں تو مال کے ورثہ اس کی کچھ بھاری کریں اگر چند بیٹے و بیٹیاں ہوں۔ اور اگر مالک مر جائے تو مال اس کی دیکھ بھال کرے جس طرح وہ چاہے کرنا تھا اگرچہ مالک کے ورثہ اس پر ماضی نہ ہوں اور اس کا جو ورثہ تھا ہے یا کیمرہ دفع ہو جائے۔

تقریر صورت سہ یہ ہے کہ اگر متبادلین میں سے ایک مر جائے تو بھر متبادلین میں سے جو باقی ہے اپنے مقام پر باقی ہوگا یا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے اس لیے کہ میرے کے احوال ہیں۔

(۱) عامل ہو۔ اس صورت میں مساقات قیام فرمائیے جو جاتی ہے مگر محتسب عامل کے ورثہ اس بارغ کی دیکھ بھال کے لیے ضرر ہوں گے اور مالک زمین کے بیٹے یہ اختیار نہیں کر سکتے اور ورثہ کو کام کرنے سے روک دے اس لیے کہ ورثہ کو کام سے روکنا نقصان اور تاراج سے خالی نہیں ہے اس لیے کہ ان کے مورث نے بارغ کی دیکھ بھال میں مصلحت لینے کے لیے دلتہ لگایا ہے۔ اب اگر وہ مصلحت لینے سے پہلے مرے جائیں تو ورثہ کو جو نہیں ملے گا تو یہ ایک ضرر ہے اور اسلام میں ضرر مسلمان سے دفع کیا جاتا ہے۔ نہ کہ ضرر پہنچایا جاتا ہے۔

(۲) مالک ہو۔ اس صورت میں مالک کے ورثہ اس کے قائم مقام ہوں گے اور ماں اپنے مقام پر رہے گا اگرچہ ورثہ اس کو پسند نہیں کرتے ہوں۔ البتہ اگر عامل نے ضرر پہنچانا شروع کیا یا خطرات انھوں کی شاخیں توڑیں یا بارغ سے بوری کی باتو اس دلتہ ورثہ کے بچان میں باتو ماں سے یک لے کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(۱)۔۔۔ کچھ بچل کو اس شرع کے مطابق تقسیم کر جس پر عقد ملے ہوا تھا

(۲) عامل کو اس کے حصہ کی قیمت دے دے۔

(۳)۔۔۔ بارغ کے پالنے کے لیے جس پک ہانے تک کی قیمت مقرر کریں۔ اور وہ رقم در تمام عامل کے حصے سے کاٹ دیں بشرطیکہ یہ رقم عامل کے حصہ سے نہ لے نہ اور اگر زائد ہو تو اس کے حصہ کے بعد رکات دیں اور اس سے زیادہ رقم اس سے نہیں لی جاسکتی۔

(رد المحتار ۱/۲۸۵)

عقد مساقات کن کن اعذار کی وجہ سے ختم کیا جاتا ہے

ولا تفسخ الا لغو و كون العامل مريضاً لا ينفذ على العمل او سارقاً يخاف عسى سعه او سمره غدر و دفع قضاء مدة معلومة للبغس و يكون الارض و الشجر سهماً لا يصحلا فشرط ان الشركة في ما هو حاصل قبل الشركة و الكسر و الغوس كروب الارض و لا لغو قيعه غرضه و اجر عمله لانه في معنى قفيز الطحان لانه استيجاز بعض ما يخرج من عمنه وهو نصف البستان و اما لا يكون القرض لصاحبه لانه عرس برصه و

رضی صاحب الارض فصار نعتاً للارض و حیلۃ الجوار ان یبغی نصف الارض من بھلف الارض و یستلجم صاحب الارض العامل فی ثلاث منسباً ثلاثاً بشی قبل فی نصبہ و اللہ عالم بالصواب

ترجمہ: اور عقد فتح نہیں ہو گا اگر تکوینی حیلہ ہے۔ اور دل کا اس طرح عرض ہونا یا کام کرنے پر قادر نہ ہونا یا اس کا اس طرح ہونا کہ اس سے عارضوں و بھلے کے خوف ہو پھر ہے اور عانی و تنگی و راحت کا نہ ہونے کے معنی معلوم نہ ہونے کے لئے اس شرط کے ساتھ دینا کہ زمین اور رخت مان لے دین اور اس کا واسطہ اس کے بعد فتح نہیں ہے اس کے کہ اس میں اس چیز کی شرط لگائی ہے جو شرائط سے پہلے حاصل ہے۔ پہلے در رخت مان لے دین کے لیے ہوں گے۔ اور دوسرے کے لیے در رخت کی قیمت اور زمین کی قیمت ہوگی۔ اس لیے کہ یہ مٹی کے اعتبار سے غیر عیان کی طرح ہے نہ ہے کہ یہ اس چیز کے نقصان کے ضمنی اجزاء نہ ہوں گے جس کے نکل سے پیدا ہونے سے وہی باغ کا واسطہ ہے۔ اور تحقیق کے ساتھ در رخت مان لے دین کے لیے۔ چنانچہ کہ رخت مان لے دین کے واسطہ سے یہاں سے وہی باغ کا واسطہ ہے۔ اور جائزہ لے گا قید ہے کہ عانی اور دوسری کو آدھی زمین کے ضمنی اجزاء اور زمین کو، تک مال کو تین سال کے لیے خلافت میں لے کر دینے کا تعلق ہے تاکہ وہ ملک کے امور میں مست کر کے رخت مان کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

تشریح

صورت مسئلہ یہ ہے کہ خزانہ دینے کو عانی مانا زمین تین سال کے لیے دینے والی اور اس نے اس کو بتایا کہ آپ اس میں رخت مان لے لیں اور اس کے عوض آپ کو آدھی زمین اور آدھی زمین کے ساتھ بھری ہوئی۔ یہ وہ عقد بند و جہات سے باطل ہے

(۱) یہ فقیر طوں کی طرح ہے اس لیے کہ ملک زمین نے عانی کو اپنا غور سے لے لیا کہ وہ اپنے امانت سے اس کی زمین میں باغ دینے میں کوئی عیب نہ ہو۔ اس کے ضمنی اجزاء سے عانی سے پیدا ہوا ہے۔ (مستخرج)

(۲) اس لیے کہ یہاں حرکت نہیں لگتی چیز میں شرط کی گئی ہے اس کے وجود اور حصول میں عانی کے عیب کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ وہ اس کے نکل سے پہلے موجود ہے اور حرکت ایک ایسی چیز میں شرط کرنا جو عمل کے نکل سے پہلے موجود ہو اس سے عقد باطل ہو جاتا ہے۔ (مستخرج از ۱۰۱)

یہ کورہ مسئلہ کا حکم:

اس صورت میں در رخت اور عانی عمل زمین کے مالک کے لیے ہوں گے اور عانی کے لیے دو چیزیں ہوں گی

(۱) در رختوں کی قیمت لگانے کے دن کے اعتبار سے، دکانہ کے خاصہ کے دن کے اعتبار سے اور نہ کہ در رخت چل دار بننے کے دن کے اعتبار سے۔ (مستخرج از ۱۰۲)

(۲) در رخت لگانے کے دن سے لے کر خاصہ کے دن تک اس کے نکل (جیسے پانی نہ لگے اور رختوں کی حفاظت کرنا) کے عوض اس کے لیے اگر تنگی ہو گا۔ اور عانی کے لیے در رخت نہیں ہوں گے اس لیے کہ عانی نے اپنی مالک کی رضا مندی سے در رخت لگائے۔ اور اگلے کے بعد یہ در رخت زمین کے تابع بن گئے۔ اور اس عقد کے باطل ہونے کے بعد زمین (جو مستحق ہے) مالک کے لیے ہوئی اور زمین (جو تابع ہے) بھی مالک کے لیے ہوں گے۔

سوال: جب مال کے لیے درختوں کی قیمت ہوگی تو پھر اس کے لیے اجڑ ٹل نہیں ہوگا؟ چاہے اس لیے کہ یہ بھی درختوں کی نعمت داخل ہو جائے؟

جواب: اور نہیں جو ہر اور اپنے اعتبار سے خود قائم ہیں اور کام ایک عرض اور اپنے اعتبار سے خود قائم نہیں ہے بلکہ عقد کے اعتبار سے قائم ہوتا ہے اور عرض جو ہر کی تحت داخل نہیں ہوتا ہے۔ جس درختوں کے لیے لک اور کام کے لیے لک قیمت ہوگی۔ دماغی عنصر معص

انت: ۱۸۸ - ۱۹۰

حلیہ جرات:

اس صورت کا حیلہ جواز یہ ہے کہ عامل جو زمینیں اکاٹے ہیں اس کا دو حصہ مالک زمین پر بیچے۔ اور مالک زمین اس کے عوض اس کو آٹھ زمین دے۔ اور مالک زمین عامل کو تین سال کے لیے یکم اجرت پر نوکر کی حیثیت سے رکھے تاکہ وہ مالک کے حصہ میں محنت کر کے اس ملک کو زمینیں تیار کرے۔



﴿.....کتاب الذبائح.....﴾

گوشت کی حلت اور حرمت کے سبب ذبح کا شرط ہے

حرم ذبیحہ من ثم تذکارہ بالذبیحۃ حیوانا من شأنہ الذبیح حتی ینخرج السمک و الجراد اذ لیس من شأنہما الذبیح و انما حملتاہ علی ذلک لا علی المعنی الحقیقی اذ لو حمل علیہ لکان المعنی حرم مذبح لم یذک ای لم یذکر اسم اللہ تعالیٰ فلا ینتاول حرمة ما لیس بمذبح کالمتردہ و النطحہ و نحوہما و ما لا اذا قطع من الحيوان الحي عضو و اذا حمل علی المعنی الجازی و هو ما من شأنہ ان ینذبح ینتاول الصور المذكورۃ ثم فسر الذبیحۃ بقولہ .

ترجمہ :- (۱) ذبیحہ حرام ہے جس کی ذکات نفس کی جائے (ذبیحہ مراد وہ حیوان ہے جو ذبح کرنے کے قابل ہو تو مکلی اور تزی خدرج ہونے کی وجہ سے ذبح کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور تحقیق کے ساتھ ہم نے ذبیحہ میں مذکور حیوان کی ذکات معنی حقیقی پر اس کے کہ اگر ہم اس معنی پر عمل کر کے ذبیحہ کا معنی یہ ہو گا اور ذبیحہ حیوان حرام ہے جس پر اللہ جل شانہ کا مذکور نہیں کیا جائے۔ پس حرمت اس کو شامل نہیں ہوا جو ذبیحہ نہ ہو جسے وہ حیوان جو چاہے گوشت کمر جائے اور سنگ کا ذبح نہ کر جائے اور اس کو ذبح کی شکل۔ اور ای طرح حرمت اس گوشت کو شامل نہیں اور جو ذبیحہ حیوان سے قطع کیا گیا۔ اور جب مجازی معنی پر عمل کر جائے اور یہ ہو جو حیوان ہے جو ذبح کرنے کے قابل ہو تو اس صورت کو شامل ہوتا ہے۔ جس کے جز مختلف ذکات کی کیا ان اس قول سے کیا۔

شریح: یہاں چند چیزوں کا بیان کرنا تاکہ اسے سے مان گئیں ہیں۔

الف: یہاں تین لحاظ ہیں:

- (۱) ذبیحہ کہہ کر کے ساتھ اس جانور کا نام ہے جو ذبح کیا جائے۔
- (۲) ذبیحہ لفظ کے ساتھ ذبیح کا مصدر ہے اور یہ عروقی کے کہنے کو کہتے ہیں۔ اور اس کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔
- (۳) ذبیحہ اس کے بیان میں دو قول ہیں۔

علامہ مفتی اور محمد رحمہ اللہ: چونکہ اس حیوان کو کہا جاتا ہے جو ذبح کیا جائے یا ذبح کے لیے تیار کر دیا جائے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ: چونکہ اس حیوان کو کہا جاتا ہے جو ذبیحہ ذبح کیا جائے گا۔ اور یہ تسمیہ مجازی ہے اس لیے کہ ذبیحہ ذبیحہ حیوان کو کہتے ہیں۔ اور یہ حیوان جو ذبح نہیں کیا اور بلکہ ذبیحہ ذبح کیا جائے گا کہ ذبح کرنے کے اختیار سے کہا گیا ہے۔ (مجمع الزہد ۱۰۴۲)

یہاں یہ بات قابل تکرار ہے کہ ذبیحہ مراد کیا ہے۔ ذبیحہ کے دو معانی ہیں

معنی حقیقی۔ حیوان مذکور۔

معنی چڑی وہ حیوان جو ذبح کرنے کے قابل ہو۔

پس اگر عبادت میں ذبح سے مراد معنی حقیقی ہو تو ذکات کا مطلب یہ ہوگا کہ جس پر بسم اللہ نہیں چڑھی جائے۔ اور معنی عبادت یہ ہوگا: وہ حیوان جو مسلمانہ پڑھنے کے بغیر ذبح کیا گیا ہو۔ اور اس سے "اور اگر عبادت میں ذبح سے مراد معنی مجازی ہو جائے تو ذکات ذبح کرنے کے معنی میں ہوگا۔ اور عبادت کا مطلب یہ ہوگا "ہر وہ حیوان جو ذبح کرنے کے قابل ہو ذبح کرنے کے بغیر ذبح ہے۔ اب عبادت میں معنی حقیقی مراد نہیں ہے اس لیے کہ عبادت بحر اس حیوان کو شامل نہیں، کوئی جو ادھنی جگہ سے گر کر مر جائے یا رنگ کا زخم کھا کر مر جائے اس لیے کہ یہ دونوں مذہب نہیں ہے۔ اور اسی طرح عبادت اس پر کو شامل نہیں جو زندہ حیوان سے کاٹ جائے اس لیے کہ یہ ذبح اور کھانسی ہے۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ معنی حقیقی مراد اس کے صورت میں عبادت شامل نہیں ہوگی۔ اور اگر معنی چڑی مراد ہو جائے تو ان دو فراموشیوں میں سے ایک بھی واقع نہیں ہوگی اس لیے کہ پہلی صورت میں مزرعہ و رطبخ کا قتل ذبح حیوان نہیں ہے۔ ذبح نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور یہی عبادت سے مراد ہے اور اسی طرح اگر جو زندہ حیوان سے کاٹا گیا ہو اس کو عبادت شامل ہے اس لیے کہ یہ مضر اگر چہ کاٹ گیا ہے مگر ذبح کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ ذبح مسلمانہ قتل نہیں کہتے بلکہ معمولی ذبح کو کہتے ہیں اور یہاں وہ معمولی نہیں ہے۔

ذکات کی دو قسمیں ہیں ذبح اختیاری و اضطراری

الذکوة الصادرة جوجین کان من البدن ولاختیار ذبح بین الحلق والنبیة للیة المنج من الضرر و عروہ الحقیوم و العری و النوجان الخلقوم مجری النفس و المری مجری الطعام و الشواب و هی المہلایة عکس هذا و هو سہو من الکف او غیرہ فلم یجر فرفی العفدة و البعض اقروا بانحوال لقلولہ علیہ الصلوة و المسلم الذکوة بین اللیة و الملحین۔

ترجمہ: (ذکات ضروری ہیں جس میں کسی مقام پر ذبح اختیار یا قتل اور بد کے درمیان ذبح کرنا ہے۔ البیہ سے لڑکی جگہ ہے اور اس کے روتق جو ملتو ہوا مری اور وہاں پس بصرہ مردہ رگ ہے جس سے سانس جاتا ہے۔ اور مری اور رگ ہے جس سے کھانا پٹا جاتا ہے۔ اور جب میں اس کے قتل ہو جائے اور یہ کاتب سے کہہ دیا جائے اس کے لیے سے ذبح عقد کے لیے چاہیے نہیں جب اور بعض حضرات نے جو ذکات ضروری ہیں جب کے قول کے لیے ذکات ہر دو قسم کے درمیان ۲۷ ہے۔

شرح: ذبح کی دو قسمیں ہیں

۱۔ ذبح اضطراری: اس کے لیے بدن میں کوئی خاص جگہ نہیں ہے بلکہ صرف ذبح کرنا اور خون بہا کافی ہے اور یہ جان کے کسی حصے میں بھی ہو۔

۲۔ ذبح اختیاری: اس کے لیے بدن میں ایک خاص جگہ نہیں ہے جو قتل اور بد کے درمیان حصہ ہے۔ یہی عقدہ اور ذکات نامی ہے

"الا ان الذکوة فی الحلق و النبیة وواہ دار الفطی عن اسی مبروہ و حسی اللہ تعالیٰ عنہ"

دوسرا مسئلہ: مسرت مسک یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے عقدہ سے اوپر ذبح کیا تو کیا راجہ کرے یا نہیں؟ اس میں اختلاف رحمہ اللہ

مما لم يذكر اسم الله عليه خلاف ذلك افعى" و اقوى حجة قوله تعالى لا احد في ما و حتى اني محرر ما الى قوله تعالى او فسقا هل قصر عنه به فيحمل قوله تعالى و لا تاكفوا مما لم يذكر اسم الله عليه و انه لنسب على ما اهل لغير الله به نفرة قوله تعالى و انه لنفسى و ايضا اذا لم يوجد هذا في المحرم يكون حلالا قبل لا ضرورة في الحمل اذا لم يحتمل فيكون قبل لا احد نزل لا قصر قوله و لا تاكفوا التلايلوم انكسب فان رتبها ناسيا عن العصر السببان قال الله تعالى ربنا لا تأخذنا من بعدنا زلزالا فتنة و احفظنا من بعدنا ظلالا فقولته عليه الصلوة و السلام نسبه في لقب كل مسلم يحصل على حاله السببان و عدم ذلك لا محل في النسب ايضا .

وصلا الله جل شانہ کے نام کے ساتھ کئی اور کلمات کو ذکر کرنا

و کہہ ان یذکر مع اسم الله تعالى عبود و صلا لا غطلا کقولہ سمع الله الخیر من قولن و حرم الذبیحة ان عطف بحر بسم الله و اسم فلان او ثلاثی یا اسم الله و ثلاثان نفس صودا و معنی کالذبح فی الاصحاح و قبل التسمیة لا یأمن به و حسب نحو الال و کبر و ذبیحتها و فی الفیور و العلم حکمہ شککا خدا و عدد مالک ان ذبح الال او بحر الفیور و نسیم لا یصح

ترجمہ : زاد میں شانہ کے نام کے ساتھ کئی اور کلمات کو ذکر کرنا اور کبر و ذبیحتها و فی الفیور و العلم حکمہ شککا خدا و عدد مالک ان ذبح الال او بحر الفیور و نسیم لا یصح
من فلان اور جید ہے کہ صرف یا جانے کے نام کے ساتھ و سم فلان او فلان ای نام الله و فلان اور کریم یا اور کسی رسول
تبارک سے کہہ کر جسے غایت سے پہچاننا چاہئے یا پھر کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور کبر و ذبیحتها ہے در
اس شانہ کرنا ضرور ہے بل اور قرآن کے کئی جہاں اور ناموں کے ساتھ ذکر کیا کرتا ہے ان یا جانے کے
اور کسی اور کو جانے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

تشریح اگر کوئی نذرانہ قربان کرنے کے وقت نہ اصل شانہ کے نام کے ساتھ کئی اور کلمات سمجھ کر یا غلط کرے تو پھر ایسے کرے کہ وہ چیز نہ
ہوتا ہے نہ کچھ نہ اور اگر کچھ سمجھ کر یا غلط کرے تو بھی قصداً ہے۔

- (۱) قرآن کریم کے واسطے کہ اسم کے ساتھ کئی اور کلمات اور کلمات یا معنی حلف کے غیر ان اور اس نے اس طرح کہا کہ
اللہ محمد رسول اللہ اس طرح کہ بسم الله اللہم فضل من و علی من ان دون صورتیں (۱) کچھ صورتیں میں کہ
رسول اللہ ایک شخص پہلے ہے اور دوسری صورت میں اللہ فضل من و علی من ان دون صورتیں (۱) کچھ صورتیں میں کہ
کے ساتھ معنی انشاء ہے کوئی معنی میں ہے اور صورت کا اس میں ہے اس کا قبل کے ساتھ معنی اللہ ہے اس کی وجہ
اس صورت کو ذکر اور کرنا ہے یا قرآن کے واسطے اس کا فقر کے ساتھ معنی نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اور کچھ نہیں
ذکر کرنے والے ہیں اللہ اس کا نام کسی اور نام سے ہے یہ دونوں غلط ہیں اور کئی اس طرح غلط اسم الله و محمد
و رسول اللہ کو اس میں صورت اور کلمات قرآن کو جو نہ کرنے کی وجہ سے تمام قرآن سے ہے۔
- (۲) ذکر کرنے والے نے کسی اور نام کے ساتھ جس شانہ کے نام سے پہچاننا چاہئے یا پھر کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور کبر و ذبیحتها ہے در
اس شانہ کرنا ضرور ہے بل اور قرآن کے کئی جہاں اور ناموں کے ساتھ ذکر کیا کرتا ہے ان یا جانے کے
اور کسی اور کو جانے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

(۳) ذکر کرنے والے نے کسی اور نام کے ساتھ جس شانہ کے نام سے پہچاننا چاہئے یا پھر کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور کبر و ذبیحتها ہے در
اس شانہ کرنا ضرور ہے بل اور قرآن کے کئی جہاں اور ناموں کے ساتھ ذکر کیا کرتا ہے ان یا جانے کے
اور کسی اور کو جانے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

فلسطین ایشیائیں، شمال مغرب اور وسط ایشیائی علاقوں میں، جنوب مغربی افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے علاقوں میں۔

”وَتَبَّكَ عَدْنًا وَجَدَكَ حِينَئِذٍ مَرِيدًا يَنْفَعُهُ الْإِنْفَاقُ مَعَكَ رَافِقًا“

سوال: امام احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تو یہ طے ہے کہ حضرت (عبدی و شافعی) کی طرح پورا دینی اختلاف ہے بعد کاہ امام احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جو کچھ لکھا ہوا ہے اس میں تو آپ اس حد تک کو مروت نہیں دیکھیں میں کرتے۔

[illegible]

مفتی محمد امجد علی عثمانی: آیات اہل بیت - والصالح فرله کف فی المصبر شایع تصدیق (۱۰)

ووجیزیں جس کا کلمہ ناجائز ہے اور ووجیزیں جس کا کلمہ ناجائز نہیں ہے

والأدوات أو محلات من سبع أو غير ذلك المحشرات بالحجر لأغنية : البعل والتخل والتصح والتزوير
والسلحفات والافع اثنتان بالكر الحيف والحداف والتخل والبرع أو امر حمس ولا سوان مائى سوى
سكج يعق والتحرير والشار منهن فالتب سبعة مبدان بشر و أدوات هي ان ينتهب بالطلب و عز
المحنت طائر يختلف بالمخلف وفي الحجر لأغنية خلاف ممالك في التخل خلافهما و خلاف التافى
ولك قوله تعالى : " والتخل والتعل " والحجر ثم كرها لاية وفي الجمع خلاف التافى و هو بالظلية
تعذر والسلحفات سكج ينسب لأفصح كلام يشتره الغلاف مائة مائة كمال البروع موضع دس و
هو حلال عند الناصبي أو من عرفه راسد قوله يظف من الغطف من لم يفعل غنى البناء عند حتى ان دس
البناء مائة حرم و الحرمة نوع من التمسك وهو غير البناء مذهبي كذا في المغرب و حلى لجراد و نوع
التمسك بالذكوة و غراب الزرع و الاراب و اضعي معيانيه المذكورة .

[illegible]

انعام سے تعالیٰ

[illegible]

تشریح : یہ عبارت اس لیے ہے کہ جو شخص اس حدیث کو سمجھتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ

امام بو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنے مال کا نصف خریدا تو اس کا مالک اس کا مالک بن جائے گا۔

اضحیہ کا سبب ایسا مقرر ہوں۔

اضحیہ کا رکن اس چیز کا ذبح کرنا جس کا ذبح کرنا صحیح ہو۔

اضحیہ کا حکم ریاس میں واجب کی ادائیگی پر یا اور آخرت میں ثواب حاصل ہوگا۔ (مسجع الانہر)

دوسری تحقیق اضحیہ اشترک کے اعتبار سے اضحی کی دو قسم جانور ہوتے ہیں۔

(۱)۔ وہ جانور جس میں شعہ دلوگوں کا اشترک صحیح نہیں ہے جیسے بھیڑ، بکری، مگر چاچی بڑی اور موٹی ہو کر در کے برابر ہو اس لیے کہ

اضحیہ میں قربت مقصود ہوتی ہے اور قربت یہاں خون کو بھانپنا ہے۔ اور خون کا بھانپنا تقسیم قبول نہیں کر سکتا ہے کیونکہ ایک حیوان کا

خون بہا ایک بار ہوتا ہے نہ کہ متعدد بار۔ (المدائع و الصنائع ۱۰۵)

(۲)۔ یہ جانور ہوتے ہیں جس میں اشترک صحیح ہو جیسے ہونٹ، نعل۔ جب کہ کئے افراد کے لیے کافی ہوتے ہیں اور اس میں کئے

بندوں کا اشترک ہو سکتا ہے اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سے لے کر سات بندوں تک اس میں اشترک ہو سکتے ہیں اور سات سے لے کر پندرہویں ہو سکتے

ہیں اس لیے کہ یہ مہذبین مسعود بنی اللہ تعالیٰ متہ در حدیثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔

اور اسی طرح قیاس کی رو سے نعل اور لہوٹ کی قربانی بھی ایک فرد کی طرف سے ہوتی چاہیے اس لیے کہ خون بھانا ایک ثواب کا کام ہے

جس میں اجزاء نہیں ٹھہرتے دونوں میں خلاف اختیاس اشترک چاہا جائے کیونکہ وہ یہ میں قیام حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

"کنا یوم العید فی البقرة و البیدۃ فاجاز السی فی البقرة عن سبعة و البیدۃ عن سبعة" (المسوط ۱۱۲/۱۱۲)

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ عید کے روزے ساتھ ساتھ یہ بکری کے نعل اور پندرہویں سات بندوں کی طرف سے

جانور قرار دیا۔

بھیڑ اور بکری میں کوئی نفع موجود نہیں ہے اس لیے بھیڑ اور بکری اصل ریاس پر باقی رہی۔ (المدائع و الصنائع ۱۰۶)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے ثواب مذکور وہ بیٹ میں گھردالے سے گھر کا خشک ٹکڑا اور اس کا چلاسنہ والا مرد ہے اس لیے کہ

نادرہ اس کے لیے ہے۔ لہذا قربانی صرف اسی کی طرف سے ہوگی اس لیے کہ اس پر واجب ہے اور بعض روایات میں نادرہ کی ہی بات

کی تائید ملتی ہے۔ اور روایت یہ ہے:

"علی کل مسلم فی کل عام اصحابا و غنوة" (المسوط ۱۱۲/۱۱۲)

(ترجمہ: ہر مسلمان پر ہر سال ایک قربانی اور مقررہ ہے)۔

جس پر حدیث حکم ہوا امام مالک کی حدیث متحمل ہے اور متحمل حکم حدیث پر عمل ہوتا ہے۔ ۱ - صاحب المہذبہ ۱/۱۱۲

﴿فائدہ﴾

(۱) امام مالکؒ کا مذہب بھیڑ اور بکری میں بھی جزی ہے۔

(۲) ان سات شرکاء میں سے ہر ایک کا حصہ مائتوں حصہ سے کم نہ ہو۔ اور ثواب کی نیت ہو یا نہ کہ گوشت کی۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں ایک خاندان سے افراد کے لیے ہوتے ہیں اگرچہ یہ افراد یا دو کیوں نہ ہو اور وہ خاندان کے افراد کے لیے نہیں ہو سکتے ہیں اگرچہ کم کیوں نہ ہوں اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے

”تغلی اهل کلب بیت ہی کل عظام الضحاة و عصفرة“ (ترمذی)

ترجمہ: ہر گھوڑا کے ہر مہر پرانی اور مختار ہے (حدیث ۱۶۱۱۶)

گوشت تقسیم کرنے کا طریقہ کار

و يقسم اللحم ورنه لا جوازا الا اذا صم معه من اكارعه او جلداهى يكون مع اللحم اكارع او جلد ففى كل جانب شتى من اللحم و شتى من اكارع او يكون فى كل جانب شتى من اللحم و بعض الجلد او يكون فى جانب لحم و اكارع و فى عمر لحم و جلد و اما يجوز صرفا للجنس الى خلاف الجنس

ترجمہ: (اور گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے گا نہ کہ اس سے کم وزن دت کر کر گوشت کے ساتھ کچھ پائے یا کمال ملانے) یعنی گوشت کے ساتھ پائے یا کمال نہ۔ پس ہر جانب میں کچھ گوشت اور کچھ حصہ پائے میں سے ہوں یا ہر طرف گوشت ہوں اور بعض کھان یا ایک طرف گوشت اور پائے ہوں اور دوسری طرف گوشت اور کچھ ہوں۔ اور تحقیق کے ساتھ یہ صورت اس لیے جائز ہے کہ اس میں جس طرف جس کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر شرکاء گوشت کو تقسیم کرنا چاہتے تو یہ تقسیم انہیں سے نہیں ہوگی بلکہ وزن سے ہوگی اس لیے کہ تقسیم میں بیع کی ضرب ہر حالت (تہذیبی لفظ) ہوتی ہے۔ اور ہر مال کا حصہ جس وقت موجود ہونے کی صورت میں انہیں کے طور پر جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں سود کا احتمال ہوتا ہے اس احتمال کی وجہ سے یہ جائز نہیں ہے البتہ اگر گوشت کے ساتھ پائے اور کھان بھی تقسیم کیا جائے تو ہر پر یہ تقسیم جائز ہوگی اس لیے کہ اس صورت میں جس طرف جس کی طرف حصہ کرنا ہوگا۔

خریدی ہوئی گائے میں شریک ہونا

وصح اشراک سة فى بقرة مشبوبة لاضحية استحقاقا فى الفسا لا يجوز و هو قول زفر و صحه الله لان اصلها للقرية فلا يجوز بيعها وجه الاستحسان انه قد يجد بقرة سمنية و لا يجد المشركاء وقت البيع فللحاجة ماسة الى هذا و ذا قيل الشراء احبذا الشارة الى الاشتراک و عن ابن حنبل مكره الاشتراک بعد الشراء

ترجمہ: (اور شرک نہ اس میں بل نہ اس کے لیے خریدی گئی ہو یا اشتراک میں) اور قیاس میں جائز نہیں ہے اور یہی امام زفرؒ کا قول ہے اس لیے کہ وہ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ اس کے لیے خریدی ہے۔ پس اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ اور احتساب کی وجہ سے یہ کہ کبھی ایک سوئی نقل میں جاتی ہے لیکن شراہ اس کے وقت میں مل جاتے۔ پس اس کی طرف ضرورت ثابت ہے (اور یہ شرک خریدنے سے پیچھے ہٹتا ہے)

دائے استزاک کی طرف اشارہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ نہ منے کے بعد اشتراک کر رہے۔

تشریح سورت سسکہ یہ ہے کہ کسی شخص نے قربانی کے لیے ایک ثلث خریدنا چاہا مگر خریدنے کے وقت اس کو کوئی شریک نہیں ملا بعد میں اس نے تھلا اپنے لیے خرید لی۔ خریدنے کے بعد اس کو شرکا کا بدلہ ملے۔ اب اگر کبھی شخص انہی لوگوں کو اپنے ساتھ وہی تھلا میں شریک ملنا چاہے تو کر سکتا ہے اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ: منادہ فرماتے ہیں کہ یہ شرک است صحیح ہے اس لیے کہ بعض اوقات ایک شخص ایک سوئی تھلا خریدتا ہے اور خریدنے کے وقت اس کو شرکا نہیں ملتے ہیں بعد میں اس کو کٹاؤں کرتے ہیں تو اس کی جانب ضرورت بخیر الیٰ جس کی وجہ سے (یعنی اس حرج کو دور کرنے کی خاطر) ہم نے یہ بیان ترک کر دیا۔

امام ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ شرک صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس شخص نے ثواب کی نیت سے خرید لی جب اگر وہ پہنچے تو یہ بچا الیٰ حاصل کرنے کے لئے ہو گا اور یہ بالکل صحیح نہیں ہے کہ خریدی ہوئی تھلا ثواب کی نیت سے نہیں جائے اس لیے کہ خریدنا منادہ ملنا اور بچا الیٰ حاصل کرنے کے لیے جو جائز نہیں ہے۔

انصہ کس بندے پر واجب ہوتا ہے

ولا تجب الا علی من علیہ الفطرۃ و ولد من فی الفطرۃ و انما تجب لقولہ علیہ الصلوۃ و السلام و وجد سعة و لم یضح فلا یقبوہن مصلانا و عند النسائیؒ ہیں منہ لنفسہ لا لطفلہ فی طاهر الروایۃ و فی رواية الحسن عن ابی حنیفۃؒ تجب علی طفله کما فی الفطرۃ قلنا سبب الفطرۃ راس یمونہ و بلی علیہ

ترجمہ: (اور انصہ واجب نہیں ہے مگر اس شخص پر جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو اور یہ بات صدقۃ الفطر کی بحث میں گذر چکی اور تحقیق سے انصہ کرنا واجب ہے اس لیے کہ یہی طہارۃ ہے جس شخص نے اسعت پائی اور آزادی نہ کرے تو یہ عمارت سبکی سے خرید نہ ہو جائے اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ سنت ہے (وہ اپنے لیے ذکر حج کر لیے ظاہر روایہ میں) اور امام ابوحنیفہؒ سے حسن کی روایت ملتی ہے۔ مقول ہے کہ انصہ: پہلے بچے کی طرف سے ہے پر واجب ہے جس طرح صدقۃ الفطر۔ اور ہم کہتے ہیں کہ صدقۃ الفطر کا جب ایسا راس (ذات) ہے جس کا وہ فقیر یا مسکین ہے اور اس پر ولایت رکھتا ہو (بلکہ اس کی طرف سے اس کو دیا جائے یا اس کا وہی اس کے مال سے کرے گا بلکہ یہ شیئین کے نزدیک ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اب اس کی طرف سے دینے والے سے کرے گا۔

تشریح: انصہ کس بندے پر واجب ہے اس میں تھوڑی سی تخصیص ہے اس طرح کہ انصہ اس شخص پر واجب ہے جس پر صدقۃ فطر واجب ہو اور یہ بھی اپنی طرف سے کہ اس پر واجب ہے۔ اور بچے کی طرف سے انصہ کرنا باپ پر واجب ہے یا نہیں؟ اس میں روایت متقول ہیں۔

(۱) ظاہر الروایۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) فیہر ظاہر الروایۃ واجب ہے اس لیے کہ جس طرح صدقۃ الفطر والد پر واجب ہے اسی طرح قرابی بھی والد پر واجب ہے۔

ظاہر الروایہ کی طرف سے جواب صدقۃ القلوب میں، جوب صاحب کچھ اور بتا رہا تھیں میں کہ کہہ لو اس طرح کہ صدقۃ القلوب میں جوب ایسی ذات ہے جو شیخ کے تفسیر کے اندر رہیں، اس پر ولایت رکھا جس کو والد صاحب ہے۔ لہذا اس کی طرف سے صدقۃ القلوب واجب ہوگا۔ اور اخیر کا جوب والی کا لک ہوگا۔ بت۔ لہذا کہ والد صاحب جو اس پر تفسیر واجب ہے اور تفسیر والی پر واجب نہیں ہوگا۔

مفتی یہ قول: ظاہر الروایہ غلطی یہ ہے:

والفقی علی ظاہر الروایۃ (ماتر حال ۲۶۹/۲ صفحہ ۲۶۸/۲ رد المحتار ۶/۲۶۲)

دوسرا مسئلہ: صورت میں کہ یہ ہے کہ اگر بچہ مدد و تو اس صورت میں والد صاحب اپنے مال سے اس کی طرف سے کرے گا یا بچے کے مال سے اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچے کے مال سے کرے گا۔

امام محمد و امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اپنے مال سے کرے گا۔

مفتی یہ قول: امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول غلطی یہ ہے۔

والاصح ان یضحی من مالہ یا کل منہ ما امکنہ (مجموع الامور ۱/۶۶۸)

الاصح ان یضحی من مالہ ویأکل منہ (مجموع الامور ۱/۶۶۸)

تیسرا مسئلہ: صورت میں یہ ہے کہ اخیر واجب ہے یا منت؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واجب ہے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے

"من وحد سبعة ولم یضح فلا یقر بن مصلحتا" (شرح ابن سبہ فی الاماکن ۲: رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۰)

ترجمہ: جو شخص سب سے پائے اور قرانی ذکر وہ ہمارے جیو کو کے قریب نہ آئے۔ جس میں حدیث میں آئی ہے اور وہ واجب کے پھرنے پر ہوتی ہے ذکر سنت کے۔

امام شافعی و امام حنبل رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ احی کر، حدیث ہے اس لیے کہ نبی ﷺ کا ارشاد گراوی ہے:

"من اراد ان یضحی منکم شاة فلا یأخذہ من شعرة و اظفر و طینة" (رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۰)

الاصح ان یضحی من مالہ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۰)

ترجمہ: آپ میں سے جو قرانی کرے گا اور وہ کرے وہ اپنا مال اور ان کو رو کر کرے میں نہ لگائے۔

چوتھا مسئلہ اول یہ ہے کہ اس حدیث میں قرانی کرنا ارادہ کے ساتھ یعنی یا ہے۔ اور ارادہ کے ساتھ مطلق کرنا وجوب کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ حدیث میں "فیرسلوہ" ہوتی ہے اور وجوب میں "فیرکض" ہوتی ہے۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے۔

"صحبت بسلامة و ہی لکم منة الاضحیة و صلوة الضحی و العنبر" (المسند ۱/۵۶۱، المجمع ۱/۶۶۲)

(ترجمہ) میں نہیں بیڑوں سے خاص جو انہوں نے وہاں کے لیے سنت میں اس لیے مسلوہ کی ۳۰۲۔ (مجموعہ فی مسند ۳۰۰)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جوابات:

(الف) ارادہ کے ذمہ دانی میں۔

۱: اختیار (یعنی اس کو کرنے اور نہ کرنے دونوں کا اختیار ہے)۔ ۲: قصد (یعنی اس کے کرنے کا قصد رکھنا ہے۔

میں یہاں حدیث میں، اور کئی اول نہیں ہے کہ آپ کا اختیار ہے کہ اس کو نہ کرے۔ بلکہ یہاں اصل دانی ہے یعنی جب وہ واجب بجالانے کا قصد رکھتا ہے تو اس کو ہٹا کر یا تو اس کا ناپا ہے۔ اور یہ ایسا ہے کہ ان اود الصلوٰۃ ہیو حوا اود الجمعة فلینحسل لیلۃ لکھا اور اسے سخت پر استدلال پیش کرتا ہے (سبع الاہم ۱۶۷:۵)

اب اگر یہ روایت ثابت بھی ہو جائے پھر بھی اس کا وجوب کے ساتھ کوئی منافات نہیں ہے اس لیے کہ سنت طریقہ ادا میرت پر ادا ہی ہوتا ہے اور ان میں سے ہر ایک وجوب کے ساتھ کوئی منافات نہیں رکھتا ہے۔ (الذہابی و الحافظ ۱۰۰)

مفتی یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

وعلى قول ابي حنيفة رحمه الله تعتمد المصنفون المعنوي و النسلي وغيرهما (۱۰۰: ۵)

(ترجمہ ۱۰۱)

بچے کی قربانی سے بچہ چھٹا کھا سکتا ہو وہ کھائے اور باقی کسی دوا میں دار چیز سے تبدیل کرے

واكل هذه الطفل وما بقي يذل بما يتبع بعينه كاللوب و الغنم لا بما يتبع به لا يستهلك كالحب و نحوه و اما يجوز ان يذوق بذلك الا بهذا في ما عني الحلة فان الحلة يجوز ان يتبع به ما يتخذ جرابا و اذا بدله بما يتبع بعينه فليس حكم العبدل فهو كالاصراع بعينه لكن التبدل جائز اذ هم ليعول بما يتبع به لا يستهلك هي حكم النواهم فاذا كان الحكم هي الجهد هذا فليسوا اعليه اللحم، فا كان للصبى ضرورة.

ترجمہ: (اور یہ اس سے منہ نہ کھا سکتا ہے تو اسے دیرانی کوشت کی چیز سے تبدیل کر جائے جس کی ذات سے نفس انہا ہوتا ہے) جیسے کچھ اور مرد (نہ کو اس چیز سے جس کے کھانے سے نفس انہا ہوتا ہے) جیسے روٹی اور اس کی خلی۔ اور تحقیق کے ساتھ اس کی تبدیل کرنا جائز ہے نہ کہ اس چیز سے جس کے کھانے سے قاتلہ انہا ہوتا ہے کمال پر تو اس کرتے اور اس کے کہ اس کے کھانے سے نفس انہا ہوتا ہے اس طرح کہ اس سے قریب ہوتا ہے۔ اور جب اس کو ان چیز سے تبدیل کر کے جس کی ذات سے قاتلہ انہا ہوتا ہے تو بدل کے لیے بدل کا حکم ہے یا یہاں ہے جیسے منہ پر نفس انہا ہوتا ہے کہ وہ اس سے تبدیل کرنا ہی کی طلب کہ نہ یہ اور وہ جس کے کھانے سے قاتلہ ہو جاتا ہے وہ انہ کے حکم میں ہے۔ اور جب کمال میں حکم پر قوت قاتلہ انہا ہوتا ہے تو اس کے لیے ضرورت کی صورت میں اس پر قوت نہیں کی۔

تخریج: صورت مسئلہ یہ ہے کہ وہ بیاہنی نے بچے کے ماں سے قربانی کی تو وہ اس کوشت کو نہیں پاتے مگر بچے کو کھانا چاہیے کہ سب سے اپنی غذا اور بچے کے لیے اور اگر کھانے سے زائد مقدار اس کی چیز سے تبدیل کرے جس کی ذات سے نفس انہا ہوتا ہے نہ کہ اس کی چیز

سے جس کے تکلف ہونے سے قانہ لایا جاتا ہے۔ اور یہ گوشت کا پینا کمال کی طرح ہے جس طرح کمال کی صورت میں کمال ایک ایسی چیز سے جو بدل کرنا جائز ہے جس کی ذات پر قطع لایا جاتا ہے نہ کہ ایسی چیز سے جس کے تکلف ہونے سے قانہ لایا جاتا ہے اس لیے کہ کمال سے قطع لیا جاتا ہے اس لیے کہ اس سے قیلا لایا جائے۔ اور کمال جب ایک ایسی چیز سے تبدیلی کی جائے جس کی ذات سے قطع لایا جاتا ہے تو اس صورت میں بدل (جس کی ذات سے قانہ لایا جاتا ہے) کے لیے بدل (کمال) کا حکم ہے مگر کمال کو نہیں چھ سکتا ہے اس لیے کہ یہ جمل (مال کو طلب کرنا) ہے حالانکہ قربت میں جمل و نہ نہیں ہے۔

﴿خاتمہ﴾

یہ کے حق میں گوشت کمال کی طرح ہے۔

قربانی کا وقت اور ایام

اولی وقتها بعد الصلوة ان ذبح فی مصر ای بعد صلوة العید یوم النحر و بعد طلوع فجر یوم النحر ان ذبح فی غیرہ و اخرہ قبل غروب الیوم الثالث للمعتمر فی هذا مکان الفعل لا مکان من علیہ لکن الاصحیہ لا تجب علی المسافر کذا فی الہدایہ و عند مالک و الشافعی لا تجوز بعد الصلوة قبل نحر الامام و تجوز عند الشافعی فی اربعہ ایام۔

ترجمہ: (قربانی کا اہل وقت عید کی نماز کے بعد ہوگا اگر قربانی کرنا شہر میں ہو اور جو شہر میں ہو اس کا اہل وقت طلوع فجر کے بعد ہے اور اس کا آخر وقت شہر سے دو دن میں سردی غروب ہونے سے پہلے ہے) یعنی قربانی میں کام کرنے والے کی جگہ مستحب ہوگی مگر صاحب قربانی کی جگہ مگر ضعیف مسافر واجب نہیں ہے ای طرح ہدایہ میں ہے۔ امام مالک: اور امام شافعی کے نزدیک نماز عید کے بعد عام کے ذبح کرنے سے پہلے ذبح کرنا واجب نہیں ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک قربانی کرنا چار دنوں میں جائز ہے۔

تشریح: یہاں مسئلہ صورت مسئلہ ہے کہ قربانی کرنے والے دو طرح ہوتے ہیں۔

(۱)۔ شہری: اس کے حق میں ذبح کرنے کا اہل وقت نماز عید پڑھنے کے بعد ہے (یعنی شہریوں کے لیے قربانی کرنا یہاں تک جائز نہیں ہے جب تک امام نماز عید پڑھائے۔ اور امام مالک و شافعی کے نزدیک اخیر اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک امام قربانی نہ کرے)۔

(۲)۔ دیہاتی: اس کے حق میں ذبح کرنے کا پہلا وقت طلوع فجر ہے۔

اور مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ قربانی کرنا کتنے دنوں میں جائز ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ذبح کرنے کے لیے تین دن ہیں (۳۰۰۱۱۰ ذی الحج)۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے چار دن ہیں (۳۰۰۱۱۰ ذی الحج)۔

(فائدہ)

حلف ذبح کرنے میں ذبح کرنے والے کو احتیاج نہیں، یا جانا ہے کہ وہ مشرکی ہے یا وہ بائنی بلکہ ذبح کرنے کی جگہ کو اعتبار دیا جاتا ہے کہ وہ اشہر ہے یا دبیات اگر مشرک ہو تو نماز عید کے بعد ذبح کرنا، چاروں اکر، بیات، تو طعن و فحش کے بعد ہوگا۔

بہ امام مالک و محمد حسیبؒ فرماتے ہیں کہ شہری کے قتل میں دُعا کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک امام قزاقی نہ رہے۔
امام شافعیؒ و احمدؒ فرماتے ہیں کہ نماز سے پہلے قزاقی کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس وقت گزرا ہو کہ جس میں دورِ اُمتِ ظالمین کے ساتھ پُکارا جاسکے۔ (ص ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴)

قربانی میں فقر اور غنا، کے لیے آخری وقت معتبر ہے

واعتبر الآخر للفقر وحله، والولادة والموتى اذا كان عبداً في اول الایام فقیرا فى اخرها لا تجب عليه وعلى العكس نجى ان ولد فى اليوم الاخر تجب عليه وان مات فيه لا تجب عليه.

قرآن مجید۔ لیکن فقر، فناء، واپس آنا اور موت کے خوف میں آخری دن کا ہے۔ یعنی آخری روز ہے۔ وہ دنوں میں کئی قصائد اور غزلیں ہیں جن میں فقر، فناء، واپس آنا اور موت کے خوف میں آخری دن کا ہے۔ لیکن فقر، فناء، واپس آنا اور موت کے خوف میں آخری دن کا ہے۔

تخریج صورتِ سادہ ہے کہ قزوینی کے دایب ہونے میں تیسرے دن کا اتوار ہے نہ کہ اول دو دنوں کے۔ جس اگر کوئی شخص پہلے دو دنوں میں مالدار تھا تو بد قسمتی سے تیسرے دن میں مطلق نہ ہو گا۔ اس لیے اس صورت میں انشیہ واجب نہیں ہے۔ اور اسی طرح پہلے دو دنوں میں مطلق نہ تیرا دن و مالدار تھا تو اس پر انشیہ واجب ہے۔ اور اگر تیسرا دن و مالدار نہ تھا تو اس پر انشیہ واجب نہیں ہے۔ اور اگر تیسرا دن کوئی بچہ پیدا ہوا تو اس پر قزوینی واجب ہے مگر یہ بچہ مالدار ہوں۔

رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے

و كره الدخيل لأن تركت في الحقيقة و مضت بإيدي تصديق الماد و فقير ضارها للاصحية بها حية و بالذنى بلقيتها ضارها أو لا المراد انه نمر ان يضحى بهذه الشاة فانه يتعنى بالمحل و الفقير انما يجب عليه بالشراء بنية الاصحية فاما العنى قال اجب يتعلق بدمه شرى الشاة لا .

ترجمہ: (رات کے اوقات میں نماز کو پڑھو اور اگر چھوڑ دیں) طبعی طور پر اس کا وقت گذر گیا تو پھر اگر وہ نماز نہ کر سکے تو نماز کا بغیر نماز قربانی فرما لیا تو اس کا نذرہ صحت کرے۔ لہذا طبعی اس کی قربت صحت کرے خواہ اس نے اخیر پر یا اوّل میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو یہ نہ دیکھا کہ کسی ان بکری کو ذبح کر دیں گا پس اس وقت وہ بکری جس کے ساتھ خلق خدا کو قبیح تھیں ہے اپنے آپ بھیج کر خریدنے کی نیت سے صاحب نماز عثمانی سے صاحب بکری کے نام کے ساتھ خلق سے خواہ اس نے بکری خریدی یا بکیر۔

وہ جانور جس کا سینک بالکل نہ ہو، یا خسی ہو، یا مجنون جانور ہو ان کی قربانی کا حکم

وہ عیب دار جانور جن کی قربانی جائز نہ ہو

كُلُّ لَحْمٍ وَ الْفَخْصِ وَ التَّلَآءِ ذَوْنِ الْعَصِيَاءِ وَ الْعُرَاءِ وَ الْعَجَمَاءِ وَ الْعُرْجَاءِ الْفَتَى لَا تَمْلِكُ اِلَى الصَّبَكِ لَحْمًا
اَلْفَى لَاقِرْنَ لَهَا وَ التَّلَآءِ الْمَحْتَوِيَةِ وَ الْعَوَاءِ ذَاتِ عَيْنٍ وَاحِدَةٍ قَدْ شِدَّتِ الْعَجْفَاءُ بَانَهَا لَا تَغْنَى اِىَّ مَا يَكُونُ
عَجْفُهَا اِلَى حِدٍّ لَا يَكُونُ فِى عَطْلِهَا نَفْسِ اِىَّ مَجْ

ترجمہ: (جیسے منڈی، فصی، نور، پانی کی نہ کاندھی اور کالی کی اور نہ کہ بہت دلی کی اور نہ کہ لنگڑی کی جو نہ بالکل نہ چمکے) ہوا، وہ چلو ہے جس کا سینک نہ ہو، اور ٹوا، یا گلہ، یا نادر، اور عجماء، ایک آنکھ والی اور بھلائی، قید کے ساتھ عقیدہ کیا ہے کہ جس کا گودا نہ ہو، یا آبی ہو، کہ جس کی بڑھیں میں بخن نہ ہو (اور جس کا ہاتھ اور پاؤں تکی ہو۔ اور وہ جانور جس کی تھانی سے زیادہ اس کا کان یا دم کٹ گئی ہو، یا تھانی سے زیادہ اس کی آنکھ کی بصرات مٹی ہو، یا سرین کٹ گئی ہو) یہ جامع سفر کی روایت ہے۔ اور کہاں آیا ہے حیرت اور کہاں آیا ہے کہ چوتھائی اور صائبین کے نزدیک اگر آدھا سے زیادہ بقیہ توڑ گئی ہے۔ یہیں بصرات کی تباہی حسد جانے کی بچان یہ ہے کہ جب جانور بھوکا ہو تو کھ بصرات دالی آنکھ کو بند کرے، اور اس کے سامنے چارہ لیے جائے، اور کچے کو اس نے چارہ کبول سے دیکھ بھر اس کی نہ دست آنکھ بند کرے اور اس کے سامنے چارہ نہ جائے اور کچے کو اس نے کھتے دار سے چارہ دیکھا، اب دونوں مکانوں کی خوات کا اندازہ کرے اور قربانی کی خوات ہو تو اس کی تھالی بصرات کٹی ہے اور اسی طرح۔

حل لغات۔ جعاء، نیم کی قدر کے ساتھ یہ وہ جانور ہے جو پیدائشی طور پر اس کے سینک نہ ہو۔ ٹوا، یا گلہ اور بھلا جانور۔ عجماء، اندھا، عور، یا کانا، عجماء، وہ جانور جانور جس کی بڑھیں میں سفر قسم ہو چکا ہو۔ عور، عجماء، نظر، اہلیہ، سرور۔

تفہیم: یہاں مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بے سینک جانور، اور نہ اندھا جانور، عجماء کے لیے انتخاب کرنا کہ ہے اس لیے کہ سینک کے ساتھ تصور متعلق نہیں ہے اور نہیں چلو، کے گوشت حریہ و کورائے جو تھے پس اور بونہ جانور کا آٹا پاگل نہ ہو کہ کھانے پینے سے روکنا ہو اس لیے کہ تصور کو فضل نہیں پہنچ جاتا ہے اگر کھانے پینے سے روکنا نہ ہو پھر اس کا ذرا کھنا عجماء کے طور پر جائز نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ وہ جانور جس کا کان اور سرین کا آنکھ اور سرخ نہ ہو تو پھر اس کا انتخاب عجماء کے لیے جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کان سرین اور دم کا کٹر حصہ باقی ہو تو پھر چارہ سے اس کے لیے کہ حسوں میں سے بچنا ممکن نہیں ہے تو اس کو عجماء قرار دیا جائے گا۔ اب یہ بات کہ اگر اندھا، یا بکی کیا مقدار ہوئی ہے اس میں اختلاف ہے۔

۱) ابو یوسف، عجماء سے اس کے بارے میں سخن نہ رہے نہ تحول میں۔

(۱)۔ تھالی حصہ اور اس سے کم ٹھیل اور عجماء ہے۔

(۲)۔ چوتھائی مٹی زیادہ ہے اس کے بہت سے احکام میں چوتھائی کو گلہ کارو یا گیا ہے۔

(۳)۔ شے بھی یہ ہے۔ لہذا اگر کٹا کٹا ہو چکا ہو پھر وہ اس لیے اس کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہاں کہنا صحیح ہے (اور یہی احمدیہ ہے) اس لیے کہ میت کی طرف سے بھی قربت واقع ہوتی ہے جیسے میت کی طرف سے صدقہ کرنا اور میت کی طرف سے حج کرنا اس لیے کہ وہ عاقل و بالغ ہو جو میت کی طرف سے قرب کا کام کریں تو ان کی اجازت سے میت کا قصہ بھی اور ہر شرکاء کے حصوں کی مثل قربت ہوگا تو یہ قربانی صحیح ہوگی۔

۱۱۔ وہ جو بوجہ سبب مردانہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے (اور یہی قیس ہے) اس لیے کہ میت مرنے کے بعد اس کا قصہ اور بوجہ کا حق بننا اب درکار کی اجازت یا قربانی کرنے سے یہ خارج بالاطلاق ہے (یعنی وہاں غلطی کام ہے بول کے خارج ہونے سے حاصل ہوتا ہے) اور تبرع عام اہل غیر کی جانب سے جائز نہیں ہوتا جیسے میت کی طرف سے کسی غلام کو آزاد کرنا یا جو نہیں ہے اسی وجہ سے کہ یہ حرم بالاحتساب ہے۔

۱۲۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی دلیل کا جواب: میت کی طرف سے قربانی کرنا میت کی طرف سے خدام کے آزاد کرنے پر قیاس کرنا یہ قیس صحیح بالاطلاق ہے اس لیے کہ آزاد کرنے کی صورت میں میت پر دلا کا اثر تمام ہوتا ہے اس لیے کہ وہ آزاد کرنے والے کے لیے ہوتا ہے اور میت کے اندر مالک، بیٹہ، کنیا، میت، ختم ہوئی، چھاس لوبہ، جائز نہیں ہے۔ اور قربانی میں میت پر کچھ لازم نہیں ہوتا ہے اس لیے اس کے جزا میں کچھ غلام نہیں۔ (۱۱۰ و ۱۱۱)

اگر شرکاء میں سے ایک کافر ہو یا قربانی کرنے سے مقصد گوشت ہو تو یہ قربانی جائز نہیں ہوگی

و ان کان احدهم کافرًا او مريد اللحم لالا ن یطبخ فیس یفربه و ھو لا یتعدی

ترجمہ: (اگر ان میں سے ایک کافر تھا یا ان میں سے ایک ایسا شخص تھا جو گوشت کا ارادہ رکھتا ہو تو یہ قربانی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ ان میں سے بعض قربت کے لیے نہیں، اور قربت قرنی اور تقسیم قرنی نہیں کرتا ہے۔

تشریح: قربانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ قربانی مکمل طور پر قربت الہی کے لیے ہو ورنہ شرکاء میں سے کسی طرف سے بھی جائز نہیں ہوتی۔ لہذا وہ شخص جس کا مقصد گوشت خوردی ہو تو کسی بھی کی قربانی جائز نہیں ہوگی اس لیے کہ گوشت کا ارادہ قربت کی بنیاد ہے اور جب کہ بعض قربت واقع نہیں ہوتی حالانکہ خون یہاں قربت کے حق میں تقسیم نہیں کرتا ہے تو جب بھی قربت واقع نہیں ہوتی۔ اور اس طرح اگر شرکاء میں سے کوئی کافر ہو تو بھی قربانی کسی کی طرف سے صحیح نہیں ہوگی اس لیے کہ کافر قربت کا مال نہیں ہے۔

قربانی کے گوشت کا حکم، اگر قربانی کرنے والا ذبح کرنے کا طریقہ کار جانتا ہو تو

خود ذبح کرے ورنہ کسی اور مسلمان سے ذبح کرائے

و بأكمل مہا و یزکل و یحب من یشاء و ندب التصدیق تلذھا و ترکہ لذی عیال لومعة علیہم و الذبیح یدہ ان احسن و الا امر غیرہ و کفرہ ان ذبحھا کذابی و یتصدق بجلدہ او یعملہ اقلہ کجواب لو حلف او فر و لو یدلہ بما یتطعم بہ یا فیا لا یما یتطعم بہ مستهلكا کعجل و نحرہ فان بیع اللحم ار العجلہ نہ یتصدق بفسہ

ترجمہ :- (اور قربانی کا گوشت سے خود کھائے اور کھائے اور ہر کرے جس کو چاہے اور گوشت کی تہائی حصہ سے معدودہ کا مستحب ہے۔ اور شخص جو مال اور جو دواحت میانی پر وصیت کی خاطر تہائی سے معدودہ کا چھوڑ دے، اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے گا گزیر کا گزیر یا غنایاں گا گا اور دوسرے کو ذبح کرنے سے حکم کرے۔ اور اہل کتاب دلوں سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ اور اہل کی کھال معدودہ کرے یا اس سے کوئی چیز کھائے جیسے قراب، عوز سے اور چمچن یا اس چیز سے تبدیل کرے جس کو کھانے کے اس سے منع کیا جائے، نہ کہ اس چیز سے جس سے اختلاف کے بغیر فائدہ نہیں لیا جاتا ہے جیسے سرکہ اس کی مثل۔ اور اگر قربانی کرنے کے بعد گوشت کا کھال بچا رہے تو اس کا فائدہ معدودہ کرے)۔

تخریب: اس عبارت میں چند چیزیں قاطعی تحقیق ہیں جو ممکنہ ہر حالہ تعرضی ہو رہے ہیں۔

قرمانی کا گوشت:

اگر ذائقہ نے اٹھو یہ کرتا تو نہیں کیا ہوا اور اس پر ہوتا تو پھر اس مالک کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ اپنے کھانے کے لیے رکھے۔ اور دوسرا حصہ اپنے مہمانوں کو کھلانے کے لیے چھوڑ دے اور تیسرا حصہ سسائیکین میں بانٹ لے۔ اور اگر ذائقہ غریب اور مستحکم ہو تو اس صورت میں اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ مکمل گوشت اپنے ہاں رکھے تاکہ اس کے بچوں پر دست ہو۔ اور اگر ایک ہندو غریب نہیں ہے بلکہ مالدار ہے اور اس نے گوشت کو تین حصوں میں بانٹنے سے انکار کیا اور مکمل گوشت اپنے ہاں رکھا تو یہ کیا کرنا بھی جائز ہے اس لیے کہ قرمت تو ان ہی باتوں میں ہوتا ہے۔ (رواق حجاز ۲۱۹ ص ۵۶)

قربانی کا ذخیرہ:

اگر کوئی بندہ خود بخود گناہ کرتا ہے تو اس کے لیے سب سے بھتر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنا جیوا ذبح کرے اس لیے کہ یہ ذبح کرنا خود بھی ایک عبادت ہے۔ (مسلم) الاممہ اور اگر ذبح ذبح کرنے میں ماہر نہ ہو تو چھوٹی کمری اور سے ذبح کرانے اور خود ذبح نہ کرے تاکہ وہ مردار نہ ہو جائے۔ اور ذبح کرنے وقت وہ خود حاضر ہونا چاہیے اس لیے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

”قَوْمِي فَأَشْهِدِي أَنَّي أَخَذْتُ نِكَاحَ بَنِي قَطْرَةَ مِنْ ذُرِّيَةِ كُلِّ ذَنْبٍ الْحَدِيثُ“ (رواه الطبرسي في تفسيره و

رواه الحاكم بن الحسبك (رواه البيهقي في سننه، رقم العمل ٤٤٤٤)

(ترجمہ ... کھڑی ہو رہی تھی قرہائی کو حاضر ہوا جس سے کہ جب اس کا خون کا قطرہ ٹپکا تو آپ کے سب گناہوں کو مٹا دیا۔)
اور اہل کتاب سے فرمایا کہ اس لیے کہ انہیں ایک کتاب کا کام ہے اور کافر سے دین کے کاموں میں دشمنی رکھنا چاہیے۔
اور انہیں نے فرمایا کہ انا محمد بن کر رہے ہیں اس لیے کہ اہل کتاب فرمایا کہ انہیں سے (دہشت) (۱۹: ۷۹)

قریانی کی کھال:

قربانی کی کمال پر خود فسخ اٹھا سکتا ہے اس طرح کہ اس سے تھیلا، جرب جائے یا اس کو کسی ایسی چیز سے تبدیل کرے جس کے عین سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے نہ کہ اس چیز سے جس پر تکلف کرنے کے بغیر فائدہ نہیں اٹھایا جاتا ہے۔

اور اگر خود اس پر قیاس نہیں لگھا اچھا ہوتا ہے تو پھر اس کو صدمہ کرے اور اس کو مت بیچے۔ یاد رکھو کہ کسی نے اس کو بیچا دی تو پھر اس کا شکر

دو آدمیوں نے اپنی اپنی قربانی خریدی، پھر فریضہ کرنے میں غلطی سرزد ہو گئی ایک نے دوسرے کی قربانی ذبح کی تو قربانی درست ہے

وَلَوْ غَلَطَ اِمْرًا وَ دَمَحَ كُلَّ شَاةٍ صَاحِبِهِ صَحَّ مَا عُدَّ وَ فِي الْقَبَاسِ اِنْ لَا يَتَمَسَّحُ وَ بَعْضُهُمْ لَا يَدْمَحُ شَاةً غَيْرَهُ
مَعْرُومَهُ وَ جِهَ الْأَمْسَاحِ اِنْهَا تَعْتَمِدُ لِلصَّحَّةِ وَ دَلَالَةُ الْأَفْخِ حَاصِلَةٌ اِنْ اِعَادَهُ جَرَمًا بِالْاِصْطِعَانِ بِالْبَعْرِ فِي
اَمْرِ الذَّبْحِ

ترجمہ: (اور اگر کسی نے غلطی سے دوسرے کی قربانی کو ذبح کر دیا تو یہ نہیں گناہ ہے اور اگر وہ اس کے مطابق یہ بھی نہیں ہے
اور وہ اس کے مطابق ہے کہ دوسرے کی قربانی اس کی اجازت کے بغیر ذبح کرے۔ اور اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر ذبح کرے تو یہ گناہ ہے۔
میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض لوگ اس کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیتے ہیں اور اس کے بعد اس کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیتے ہیں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو آدمیوں نے قربانی خریدی، پھر فریضہ کرنے کے وقت زید نے عمر کی
اور عمر نے زید کی قربانی کے ذبح کی۔ اب یہ قربانی باقی کی طرف سے طہا کے بغیر ذبح کی گئی یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

احکام: یہ قربانی طہا کے بغیر ذبح کی طرف سے صحیح ہو گئی اس لیے کہ ہر ایک نے اپنی قربانی کے لیے فریضہ کی ہے تو
یہ قربانی کے لیے نہیں ہوئی یا پھر اس نے اپنی قربانی کا ذبح کر دیا اور اس کے بعد اس کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا۔
کرتا ہے جو ذبح کرنے کا طریقہ بیان ہوا۔ اور ان میں سے ہر ایک ذبح کرنے کا طریقہ ہے تو کوئی ہر ایک نے دوسرے ذبح
کرنے کی اجازت دی ہے۔ (صحیح الامم ۱: ۱۰۰)

قیاس: قیاس کے مطابق یہ قربانی کی طرف سے صحیح نہیں ہوگی بلکہ یہ ایک پریشان ہوگا اس لیے کہ ہر ایک نے دوسری کی قربانی اس
کی اجازت کے بغیر ذبح کی ہے اور اس صورت میں ذبح نماز ہو جائے گی جس نے قربانی کی قربانی کی تو اس صورت میں نماز
ہو جائے گی اس میں نماز ہو جائے گی۔ (صحیح الامم ۱: ۱۰۰)

مقصود یہ قربانی کی قربانی کرنا درست ہے

وَصَحَّتِ النُّصُوحُ مِلَّةً اِلَى الْعَصَبِ لَا اِنْ دُمِعَ وَ ضَمَّتْ اِلَى اِلَى الْعَصَبِ بَنِي اِلَى اِلَى الْعَصَبِ وَ فِي
الْوَدْعَةِ بَصِيرٌ غَايِبٌ بِالْمَدْحِ فَيُغْنِي عَنِ الْعَصَبِ اَقْوَلٌ مَلِ بَصِيرٌ غَايِبٌ بِالْمَدْحِ كَالْاَصْحَابِ
وَعَلَدِ الرَّحْلِ فَيَكُونُ غَايِبًا اِلَى الْعَصَبِ

ترجمہ: اور عصب کی قربانی سے ذبح کرنا صحیح ہے اگر ذبح کی قربانی سے اور عصب کی قربانی سے ذبح کرنا صحیح ہے۔
ملک کا ذبح کرنا صحیح ہے اور اس کے ذبح کرنے سے غائب ہو جائے۔ اور ذبح کی قربانی ملک کی ذبح کرنا صحیح ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ

کرنے کی مقدمات کا سبب بننا جو چہرے لیتا، وہاں ہاتھ نہ ملتا تو اس سے پہلے سبب ہی جاتا ہے۔

شرح یہاں سے صورت مندر ہے کہ زہر نے لڑکی کو بھڑا غصہ کی غصہ کرنے کے بعد میوے آئی، مادہ زہر نے میوے کے نام میں ہی مقدمہ بکری کو ذبح کیا اب یہ بکری ذبح کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ تو مصنف کی بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ گھج گھج ہے اس لیے کہ غصہ میں ملک ٹھٹھا ہے (مثالی غصہ کی حالت) کہ پر سوتل ہے اگر ملک سوخا ہو تو غصہ بھی ہو کر نہ ملے گا اور غصہ میں بھی ملک سوخا ہے اس طرح کہ جب اس نے مقصود بکری ذبح کی اور چرنا غصہ نہ زندہ ہو کر نہ ملے گا تو غصہ جان نہا کرنے کے دوران ملک بن گیا اور یہی ملک غصہ کے دونوں طرف منسوب ہے تو ذبح کرنا غصہ کے دل سے بعد و جد میں آیا۔ لہذا ذبح کے وقت گویا اس کی ملک سوخا ہوئی۔ لہذا یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کسی اور دوسرے نام سے

اور اس مندر صورت مسئلہ سے کہ زہر نے مرد کو کھانسی بکری بھڑا لانا تو والہ کیا۔ اور مرد میوے کے دنوں میں اس کو ذبح کیا۔ اب یہ غصہ کی طرف سے بھی ہوئی یا نہیں؟ تو علامہ مصنف فرماتے ہیں کہ یہ غصہ کی طرف سے بھی نہیں ہوئی اس لیے کہ امین اگر چاہیے کہ اس کی صورت میں غصہ ہی بن جاتا ہے مگر اس کا سبب وہ وقت نہیں ہے جس طرح غصہ میں غصہ تھا بلکہ اس کا سبب ذبح کرنا ہے۔ لہذا ذبح کرنا غصہ کا سبب ہے۔ اور ملک سبب فعل ہونے کے آثار ہے جو پانی ہے غصہ امین کی ملک ذبح کرنے کے بعد جاریت ہوتی ہے۔ پس یہ ذبح امین کی ملک پر واقع نہیں ہوئی۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۲)

سوال: شدرح فرماتے ہیں کہ: ریخت کی صورت میں عمان کا سبب ذبح کرنا نہیں ہے بلکہ ذبح کرنے کی مقدمات ہے (یعنی امین) جب ذبح کرنے کا مادہ کہا تو وہ بکری کے پاؤں وغیرہ کر لیا دیا تو اب امین عمانی ہو گا صاحب بن یونس اور یہی عمان کا سبب ہے۔ سبب نام ہونے کے بعد امین مالک بن کر کے اس نے اپنے ملک بکری کو ذبح کر دی۔

جواب: انت کی صورت میں عمان کا سبب ذبح کرنے کی مقدمات نہیں ہے اور نہ امین ہی ذبح کرنے کی مقدمات سے عمان میں جاتا ہے بلکہ یہ کرنے سے پہلے ہی مقدمات کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور اسی وقت انت کی جہت بالکلیہ ختم نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ اسی حالت میں یہ ہو سکتا ہے کہ امین ذبح کرنے سے رجوع اور اعراض کرے۔ مگر جب اس نے ذبح کیا تو اب انت کی جہت بالکلیہ ختم ہو گئی اور امین عمان بن گیا۔ لہذا ذبح کی مقدمات عمان سبب نہیں ہے بلکہ ذبح کرنا سبب ہے۔



﴿..... کتاب الکراہیۃ﴾

مکروہ سے مکروہ تحریمی یا حرام کیا مراد ہے

ما کرہ حرام عند محمدؐ و لم یلتقط بہ لعدم الفایض قسۃ المکر وہ الی الحرام کسبۃ الواجب الی المفروض وعندہما الی الحرام قریباً لمکر وہ عند امی حنیفۃؓ و ابی یوسفؒ لیس بجرام لکنہ الی الحرام اقرب ہذا هو المکر وہ کراہۃً لحرم و اما المکر وہ کراہۃً تنزیہ ذالی العلل اقرب .

ترجمہ : ہر مکروہ چیز حرام ہے امام محمدؐ کے نزدیک اور نفس قائل نہ ہونے کی وجہ سے اس کو حرام نہیں کہا اور مکروہ کی نسبت حرام کی طرف کسی ہے جیسے مذہب کی نسبت فرض کی طرف (اور شیخیوں کے نزدیک حرام کے قریب ہے) شیخیوں کے نزدیک مکروہ حرام نہیں ہے مگر حرام کے نزدیک ہے مراد اس مکروہ سے مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ نہایت مزہبی سے طہل کے قریب ہے۔

تشریح : یہاں چند چیز دالہ کے بارے میں تحقیقات ضروری ہیں جو مکروہ تنزیہی قریب قرطاس ہو رہے ہیں۔

(الف) کراہیت کا قیاسی لغوی کراہیت مصدر ہے اور کہہ دینے "اكرهت الشئ کراہتاً و کراہیۃً فهو مکروہ مکروۃً" ناپسند کرنے کے معنی میں ہے اور یہ محبت اور رضا کی ضد ہے۔ پس مکروہ طاعتاً مندوب اور خلاف عبادت کو کہتے ہیں۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۰)

(ب) ادا شرعیہ کی اقسام ۱۰ پر شریعہ کی چار قسام ہیں جو مندرجہ ذیل ذکر ہو رہے ہیں۔

۱) جس کا ثبوت اور دلالت مطلوب پر دونوں یقینی ہو جیسے آیات قرآنیہ اور احادیث مترازمہ صریحہ جس میں تاویل کا کوئی احتمال نہ ہو۔ اور یہ دلیل یقینی کو فائدہ کرتا ہے اور اس سے فرض (مقتادی اور حرام قطعی ثابت ہوتے ہیں)۔

۲) جس کا ثبوت قطعی اور دلالت ظنی ہوں جیسے وہ آیات اور احادیث جس میں تاویل کا احتمال ہوں۔ اور یہ ظن کو فائدہ کرتا ہے اور اس سے فرض ظنی ثابت ہوتا ہے۔

۳) جس کی دلالت قطعی اور ثبوت ظنی ہوں جیسے وہ احادیث آحاد جس کا منہج قطعی ہوں۔ اور ان سے وجوب اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتی ہے۔

۴) جس کی دلالت اور ثبوت دونوں ظنی ہوں جیسے وہ اخبار آحاد جو مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہوں۔ اور یہ بیحد اور احتیاط فائدہ کرتے ہیں

﴿فخاصہ﴾

(۱) حرام۔ حرام وہ ہے دلیل قطعی یقینی سے منوع ہو جیسے شراب کا پینا اور اس کا ترک کرنا فرض ہے۔

(۲) مکروہ تحریمی: وہ دلیل ظنی سے منوع ہوں جیسے بیکار کھانا اور نظرنے کا کھیلنا اور اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ (وسیع الامور)

(۱۶۸/۱)

(ج)..... مکروہ کے مقام میں اختلاف: مکروہ تحریمی طہال کی ایک قسم ہے یا حرام کی؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی حرام کی ایک قسم ہے اس لیے کہ اس کی علت پر دلیل قطعی موجود نہیں ہے چنانچہ جب دعا پڑھیں تو اس میں کراہت پونے تین روایوں سے حرام مراد لیتے ہیں لیکن مکروہ تحریمی کو حرام قطعی بھی نہیں کہتے اس لیے کہ اس کی دلیل قطعی نہیں جو حرمت پر دلالت کرے۔

شیخین رحمہما لکھتے ہیں کہ مکروہ تحریمی طہال غیر قطعی میں داخل ہے اس لیے کہ اصل چیز میں علت ہے اور اسی طرح اس میں علت اور حرمت کی یہ دلیل متعارض ہوتی ہیں۔ پس شیخین کے نزدیک مکروہ تحریمی از حرام ہے اور نہ حرام کی اقسام میں سے ہے بلکہ حرام کے قریب ہے۔ (رد المحتار ۵۰۸/۱، سورۃ ابو یوسف، مسجع الامہ ۱/۲۷۷)

قول اصح: شیخین رحمہما کا قول صحیح ہے۔

ونقل ان التصحیح والمختار قولہما الخ (رد المحتار ۱/۲۷۷، مسجع الامہ ۱/۲۷۸)

فصل:

کھانا کب فرض جائز، مباح اور حرام ہے

الاکل فرض ان ذلحہ بہ ہلاکہ و ما جور علیہ ان مکہ من صلواتہ قاتعہ و من صومعہ و مباح الی الشبع فیزیدہ قوتہ و حرام فوقہ الا قصد قوۃ صومعہ البدن او لئلا یمتحنی حنیفہ و کثرہ لبن الاکان و یولی الا بلا ما لبس الاکان لحنکھ حکم لحمہ و اما یولی الا بل لحمہ عند امی حنیفہ و عند امی یوسف یحل بہ البدن لوی لحنکھ العربین و عند محمد یحل مطلقا لانہ لو کان حراما لا یحل بہ البدن او قال علیہ الصلوۃ والسلام: ما ریح فطماکم فی ما حرم علیکم: و ابو یوسف یقول لا یحل حرامہم للضرورة و ابو حنیفہ یقول الاصل فی البول لحمہ و هو علیہ الصلوۃ والسلام قد علم نفاق العربین و حیا و اما فی طہرہم فافشاء فیہ غیر معلوم فلا یحل۔

ترجمہ:..... اچھی مقدار کھانا فرض ہے جس سے پلاکت دفع ہو جائے۔ اور اچھی مقدار کھانے پر ثواب دیا جاتا ہے جس سے ناز کمڑے ہو کر نہ بنے پے کاہر اور روزہ رکھنے پر۔ اور سیری تک اس لیے مباح ہے کہ قوت زیادہ ہو جائے اور اس سے زیادہ کھانا حرام ہے مگر کل روزہ رکھنے کے لیے قوت حاصل کرنے کی خاطر پانی اس لیے کہ جہان شرم نہ کرے۔ اور گوشت کا دورہ مکروہ ہے اور اسی طرح گوشت کی پیٹاب (گوشتی کے دورہ کا حکم اس کے گوشت کے حکم کی طرح ہے۔ گوشت کا پیٹاب نام جو حنیفہ کے نزدیک حرام ہے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اور اسکے طور استعمال کرنا جائز اور طہال ہے عربین کی حد سے کہ جب سے۔ اور امام محمد اس کو مطلقا طہال سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر حرام ہو تو اس سے دورہ کرنا طہال نہ ہوتا ہی ۱۱۱۱ فرماتے ہیں حرام چیز میں شکار نہیں کھایا ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ پیٹاب میں مکمل حرمت ہے اور نبی ۱۱۱۱ کو اسی کے ذریعے لوگوں کا شکار بول کے ذریعے معلوم ہوا تھا اور عربین کے غیر میں شکار معلوم نہیں بلکہ یہ طہال نہیں ہے۔

تشریح پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کھانے کی کتنی مقدار منسوب۔ مبارک اور کتنی مقدار حرام ہے۔ اس میں کچھ تفصیل

ہے۔

(۱)۔ کھانے کی وہ مقدار جو فرض ہو کھانے کی اتنی مقدار فرض ہے جس سے بندہ جاگ بھگنے سے بچ جائے۔ اور اگر کوئی

بندہ اتنی کھانا کھائے کہ دوست سے بچ جائے تو وہ کھانا کار ہو گا اس لیے کہ پانی نفس پرکشت میں ڈالتی ہے۔ لہذا اتنی مقدار کھانا نہ پانچ سوام میں۔ نہ سو (جو قسم کی حالت میں ہو) کھانا فرض ہے

(۲)۔ وہ مقدار جس پر ثواب ملتا ہو کھانے کی وہی مقدار پر اتنا جل شد ثواب۔ اے گا جس کے کھانے کی وجہ سے وہ نماز پڑھنے

پر کھڑے ہو۔ نے کی حالت میں قدر میں جائے اور روزہ رکھے۔ پکار میں جائے (یعنی فرض کی ادائیگی پر کار میں جائے اور) اس لیے کہ دو چیز جو آپ کو فرض کی اور ادائیگی پر حالت یعنی ہے اس کا کہ کچھ عبادت ہے یا کسی وجہ سے اور درمیں اللہ تعالیٰ نے فرمائے فضل اعلیٰ میں نہ نماز اور روزہ کی کھانی ہے۔ اور غلطی ۱۷۷۹

(۳)۔ وہ مقدار جو مباح ہو کھانے کی وہ مقدار جو سب (یعنی اس کے کھانے میں نہ کھانا اور نہ ثواب) ہو وہ ہے جو میری اور

اسود کی تک ہو گا اس کی قوت زیادہ ہو ہے۔

کھانے کی وہ مقدار جو حرام ہو:

کھانے کی اتنی مقدار جو حرام ہو وہ ہے جو میری سے زیادہ کھایا جائے اس لیے کہ یہ مال کا خالق کرنا ہے اور اپنے آپ کو مرین کرنا

ہے اور یہ ایک اسراف ہے۔ البتہ یہ اس وقت جائز ہے جب تک روزہ رکھنے کی حالت حاصل کرنے کی خاطر کھایا جائے اس لیے کہ سبب کھانا کھار ہے یہ اب گویا کھانا کو تو مہمان بھی روٹھ ہے اس لیے کہ دشمنان سے تو اس وقت میری سے زیادہ کھانا بھی جائز ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ وقت کا چیشاب چٹا حلال ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مطلقاً (یعنی خواہ) آبی کے لیے یا نہیں (یہ چیشاب حلال ہے اس لیے کہ اگر وقت کا چیشاب حرام ہوتا

تو کچھ اس سے وہ آبی جائز نہ ہوتا اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے

"ما وضع شفاؤکم فی ما حرم علیکم" (ترجمہ۔ حرام چیز میں آپ کا شفاؤ نہیں رکھتا تھا ہے)

ہذا استدلال ہے کہ اگر حرام ہوتا تو نبی ﷺ عربین کو دلی کے طور پر استھان کرنا جائز قرار نہیں دیتا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چیشاب چٹا مطلقاً حلال نہیں ہے البتہ اگر دلی کے لیے ہو تو اگر اس کا چٹا جائز ہے اس لیے کہ

عربین کا تھساکی بات کا مجموعہ ہے۔ (الحدود ۱/۱۶۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چیشاب چٹا مطلقاً حرام ہے اس لیے کہ بول میں اصل و مرتبہ یہی مرتبہ پڑی ہے۔

(مبدلہ ۱/۱۶۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب یہی دینے کے عربین کو اس سے بچنے کی اجازت دے دئی کہ اس کو دلی کے ذریعے

یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ عربین کی خطہ اہل پیٹاب میں رکھی گئی ہے۔ اور عربوں کے بطریق کی شہ و پیٹاب میں ہونا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ان لپٹاؤں کا پتا اہل اور غیرہ اہل کے طور پر ملتا ہے۔

منشی بہ قول: امام ابو یوسف کا قول منشی ہے۔

ان التدوى بالمعوم يرخى اذا علم فيه النماء الى ان قل و عليه الفتوى بدالمناف على ما قد ورد

الحمد لله رب العالمين
١٤٠٥هـ - ١٣٨٦م - ١٩٦٧

سونا چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور دیگر چیزوں میں استعمال حرام ہے

والاكل والنسب والادمان والطيب من اماء ذهب وفضة للرجل والنساء قال عليه السلام اما بھرج
فی بظہ غار جھمہ وحل عن اماء وصاخص وزجاج والجر وفضی ومن اماء مفضض وعند الشافعی بکھرہ
ترجمہ :- (لکھا) یہ نعل اور تھوڑا سا من بڑی سے بڑا انا چاندی سے بنایا جاتا ہے اور عورتوں کے لیے بی بی بھونے
لڑکیاں اپنے پیٹ میں لٹکتی تھیں۔ زلیٰ ہے لکھا۔ واقفی شکت اور اوراقی شہ بڑی میں حال ہے اور انا چاندی کے سونے کے پیش
سے اور انا شافعی کے لکھا کہ یہ ہے۔

تحریر: ... پہلا مسئلہ... نہایت مشکل ہے۔ بچہ کہہ رہا ہے اور چاہتی ہے کہ بہنوں میں کھانا بچایا ہی طرح اس سے خوش ہو اور تکل لگا کر ہر اول اور عورتوں کو اس کے لیے کمروں سے اس لیے کہا بیٹ مگر کیا ہے:

[illegible]

اُس جب اس میں کھانا پڑا حرام ہے تو اس سے خوشی اور تہلیل کا بھی حرام ہے اس لیے کہ پانی کے مٹھی میں ہے۔

مفتش کمری اور مفتش زمین پر چٹھنے کا حکم

جلوسه على كرسي مفصلي متبعا موضع القصة قوله و جلوسه عطف على الضمير في حل و هذا يجوز
أن يوجد الفصل بعد أبي حنيفة الأكبر و أنسب من الإتياء المفضل و الجلوس على الكرسي أو السرير أو
الرجل أو نحوه مفضضا إما يحل إذا كان متبعا موضع المفضل أي لا يكون القصة في موضع المفضّل و في
موضع البدل عند الأحمد و في موضع الجلوس على الكرسي و عند أبي يوسف يكره مطلقا و محمدا قد قيل
أنه مع أبي حنيفة و قد قيل أيدهم أبي يوسف.

ترجمہ: (۱) اسی چاندنی چتر میں دو لڑکیاں بیٹھیں۔ ان چال میں کیا ہے؟ آپ کو چاندنی کی جھلک سے کیا ہے؟ اور یہ تو لڑکیوں کی جھلک سے ہے۔

[illegible]

تشریح: مہارت سنبھالنے کے لیے کئی کئی سالوں سے محنتیں لگائی جا رہی ہیں اور اس پر مبنی حال ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے میں تو اسی میں مطالب ہے بشرطیکہ مرنے والے کو دیکھنے کی حکم پر چاہی نہ ہو اسی لیے کہ یہاں سونا اور چاندی ہونے کی بنا پر یہ تابع کی شہادت سے نفی ہوئی ہے اور تابع کو تمہارے نہیں ہے تو یہ میرا نہیں ہے، دیکھو جیسے دیکھو جس کی جھجک اور شرم کا وہ ہی طرح انصاف سے کہنے سے کہیں نہیں دیکھ کر دیکھنا چاہتا تو یہ کہہ دو نہیں ہے (از: ص ۱۶۹، ۱۷۰)

امام ابو یوسف، حرمانہ فرماتے ہیں کہ یہ مطلقاً مکروہ ہے اس لیے کہ ہر شے کا کسی جز استعمال کرنے والا ہو یا مکمل، ہر چیز کو استعمال کرنے والا ہے تو جیسے کئی کا استعمال کرنا ہی نہیں ہے، اسی طرح جز کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔
مفتیؒ یہ قول امام اعظم ابو حنیفہؒ و مرہونہ کا نکتہ لکھتے ہیں۔

وهي الرأى الصحيح لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم: "لا يملك الله كذا في المصنوعات". (الطهارة ١٣٣)

کافر کا یہ قول کہ میں نے مسلمان سے گوشت خریدا ہے قابل قبول ہے

و قيل قول الكافر قال شربيت اللحم من مسلم 'و كنتني حلال 'و مجوسى فحرم لان قول المكافر مقبول في المعاملات لتحااجة اليه اذا المعاملات كثيرة المرفوع و قول فرد كافر او انبي 'و فاسقى او عبد في المعاملات كسواء ذكر و البوكيل كما اذا اشترى امي و كيل فلان في بيع هذا يجوز المراء و قول العبد و انصى دى الهديبة و الاذنكما اذا جاء بهديبة و قال اهدى فلان اليك هذه الهديبة يحل قوله منه او قال انما مأذون في المتحولة بقبل قوله و شرط العمل في الديانات كالحرص عن نجاسة الماء فبيعهم اذا اشربها مسلم محفل و نو عبد او يتحرى في العاصى و المستور ثم يعمل معاليه و انه و ثو 'و راق فبيعهم في عليه صدقه او توهبا فبيعهم في كلفه ماحوط

[illegible]

کے ناپاک ہونے کی خبر اپنے والد کے عدالت شرط ہے۔ پس وہ حکم کرے کہ اس کو مسلمان عادل نے خبر دی ہو اگرچہ تکلم ہو اور سوچے اگر خبر دیے والا عندہ فاسق یا مستور الحال ہو پورا پنے قلب گمان کے مطابق عمل کرے۔ اور اگر وہ اس پائی کو بہاد سے قود و حکم کرے جب اس کو خبر کے مطابق ہونے کا غالب گمان ہو۔ حکم اور وضو دونوں کرے اگر اس کو خبر کے کاذب کا غالب گمان ہو تو اس میں زیادہ احتیاط ہے۔

فہرہ: معتد اخبار کی اقسام اور اس کی شرائط اور خبر کی تعداد کی وضاحت کرنا چاہئے ہیں۔ اور اس میں کافی تحصیل ہے جو مندرجہ ذیل احوال قرطاس میں ملتی ہے۔

اخبار کی اقسام:

(۱)۔ خبر دینے کی دو اقسام ہیں۔

(۱)۔ معاملات میں خبر دینا: معاملات میں اگر خبر دینے والا ایک ہو خواہ مسلمان ہو یا کافر آزاد ہو یا غلام متحرک ہو یا غاسق، مرد ہو یا عورت تو اس کی خبر قبول ہوتی ہے بشرطیکہ اسی خبر میں صادق ہونے کا غالب گمان ہو۔

(۲)۔ دیانات میں خبر دینا: دیانات میں صرف مسلمان عادل کا قول معتبر ہوتا ہے خواہ یہی مسلمان آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔ اور اگر دیانات میں خبر دینے والا مسلمان فاسق یا مستور الحال ہو تو پھر غالب ظن کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر غالب ظن صدق کا ہو تو پھر صادق ہو گا ورنہ کاذب ہو گا۔

(ب)۔۔۔ معاملات اور دیانات:

معاملات: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو لوگوں کے درمیان جادری ہوتے ہیں جیسے خرید و بیچنا، نکاح، مضاربت اور تجارت وغیرہ۔

دیانات: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حقائق جن جلال اور اپنی تقویٰ کے درمیان ہو۔ تہ ہیں جیسے عبادات، محنت اور خدمت وغیرہ۔

(ج)۔۔۔ معاملات اور دیانات کے درمیان فرق:

بہدوں کے درمیان معاملات کا واقعہ ہونا زیادہ ہے اور دیانات کا واقعہ ہونا اتنا زیادہ نہیں ہے۔ لہذا اب اگر دیانات میں شرائط زیادہ لگائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہی وجہ سے دیانات میں خبر کے لیے مسلمان عادل کا ہونا شرط ہے نہ کہ فاسق اور کافر اس وجہ سے کہ فاسق اپنے نفس کی وجہ سے خود متعصب ہے تو وہ اسی خبر میں جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اور کافر خود حکم کا اثر نہیں سمجھتا کہ اس نے تو اس کو مسلمان پر لازم کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

معاملات: دیانات کی طرح نہیں ہے اس لیے کہ کافر کے لیے مسلمانوں کے منکب میں خبر یا معاملہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اب اگر اس کا قول معاملات میں مستحب نہیں ہو جائے تو پھر اس کے ساتھ معاملہ کس طرح کرے گا اور اسی طرح کا شہرنا مہبت اور پالو ہو گا۔ لہذا اس کے قول کے قبول کرنے میں ضرورت ہے اسی وجہ سے معاملات میں فاسق اور کافر کا قول مستحب ہے۔ (انہد، مع الاختصار و طبع ۱۴۱۴ھ)

(ت)۔ دیانات اور معاملات سے کیا مراد ہے:

یہاں دیانات سے دیانات نہ مراد ہیں، اور معاملات سے متعلق معاملات مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے وہ معاملات مراد ہے جس میں انکرام نہ ہو۔ (دعا: ۶۱۱۱ فی ایضاً مکتبہ نعیمیہ)

دعوت ولیمہ یا کسی اور دعوت میں مقتدی یا کوئی اور شخص کو مدعو کیا
گیا اور وہاں گانا بجانا یا ہولعب ہو تو یہ کیا کرنے

و مقتدی دعویٰ الی ولیمہ فوجد ثلثہ لعداء لا یقدر علی صبحہ یخرج البیۃ وغیرہ ان لعد و اکل جاز و لا یحصر ان علم من قبل و قال ابو حنیفہ انلیت بعد اعرۃ نصیرت وذا مل من یقتدی بہ وذل قوله علی حرمة کل العلامی لان الالباء بالمحرم ینکون اعلم انه لا انه ان علم قبل الحضور ان هناك لہوا لا یحوز الحضور و ان لم یعلم قبل الحضور ینکون محرم بعدہ فان کان فانرا علی المنع یمنع و ان لم یکن فانرا فان کان الرجل مشغی یخرج لئلا یقتدی الناس بہ و ان لم یکن مقتدی فان وعد و اکل جاز لان اجابۃ الدعویۃ منۃ فلا تترك سبب بدعۃ کما سلوۃ الاجازۃ فحضرہا الباحۃ قال ابو حنیفہ فبتلیت بہا مرة فصیرت فالتوا قوله انلیت بال علی الحرمة و یحکم ان یقال النصیر علی الحرمان لا قاسۃ السنۃ لا یجوز و النصیر الذی قال ابو حنیفہ ان ینکون جالساً معرضاً من ذلک اقلہو متکراً لہ غیر مشغل و لا متطلبہ

ترجمہ:۔ (اور کوئی پیشوا انھیں کسی کو دیر کے لیے مدعو کرے اور وہ اس نے اپنا اصولی یا ایک دیکھ کر وہ اس کے ساتھ رہنے پر تیار نہیں ہوتا وہ ضرور غل جاسے، اور اس کے لیے اگرچہ کہ مکہ یا تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس کو پہلے سے معلوم ہو تو ضرور گونا جائے۔ اور امام جو حنفی نے فرماتے کہ ایک دفعہ میں اس مسیبت میں جتنا ہوا تو میں نے ہی پر صبر کیا اور یہ بات امام کے پیشوا بننے سے پہلے تھی۔ اور اس کا یہ قول کہ میں اس وقت میں جتنا ہوا تھا بہرہ وہ جب کی درست رہا کرتا ہے اس لیے کہ جتنا ہوا تاہم حق سے ہوتا ہے تحقیق کے ساتھ یہ بات جہاں لوگ اس کو وہاں جاسے سے پہلے اس کو یہ معلوم تھا کہ اس کو اصولی ہے تو پھر اس کے لیے ضرور ناجائز نہیں ہے۔ اور اگر اس کو پہلے سے معلوم نہیں تھا کہ مجھ میں ایسا نہ ہو گا تو اس کے ساتھ کرنے پر مدعو ہوا وہ ان لوگوں کو منع کرے اور اگر تادم نہیں تھا اب آدھو پیشوا ہوتا تو وہی جگہ سے اٹھ جائے تاکہ لوگ اس کی اقتداء نہ کرے۔ اور اگر تم کا پیشوا انھیں مدعو اس کے لیے بیٹھ کر کہہ دینا کہ اس لیے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے تو اس کو دعوت کی وجہ سے مجبور نا نہیں چاہیے جیسے نماز جنازہ کو کیا ضرور ضرور جائے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار اس وقت میں جتنا ہوا تھا تو میں نے اس پر صبر کیا، مگر فرماتے ہیں کہ یہ قول امام مہم کلام اللہ است (حسب زمرات کرتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ امام پر صبر کرنا سنت کے قائم کرنے کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور میرے جس سے امام عظیم سے قول کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر ہوا تھا امام لب سے حاضر میں کیونکہ اس وقت میں دار اس کو روک رہے تھے اور اس سے مشغول نہیں ہوتے اور مدعا اس پر نہیں ہے۔

تشریح:۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو دیر کے لیے دعوت دی گئی تو اس کا جواب کرنا ضروری ہے۔ اور اگر کسی نے اس کو قبول نہیں کیا تو وہ گناہگار ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

"من لم یحب الدعوة فقد عصی الله و رسوله فان كان صانعا اجاب و دعا و ان لم یکنی صانعا اکل و دعا الحدیث" (دروہ سہوہ السلب فی کتاب الشکاح ص ۱۳۱ الاثر بالاحیاء القدسی فی دعوہ رقم الحدیث ۱۶۲۹، ۱۶۳۰ و یوجدہ فی کتاب الدلیلۃ ص ۱۳۱ ص ۱۳۱) ایضاً الحدیث ۲۷۱۶ برائتہ مدلی فی کتاب معصوم فی باب ما جاء فی احادیث فضائل الدعوة، برائتہ الحدیث ۱۶۴۱

(ترجمہ...) اگر کسی شخص نے دعوت کو قبول نہیں کیا تو تحقیق سے اس نے اللہ سے شائد اور اس کے رسول سے بے وفائی کی ہے اور وہ صائم ہو کر دعوت قبول کرنے کو دعوت میں گواہ کرے اور اگر صائم نہ ہو تو کون سے وہ اس کے لیے دعا کرے گا۔

اب یہ جو بندہ کی ادھاتیں ہیں۔

(۱) اس کو پہلے سے یہ معلوم ہو کہ اس مجلس میں جو واجب ہے تو اس صورت میں اس لیے ایسی مجلس میں نہ اجماع ہے خواہ کسی بندہ تو کم کا چھوڑ دیا ایک نام بندہ اس لیے کہ ایسی دعوت کا قبول کرنا یہاں کوئی مشروع چیز کی جانی ہو لازم نہیں ہے اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"صنعت علما للدعوة رسولی اللہ ﷺ فرأیت فی مثبت تصاویر فرجع"

(ترجمہ...) میں نے ان کی کا اظہار کیا اور ان کے کلمات سے دلدار بنے میرے کرتے تصاویر دیکھا کہ وہاں رجوع کیا۔

(۲) اس کو پہلے سے معلوم نہ ہو تو اس صورت میں ہائے اب ایسی مجلس کی ادھاتیں ہیں۔

(الف) ایسی مجلس ہو جس میں جو واجب اور اہم دستور خوان پر حاضر ہو تو اس صورت میں اسی شخص کے لیے اسی مجلس کا چھوڑنا اور اس سے ملے جانا مناسب ہے اس لیے کہ اللہ میں شاندار ہے ہیں "فلا تفعل بعد الذکوی مع القوم الظالمین" (سورۃ الاحقاف ۱۸) (ترجمہ...) ذکر کے بعد ان لوگوں کے ساتھ مت بندھا۔

(ب) ایسی مجلس ہوں جس میں دستور خوان پر یہ چیزیں موجود نہ ہو تو اس صورت میں ایسی شخص کی مدد ہوئے۔ اور چھٹنے کے بعد اچانک جو واجب اور اہم دستور ہو گئے۔

اب اس شخص کی ادھاتیں ہیں۔

(۱) قوم کا پیشوا یا اہم ترین شخص قوم کا پیشوا ہو تو دیکھا جائے اگر اس کے صبح کرنے پر قادر ہو تو اس کو صبح کرنے اور اگر اس کے صبح کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر اس کے لیے کسی شخص سے اس لیے کہ اس سے دین اور علم کی مدد ملے ہوگی۔ اور ان کے ساتھ دیکھی ہوگے عام طور پر اس میں مشغول ہو جائے گا۔

(۲) ایک عام بندہ ہو کر یہ شخص ایک عام بندہ ہو تو پھر اس کو نہیں جانا چاہیے بلکہ چھوڑ دے اس لیے کہ اس کو بھی دعوت کا حق لازم ہوا جو پہلے لازم نہیں ہوا تھا اور اس کو صبر کرنا ہے (یعنی وہ جو واجب کی طرف توجہ نہ دے اور اس سے لطف اور لذت نہ اٹھائے وہ بلکہ وہ اس سے اعراض کرنے نہ دیتے ہائے اس لیے کہ اگر آپ کے غیر کسی حرام کاری، بدکاری اور بدعات میں مشغول ہو تو اس کی وجہ سے دعوت نہیں چھوڑی جائے گی جسے نماز گزار کی حالت ہے اس کا چھوڑنا ضروری ہے اگرچہ وہاں کچھ جانے میں مشغول ہو تب بھی نماز پڑھی جائے گی تو

اسکی یہاں بھی کچھ (نہایت زیادہ) و (بسی) ۲۰۸/۱۶۳۹، جمع الزمر ۲۰۸/۱۶۳۹، راجستھان ۲۰۸/۱۶۳۹

سوال: سنت قائم کرنے کے لیے تمام پر صبر کیا جائے نہیں ہے تو آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ وہ بیٹھ کر کھائے اور لیجے کہ اس پر دعوت کا وہ حق جو حدیث میں بیان ہوا تھا لازم ہوا؟

جواب: میرے مراد یہ ہے کہ لیو واصل پر مختلف ذات ہوا دینہ اس کی طرف متوجہ ہو چکا اس کو ہر امامت کا ہوا اور اس سے اعراض کرنا ہوتا ہے
اس سے ایسا نہیں ہوگا کہ واصل کی خاطر کھانا کھائیں اور اس لیے کہ وہ خوراک اور متوجہ ہونے کی اور برائے ماننے سے متاثر ہوتا ہے تو گویا وہ حرام
سے چھٹا نہیں ہوا۔ (ص ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹)

فصل:

مردوں اور عورتوں کے لیے ریشم پہنے کا حکم

لا يلبس رجل حرموا الا قسرا اربعة اصابع اى على العرض او المقدار العلم وروى انه عليه السلام لبس جبة مكعوفة بالحرير و عند من حقيق لا فرق بين حالة الحرب و غيره و عندهما يحل في الحرب ضرورة قلنا الضرورة تدفع بها لحمته ابريسم و سداه غيره

ترجمہ: ... (مرد بیگم نے اپنے گھر پر داخل کی مصلحہ) ہمیں عرض میں مصطفیٰؐ کی مراد افش روایات کی مقدار ہے اور یہی ہے روایت ہوئی ہے کہ اس نے جب جس پر شکم لگایا (انکار صحیح ہے)۔ اہم حنفیہ کے گمراہ ایک لڑائی اور غیر لڑائی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور صالحین کے نزدیک لڑائی میں ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ ضرورت اس بابے سے ہو رہی ہوئی ہے جس کا بارِ شتم اور ناخیرہ شتم ہوں اور شتم کے کپڑے کا ٹکڑہ نہ آتا اور اس کی فرش بچھاؤ درست ہے (ایہ نام الہ صنف کے نزدیک ہے اس لیے کہ نبی ﷺ سے روایت ہوئی ہے کہ وہ حریر کے ٹکڑے پر بیٹھ گئے۔ اور صاحبزادے اس کو ٹکروا دیتے ہیں۔ اور اس کپڑے کا پتلا ٹکڑہ ہے جس کا نام بر شتم اور بار شتم کے علاوہ ہوتا ہے اور اس کا ٹکڑہ صرف نرائی میں اور حقیقی کے ساتھ ٹکروا کپڑے میں بنائے کوستر کی چانچا نیچے کر بار شتم سے ہوتا ہے چھ طلاں نہیں ہے اور اگر اس کے غیر ہوتا ہے تو مجھ سے فریہ کے مستحق ہونے کی وجہ سے نکال دیا ہے۔

تفريح پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ریشم سے بنا ہوا کپڑا مردوں کے لیے حرام ہے، خواتین کے ساتھ متصل ہو یا منفصل اس لیے کہ نہیں؟ ۵۰ نے فرمایا:

"انما يسر الله من لا علق له في الآخرة" رواه (عصبي): الحسن بن عمر رضي الله عنهما

(ترجمہ) : "میں نے ان لوگوں میں کوئی حصہ نہ جو دوزخ میں رہیں گا کچرا چھوڑا ہے۔"

اور ربیع الثانی کے کچھ روزوں کے لیے چھٹا جانے لے گا۔ اے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”لَنْ يَخْرُجَ بِأَحَدٍ يَنْبَغِي حُرُّهُ وَمَالُهُ زَيْدٌ ذَمِيمٌ قَالَ: هَذَا حَرَامٌ عَلَيَّ ذَكَرْتُ أَمْرِي حَلَالٌ لَا تَأْتِيهِمْ.”

[illegible]

معاصین زبیر اللہ فرماتے ہیں کہ یہ خطّ عام نہیں ہے اگر اس کے پہنچنے میں کوئی ضرورت ہو تو اس کے بغیر وضع نہیں ہوتی ہے جو
عقب اس کا پتہ نہ ہو۔ یہ خطّ کوئی خاص حالت میں نہیں دیا جاتا ہے اور نہ اس سے کوئی ضرورت وضع ہو جاتی ہے اور اس کی جھلکی
بجائے دشمن کو اٹھانے کے کہ یہ خطّ عام ہے۔ اور اس کی وجہ سے دشمن پر ہیبت نہ دینی چاہتی ہے۔
علامہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فکر عقب سے جواب:

جنگ کی حالت میں نہ دہشت گردوں میں ہجرت کے لیے بھی کوئی ہرجمکتی ہے مگر اور وہ قلعوں سے چوڑی ہو سکتی ہے اور قلعوں سے مراد وہ پہاڑ ہے جس کا بڑا رشتہ ان کا سوت ہے۔ ان قلعہ و دکنوں اور پہاڑات قلعہ ہے، جو جو قلعہ ہوتی ہے، ثابت ہوتی ہے وہ قلعہ ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ اور پہلے دہشت قلعوں سے چوڑی ہوئی قلعہ کا ہم جو ان کی حالت پر نظر آ رہا ہے۔ (الحمد للہ ۱۹۷۰ء)

مشقی کے قلعوں، قوم ہونے کا قول، قلعہ ہے۔

ولا يأنس بعبس الحوير و القراح في الحرب و قبل بكرة هو الاصح كذا في حواشي الحفني (ص ١٥٠) و عند قوله السجري و الحفي و غيرهم (ص ١٥٠) (ص ١٥٠)

اور اسلام۔ صورتِ مسدود یہ چکرِ توحیقی کیڑے کا کھنرِ قبولِ کائنات کی کڑی کو قریب لگچا کاٹا اس ہے انہیں اس میں اختلاف ہے
ان میں جو فیروزِ رسالتِ خدا کے ہیں کہ یہ دعویٰ ہے کہ اس لیے کہ وہ نہایت مہارت میں تو ہے کہ ان کی ہر ایک حرکتِ توحیقی میں ہر ایک حرکتِ خدا کے اور
اسی طرح ہر ایک میں سے کچھ مہارت سے بھیجے ہوئے۔ لیکن ایسے ہی کچھ پتھر اور اس کا استعمال کرنا پڑے گا جسے ٹپا اور پچھانے میں۔ اس مجموعہ

صاحبین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حرام۔ حلالہ لیے کہ حاکم کے ہدایاتوں اور متنبوں کی کاسکے طریقہ ہے اور اس کے ساتھ تشبیہ
 ذرا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان پانچویں کا حوالہ اختیار کرنے سے بچ گیا۔
 عقیقہ کی باتوں سے ابوالخیر نے کاتوں سے منع کیا ہے۔

فقد انتهى وزد في اللبس وهذا قوله فلا يلتزم به وعليه المتصور والشروح فليحفظ: (ب) نظير
١٩٨٤: الاختار قول الامام الاعظم (قده) في تفسيره: «الشيء الذي لا يلتزم به» (تفسير المصنف: ١٤٦).

مردوں کے لئے سونے سے ترین صحیح نہیں ہے

و لا يتعلی بذهب او فضة الا سعالهم و منعقله و حلبة سيف منها و مسمار ذهب لذهب فض و حل للمراة
کنها و لا یختتم بالحجر و الحديد و القصو لکن یعوز ان کان الحلقه من النصفه و القص من الحجر و نرکہ
فغير المحاکم احب ای ترک التختیم تعوی السلطان و الافاضی احب مکوہ زید و السلطان و الافاضی یحتاج
الی الختم

ترجمہ ۔ (اور مردوں نے اور چاندی سے زینت حاصل نہ کرے مگر نہ کوئی، مگر نہ اور سواری زینت ہو چاندی کی ہوں۔ اور شیخ سونے سے زینت
کی اور شیخ نہ کرنے کی وجہ سے۔ اور سب مردوں کے لیے حلال ہے۔ اور انکوئی چیز نہ ہے۔ اور شیخ کہ اپنے عزم سے زینت کرے چاندی کا
ہو اور شیخ جو کچھ دیکھو (اور اس کا کوئی نام نہ کرے) لہذا کوئی نہ پہنچو، شیخ اور افاضی کے لیے بھرت اس لیے کہ یہ
زینت ہے۔ اور شیخ اور افاضی کو کوئی چیز نہ ہے (اور ان کو دینے سے نہ ہندے بلکہ چاندی سے ہندے) ایہ مرام افاضی کے نزدیک
سے (اور شیخ کو مرام سے ہم پہنچا نہ ہو) ایسے شراب پیو (میں نے اس کا پلا بھی ۱۳۶ ہے۔

تشریح۔ مسئلہ ۔ مرد کے لیے کوئی بھی مال (غیر ان کی ہوا یا غیر ان کی) اس سونا اور چاندی سے زینت حاصل کرنا حرام
ہے۔ سونا تو جائز نہیں ہے جس طرح پہلی حدیث میں مذکور گیا، اور چاندی اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ یہ زینت ہر اس پر فرض کرنے میں سونا
کی طرح ہے۔ اپنا ان کو دیکھو، کوہار کی زینت چاندی سے ہوتا ہے، بشرطیکہ ان کی ہوا سے نہ ہو اس لیے کہ کوئی شیخ نے چاندی کی
انکوئی سوانی اور اس نے اس کو اپنی رحمت تک پہنچا کر دیا تھا۔ پھر حضرت ابو کریم صدیق کا حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم
ایک دوسرے پہنچے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو کوئی چیز نہ ہوئی، ای طرح حدیث میں آیا ہے کہ آپ
کی کوئی زینت چاندی کا تھا۔

دوسرا مسئلہ ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص مدعا جان تو نہیں ہے، البتہ اگر نہ چاندی کی ہوا سے نہ ہو اس کے علاوہ جیسے لوہا، سونا،
چمچ، چنگی اور سب۔ پھر وہ جان تو نہیں ہے اس لیے کہ حدیث میں ثابت ہے کہ کوئی شیخ نے کوئی شیخ سے انکوئی ہوا سے نہ ہو اس کے علاوہ جیسے لوہا، سونا،
اس طرح کہ کوئی شیخ نے ایک سوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی، انکوئی ہوا سے نہ ہو اس کے علاوہ جیسے لوہا، سونا،
حلبہ اہل الدار (اور شیخ کی انکوئی دیکھ کر آپ نے نہ فرمائے) مگر اس وجہ سے کہ یہ اصحاب کو دینے کی انکوئی دیکھتے
ہوئے آپ نے نہ فرمائے (امامی اور اعلیٰ حلبہ اہل الدار) یہ بحث صرف درصاف متفق کے بارے میں ہے البتہ تمیز
بالا حق درست ہے۔ (روایت ۔ ۱۳۶)

تیسرا مسئلہ ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی ہوا زینت چاندی کے علاوہ سونے کی ہوا سے نہ ہو اس کے علاوہ جیسے لوہا، سونا،
چمچ، چنگی اور سب۔ پھر وہ جان تو نہیں ہے اس لیے کہ حدیث میں ثابت ہے کہ کوئی شیخ نے کوئی شیخ سے انکوئی ہوا سے نہ ہو اس کے علاوہ جیسے لوہا، سونا،

امام و شیخ و مہاجر فرماتے ہیں کہ یہ حرام ہے اس لیے کہ سونے میں محض حرمت ہے۔ اور باقی صورت کی جو حدیث ہے۔
اور یہاں ضرورت موجود نہیں اس لیے کہ ضرورت چاندی سے ہوا کی ہو چکی ہے۔ مگر سونا حرمت پر باقی رہے گا۔

اگر یہ اندھا کسی صحیح غرض اور مقصد کے لیے ہنوز پھر صحیح ہے جس طرح رستم ہے (یعنی یاد دہانی کے لیے انہی احوال سے اندھا) اس لیے کہ یہ ایک غرض صحیح (یاد دہانی) کا بعد سے یاد چاہا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ جو بات خود لوگ ان کی احوال اور زنجیر وغیرہم سے یاد نہ کر وہ ہے اس لیے کہ یہ ایک صحت کھن سے ہے۔ اور اس کے بعد میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مرد مرد کے کتنے حصہ بدن کو دیکھ سکتا ہے اور عورت کے کتنے حصہ بدن کو دیکھ سکتا ہے

ونظر الرجل من الرجل سوى ما بين سوله الى تحت وكتبه السرة ليست بعورة عندنا و لركبة عورة و عند الشافعي على العكس من عرسه و امتة الحلال الى فرجها و من محرمة الى الراس و الوجه و الصدر و الساق و الحصة ان من من شهوته و الا فلا لا الى الظهور و البطن و القنطرة كذمة غيره فان حكمكم الله الصبر حكم المحرم لصورة و زيتها في قباب المهفوف ما حل نظرًا محل مساو له من ذلك ان اراد شرها و ان خاف شهوته و امتة بلغت لا تعرض في اراد واحد و من الاجنبية الى وجهها و كفيها فقط هذا في ظاهر الرواية و عن ابي حنيفة انه يحل النظر الى قدمها و قدم في كتاب الصلوة ان القدم ليست بعورة قلنا في الصلوة ليس في نظر الاجنبي الى القدم ضرورة خلاف الوجه و الكف و من يره كاح امرأة و شره امتة و رجل يداويها فان هؤلاء يحل لهم النظر مع خوف الشهوة للحاجة فنظر الى موضع مرضها بقدر الضرورة و تنظر المرأة من المرأة كالرجل من الرجل و كذا من الرجل ان اعنت شهوتها و المختص و المجبوب و الممخت في النظر الى الاجنبية كالفعل و يعزل عن امه بلا اذنها و عن عرسه بها يعزل ان يعطى

فلذا ارب الى الاموال اخرج ذكره و لا ينزل في الفرج .

[illegible]

النروح فانہ لا یجب الاستبراء ولا منہ انشوی حکو حد النحر ولا محل وعلیہا فالاستبراء فاذا طلقها النروح قبل الدخول حل علی المشتري وحينئذ لم يوجد حدوث المملک فلا استبراء او ينکحها المشتري قبل القبض ذلک الزوج ثم يعضه فلم يعلقها النروح فان الاستبراء یجب بعد القبض ورجح لا محل الوطی و اذا حل بعد طلاق النروح لم يوجد حدوث المملک۔

ترجمہ:۔۔۔ اور وہ جنس کافی نہیں جس میں وہ اس کا ملک نہ بن جائے اور وہ جنس کو قبض کرنے سے پہلے ہو۔ اور وہ دلائل جو قبض کرنے سے پہلے ہو چکی ہیں اور استبراء اس باندی کی خرید سے کی صورت میں لازم ہے جس کا قبضہ پہلے ہی سے مشتری کی ملک میں تھا اس لیے کہ ملک محل ہوئی۔ اور ہم کی نسبت علت تریب کی طرف کی جاتی ہے اور نہ وہ باندی ضرور ہونے کے بعد وہ جنس کو طے۔ اور اسی طرح منصوبہ اور متاعہ کے واپس کرنے میں۔ اور مردوں کے لئے اس لیے کہ ملک کا یا ہونا وہ جنس کا یا ہونا (اور استبراء ساتھ کرنے کا چلہ جائز ہے) ہمارے حصہ کے نزدیک نہ کہ امام احمد کے نزدیک۔ اور ہم امام ابو حنیفہ کا قول محل میں لے کر لے کر یہاں گویا مشتری کی واپس نہ کرنا مسلم ہو اور امام احمد کا قول محل میں لے کر لے کر یہاں اس کے قریب ہوا ہو۔ اور حلیہ ہے کہ اگر اس کے نکاح میں کوئی مرد عورت نہیں تھی تو وہ باندی کے ساتھ نکاح کر کے پھر اس کو خرید لے اس لیے کہ نکاح سے استبراء لازم نہیں آتا ہے جب مشتری نے وہی نکاح دہریہ کر کے بھی استبراء نہ نہیں آئے گا۔ اور اس کے نکاح میں کوئی مرد تھی تو پھر بانی خریدنے سے پہلے یا مشتری کے قبض کرنے سے پہلے ایسے شخص کے نکاح میں آید ہے جو مستبر اور باثوث دہریہ ہو۔ پھر اس کو اس کا شوہر طلاق دے۔ یہ سب ممکن اگر اس کے نکاح میں پہلے سے عورت سر جو تھی تو پھر حلیہ ہے کہ بانی مشتری کی خریدنے سے پہلے ایک ایسے شخص کے نکاح میں دے۔ جس پر طلاق دے گا تو وہ پھر مشتری اس کو خرید لے۔ پھر اس کا شوہر اس کو طلاق دے۔ اس لیے کہ طلاق یہ ہے کہ مستبر اور لازم نہیں ہے اس لیے۔ اس نے فہر کی مسکوت عورت کو خرید لی اور اس کے ساتھ وہی کرنا جائز نہیں ہے تو استبراء بھی نہیں۔ پس جب زوج نے اس کو دخول کرنے سے پہلے طلاق دے دی تو اس وقت مشتری کے لیے طلاق ہے اور اس وقت ملک کا یا ہونا ثابت نہیں آتا۔ پس استبراء جنس قبض کرنے سے پہلے ہی شخص کے نکاح میں آید ہے۔ پھر وہ قبض کرے۔ اس کے بعد شوہر اس کو طلاق دے۔ اس لیے کہ استبراء قبض کرنے کے بعد واجب ہوتا ہے اور اسی وقت وہی کرنا جائز نہیں ہے۔ اور شوہر کی طلاق دینے کے بعد جب وہی طلاق دے گی تو اس وقت ملک فی نہیں رہتی۔

تقریر: پہلا مسئلہ:۔۔۔ مصنف اس عبادت میں وہ جنس نہیں فرماتے ہیں جو استبراء کے لیے کافی نہیں ہے۔ اور اسی میں کی چھ موردیں ہیں۔

- ۱۔۔۔ زید نے مثلاً عرو سے باندی خرید لی اور یہی باندی اسی حالت میں جنس میں تھی تو یہ جنس استبراء کے لیے کافی نہیں ہے۔
- ۲۔۔۔ زید نے مثلاً عرو سے باندی خرید لی۔ خریدنے کے بعد زید نے بھی تک باندی کو قبض نہیں کیا تھا کہ وہ اس حالت میں حائضہ میں تھی تو یہ جنس جو تکب کے بعد اور غسل کرنے سے پہلے آیا استبراء کے لیے کافی نہیں ہے۔
- ۳۔۔۔ زید نے مثلاً عرو سے کوئی باندی خرید لی اور یہ باندی اسی وقت حائضہ میں تھی۔ اب خریدنے کے بعد قبض کرنے سے پہلے اس نے غسل رکھ دی تو یہ غسل نہ کہنا استبراء کے لیے کافی نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید اور عرو۔۔۔ کرد میان مثلاً کوئی باندی مشترک تھی۔ مگر زید نے عرو کو دیا تھا عرو خرید

ایک توں صورت میں اشیاء نام ہے اس سے کہ جاتی اور مجھے نہر کی خریدنے سے نہ کہ نامہ دہلی تو اس صورت میں اعتبار نام ہے اس لیے کہ اعتبار ملک نام ہونے کے بعد بارہا نسبت کر اس سے چلتے۔

تیسرا مسئلہ مصنف انجی و مسود قلمی پان فٹ چار اینچ میں خوش خط میں اختیار اور خوش خطی جو بندھو لکھیں۔

۱۔ زید کی یہ تہ کی بھانجی۔ بھائی کے بعد زید نے تلاش کر کے اس کو پا لیا تو جس صورت میں اسے سمجھا، اس کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ زوجہ نے مشترکہ طور پر ایک - نہ تو ایک مہینے کے لیے تحریر پر مبنی - دو ایک مہینے تحریر کرنے کے بعد عہدہ کرنے کے لیے اپنی ہاؤس کے لیے ایک کاز صورت نامہ میں اسٹیٹمنٹ دلاؤم نہیں ہے۔

(۲) زید نے مغلوں کو روک دیا، ہندو عقیدہ حسن کی تہمت دے کر اسے ہندو دیوتا کے جہ سے پھانسی دیا، اور اس نے قتل عام سے روک دیا۔

(۱۰۰)

مذہبہ ہاں مصر دونوں میں اسی وجہ سے استیفاء کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ استیفاء حربہ لازم و ثابت ہے جب ملک قبیح ہو جائے اور مذہبہ چاہے دونوں میں ملک کی زمینوں کو الگ الگ دے دیں۔

پوچھا مسئلہ: استیصال و مآظ کرنے کے لیے دینا جائز ہے انہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسف: جب دھرم کا ذکر ملے تو اس کے ساتھ جیسا کہ چاہو، لانا ہے، نہ کہ اس نے اسے اختیار کیا ہے یا نہ ہے۔

۱۱) معجزہ رحمت اللہ: کہتے ہیں کہ میرا بیٹا چار سال کا ہے۔

تو اس فیصلہ کی وجہ سے اسی طرح میں طلوع ہو گا پھر عام یو ایسٹ کا قول تھا ہے۔ اور اگر اسی میں میں طلوع نے ہندو کے ساتھ وہی کی ہو گا پھر عام یو ایسٹ کا قول تھا ہے۔

المعاني

فقوی ہادی تفصیل کے مطابق دیا جائے گا۔ اس سے مزید لاہور، ۲۰۱۷ء

پانچواں مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اعتباراً برحقہ کرنے کے لیے مزید لکھنا ہوگا؟ اس کی وجہ اور تفسیر ہے۔

(الف) مشترک کے نام میں جو بطورت ہوئی... یہ صدمے میں تپیل کی صورت اور ظہر ہوئی۔

۲) دیکھ بیٹے سے پہلے باغی کی کیسیے تھیں کے تان میں رہے جو اس کا سب سے کامیاب ہو کر یہ شخص کل اپنی منگولہ کو طلاق دے گا۔ اس کے بعد تھی اس کو خیر ہے اس کے بعد باغی کا شوہر ہم ندری ہو گا وہ یہ ہے۔

(۱) مشرقی غریب نے جسے جو فتنہ کرنے سے پہلے ہماری وائیک ایسٹس کے خلاف تیار کیا۔ جو اس کا اعتماد کہ یہ فتنہ کبھی
 میرے خلاف نہیں اٹھ سکتا۔ اس لیے یہ کام کرنے کے بعد مشرقی وائیک کو فتنے کرنے۔ پھر ہندی کا مشورہ ہندی کو طلاق دے کر۔

കുടുംബം

لیکن اسی دوسرے صورتوں میں اختصار، ملازمہ نہیں ہوتی جیسے کہ یہ دوسرے صورتوں میں ملک کے لئے ہونے کے دوران مشترک کے لئے ہے۔

اس کی شرم کا وہ طاقی نہیں کر لے کہ کسی دیکھا ہو کہ وہ ہے خواہ مستحرام بھی لازم نہیں۔ اور طاقی دینے کے بعد بھی اختیار لازم نہیں اس سے کہ یہ طاقی و تحمل سے پہلے ہے اور اس میں عدت اور اختیار بھی واجب نہیں، دیکھا ہو کہ اس وقت تک طاقی ہو جائے یا نہ ہو۔

(ب)۔ مشغولی کے نکاح میں: عدوت نہیں ہوئی۔ اس صورت میں مشغولی کو یہ چاہیے کہ سب سے پہلے اس بے عدی (جو وغیرہ) پا جائے (اسے نکاح کرے) اس کے بعد اس کو خیر لے۔ خریدنے سے اس کی طاقی ختم ہوگا۔ اور اس وقت اختیار لازم نہیں ہوگا اس سے کہ طاقی مشغول کے خریدنے سے اختیار وہ جب نہیں ہوتا ہے۔

جس کے پاس دو ایسی باتدیاں ہو جو ایک شخص کے نکاح میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں اور اس نے دونوں سے شہوت سے بوسہ وغیرہ لیا تو اس پر دونوں کے ساتھ وطی اور رواجی وطی حرام ہے یہاں تک کہ ایک کا کوئی اور ما لک نہ رہے

ومن فعل يشهوة احدی شواعی الوطی بامیہ لا یتجمعان لکن احرام علیہ منوط علی حنی بحدیم علیہ احدھما شواعی الوطی ہی القلبۃ و المسس بشهوة و النظر علی فرجھا شهوة فان لدواعی الوطی حکم الوطی و تحریم احدھما بکون یارۃ المالك کما فی ۱۲۷۱ و بعضا و یتکاحھا۔

ترجمہ۔ اور اس نے ایسے دو باندیوں کے ساتھ وطی کے لوازم میں سے ایک کیا تو ایک نہ سے کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اور اسی شخص پر دفعہ اول میں سے ہر کوئی کے ساتھ رواجی کیا ہو۔ وہی کہ ۱۲۷۱ م نہ یہاں تک کہ ان میں سے ایک اس پر حرام نہ جائے (اگر کسی اور باندی سے سرکار یا سرانہ شہوت کے ساتھ چودہ بار اس کے فرج کو شہوت کے ساتھ کیا ہے اس سے وہی کا رواجی کے ساتھ حرام ہے۔ اور ان میں سے ایک کا حرام نہ ہونے تک کے بغیر دیگر کے رواجی نہ ہونے سے نہ اسے نکاح دینے سے۔

فقرآن: صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ باندیوں میں جو ایک میں نکاح نہیں ہو سکتی ہیں۔ اور نہ ہونے ان دونوں کے ساتھ وہی کی رواجی کی۔ بجز نہ کے لیے آئندہ ان باندیوں میں سے کسی کے ساتھ وہی کی رواجی کرنا اس وقت تک ہائز نہیں ہے جب تک وہ ان میں سے ایک کو اپنی ملک سے نکال دے (اس لیے کہ وہی کی رواجی وہی کے حق میں ہے تو جس طرف وہ بیٹوں کے ساتھ وہی کرنا حرام ہے اسی طرح رواجی بھی حرام ہے) اس طرح کہ ان میں سے ایک کسی نہ یہ کہ ہے اس کو نکاح دے یا ان میں سے کسی ایک کو کسی کے نکاح میں نہ دے (ان میں سے ایک کو نکاح نہ کرے اب دوسری سے وہی نہ کرے۔ عدت ہوئی اس لیے کہ جب ایک حرام ہوئی تو دوسرے سے وہی نہ کرنے کی وجہ سے وہ بیٹوں کو نکاح کرنے والا نہیں ہوگا۔

مرد کے لیے مرد کے منہ، ہاتھ اور کسی چیز کا بوسہ لینا اور معافیت کرنے کا حکم

و مکروہ تغیل امر جیل و امصالہ فی ارار واحد و جاز مع قمیص و مصافحہ مطف علی القمیر فی جاز هذا عند سی حیفة و محمد و قال ابو یوسف لا یاس لہما فی ارار واحد و ام مع القمیص فلا یاس بالاجماع

و الخلاف فی ما یکون للمعجلہ و اما بالشہورہ فلا شک فی الحرمة اجماعاً

ترجمہ : (مکرہ کا جو لینا اور دینے سے منع کرنا صرف ایسا ملکہ میں حرام ہے اور شخص کے ساتھ جائز ہے بمعاصیہ جائز کی مجلس پر منع ہے یہ امام فقہ اہل امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس میں فرق نہیں ہے۔ اور اس میں نہیں ہے ساتھ : اتفاق کون نہیں ہے اور وجہیت کے لیے اس میں خلاف ہے اور خشکت کے ساتھ جو اس کی حرمت میں شک نہیں ہے اسکا۔

تقریح : صورت مسئلہ یہ ہے کہ سرورہ کے ساتھ معاقدہ کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اس میں تفصیل ہے اس طرح کہ اگر یہ معاقدہ کرنا شہوت کے طور پر ہو تو یہ بالائین حرام ہے ، اور اگر یہ معاقدہ : شہوت کے طور پر ہو تو مجریہ و معاملات سے خالی نہیں ہوگا یا مطلوب اور فیض دلوں میں اور اگر صرف شو میں ہو تو اس میں عوق یا شوق جائز ہے۔ اور اگر صرف شو اور میں ہو تو اس میں اختلاف ہے۔

طرفین درجہ بالا فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا حرام ہے اس لیے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل ہوئی ہے

”قال: قلنا لرسول اللہ ﷺ ابعاض بعض البعض لال لا۔ فبنا ابصاف بعض البعض قال نعم۔ زاد احدہما بر من

(۱۶۸۰)

ترجمہ : ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ معاقدہ کر سکتے ہو یا نہیں فرماتے کہ نہیں۔ مگر میں نے پوچھا ہم میں سے بھی بعض کے ساتھ معاقدہ کر سکتے ہو آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں ہاں۔ (مصحح النہر ۲۰۰۱:۱۲)

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معاقدہ فرمایا جبکہ وہ مجھ سے تشریف لائے تھے اور ان دنوں انھوں نے درمیان بوسہ کیا تو اس حدیث سے انھوں نے کفار و کفریت ہوا۔

طرفین درجہ بالا کی طرف سے جواب یہ حدیث قریمہ سے پیچھے ہے اور اب یہی نعم منسوخ ہو چکا ہے۔

قول فیصل : اصل میں یہ ہے کہ اگر صرف لازمی شہوت کا خوف ہو تو مجریہ معاقدہ کرنا حرام ہے اور اگر شہوت کا خوف ہو تو مجریہ جائز ہے۔ والاصل فیہ هو النہی فی من خلاف علی بعضہ الشہورۃ والاذن فی من بعد قلبہ مطمئن (مخطہ مسندہ ج ۱۰)

پانچ شہری بیع مکروہ ہے ، گویا اور لید کا حکم

و مکروہ بیع العترة خالصة و صح فی الصحيح محلولة کبيع السرق و الاستماع بمحلو ضئلا لا بمعاصیہا فان بیع السرق غیر جائز عندنا و عند الشافعی لا یجوز و جاز اخذ دین علی کافر من ثمن خمرہ باعہ بخلاف المسلمانی بخلاف دین علی المسلم لانه لا یؤخذ من ثمن خمرہ باعہ المسلم لان بیعہ باطل فالثمن الذی اخذہ حرم۔

ترجمہ : (درعاض یا لے یا بیچن مکروہ ہے۔ درکلہ کی بیع صحیح ہے جسے مکروہ کی اور صحیح لینا ملکہ سے نہ کرنا خاص ہے) اس ہے کہ سرقین کی بیع دوسرے مرد و عورت کو نہ ہے بخلاف امام شافعی کے (درکاف سے اپنا دار و دیار تم سے نہ ہو جس سے تم سے شراب بچا : و بخلاف مسلمان کے) یعنی بخلاف اس دین کے جو مسلمان پر اس لیے کہ مسلمان نے تم سے بیع مسلمان نے ہی سے شراب بچا جو اس کی پانچ شہریوں کے لیے کہ یہ بیع مکروہ ہے اور تم جس نے لی ہے حرام ہے۔

تحریر: پہا سنیہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غاس پانکھانے کی بیج مکروہ ہے بلکہ علامہ قسطلانیؒ نے اس کو باطل قرار دے دیا ہے اور اگر اس میں شیعی وغیرہ ملائی گئی ہو تو پھر اس کی بیج جائز ہے جیسے گوشت البیدہ اور مٹی کی بیج اس لیے کہ یہ کھیت میں نکادوا لے کا کام آتی ہے بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ اس کو باطل نہیں سمجھتے۔

﴿فائدہ﴾

غاس پانکھانے سے فائدہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ میں اختلاف کرتے ہوں۔

وطنی و خلاصہ یعنی رحمہ اللہ دونوں کے نزدیک قول بیج کے مطابق نسخ لیا جائز ہے۔ (مستدرک حسینی ۲/۱۱۱) اور صاحب درالمنہی کی ہر اس قول سے یہ ہے کہ اس کی بیج جائز بھی ہے۔ (مستدرک طبرسی ۲/۲۵۱)

دوسرا مسئلہ اس مسئلہ کی دوسری قسمیں ہیں۔

(۱) کسی مسلمان نے معلوم نہ کیے لیے کسی کافر کو کچھ پیے دے۔ مدت گزرنے کے بعد کافر سے مسلمان نے اپنے پیسوں کی غائب کی۔ اب کافر کے پاس شراب کے علاوہ کچھ نہیں تھا تو کافر نے اسی شراب کو بیچ کر اس کا بیس مسلمان دے دیا۔ اب اس رقم کا لینا مسلمان کے لیے جائز ہے۔

(۲) اگر وہ بیس مسلمان اور ان کافر کو پھر مسلمان نے شراب بیچ کر کافر کو پیچھے دیا تو مسلمان کے لیے ایسے پیسے (یا جائز نہیں ہے۔

ان دونوں مسئلوں کے درمیان فرق کی وجہ:

دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں بیج بیچتے ہی اس لیے نہ کافر کے حق میں شراب مانی مقوم ہے اسی وجہ سے بیج شرع کا مالک ہوا اسی لیے رائے یہ نہیں ملے سکتا ہے۔ مگر دوسری صورت میں بیج باطل ہے اس لیے کہ شراب مسلمان کے حق میں مانی مقوم نہیں ہے تو شرع مشتری کی ملک پر پڑتی رہا اس لیے اس مالک سے نہیں لے سکتا۔

مصاحف کو مزین کرنے کا حکم۔ اہل ذمہ کے لیے مسجد میں داخل ہونے کا حکم۔۔۔ احوال فقہاء

و تحلیۃ المصحف بالرفع عطف علی أخذ دیو دعوی الدعی المجلد لنا عندنا و عند مالک و المتأھی
بکرمہ لقولہ تعالیٰ انما المشرب کون نجس فلا یقریوا المسجد الحرام قلنا لا یزال نہیں الکفار عن هذا لان
قوله انما المشرب کون نجس لا یوجب الحرفہ بعد عامہم فلا یل المراد بشرة المسلمین بان الکفار لا
یسکون من الذخول بعد عامہم هذا۔

۱

ترجمہ: (اور قرآن کی آرائش کرنا جائز ہے) التحلیۃ المصحف مرفوع اور "أخذ دین پر عطف ہے (اور ذی کا مسجد میں داخل ہونا) یہ عامہ نزدیک ہے اور امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا واضح ہونا مکروہ ہے اور عمل شانہ کے اس ارشاد کی وجہ سے تحقیق سے شرکین نہیں ہے بلکہ اس سال کے بعد یہ مسجد حرام میں داخل نہیں ہوں۔ اور ہم پر فرماتے ہیں کہ اللہ علی شانہ کی آیت سے کفار کی لمی

مفسر نہیں ہے اللہ جل شانہ کا یہی قول اس سال کے بعد زمت کا موجب نہیں ہے۔ بلکہ اس آیت سے مسلمانوں کو اس بات کی بشارت ملتی ہے کہ اب اس سال کے بعد اس مسجد میں داخل ہونے پر یوں کوئی قہر نہیں ہوں گے۔

حرف: صورت مسئلہ یہ ہے کہ قبل از مسجد میں داخل ہونا حرام ہے انھیں سال میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ہے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے: "کہ بقیہ تعقیب نبی ﷺ کے پاس اور رمضان میں آیا آپ ﷺ نے اس کو مسجد میں نہیں فرمایا اور ان کے لیے مسجد کے پچھلے حصے میں قریب لگایا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض فرمایا: "یا رسول اللہ ﷺ یہ تو مشرکین ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بیس علی الارض من نحاسہم شنی و انما جفانہم علی الفصہم" (صحیح ابن ماجہ ۱۰۰۲۱)

امام مالک و شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ان کا داخل ہونا مکرمہ ہے اس لیے کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: "انما المشركون نجس فلا یقرءوا المسجد الحرام" (آلہ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب اس آیت سے اللہ جل شانہ کا مقصد اس کا داخل ہونے کی کراہت تھا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود مسلمانوں کو اس بات کی بشارت دینی ہے کہ یہ عمارت جو بہت مقدس رکھتے ہیں مکہ میجر حرام پچھلے حصے سے قطعاً داخل نہیں ہائے گئے۔

﴿فائدہ﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشرکین کا مسجد حرام اور اس کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مسجد حرام اور اس کے علاوہ مسجد میں مشرکین کا داخل ہونا مکرمہ ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مسجد حرام میں ان کا داخل ہونا مکرمہ ہے اور اس کے علاوہ میں ان کا داخل ہونا مکرمہ نہیں ہے۔

چانورخصی کرنے اور گدھے کو گھوڑی پر چڑھانے کا حکم

وعیادہ و حصاء الہائم و انواء الحسیر علی الخیل و العقیقہ و رزق الفاضی ای من بیت المال فان القضاء و ان کان عبادة و لا اجر علی العیادہ فہنا یجوز لان فی المیع الامتناع عن القصا و سفر الامۃ و ام الولد بلا محرم فان مس اعتضانہما فی الار کاب کمس اعضاء المتحارم و شرآء مالا ید للطفل منہ و یومہ لاخ و عم و ام و ملتقط ہو فی حجرہم و اجازتہ لامۃ قحططان الام تملک التلاخ منافیۃ بالاستخدام و لا کذلک شہرہا و بیع العصیر مع یتخذ عمر فان المعصیۃ لا تقرم بعین العصیر بخلاف بیع السلاح ممن یعلم انہ من اہل الفتنۃ فان المعصیۃ لغویۃ بعینہ و حمل خمر ذمی ماجرۃ هذا عند ابی حنیفۃ و عندہما لا یجوز و لا یحل نہ الاخر و اجازۃ بیت المال و لا یتخذ بین نار او کسبۃ او سبۃ او بیع فیہ الخمر هذا عند ابی حنیفۃ اسی حیثۃ لتخلیل فعل الفاعل المتحار و فلا لا یجوز و انما قال بالسود لانہ لا یجوز فی الامصار فتعلو فی سوادنا لا یمکنون منہا فی الاصحافان ما قال ابو حنیفۃ یختص بسواد الکوفۃ فان اکثر اہلہا ذمی فاما فی سوادنا فاعلام الاسلام فیہ ظاہرۃ۔

[illegible]

تشریح پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بیورو اور نقضاری کی بنیاد پر کسی گروہ یا جماعت کے لیے کہ چھوٹی کی ایک قسم ہے۔ اور اسلام ایک ایسا دین ہے جو چھوٹی کی بنیاد پر نہیں روکتا ہے۔ اور اسی طرح نئی ٹیکنیک سے اپنے بیورو پر کسی کی بنیاد ہے۔ (رد المحتار ۱/۲۳۹)

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ جو بچاؤ کی فضا کرنا اور گھوڑوں کی گھوڑوں کے چھانا یا نہ ہے اس لیے کہ فضا کرنے میں چھوڑیں اور توکل دونوں کا فائدہ ہے اس طرح کہ جانور فضا کرنے سے سوز اور تازہ دہن جاتا ہے اور انسان اس کی شرم سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اسی طرح گھوڑوں کا چھانا گھوڑوں پر یہ اس لیے جائز ہے کہ نبی ﷺ نے تجزیہ سواہرے ہیں۔ جس آئینہ پر حرام ہونا تو نبی ﷺ اس پر حاکمیت نہ کرتا۔ (مسند امام احمد ۲/۲۰۲)

(۱) نقلی دلیل: نبی ﷺ نے عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہہ کر طرف الحج کر دیا کہ اپنے گھٹے مقرر فرما۔

(۲) عقلی دلائل: اگر کاغذ میں کے لیے خواہ مخواہ غلط فہم کی جائے تو شریعت غراء کا یہ شعبہ (قضاء) معطل رہ جائے گا اس لیے خواہ کے بغیر اس کے کرنے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں ہوگا۔

مجموعہ قصائد مسطورہ یہ ہے کہ پڑھا اور سیکھنے کے لیے والد اور بھائی طور پر چھوڑ دیے گئے ہیں۔ یہ جاننا نہیں ہے کہ وہ بچہ کیسے ملے گا۔ اور اس کے لیے کچھ جاننا چاہیے کہ اس کی ضرورت پڑے تو اس لیے کہ اس کی وجہ سے حاصل ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے محبت کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو دے اور وہ اس کے لیے والد اور اس کے لیے خیر امید نہیں ہے۔

الطش فكيف تغيرهما. جعل القل في عنى عاءه وبع ارض بكه و اجارتها هذا عند امي حشفة لان مكة حرم و عندهما يجوز لان : فيها مملوكة

[illegible]

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ سے ہے کہ کہ منظر کے گھر والوں کی خدمت پہنچا دیا جانا ہے۔ اور اس کی زمینی چٹان اور اس کا بار نہ کرنا چاہئے۔ یہاں گھر والوں میں اختلاف ہے۔

عام ابو حنیفہ دس ائمہ کے ہیں کہ یہ باوجود تھے۔ یہ ہیں۔ آپ کو کم عظیم کہ زمین مکمل طور پر حرم ہے۔ اور اس کا ثبوت حدیث سے مہیا ہوتا ہے نہ جرات و تقویٰ یعنی کسے حق میں بھی ظاہر ہوگی۔ اور اس کا ثبوت وہ پر دیا اس حدیث کی وجہ سے کہ وہ ہے "جس نے حکم کی زمین کو کھرا بے پر دیا اور نہ۔ نہ سو کھایا۔ (صحیح ابی داؤد)

صاحبزادہ جبرائیل فرماتے ہیں کہ میرا کرنا بیکار ہے اس لیے کہ مکہ معظمہ کی نہ سن لوگوں کی غفلت ہوئی ہے اور ایک دوسرے کی غفلت سے غفل ہوئے ان کے قابل ہے پناہ دینا کہ مکانات، دھانس کی دکانوں کی بیخ کنی ہوئی ہے، غفلت کیوں سن نامعلوم پر لکھنؤ، معترف اور مشہور ہے مفتی یہ قول، صاحبزادہ جبرائیل کا قول غلطی ہے۔

وفي شرح الكبر الطائبي (١٤٠٢) في (مجمع البحر) (١٤٠٢) (١٤٠٢)

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اپنے ظاہر کے لوگوں کی طلاق اٹھا کر، ہے اس لیے کہ یہ کہلا میں خلاصہ کو دیکھ کر
اپنے کلاہک مرید پر حق تھا اور یہ انجمن کی کمر ہے، ہونا پر حرام ہے جیسے اُس سے مذہب دینا قرار ہے۔

(فائزہ)

صحابہ النبیہؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں ایک طریقہ دہلے جس کوئی حرج نہیں ہے اسی لیے کوئی نکل غدسوں کا بھی نکلا بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ (صحیح لایہ ۱۶۰)

جیسے اس مسئلہ سے بچنے کے غلط ذرائع کو تو یہ ثابت کرنے کی بجائے ایسا نہ کر کے اپنی عقلی برتری کا مظاہرہ کسی کو دے۔ جو پیش کرے یا دعوت کرے تو

اس کا قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں افساق ہے۔

قیاس: قیاس کی زد سے یہ جو شخص ہے اس لیے کہ تمام عدم ملک کی وجہ سے اس کی کے ساتھ تمام کرنے کا اہل نہیں ہے۔ اس پر مشتمل ہے۔

استحسان: استحسان کی رو سے یہ جہت ہے اس لیے کہ مردار کو نہیں لی جاتا ہے۔ مسلمانین حضرت سلطان مغاری کا یہ قول افسوس کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ حضرت برہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ: وہ مذہب تھی۔

چوتھو مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کیا ملائیں گے پاس پانچ روپے ہیں اب وہ لڑتے ہیں کہ وہ کون سی اس کو قرض نہ دے تو یہ سمجھتے تھے کہ قرض آج دیا جائے گا، یہ سب اس لئے کہ وہ ان کے پاس سے روٹا کر لیتے ہیں کہ ان کو قرض دے دیا اور ان کے پاس کو قرض دے دیا اس سے تھوڑا تھوڑا سامان ان کے پاس چاہیے تو ایسا معاملہ کرنا کرہ ہے اس کے لیے کہ ایک ایسا قرض ہے جس سے اس کو کچھ حاصل ہو رہا ہے (اور وہ یہ کہ وہ تھوڑا تھوڑا سامان لینے سے کہ اور یہ کہ ان کے پاس سے)۔

پانچواں مسئلہ صورتِ مسئلہ پر ہے کہ شعرِ غزل، اور دیگر کھیلنے والے نثری فنون کیسے؟ اس میں اختلاف ہے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سر کو مکین یا ناز نہیں ہے اس لیے کہ چاک ایک ایسا کھیل ہے جو ہونہ بل شان کے ذکر سے روکا ہے اور جہانوں سے نکلتا ہے جو ہر جہاں سے اس کے بعد نہ ملے گا۔ یہ ہے کہ جس کام میں تم کو کھانا بل شان کے ذکر سے روکا ہے اور اس سے غافل نہ رہو۔

اہم شاہکی حوالہ فرماتے ہیں کہ اس کا تکیلا جائز ہے اس لیے کہ اس نے زمین کی عدت نہ تھی اور آجانی ہے۔ اور اس سے انہماکی تھی آجانی ہے۔

فَقَامُوا

یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہی نظریات کا تعین اس طریق ہو کہ وہ نماز اور جماعت سے نہیں روکتا ہوں اور ان کے کرنے میں جائز اور مستحب سے قطعاً حوا نہ ہو اور ان میں سے ایک بھی ہو تو ملاقاتی ہر امر سے

۲۔ شطرنج ٹیموں کے کمرہ کے ساتھ ٹیک ایپ کھیل ہے جو ہندوستان اور غیرہ میں مشہور ہے اور یہ مسٹرز کاغذ ہے جو اہل میں چترنگ سے معروف ہے۔ اہل میں جو قسم کے بڑوں سے کھیلتے ہیں وہاں غریزی، ٹیکل، اسپی، روٹ اور پیدل کھلاتا ہے۔

نور اور نورِ شیرین نہ ہی سے محراب ہے یہ ایک ایسا کھیل ہے جس کو اردوِ شیریں و یک نے ایجاد کیا اس لیے اس کو اردوِ شیر کہا ہے۔

ترجمہ :- (اور وہ عاقل یہ خط کہتا "گو میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی عزت کے باعث اعتقاد ہے آپ کی عزت سے اور آپ در آپ کے رسول کی فطرت میں ہے کہ اس سے عزت کا غفلت غرض سے وہ ہے۔ اور کسی کے لیے اللہ جل شانہ پر حق نہیں ہے۔ اور امام یوسف کے نزدیک اہل جائزہ اس لیے کہ یہی دعا منقول ہے (اور قرآن مجید کی ہر آیت پر نشان لگا دیا اور ایک اور احباب لگا کر عزت کر کے لیے) اس لیے کہ یہ ان کے لیے تھا ہے۔

تشریح :- پہلا مسئلہ :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ عاقل ایسے الفاظ کہتا جس سے اللہ جل شانہ اور اس کی صفات کا مدح ہو تو ہم ہرگز نہیں کر رہے جس طرح "سنت بیان فرماتے ہیں "معقد العز من عرشک" (ترجمہ :- عزت سے بڑائی کی دانستگی کی وجہ سے اگر اس وجہ سے کہ وہ ہے کہ عزت اور وضع معقد عزت بڑا مدح کا تو ہم اس آجاتا ہے اس لیے کہ عزت قدم نہیں بلکہ مدح ہے تو عزت جو عزت سے متعلق ہے یہ بھی مدح ہے نہ ہی مدح اللہ جل شانہ کی عزت قدر ہے اس لیے کہ اللہ جل شانہ جس طرح قدم بچاں شرح اس کی صفات بھی نہ ہم ہے۔

﴿فائدہ﴾

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہی دعا کا جزاء کا قرآن منقول ہے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے "اللہم اہی اہلک بمعقد العز من عرشک"

امام ابو یوسفؒ کو جواب :- یہ حدیث علامہ حجازی کے نزدیک موضوع ہے۔ اور اسی طرح یہ خبر واحد ہے۔ پس استیاضہ ہمارے ہاں ملتا ہے۔ (معجم الزہری و المسند ۱/۲۴۶)

ذخیرہ اندوزی کے بارے میں فقہاء و مجتہدین کے اقوال

و احتکار قوت البسر و البہائم فی بلد بصر بھلہ التحصیص بالقوت قول ابی حنیفہ و عند ابی یوسف احتکل ما حضر بالامانہ جبہ فہو احتکار و عن محمد لا احتکار فی الشیاب و مدہ الحبس فیل مقصرہ باربعین یوما و قبل دشتہر و ہذا فی حق المعقہ فی الدن لکن بانہ و ان قلت المسد و بحب ان وامرہ القاضی بیع ما فضل عن قوتہ و قوت ہلہ فان لم یفعل عزہ و الصحیح ان القاضی بیع ان امتنع انقلا لا غلۃ ارضہ و محظوبہ من بند آخر ہذا عند ابی حنیفہ و عند ابی یوسف کل ذلک بکرہ و عند محمد کل ما یحب منہ الی المقصر غالباً لیس لی حکم المقصر و لا یسمر حاکم الا اذا تعدی الارباب عن القیمۃ فاحشا فیسمر مشورۃ اہل الراۃ۔

ترجمہ :- (اگر انہ اور پچ پانچ کی تعداد کا ایک یا زائد میں ہیں اس سے کوئی نو تکلیف ہوتی ہے کہ وہ ہے (اور احتکار کا عام کرنا خدا کی کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے ذریعہ ہر وہ چیز جس میں کوئی لوگوں کے لیے ضروری ہو اس کا ذکر ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے ایک احتکار پر دس میں نہیں ہے۔ پھر یہ کہ کسی کی موت کے بارے میں کیا کیا ہے کہ یہ چاہیں ان کے ساتھ ضرر ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ یہ ایک مینے سے اور یہ حد یا کے حکام کے غبار سے ہے کہ آخرت کے اعتبار سے (یادگار دہر کا اگرچہ تھوڑی مدت کے لیے ہو۔ اور

شہر سے نکلے گا کہ اپنے شہر میں لے آیا۔ اور اس سے اس کی توجہ و اندوہ نہ کی گئی۔ تو یہ مجرب و ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا منقطع مکروہ ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بدشہر جہاں سے وہ نامہ وارد نکلا لائے گا تو وہاں سے مراد نکال کرنا بھی مکروہ ہے۔



﴿..... کتاب احیاء الموات﴾

یہ کتاب احیاء الموات کے بیان میں ہے

احیاء الموات کے معنی لغوی اور اصطلاحی .. فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال

ہی ارضی بلا نفع لا یقتطع مالہا و علیہا علیہا و نحوہا کما اذا مرّت ارضاً من سجنۃ عادیۃ او مملوکہ فی الاسلام .. خلا لا للمحمدؐ

ترجمہ: موات وہ زمین ہے جس سے نفع نہیں نکالایا جاسکتا۔ بلکہ پانی قطع ہونے یا پانی کے غلبہ ہونے یا ان دونوں کی غلبہ کی وجہ سے جیسے زمین بہت لمبا یا بڑا ہو گئی ہو۔

تقریر .. معنی لغوی

- ۱۔ احیاء وقت میں کسی چیز کو زندہ کرنے کو کہتے ہیں اور یہ اصطلاحی فرماتے ہیں کہ احیاء سے یہاں مراد یہ ہے کہ ایسے اسباب اختیار کر کے جن سے زمین میں موات ہونے کی قوت آجائے۔ (رد المحتار: ۱۰۷۵) موات غیر ذی روح کو کہتے ہیں۔ (مجموعہ ۱: ۸۶)
- ۲۔ معنی اصطلاحی: فقہاء رحمہم اللہ کے اصطلاح میں اس کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱)۔ کامل نفع نہ رہی ہو (پانی قطع ہونے یا پانی کے غلبہ ہونے یا اس کے ماحول کی وجہ سے) (۲)۔ پہلے زمانے سے کسی کی ملک میں نہ ہو (اسلام میں کسی کی ملک ہو کر اس کا مالک نہیں رہا ہو)۔ (۳)۔ پہلے سے اپنی اور دوسرے کو کوئی شخص آبادی کی انتہاء سے چمکے قرآن زمین تک (موت نہ پہنچے) اور اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو تب یہ زمین خیمہ کے نزدیک موات نہیں کہلاتی۔

﴿خلاصہ﴾

- (۱)۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بلا اثر ملک کے ساتھ ساتھ ایک اور شرط یہ بھی ہے کہ وہ کسی سلطان یا کسی کی ملک نہ ہو (اگر اس میں سے کسی کی ملک ہو تو یہ موات نہیں ہے بلکہ اس کے نزدیک وہ زمین جو ملک ہو کر اس کا مالک معلوم نہ ہو تو یہی زمین حرمت المسلمین (دین اسلام) کے لیے ہوگی۔ اور اگر کسی نے اس زمین میں کاشت کی اور اس کے بعد اس زمین کا کوئی اور پیدا ہوا اور اس نے کاشت کے مقصد میں اپنی ملک کو اس سے حرمت کی تو یہ زمین اس کو واپس دی جائے گی۔ اور اگر کاشت کاری سے زمین کو نقصان پہنچا ہو تو وہ مکمل سے لیا جائے گا۔

(۲)۔ موات زمین کے لیے آبادی سے دور ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موات زمین کا اور دوسرا آبادی سے دور ہونے یا قریب ہونے پر نہیں ہے بلکہ نفع لینے پر ہے۔ جس کا

"من غمر از حیاتیس لاحد فهو الحق" (ترجمہ: جس نے ایک زمین جو کسی کی ملک میں نہیں تھی آباد کی تو وہ اس کا حقدار ہے) اور اس حدیث میں مقدار ہوا امام کی اہانت سے فقہاء میں ہے لکن سائل آیا ہے تو اس سے یہ "علوم ہوتا ہے کہ تمام کی اجازت شرط نہیں۔" (تکملة ص ۱۰۰)

مفتی بہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی یہ ہے۔

والاولیٰ مختار فان قضی حان فقدمہ (الامام مفتی دہلوی ۲۲۲، دارالافتاء دارالاحیاء، ج ۱، ص ۱۰۰)

اگر کسی زمین سے پانی بہت گیا اور اس کے آنے کا امکان ہو تو
اس زمین کا آباد کرنا جائز نہیں ہے

و لم یجوز احیاء ما عطل عہ الماء و جاز عودہ فن لم یجوزہ جازای ان لم یجوز عود الماء جاز احیاءہ

ترجمہ: اس زمین کا آباد کرنا جائز نہیں ہے جس سے پانی بہت گیا اور دائیں آنے کا امکان ہو۔ اور اگر پانی بہت گیا اور اس کا دائیں آنے کا امکان نہ ہو تو جب اس کا آباد کرنا درست ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک کھیتی بھاری جگہ چھوڑ دینا ہے اب اس زمین کی آباد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) وہ بارہوئی آنے کا امکان ہو تو ایسی صورت میں اس زمین کا آباد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ زمین مردہ نہیں ہے۔

(۲) وہ بارہوئی آنے کا امکان نہ ہو تو پھر اس کا آباد کرنا موات ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

اگر کسی شخص نے احیاء کی خاطر غیر آباد زمین کی حد بندی کی پس اگر دو تین سال
میں آباد نہ کرے تو اراکم کی اور کو حوالہ کرے

و من حصر ارضاً و لم یغفرها فلت حلیج ذقہا الاما فی غیرہ التخبیر فی الاصل وضع الاحیاء لعلہ الناس انہ احذہا تم سمي الاعلام النبی لا یكون و وضع الاحیاء و قبل الشغافہ من العجر یسکون فان کویہا و سفاھا فهو احیاء عند محمد و حمدہ اللہ و ان فعل احدھا فهو تحجیر

ترجمہ: جس شخص نے اپنے کسی عرصے کے لیے غیر آباد زمین میں حد بندی کی اور جسے سال تک اس کو آباد نہیں کیا تو اراکم وہ زمین دوسرے کے حوالہ کرے گا۔ تحجیر سے اس میں بھرنے کے لیے یہاں لے کر لوگوں کو مسموم ہونا ہے کہ یہ زمین کسی کے لیے ہے۔ اس کے بعد دو حالات جو پھر دیکھنے سے نہیں ہوتی ہیں تحجیر سے کیا گیا اور کیا ہے کہ تحجیر ختم ہے پھر ہے۔ پھر اگر کسی نے اس غیر آباد زمین میں پانی پانی یا اس کو سیراب کیا تو یہ قمار کرنا ہے نام نہاد مردانہ کئے ہوئے کہ اس امر پر ان میں سے ایک کو یہ تحجیر ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ کہ اگر کسی شخص نے غیر آباد زمین کے اوپر دو اشان اور علامت لگائے تو یہ زمین کتنے سال تک کسی کی

لکے میں ہو گیا۔ اعتبار یہ کہ اگر کسی شخص نے اس کو تین سال تک ہوا تو یہی زمین اس کی ملک میں رہے گی ورنہ نہیں کیونکہ عادت و رکنانہ سے کان زمین کو آیا کرتا نہیں کہ وہ اپنی نشانہ کیلئے سے مالک اس چائے کو کوئی ایسا زمین کو زراعت کے قابل بنائے ہے۔ اور نشانہ سے زمین قابل نہیں بنے گا۔ (صحیح لایہ ۱۰۲۰۱)

بہار فقہاء

نحیر شقی حقیقہ نحیر از باب تعلیل سے ہے۔ اور نحیر کے معنی ہشتون میں داخل ہیں۔

(۱) نحیر صحیح (بجز کٹا کر سے شقیقہ ہے۔ اور یہ صورت میں مر حیر اور حقیقہ یعنی یہ ہو گا وہ شخص جس نے زمین کے ارد گرد بطور علامت اس سے بھر کے کر دو کوں کو طہرہ دیا جائے کہ زمین کی پوری یہ بھر دینی کرے والا اس زمین کو آباد کرنے کا قصد کرتا ہے۔

(۲) خیر (میع کرنا) سے شقیقہ ہے۔ اس صورت میں بھر کر کے اس شخص نے فعل یہ نحیر اس لیے کہا ہے کہ اس نے زمین کو آباد کرنے کے لیے اس کے گرد بطور علامت بھر کے کر دو کرنا ہے۔

قول اس پہ لایہ ۱۰۲۰۱ صحیح لایہ ۱۰۲۰۱، نکاحہ ۱۰۲۰۱

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آباد کرنے کے لیے ہر شے قابل ہے۔

(۱) زمین میں ملے گا (۲) اس کو روک کر دے۔

مگر اگر یہ دونوں موجود ہو جائے تو یہ بہتر ہے اور ایک کے موجود ہونے کی صورت میں بھر ہے نہ کہ آباد کرنا۔

اگر کسی نے حاکم کی اجازت کے بغیر آباد زمین میں کوں کھودا تو اس کے لیے

اس کا حرمیم ہے خواہ کوں عطف ہو یا ناضج

ومن حلفوا فی موتہ بالادن للہ حریمھا للعطن وانما صح ربعون ذراعا من کل جانب فی الاصح بصر العطن الجبر التي یباع الابل حونها و بصری و بصر الناحیة حالفی التي یستخرج ما ہا بصر البصر و نحوه و عینھا حریمھا ستون ذراعا و الناحی فی الاصح لانه قد قبل الحویم ربعون ذراعا من کلا الجوانب و ذراع لعمامة سعة فیضات و عند الحساب کذلک لانهم قد روي دربع و عشرون اصعاً کل اصع ست شعیرات مضبوطة بطون بعضها بصری البعض و للعین خمس مائة کذلکای من کل جانب

ترجمہ اگر کسی نے حاکم کی اجازت کے بغیر آباد زمین میں کوں کھودا تو اس کے لیے اس کا حرمیم ہے خواہ کوں عطف ہو یا ناضج تو اس کے ارد گرد وہ کسی کو نہ برف سے اس کا حق نکالے جس پر عطف ہو تو اس کے لیے کہ زمین کو آباد کرنے کے لیے بھرتے ہوں۔ اور جو شخص کوں ہے جس سے پانی چھلنے کے لیے بہت دیر کی شخص سے نکالے وہ نہ بھرے مگر زمین کو آباد کرنا کہ اس کا حرمیم ہو کر ہے۔ مصنف و مصنف نے صحیح کہا ہے کہ بعض اوقات آباد کرنا بہتر ہے چاہے کسی زمین کو آباد کرے۔ اور اگر کسی نے اس کا حرمیم کر لیا ہے

نزدیک کار کے لیے اٹھا جا رہا ہے جو نہر کی سینہ پر پہل کے اور مٹی ڈال کے اور اسی طرح سات کتہ میں۔

تشریح: دوسرے جو دوسرے کی ملک (یعنی اس کے اور ترمذی اور سات کتہ میں ہے) میں واقع ہو اس کے لیے حرم ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ نہر جس کے کنارے دوسرے کی زمین ہو تو جس نہر کے لیے حرم نہیں البتہ اگر نہر کے مالک نے اس بات پر کہ وہ نہر جس کے لیے حرم ہے یعنی کہ یہ نہر کی نہر ہے اور اس کا ملک نہر یا تو حرم اس کے لیے حرم ہوگا۔ صاحبین و جماعہ فرماتے ہیں کہ نہر کے لیے حرم ہے کہ وہ نہر کے لیے نہر کی نہر ہے اور نہر کے لیے نہر کی نہر ہے۔

(الامہ ۱/۱۶۴)

مفتی یہ قول: طریقین درممالک کا قول مفتی ہے۔

لکن المحققین من مہانتنا لظہر ان لہ الحریم بالانفاق بقدر ما یحتاج الیہ لافاد الطین و نحوه و ہو الصحیح کما فی الفہستائی نقلاً عن المتابع (مسئع الامہ ۱/۲۴۲) شرح المسئلۃ حسنہ۔ (مجموعہ ۶۶۳ - ۶۶۴ م خلاصہ)

اگر نہر اور کسی شخص کی زمین کے درمیان پٹری ہو اور دونوں کی علامات سے خالی ہو تو یہ پٹری مالک زمین کے لیے ہوگی

فمستأن بین نہر و جبل و ارض الاخر و لیت مع احد لصاحب الارض ای تم یکن لاجلھما علیہما غرس او طین ملقی فیہی لصاحب الارض عند امی حیضہ و رحمہ اللہ و ان کان لصاحب المشغل هو صاحب الہد و عند امی یوسف و رحمہ اللہ حریمہ مقدار نصف نطن النہر من کل جانب و عند محبتہ و رحمہ اللہ مقادیر نطن النہر من کل جانب

ترجمہ: جو سینہ (پٹری) نہر اور کسی اور شخص کی زمین کے درمیان واقع ہو اور ان میں سے کسی ایک کے لیے علامت (مک) چھوڑ دے یا مٹی ڈالے گی تو نہر زمین کے مالک کے لیے ہے۔ البتہ اگر نہر مالک کے لیے نہر کی نہر ہے اور اگر ان میں سے کسی کی علامت ہو جو نہر صاحب علامت کے لیے ہوگی اور اگر نہر مالک کے لیے نہر کی نہر ہے تو نہر مالک کے لیے ہے۔ اور اگر نہر مالک کے لیے نہر کی نہر ہے تو نہر مالک کے لیے ہے۔

تشریح: نہر کے ساتھ سینہ (پٹری) ہے اور اس پٹری کے متصل کسی اور نہر کی زمین ہے اور یہ پٹری کسی کے قبضہ میں نہیں اور نہ ہی اس پر انکا غلامت ہوگی جو کسی ایک کے مالک ہونے پر ادا کرتی جیسے روحیت یا ذلی ہوگی مگر اس صورت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا مالک صاحب الارض یا صاحب زمین یا جماعہ ہے البتہ اگر اس پٹری پر علامات موجود ہوں جیسے درخت یا مٹی وغیرہ تو اس صورت میں صاحب علامت کے لیے یہ پٹری ہوگی نہ کہ اس کے قبضہ میں ہے۔

اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک پر اس کے حصے کے برابر لازم ہے اور جسے شریک کی زمین سے کھدائی والے گھر جائیں تو یہ شریک باقی شریک کی کھدائی کے خرچے سے بری ہوگا۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ سب شریکوں پر سہ کے شروع سے لے کر آخر تک شریک کی کھدائی کا خرچہ لازم ہے مثلاً ایک شریک چار (۴) بندوں کے درمیان مشترک ہے اور اس کی کھدائی کا خرچہ تقریباً آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپے بنتا ہے اب امام صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے شریک کے حصے کے خرچے میں (جو ہزار ہے) باقی تین شریکوں کی شریک میں اس طرح کے پانچ سو روپے اصل مالک پر اور باقی پندرہ سو روپے تین شریکوں پر ہوگا اور وہ سب شریک کے خرچے میں ایک صاحب حصہ اور باقی دو شریک شریک ہیں اس طرح کہ فی شریک ۶۶۶ روپے ہوں گے اور پھر سب شریک کے حصے میں ایک صاحب حصہ اور ایک چوتھا شریک شریک ہیں (جو فی شریک ایک ہزار دو سو پانچ روپے لازم ہوگا اور چوتھے شریک کے حصہ میں صرف مالک حصہ ہوگا اور باقی شریکوں میں سے کوئی نہ ہوگا۔

نقشہ کے ذریعے ملاحظہ فرمائیے

نقشہ کا شروع		نقشہ کا آخر	
۱۰۰۰ روپے خرچہ ہوگا اور اس کا خرچہ	۱۰۰۰ روپے خرچہ ہوگا اور اس کا خرچہ	۱۰۰۰ روپے خرچہ ہوگا اور اس کا خرچہ	۱۰۰۰ روپے خرچہ ہوگا اور اس کا خرچہ
۱۰ مالک حصہ اور باقی تین شریکوں	۱۰ مالک حصہ اور باقی تین شریکوں	۱۰ مالک حصہ اور باقی تین شریکوں	۱۰ مالک حصہ اور باقی تین شریکوں
ہوں گے	ہوں گے	ہوں گے	ہوں گے

اور صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ہر شریک پر وہ ہزار روپے ہیں۔

مفتی بہ قولی: لا ہر حصہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

وہی بقولہ کما فی النسخۃ (روایت سنن: ۱۲۹)

اگر کسی شخص نے زمین کی باری کا دعویٰ زمین کے بغیر کیا تو یہ دعویٰ صحیح ہے

وصح دعویٰ ان شرب بلا ارض هذا مستحسن لانه قد یسبک بلون الارض زقا وقد یباع الارض (یعنی ان شرب للبلایع)

ترجمہ: اگر زمین کی باری کا دعویٰ کر زمین کے بغیر کیا ہے (یہ مستحسن ہے اس لیے کہ شرب بھی بھلا ہوا ہے اور زمین کے بغیر مملوک ہوتا ہے اور بھی زمین نہیں بھلائی ہے اور شرب بھلائی کی باری کی طرح ہے پاس رہ جاتی ہے۔)

حشر صورت مستحب ہے کہ باری کا دعویٰ زمین کے بغیر کرنا احتیاج صحیح ہے اس لیے کہ باری ایک پسندیدہ اور قابل اختلاف چیز ہے اور یہ ممکن ہے کہ ایک آدمی زمین کے بغیر میراث کے طور پر زمین کا مالک بن گیا ہو یا کسی شخص اوقات زمین فروخت کی بھلائی ہے اور باری اس کے لئے نہیں ہوتی۔

اگر کسی قوم نے مشترک باری میں لڑائی کی تو یہ باری ان کی زمینوں کے مطابق تقسیم ہوگی

فان اختصم قوم فی شرب سہم قسم بقدر اراضیہم و منع الا علی منہم من سکر النہر وان لم یسحب مدونہ الا برہانہم

ترجمہ۔ اگر کسی قوم نے اپنی لڑائی میں ہار کر، یہاں مشترک قی لڑائی کی تو یہ باری شراک کے حصوں کے مطابق شراک کے درمیان تقسیم ہوئی۔ اور شراک میں سے ہر ایک طرف والے کو غیر دوسرے سے منع کیا جائے گا کہ وہ اس کی زمین پر اب نہیں دینی مگر شراک، یہ ضمانتی سے منع نہیں ہے۔

قرع۔ پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک قبیلہ یا ایک قومی کسی نہر میں شریک ہیں اب ان کے درمیان پانی کی باری میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی ہوئی مثلاً ۱۔ میں سے ایک نے کہا کہ میری باری ایک دن ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری باری دو دن ہے اب پانی کی باری زمینوں کے حساب سے ان کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک نہر میں آٹھ ہندے شریک ہیں اور ان میں سے دھڑکیوں کی زینن جو پہلی اور اوپر ہے یہ نہر سے حیراب نہیں ہوتی۔ اور، نلک، کھیر، دنگ، گے، ان کی زمین حیراب ہوگئی۔ انہیں تو اس صورت میں اگر باری شراک دینے کرنے کی اجازت دے تو پھر باز ہے دوسرا جائز نہیں ہے۔

شراک میں سے ہر شریک باقی شراک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے چرندہ وغیرہ لگانے سے منع ہے

وکل مہم من شق نیر ما او نصب رعی او دالیہ او حصر علیہ بلا اذن شریکہ الارعی وضع فی ملککھای
یکون بطن النہر و حافضہ مذکاکہ و تلاحر حق التفسیل لا یضر نہر و لا جائفہ و من توسع فہم النہر و من
انقسمہ بالایام و قد کانت بالکویا الکوی جمع النکوة و ہی روزن الثبت لم اسعورت لنتب النی نصب ہی
انحصب لیجرى النماء فیہ الی المزارع او انجمان و بعد بمنع لان العظیم ہتک علی قدمہ و من مرق
شرع لی الارض بہ اجری یستغل بہ علی انه حق فلتک الارض

ترجمہ۔ (اور اسی طرح شراک میں سے ہر ایک اور شراک کی اجازت کے بغیر نہر کھودنے، بچھانے، اور پڑھانے یا پانی ہانے سے منع ہے) اذتہ نرعی یعنی ہر ایک کے لئے اس طرح کے نیر کا ہونا، اس کے دونوں کنارے اس کی ملک میں ہیں اور اپنی شراک میں اس میں صرف برائے کو حق حاصل ہے (ہر ایک نیر و پانی کو اس)۔ تاہم انہیں پہنچنے سے اور اسی طرح نیر کے منہ پر ڈھانچا کر مانع ہے۔ اور اسی طرح دونوں کے درمیان سے پانی کے بہنے کو روکنا اور اس سے دوسرا دونوں سے دھواؤں کو لکھنے سے منع ہے مثلاً اگر کوئی دھواؤں کو لکھتے ہے اس نے ہند کا ۵۵۰ اور سوار کے لیے مستعمل ہوا جو لکھتی میں جایا جاتا ہے تاکہ اس میں دلی کھنوں یا انہیں کو جانے۔ اور وہ ۱۰۰۰ اور ۲۰۰۰ اور اس وجہ سے منع ہے کہ پانی پر اس کی تمامت پر پھیرا جائے۔ اور اسی طرح دھواؤں کی

زمین سے بنی لے جانے سے منع ہے (جس کے لیے نہر سے شرب کا حصہ ہوں) اپنی اس زمین کو جس کے لیے اس نہر میں حق شرب مقرر نہیں تھا کیے گمراہانہ گمراہانہ جاننا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ زمین کا حق ہے۔

تشریح:... بعض ایسا چیزیں ہیں جو شرکاء میں سے کوئی بھی دوسرے شریک کی اہانت کے بغیر نہیں کر سکتا ہے جیسے

(الف) نہر مشترک سے نہر نکودنا

(ب) اس پر پانی لگانا۔ قبیلہ پانی لگانا چند شرکانہ کے ساتھ جائز ہیں۔

(۱) پانی اپنی ملک میں رکھی ہوئی طرح کے نہر کے پانی کا دھندہ چاہیں اور چنگی لگا کر اس کا اپنا ہوا اور اس کی دونوں جانب اس کا

ملک ہو۔ (۲) اس چنگی لگانے سے نہر کو کوئی نقصان نہ پہنچا ہو اور نہ پانی کو اور یہ اس وجہ سے جو نہر کے پانی ملک میں تصرف کرنا ہے اور ایسا تصرف کرنا ناجائز ہے۔

(ج) چرخ لگانا۔

(د) اس پر پانی لگانا۔

(س) نہر کو منہ چڑا کر۔

(ص) تقسیم پانی کے ذریعے کرنا (یہ صورت میں کہ پہلے سے پانی کی تقسیم ہو رہی ہو) (سورخوں) سے ہوئی ہو۔

شراب میں میراث جاری ہوتا ہے اسی طرح اس سے نفع اٹھانے کی وصیت بھی ہو سکتی ہے

و الشراب يورث ويوصى بالانتفاع ولا يباع ولا يوهب ولا يتصدق به ولا يجعل مهورا او يملن الصلح ولا يضمن من صلاه او ضده فترث او من جلاؤه او غرقه ولا من سقى من شرب غير هو هو قول الامام المعروف بخلافه زائدة وفي الجامع الصغير الفيزري انه يضمن واذا اعلم۔

ترجمہ... شراب مورث ہوتا ہے اور اس سے نفع اٹھانے کے لیے وصیت بھی ہو سکتی ہے اور اس کو نہیں بچا جا سکتا ہے اور نہ ہی اجرت پر دیا جا سکتا اور نہ ہی ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی صلح کے بدلے اور ضمان نہیں دیا جا سکتا۔ گواہ شخص جس نے اپنا حکمت پانی سے میراث لیا ہے اس سے دوسرے کی زمین میں نہر کی یہ نہر جو اس کی زمین خرق ہوئی اور اسی طرح ضمانت نہر گواہ شخص جس نے دوسرے کے شراب سے اپنی حکمت میراث کی (یہ قول امام غزالی و زائد) کا ہے اور جامع المغیر میں طائیفہ اتنی سے ضمانت ہو کے کا قول ذکر ہے۔

تشریح:... پہلا مسئلہ اس مسئلے میں شراب کے کچھ نصاب (مثبت اور منہی) ذکر ہوئے ہیں۔

خاصہ نصاب:

(۱) ... شراب میں میراث جاری ہوتا ہے۔ (۲) ... اس کے میں سے نفع لینے کی وصیت کی جا سکتی ہے (اس طرح کہ مثلاً زید اس

سے دو دن میراث کرے اور باقی میرے اور نام میراث کریں)۔

تھما کھس متغیہ:

- (۱)۔ شرب کو بیجا جانئیں ہے۔ (۲)۔ اس کا پیر کر ا جائز نہیں ہے۔ (۳)۔ اس کو صدقہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (۴)۔ اس کو اجرت پر نہیں دیا جاسکتا۔ (۵)۔ نکاح میں مہر نہیں بن سکتا۔ (۶)۔ ہوا میں نہیں بن سکتا ہے۔
- اور اس مسئلہ: پہلی صورت: ایک شخص نے اپنی زمین کو متناظر پلے سے میرا ب کیا (غیر متناظر پلے سے میرا ب کرنے کی صورت میں ضامن ہو گا)۔ مگر منشی یہ قول ہے: (مجموع الفتاویٰ ۲۳۳/۱، مشک الاطہار ۲/۴۹۷، اور ای وہ۔ ج ۹ ص ۱۶۱) زمین غناک ہو گئی۔ اس نے اپنی زمین کو پانی سے بھر دیا۔ جس میں زمین کا پانی دوسرے شخص کی زمین کی طرف بہہ۔ جس کو زمین غرق ہوئی تو اس شخص پر حاکم نہیں کیونکہ وہ اس میں حق و ذکر نے وہ نہیں۔
- دوسری صورت: ایک شخص نے دوسرے کی بادی میں دی کی اجازت کے بغیر پانی سے پانی کھیت میرا ب کیا اب اس صورت میں میرا ب کرنے والا ضامن ہو گیا نہیں اس میں اختلاف ہے۔
- علامہ خرہ زہد و رحمانہ فرماتے ہیں کہ اس پر حاکم نہیں ہے۔
- علامہ جزولی و رحمانہ فرماتے ہیں کہ اس پر حاکم واجب ہے۔
- منشی یہ قول علامہ خرہ زہد و رحمانہ کا قول منشی ہے۔
- وعليه الفتوى كما هي الخلاصة (ز. و المنشی ۲/۲۳۱)۔ خلاصۃ الفتاویٰ ۲/۲۱۵۔



﴿..... کتاب الاشربة.....﴾

یہ کتاب ہے شرابوں کے بیان میں ہے

اس عبارت میں چند حقیقت ہیں۔

(۱)..... معنی لغوی، اشربة یعنی ہے شراب کا اور شراب ہر اس مائع چیز کو کہتے ہیں جو پی جاتی ہے مثلاً پانی، شراب اور چائے وغیرہ۔

(۲)..... اصطلاحی معنی، شربہ، حرام مشروب ہے جو نشہ آور، مست آور اور بے ہوش کرنے والی ہو۔

(۳)..... وجہ المناسبتہ شرب اور اشربة دونوں لفظ اور معنی کے اشتباہ سے ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں کیونکہ مشربہ شراب کی معنی

ہے۔ اور شراب اور شرب دونوں اصلی معنی اور حرف اصلی میں مشترک ہیں اس وجہ سے شرب کے بعد اشربة آیا۔ (رد المحتار مع تنویر

الرقعہ ۱۰/۳۶)

﴿..... احوال نقباء.....﴾

حرم العصر وهو النبي من ماء العنب غلي و الخلد و قذف بالزبد و ان قلب هذا الاسم يخص بهذا الشراب
باجتماع اهل اللغة و لا نقول ان كل مسكر خمر لا يشقاقه من مخامرة العقل فان اللفظ لا يجري فيها القياس
للاسمي الذي قارورة لقرار الماء فيه و رعاية الوضع الاول ليست لصحة الاطلاق بل لتوجيع الوضع و قد
حفظناه في التفریح و قذف الزبد و هو قول ابي حنيفة و حمله الله و عبدهما اذا نشئ صار مسكرا لا يندثرط
قذف الزبد لم يمنعها حرام و ان قلت و من المفس قال المسكر منها حرام و هذا موقوف بل ان الله تعالى سماها
رجسا و عليه انعقد اجتماع الامة ثم يحكم مستعملها و سقط تقومها لا حاليتها و يحرم الانفعال بها و يحد
شاو بها و ان لم يسكر و لا يؤثر فيها الضمخ و يجوز تعليلها عللا للشافعي هذه عشرة احكام.

ترجمہ:..... (محرر دوم ہے) اور فرما کر کا وہ کیا پانی ہے جب جوش مارے، جگر ہو جائے اور جھاگ مارے اگر چہ کم ہو۔ اور خمر کا لفظ الراجح
کے اتفاق سے اس مشروب کے ساتھ خاص ہے۔ اور ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ برائے اور چیز خمر ہے کہ وہ ہے کہ یہ شش ہے علامۃ الفصل سے
(میں چمکانے والا) کیونکہ لغت میں کسی پہاڑی شمس ہوتا ہے۔ لیکن زن (جدا کا) کو کہہ دو (شیشی) نہیں کہا جاتا ہے اور وضع اول کی
رعایت کر کے مطلق محنت کے لیے نہیں بلکہ مشبہ دل کی ترجیح کے لیے ہے اور اس بات کی تحقیق ہم نے نتیجہ میں کی ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ
اللہ تعالیٰ ان کا قول کرتے ہیں اور صاحبین رحمہما کے نزدیک جب حمر ہو جائے تو مسکر میں جاتی ہے اور جھاگ مارنا شراب کا خاصہ ہے۔ اس شراب
کی ذات حرام ہے۔ بعض لوگوں میں سے روایت ہیں جو کہتے ہیں کہ شراب کی نشا اور مقدار حرام ہے نہ کہ ہر شخص کا قول بدلتا ہے اس لیے کہ
اللہ تعالیٰ میں شانہ ہے اس کو جس کا یہاں ہے۔ اور اس کے مرضی اس نے پر اجازت منقذ ہے۔ جس کا اس اصطلاح سمجھنے والا کہہ کر ہے اور اس کا ماسب
قیمت ہوتا ماننا ہے نہ کہ اس کی مالیت اور اس سے نفع لیتا حرام ہے۔ اور اپنے والے پر حد جاری کی جائے گی اگر مست نہ ہو اور اس کے
پکانے سے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور اس کا سرکہ ہونا جائز ہے بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ کے۔

تشریح: اس عبارت میں دس حقیقات ہیں۔

(۱) شراب کی حقیقت: شراب کی حقیقت کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خمر انگوڑ کا، کچا پانی ہے جب جوش مارے، تیز ہو جائے اور جھاک مارے اس خاص پانی کو خمر کہا جاتا ہے کیونکہ فطرت اس بات پر مشق ہیں کہ خمر انگوڑ کا کچا پانی ہے جب جوش مارے تیز ہو جائے اور جھاک مارے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ برتن اور چیز کو خمر کہتے ہیں جو انکوڑ سے بنے یا سن اور چیز سے۔

(۱) کیونکہ حدیث میں آیا ہے

"مَنْ شَرِبَ خَمْرًا وَ خَمْرًا خَمْرٌ" رواہ البخاری فی کتاب الاشرۃ : ۱۱۰۵۔ رواہ مسلم فی کتاب الاشرۃ :

۱۰۰۲۔ و ابوداؤد فی کتاب الاشرۃ : ۱۰۶۹۔ و ابوالفضل فی کتاب الاشرۃ : ۱۸۶۲۔

(۲) خمر کا مراد عقل سے ماخوذ ہے یعنی عقل کا مستور و مغلوب، وہاں تاہم یہ کیفیت ہر شراب سے ہوتی ہے لہذا ہر خمر کو خمر ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جوابات

پہلی دلیل کا جواب: یہ حدیث کا رد معمول ہے یعنی خمر وہ حقیقت انگوڑی شراب ہی کو کہتے ہیں لیکن بھی غیر خمر کو بطریق مجاز کہا جاتا ہے۔

جانتے ہیں۔ (رد المحتار : ۳۲۱۰)

دوسری دلیل کا جواب

معنی جواب: خمر کا مراد سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ خمر سے ہے اور خمر قوت اور شدت کو کہتے ہیں۔ قوت اور شدت صرف انگوڑی شراب میں ہے نہ کہ سب سے قوی اور مضبوطی ہے۔

دوسری دلیل کا جواب: فرمایا اگر یہ بات ام مان لے کہ خمر کا مراد عقل سے ماخوذ ہے تب بھی آپ لوگوں کا استدلال نام نہیں کیونکہ عقل میں قیاس نہیں چلتا ہے یعنی اگر کوئی ام ایسے نقطہ سے مشق ہو تو ایک نام سنی رکھتا ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس چیز میں بھی یہ معنی عام موجود ہو وہ ام سمجھی وہاں پر منتقل ہو جائے۔ اور اس ام کا اطلاق اس دوسری چیز پر بھی ہو سکتا ہے خمر ایک ام ہے جو خمر کا عقل سے ماخوذ ہے جس کا معنی عام (عقل کو مستور کرنا) ہے تو اب اس کا مطلب ہر چیز پر نہیں کہ اگر دوسری چیز میں یہ معنی عام (عقل کو چھپانا) پایا جائے تو اس پر بھی خمر کا ہی اطلاق ہو اگر اسی طرح ہے تو پھر ان (بڑا غلط) (بہر حال : ۱۵۰) کو کا دورہ کیا جائے کیونکہ کا دورہ و خمر سے مشق ہے اور ان میں چیزوں کا فرق ہے۔ لیکن ان کا دورہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو شفی اور بھٹا کہا جاتا ہے۔

نام کے ثبوت میں: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ خمر کا نام ثابت ہونے کی کیا حد ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خمر کو خمر اس وقت کہا جاتا ہے جب تیز ہو جائے، جوش مارے، اور جھاک اٹھے کیونکہ شدت اور سر کا تہ اور جوش مارنے سے ہوتا ہے اور اس کا کمال جھاک مارنے سے ہوتا ہے۔ اور خمر جو خمر سے ماخوذ ہے اس میں کمال شدت مراد ہے جو جھاک اٹھنے سے ہوتا ہے کیونکہ مکذرت صافی کا امتیاز اسی سے ہوتا ہے۔

صحابین و جہرا اللہ فرماتے ہیں کہ خمر و خمر اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ غلط ہو جائے اور جھاگ الٹا اس کے لئے ضروری نہیں کیونکہ اٹھواڑے اس میں مکر پیدا ہو جاتا ہے اور یہی حرمت کی وجہ ہے اور سگری فراس میں مضر ہوتا ہے۔ لہذا اس کو اٹھواڑے کے بعد خمر سے منیٰ کیا جاتا ہے۔

فقہاء و سب صحابین و جہرا اللہ کا قول کو پانچوں رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور یہاں اہم قول ہے۔

و یہ ثلاث الظلال و ہذا اخذہ ابو حفص الکبیر و ہذا الاظہر کما فی الشریعۃ لایۃ عن النواصب (۱)۔

نہر جہنم حرام ہے کیا شراب کی حرمت اس کی ذات کی وجہ سے ہے یا سکر ہونے کی وجہ سے؟ اس میں اختلاف ہے۔

جمہور علماء و مسلم فقہ فرماتے ہیں کہ شراب سکر کی وجہ سے حرام نہیں ہے بلکہ ذات کی وجہ سے حرام ہے۔

بعض علماء و جمہور اللہ فرماتے ہیں کہ شراب کا شرعاً حرام ہے کہ اس کی ذات کی وجہ سے (اللہ جل شانہ کے ذکر سے روکا) صرف اٹھ

سے ہے۔

قول فیصل: ان بعض علماء کا قول مراد ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے شراب کو جس قدر زیادہ اور جس قدر کم کر کے ہے اس کی

حرمت بھی ہوتی کہ کسی وجہ کے اعتبار سے۔

(۱) یہ بھی غلط ہے۔

(۲) اس کو خال سمجھنے والا کا فرق ہے۔

(۳) اس کا تعویض ہوتا ہے۔

(۴) اس سے نقل لینا حرام ہے۔

(۵) اس کے پینے والے پر جہ جاری کی جاتی ہے۔

(۶) پکا شراب شش و نوثر نہیں

آ کر شراب پکا یا کیا تو اس کی حرمت برقرار ہے کی کہ نہ پکا: بالغ ثبوت۔ حرمت ہے رائج حرمت ثابت نہیں۔ البتہ اتفاق ہے کہ

پکے کے بعد جب تک شرعاً و عہدہ دہی نہیں کی جاتی۔

(ع) شراب سے مراد جانا یا ہونا ہے

طلأ کی تعریف۔ طلاء حرام ہے یا نہیں۔ اقوال فقہاء

کا طلاء و هو ماء عذب قد طبع فذهب اقلی من ثلثیہ و غلط معصی و نفع السرای سکر و نفع الزہب سبب اذا غلب و اشتد نالضمبر يرجع انی الطلاء و نفع النعم و نفع اللبیب و عند الاوزاعی الطلاء و هو الباقی صاج و کف نفع اللبیب و عند شریک بن عبد اللہ السکر مباح لہو لہ تعالیٰ: فتخللوا منه سکر و روقا حسنا: و اعلم ان هذه الاشریۃ انما تحرم عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ اذا غلبت و اشتدت و قلقت بالزہد و

عندہما یکنی لاشتماد کما فی الحکم و حرمة النعم و فوری فیکفر مستحلها فقط.

ترجمہ: (ای مرتبہ ۱۵، ۱۶ ہے) اور خوار و گھبرائے میں پانی کو کھنا جاتا ہے جب پکایا جائے اور وہ تھلے سے کم چلا جائے اور طبع الصبر یعنی سک (بھرا کر پانی ۱۸)۔ نفع الذبیہ (مشتہد پانی) ۱۹ دونوں کچھ ہر جب میں میں نڈھ اور شہت پیدا ہو جائے۔ حصص طلاق نفع الصبر اور طبع الذبیہ کی طرف راجع ہے اور ذاتی کے نزدیک علماء باذوق ہے جو ہر جگہ ہے۔ اور اسی طرح نفع الذبیہ اور شریک بن مبادلے سے نیز یکہ منکر مباح ہے اللہ میں شرک اس قول کے تحت ذوق میں سکھایا اور دقا حسنا اور جان لویہ و شکریہ اثر۔ نا ۲۰ و مفید و مباح ہے کہ یکہ منکر حرام ہے جب جرثومہ سے تیز ہو جائے اور بجا کر دے۔ اور عامین رحمہما اللہ کے نزدیک صرف تھوڑا کافی ہے جیسے شراب تہہ۔ اور شراب کی حرمت پانی اشریہ سے قوی ہے کہ صرف اس کا طلال ماننے والا کافر ہے۔

قرن اس عبارت میں چند چیزیں قریب ذکر ہیں۔

(۱) ظلمہ کی تحریف انگریزوں کے دھوکے سے کیا جائے یہاں تک کہ اس کے دھوکے سے کم غم ہو جائے۔

ظلمہ کا حکم ظلمہ حرام ہے یا مباح؟ اس میں اختلاف ہے۔

اصناف دوم ائمہ فرماتے ہیں کہ ظلمہ حرام ہے کیونکہ یہ یقین اور لذت آور ہے۔ اسی وجہ سے اس پر فساق منع کرتے ہیں کہ وہ اس لذت کو دور کرنے کے لیے (۲) اس کے ساتھ متعلق ہے اس کا یہ حرام کر دیا گیا۔

امام اربعہ ائمہ فرماتے ہیں کہ ظلمہ اور نفع الذبیہ حرام نہیں بلکہ مباح ہے کیونکہ یہ پاکیزہ و شرب ہے نہیں۔

مضافہ

ظلمہ کو دو بھی کہتے ہیں جس کو مہرب کر کے باذوق کیا گیا۔

مُصَف کی تحریف انگریزوں کا ساری سن تک کیا جائے کہ اس کے دھوکے سے کم غم ہو جائے۔

(۲) نفع الذبیہ کی تحریف کشش کا کچا پانی (کچا کا مطلب یہ ہے کہ شرب پر نہیں پکایا گیا ہو)۔

(۳) نفع اشر کی تحریف زخمور کا کچا پانی۔

نفع اشر کا حکم

نفع اشر مباح ہے اجماع میں مضافہ ہے۔

شریف ابن عبد اللہ النجفی (امام اعظم حنفی رحمہ اللہ کے علاوہ میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ منکر مباح ہے کیونکہ اہل بیت میں ہے تحت ذوق میں سکھایا اور دقا حسنا اللہ جل شانہ نے اس کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا اور اہل بیت حرام میں متعلق نہیں۔

اصناف دوم ائمہ فرماتے ہیں کہ یہ حرام ہے کیونکہ اس کی حرمت پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔

اصناف کی طرف سے جواب یہ آیت سلام کی اللہ اور بحول ہے اور اس وقت سب شرائط مباح نہیں۔

﴿فائدہ﴾

طہارۃ بیچ اتر اور بیچ الذریب کب حرام ہیں ۱۲ اس میں اختلاف ہے۔
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ جب حرام ہے جب جوش، دھب ہو جائے اور جھاگ اٹھے۔
صاف میں زحما نہ فرماتے ہیں یہ جب حرام ہے جب تیز ہو جائے۔

﴿فائدہ﴾: غمر اور ان تین مشروبات کے درمیان فرق:

- (۱) قرن یہ ہے کہ غمر کی حرمت سخت اور ان تینوں کی حرمت ہلکی ہے۔
- (۲) قرن یہ ہے کہ غمر کو حلال سمجھنے والا کافر، دین تینوں کو حلال سمجھنے والا کافر نہیں ہے۔
- (۳) ... قرن یہ ہے کہ غمر کی حرمت قطعی (کتاب اللہ سے ثبوت کی بدولت) ہے اور ان تینوں کی حرمت ظنی ہے۔

مثالث غنمی، نمیزہ اتر اور نمیزہ الذریب کی تعریفات اور اس کے احکام

و حل المثلث الغنمی مشتملہ ای یطبخ ماء الحب حتی یذهب ثلثاء و بھی ثلثہ یوضع حتی یغلی و یشتد و یغذف بالزبد و کذا ان حب فیہ النداء حتی یوق بعد ما یذهب ثلثاء ثم یطبخ ادنی طبخة ثم یوضع الی ان یغلی و یشتد و یغذف بالزبد و انما حل المثلث عند ابی حنیفہ و رحمہ اللہ و ابی یوسف و رحمہ اللہ بخلاف لمحمد و رحمہ اللہ و مالک و رحمہ اللہ و الشافعی و رحمہ اللہ و نبیہ اشعر و الزبیب مطبوخا ادنی طبخة و ان اشتد اذا شرب ما لم یسکر بلا لہو و طرب ای انما یعمل هذه الشربة اذا شرب ما لم یسکر اما القلاح الاخیر و هر المسکر حرام تخالفا و شرطه ان یشرب لا یقصد اللہو و الطرب بل یقصد الطوی و التخلیطان لا هو ان یجمع بین ماء اشعر و الزبیب و یطبخ ادنی طبخة و یشرب الی ان یغلی و یشتد یعمل ملا لہو و طرب و فیئذ العسل و الفین و البر و اشعر و الذرة و ان لم یطبخ بلا لہو و لا طرب.

ترجمہ: ... اور انگوٹھا مثالث محال ہے اس حال میں کہ اس میں شدت ہو یعنی انگوٹھا پانی میں نکال دیا جائے کہ اس کے دو تہائی چلا جائے اس کے بعد کھا جائے یہاں تک کہ جوش نہ ہے تیز ہو جائے اور جھاگ اٹھے۔ اور اس طرح اگر اس میں پانی ڈالنا جائے یہاں تک کہ وہ جھاگ ہو جائے اس کے بعد اس کے دو تہائی حصہ جائے۔ یہاں تک کہ کھانے لگا دیا جائے اس کے بعد پھر دھبے سے یہاں تک کہ وہ جوش نہ ہے تیز ہو جائے اور جھاگ اٹھے۔ اور تحقیق کے ساتھ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ «ابو یوسف و رحمہ اللہ کے نزدیک مثالث غنمی جو تہے بر طرف امام محمد رحمہ اللہ و مالک و رحمہ اللہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے۔ (۱) یہ طریقہ انگوٹھا کشش کا نہیں ایسا ماننا کہ وہ کھانے لگا دیا جائے اگر چاہیے شدت آجائے جب پیا جائے اتنی مقدار کہ ذوق نہ لائے کھیل اور سستی سے بغیر (یعنی تحقیق کے ساتھ ان تینوں کی اتنی مقدار جو تہے جس سے نشہ نہ آجائے اور آخری پالہ جس سے نشہ نہ آجائے اتفاقاً) اس سے ملو اور اس کی شرط یہ ہے کہ پینے سے متحمل ہو دل نہ ہو بلکہ قوت حاصل کرے۔ (۲) اور اسی طرح طریقہ انگوٹھا کشش کا پانی جمع کیا جائے اور کھانے لگا دیا جائے کہ وہ جوش نہ ہے تیز ہو جائے اور جھاگ اٹھے۔

ہو جائے اور برائے ہو۔ اس کا کیا بار ہے۔ یہ کیا برائی ہے۔ اس کے لیے نہ ہو۔ اور اسی طرح کیا بھول، یا بھول گئے۔ اور جو اس کے بارے میں
نہیں پکڑا ہو، اور اس کے لیے نہ ہو۔

تشریح اس عبارت میں چار ایسی شروعات کا ذکر ہوا ہے جن میں طاعت کی نیت نہ جائے۔ یہ چار متعین ہیں۔

مثبت علمی کی تعریف انکو دوسری میں کو تباہ کیا ہے کہ اس کا وہ نہ ہو جس کا چاہا ہے۔ اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے باقی رہ جائے۔

مثبت علمی کا حکم مثبت علمی حرام ہے یا مباح؟ اس میں اختلاف ہے۔

محققین جرحاً فرماتے ہیں کہ مثبت علمی کا یہ مطلقاً حرام نہیں ہے۔ شروعات پر قوت نہ ملنے کی نیت سے نئی مقدار پر اس کے
جس سے نیت نہ ملے حال ہے۔ اور اگر نیت کی نیت سے چلا جائے تو اس کو دوسری بار یا تکرار سے پہلے نہ ہو جس سے نیت نہ ملے

”عنونت العنوت لعلہا قلبہا و کثیرہا زانہ کمر من کل شرب“

اگر خرا بعد سے اس نے قبل ہو تو پھر اس کو شرب کا حکم ہے۔

وہ مقدار اس سے کہ نیت نہ ملے۔ اور اگر قوت کے ساتھ علم کیا ہے کہ نیت نہ ملے۔ صرف مغایرہ کے لیے ہے۔ اور اس سے
”علم ہوا کہ نیت کا مباح اور اس کے طبعاً حرام ہے۔ اور اسی طرح شروعات کا وہ پورا حرام ہے جس سے نیت نہ ملے۔ اور اس سے پہلے
جو پہلے سے وہ حرام نہیں۔

اس امر سے مراد فرماتے ہیں کہ یہ طاعت حرام ہے کیونکہ نیت میں ”یا ہے“ کا اس کو کثیرہ و لقلیلہ حرام“ اس کا کثیر اثر اور
دوسری اس کا قلیل حرام ہے۔

مفتی بی قول انہم مراد قول مفتی ہے۔ والکل حرام عند محمد (۲۰۰)۔ (مجمع الزہد، ۱/۲۰۰)

فیض القدر و انریب کی تعریف انکو دوسری میں کو تباہ کیا ہے کہ اس کا وہ نہ ہو جس کا چاہا ہے۔ اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے باقی رہ جائے۔

اتر و انریب کا حکم یہ طاعت یا حرام اس میں اختلاف ہے۔

محققین جرحاً فرماتے ہیں کہ نیت نہ ملے۔ اور اگر قوت کے ساتھ علم کیا ہے کہ نیت نہ ملے۔ صرف مغایرہ کے لیے ہے۔ اور اس سے
”علم ہوا کہ نیت کا مباح اور اس کے طبعاً حرام ہے۔ اور اسی طرح شروعات کا وہ پورا حرام ہے جس سے نیت نہ ملے۔ اور اس سے پہلے
جو پہلے سے وہ حرام نہیں۔

اس امر سے مراد فرماتے ہیں کہ یہ طاعت یا حرام اس میں اختلاف ہے۔

خالیان کی تعریف انکو دوسری میں کو تباہ کیا ہے کہ اس کا وہ نہ ہو جس کا چاہا ہے۔ اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے باقی رہ جائے۔ اور اس سے
”علم ہوا کہ نیت کا مباح اور اس کے طبعاً حرام ہے۔ اور اسی طرح شروعات کا وہ پورا حرام ہے جس سے نیت نہ ملے۔ اور اس سے پہلے
جو پہلے سے وہ حرام نہیں۔

خلیطان کا حکم خالیان کا وہی علم ہے۔ یہ طاعت یا حرام اس میں اختلاف ہے۔

فیض القدر و انریب اور انریب (۱/۲۰۰)۔ (مجمع الزہد، ۱/۲۰۰)۔ ان شروعات کا حکم یہ طاعت یا حرام اس میں اختلاف ہے۔

﴿ فائدہ ﴾

ان چاروں اشریہ باتوں میں امام محمد رحمہ اللہ کا قول منطقی ہے (کہ یہ چاروں مطلقہ حرام ہیں)۔

شراب سے سرکہ بنانا اگرچہ کسی عمل سے ہو جائز ہے

وحمل الخمر ولو بعلاج ابي بالعد، شني فيه وهذا احتراز عن قول الشافعي "فان التحليل اذا كان بالقاء شئ لا يحل الخمر فلا واحد" وان كان معبر القاء شئ فقبه قولان له.

ترجمہ: (اور اس طرح خمر سے سرکہ بنانا درست ہے اگرچہ عمل سے ہو) یعنی اس میں کسی چیز کے ڈالنے سے ہو۔ یہ امام شافعی کے قول سے احتراز ہے کیونکہ اگر سرکہ بنا کر کسی چیز کے ڈالنے سے ہو تو یہ سرکہ حلال نہیں۔ اس میں ایک قول ہے کہ اگر کسی چیز کے ڈالنے سے ہو تو اس میں وہ شافعی کے خلاف ہیں۔

تحریر: خمر سے بنانا سرکہ حلال ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

اختلاف چھمٹھ فرماتے ہیں کہ حلال ہے خواہ غرضات خود سرکہ ہی کیا ہو اس میں کسی چیز کے ڈالنے سے سرکہ بن گیا ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سرکہ خمر میں کسی چیز کے ڈالنے سے بن گیا ہو تو پھر یہ سرکہ حلال نہیں ہے۔ اور اگر سرکہ خوب دیگرہ کی کڑی سے خود خود بن گیا ہو تو پھر اس میں امام شافعی کا قول مذکور ہے کہ حلال ہونے کا اور حرام ہونے کا۔

دباء، ختم، مزفت اور تقیر میں فیض بنانا صحیح ہے

الابتداء في الدباء و المحتم و المزفت و البغير الدباء الفروع و المحتم الجرة المحضرة و المزفت النظر في المطلاع بالوقت ان البغير و البغير الطرف الذي يكون من الحشب الصفور اعلم ان هذه الظروف كانت مختصة بالخمر لانه حرم النبي ﷺ استعمال هذه الظروف اما لان في استعمالها تشبه بشرب الخمر و اما لان فيها اثر الخمر فلما مضت مدة اباح النبي ﷺ استعمال هذه الظروف فان اثر الخمر لم زال عنها و ابع في استدعاء حرم شئ يبالغ و يشدد ليعتد الناس مرة لانه ترك الناس و استمر الامر ببول فلذلك التشديد بعد حصول المقصود.

ترجمہ: (مذکورہ بالا دباء، تقیر، مزفت اور تقیر میں گج ہے، دباء، کدو کے برتن، ختم بڑے بڑے مزفت، زیت کے برتن اور تقیر کدو کی کھدے سے بنے برتن ہیں۔ چنانچہ اگر کسی برتن خمر کے ساتھ تماس تھا۔ اسے جب خمر حرام بن آئی تھی تو اسے اس برتن کا استعمال حرام قرار دیا تو اس وجہ سے کہ اس کے استعمال میں شراب پینے کے ساتھ مشابہت تھی اس وجہ سے کہ ان برتنوں میں ترکہ کا اثر تھا۔ جب تک حرام کدو کیا تو تھی ﷺ نے ان برتنوں کا استعمال جائز قرار دیا کیونکہ ترکہ ان برتنوں سے اٹک گیا تھا اور اسی طرح کسی چیز کی ترکہ کے اچھا، غیر ترکہ کی جاتی ہے تو یہ تصور کے حصول کے بعد ان کی جاتی ہے۔

تشریح

اس عبارت میں دو برتن ذکر کئے جا رہے ہیں جن کا شراب میں استعمال حرام اور بعد میں مہاں قرار دیا گیا۔ وہ برتن مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) دہاء (نکودا برتن) (۲) حلقم سبز رنگ کی مٹی کا مزار (۳) سزفت ۲۰ کول کی طرح ایک جڑ جس کو زفت کہا جاتا ہے جب اس سے کوئی برتن دھو لیں گی جانے تو اس کو سزفت کہلاتے ہیں۔ (۴) قعیر بگڑی کے ٹھڈے سے بنے برتن۔

وجہ الحرمۃ والحذیہ: نبی ﷺ کے زمانے میں شراب ان برتنوں میں شراب بنایا کرتے تھے۔ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو بنی کریم ﷺ نے ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمادی تھی تاکہ شراب کی نفرت لوگوں کے دلوں میں آجائے۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب محمود حاصل ہوا تو نبی ﷺ نے ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمادی اور اس کا پہلا حکم مندرجہ ہو گیا۔

شراب کی چٹھٹ پینا اور اس سے مستی کھانی کرنا مکروہ ہے

وَنُكِرَ شَرْبُ دُرْدَى النَّمْرِ وَالْإِمْتِشَاطُ بِهَا الْعَرَاءَ بِالْكِرَاحَةِ الْخَوْنَةِ لِأَنَّهُ اجْزَاءُ الْخَمْرِ إِلَّا أَنَّهُ ذُكِرَ لِقَوْلِ الْكِرَاحَةِ لَا الْحَرْمَةَ لِعَدَمِ النَّهْيِ الْقَاطِعِ لِهَوِّ لَا يَحْدُثُ رَيْبُهُ بَلَا يَكُونُ فِي الْخَمْرِ إِنْسَابُ يَحْدُثُ شَرِبَ الْقَلِيلِ لِأَنَّهُ الْقَلِيلُ يَدْفَعُ إِلَى الْكَثِيرِ وَلَا كَلْبَلُكَ فِي الدُّرْدَى لاعتبار حفيضة السكر.

ترجمہ:- (دردی شراب چٹھٹ پینا مکروہ ہے۔ اور اس سے مستی کرنا کراہت سے عداوت ہے کیونکہ اس میں خمر کے اجزاء ہوتے ہیں مگر معتدل نے کراہت کا لفظ ذکر کیا تاکہ حرمت کا کیونکہ اس میں نفس نکلا ہو جو کبھی اس کے پینے والے پر شرب کرنے کے لیے عداوت پیدا نہیں کرتی ہوتی بلکہ خمر میں کچھ ہے۔ جادو کی جادوئی ہے زیادہ کی طرف اس طرح مردی نہ نکلتی ہے۔ اس میں ناشکی حقیقت مستحکم ہے۔

تشریح

دردی کا خمر شرابی چٹھٹ پینا، پانا اور اس سے نفع لینا حرام ہے کیونکہ اس میں خمر کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اور خمر حرام ہے تو حرام سے نفع لینا بھی حرام ہے۔

دردی کا پینے والے کا حکم:

اگر کوئی اندھ شرابی چٹھٹ پیتا ہے تو اس پر اس وقت تک جادو نہیں کی جائے گی جب تک کہ پینے سے نشہ نہ آجائے اور جب نشہ آجائے تو پھر وہ جادو کی جائے گی اس لیے کہ اس کا حکم خمر سے جدا ہے کیونکہ خمر میں کم و زیادہ جادو کی طرف ہلاتے ہیں بخلاف چٹھٹ کے کیونکہ اس سے طبعیتیں متحرک ہوتی ہیں لہذا یہ خمر ناقص ہے اور دیگر شرابوں کے حکم میں آگئی۔



(... کتاب الصید ...)

و کتاب کے بارے میں پتا ہے :

مفتی نقوی:۔ صیغۃ میں اصطلاح (ظہار کہنے) کو کہتے ہیں۔ اور یہاں انجی کھار مقصود پر ہوا ہے۔ (وہ جانور جس کا شمار کیا جائے) جیسے صیغۃ لاغیر ہی مضبوط ہے۔ اور انجی ہوا جاتا ہے۔ اس شخص اور وحشی جانور پر جس کا چکر مارا گیا کہ بغیر ٹھکانہ نہ ہو خود ماکون اللحم ہو۔ غیر ماکول اللحم۔ (رد المحتار ۵/۲۲۱)۔ اور فسطی ۱/۲۲۱

ماقبل کے ساتھ مناسبت کی وجہ:

جس طرح شراب سے ہم درعائن بناتے ہیں اسی طرح خمار سے بھی فرحت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ (دراب و ناز ص ۱۲۶)

شکاری پرندوں اور حیوانوں کے شکار کا حکم

يحل فيه كل ذي ناب وذو مخلب من كلب أو بئازي ونحوهما له من غي الذئاج معنى ذى الناب و ذى المخلب ثم اعلم ان الخنزير مستثنى لانه لحم الحلال و ابو يوسف رحمه الله استثنى الاسد كقولهم عمة و الدب الخبيث و البقعة و الحق الجداء فانه لخساسة و الظاهر انه لا يحتاج الى الاستثناء فان الاسد و الدب لا يصيران معنيين بعلو الهمة و الخساسة فلو يوجد شرط حل الصيد بشرط علمهما و جرحهما في موضع منه هذا عند ابي حنيفة و محمد و عن ابي يوسف انه لا بشرط الجرح .

ترجمہ: (پیر کی رات) اے جانور اور پرندے! اے پتھر سے کافکار کرتے طور سے تیار، باطن رو کی مثل سے ہادی اب درودی کلاب کے سوا کسی ذوق میں گزارو گئے۔ نیکی جان و فطر پرستی بخشی، نہ کہ کسی نفس میں پسند، چار اور اسلام، ہفت، سواٹھ سے غیر دستخط کی اس کی جگہ صحت کی جہت سے اور پتھر کو ناست کی جہ سے۔ اور خطاب یہ ہے کہ اشتہار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ شیر اور چھوٹی قلم نہیں، ان کی مانی ہوتی اور خواہش کی جہت سے پس انداز کا کوئی شرط پائی جائے تو بظاہر کرتے طمان ہے اس شرط سے کہ تعلیم یافتہ ہوں اور کسی جگہ شہر و خرم گاہ کے پو نام اور حضور و امام کو جہاد کے نازک ہے۔ اور اب اس کو اسٹوٹ سواٹھ سے زیادہ رنگی اثر اور فکریں۔

تشریح: . نیکارے طالب دہنے سے لیے چند شرائط ہیں۔

- ۱۔ (۱) اگر کسی جانور جو تو بھرا ہو، اسے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اپنی فوکیلی دانتوں سے ذخیرہ کرتا ہو۔ اور اگر پرندہ جو تو بھرا اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ شکلا و شکس سے کرنا ہو۔
- ۲۔ (۲) شکلا ہی (خود جانور) ہو یا پرندہ یا تعلیم یافتہ ہو۔
- ۳۔ (۳) شکلا و شکس بھی حکم نامی نہیں ہے۔
- ۴۔ (۴) شکلا ہی جانور یا پرندہ جس شخص نے ہو۔ (ابو احمد، ص ۱۰۷)

﴿ فائدہ ﴾

ہام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک زنجی کرنا شرعاً نہیں ہے۔

مفتی یہ قول زنجی کرنے کا قوس شکی ہے۔ و معہ ہفتی (رد المحتار، ۵۹/۱)

اگر کسی مسلمان یا زمی نے کسی شکار پر شکاری جانور یا پرندہ چھوڑ
دیا اور اس نے پکڑ لیا تو یہ کھانا جائز ہے

اور اسل مسلم لو کلبی اناہما مسببا ای لا یرک التمسک علی معتنع متوحش یز تکلیشن ط علی
الصيد ان یکون معتنعا بالقبائل الذی أساس معتنع غیر متوحش و الصيد الواقع فی
الشبكة والساقط فی البیر و الذی اتحنه متوحش غیر معتنع نحو وجہ عن حیز الامتناع وان لا یشارك
الکلب المعلم کلب لا یحل صیدہ مثل کلب غیر معلم او کلب مجرمی او کلب لب برسل للصيد او ارسل
وترک التمسک عندہ او لا یعطول وقتہ بعد ارسالہ فانہ یز ط ل وقتہ بعد الارسال لم یکن الاصطیاد مضایفا
الی الارسال بخلاف ما اذا اسکن الفہد فان ہذا حیلۃ فی الاصطیاد لیكون مضایفا الی الارسال۔

ترجمہ۔۔۔ (ہم مذکر کر سلطان لا کزل نے جوت دیو) یعنی ہم اندھنات چھوڑ دو (اس جانور پر جو ایک شخص جوشی اور کھانی جائز ہے)
سعت نے سید محمد یہ شرط لگائی کہ اپنے آپ کو پاؤں پر دوس سے چالنے والا ہو۔ بلکہ وہ جانور اس کے لوگوں کے ساتھ راست آئی ہو متقی ہے
نہ کہ جوشی اور وہ شکار جو حال میں پھنس گیا ہو یا کوئی میں گم کیا ہو یا اس کو کسی وحشی حیوان نے ست کیا ہو متقی ہے نہ کہ مست کیونکہ وہ امتناع
کے حاکم سے اقل گیا ہے (اور تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ شکار کرنے میں ایک ایسا کتہ شریک نہ ہو جس کو شکار کر دے مست نہ ہو) جیسے غیر تعلیم یافتہ
کتا کوئی کا کتا یا کتہ جو شکار کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہو اور یا ہم اللہ محمد چھوڑ کر بھیجا گیا ہو۔ (اور یہ تعلیم یافتہ کتا چھوڑنے کے بعد نہ
کرے گا کیونکہ شتان یہ ہے کہ اگر وہ رسول کے بعد وقت کرے تو شکار کر دے۔ لیکن اس کی طرف مضاف شاد کا خلاف چنے کے کہ وہ شکار کے لیے
چھوڑا گیا ہو چھپا ہوا کیونکہ یہ شکار کرنے کا ایک حیلہ ہے۔ جس شکار کے ارسلان اس طرف مضاف ہوگا۔

فقہ حنفی۔۔۔ شکار کے لیے مسلمان یا زمی نے شکاری جانور یا پرندہ کو ہم اللہ محمد کر چھوڑا اور وہ شکار یا جانور یا پرندہ جو جوشی اور
متقی ہو۔ اور اس تعلیم یافتہ کتے کے ساتھ شکار کرنے کے بعد وہ اس کا ست نہ ہو جس کا شکار کرنا حلال نہ ہو۔ چھوڑنے کے بعد وقت نہیں کیا ہو
اس کا کہ اس کا شکار کرنا ارسلان کی طرف منسوب ہو جس کی جانور یا پرندہ وہ سال کے بعد وقت کرے۔ پھر اس کے بعد وہ شکار کرے تو یہ
شکار حلال نہیں کیونکہ اس شکاری جانور نے بطور خود شکار کیا۔

﴿ فائدہ ﴾

متقی جانور ہے خواہ آپ کو انسان سے متقی کرنا ہو اور اپنے چالنے پر پاؤں مبارک سے چھوڑ دے (مجمیع الادب، ۲۵۹/۲)

کتا تین دفعہ شکار سے نہ کھائے کی صورت میں تعلیم یافتہ بن جاتا ہے

و يعلم المعلم بترك اكل الكلب لث مرات و رجوع البازي بعدائه فن اكل منه البازي اكل لا ين اكل الكلب و لا ما اكل منه بعد تركه ثلاث مرات و لا ما صاد بعد حتى يتعلم و قبله و اذا بقي في ملكه اى لا يحل ما صاد الكلب بعد ما اكل حتى يتعلم اى بترك الاكل ثلاث مرات و لا يحل ما صاد قبل الاكل اذ لم يبق في ملكه فان الكلب اذا اكل علم انه لم يكن كلبا معلما و كل ما صاد قبل ذلك الاكل فهو صيد كلب جاهل فيحرم اذا بقي في ملك الصياد.

ترجمہ: ... اور کتہ تعلیم یافتہ ہو جاتا ہے اگر تین دفعہ نہ کھائے اور باز تعلیم یافتہ بن جائے جب لانے سے آجائے اور اگر باز شکار سے کھائے تو وہ کتا نہ کھایا جاتا ہے اور اگر کتا اس نے کھائے تو اس کا کتا نہ رہتا۔ اور اسی طرح اگر کتے نے اس کو تین بار کھایا تو کتا نہ کھایا۔ اسی طرح اگر کتا جو کتا نہ کھائے اس کو اس وقت تک کہ یہ کتا وہی تعلیم یافتہ ہو گا اسی طرح اس کا نور (جس کو کتے نے پوچھے نہ کھایا) سے پہلے جتنے باز شکار کئے ہوں اگر وہ میا کے پاس موجود ہوں کیونکہ جب کتا شکار سے کھا تا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا تعلیم یافتہ نہیں۔ اور باز شکار جو اس نے کھائے سے پہلے کیا ہو تو وہ چل کر کئے کا شکار ہو گا۔ جس کو حرام ہے اگر شکاری کی ملک میں باقی ہو۔

تشریح: ... اس عبارت میں تین اشکات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کتے اور بازی کے تعلیم یافتہ ہونے میں فرق یہ ہے کہ کتا جب تعلیم یافتہ ہوتا ہے جب اس پر تعلیم اور تاویب کا اثر نکال دیا جاتا ہے اور اس کا اثر یہ ہے کہ وہ شکار کرے اور اس کو شکار سے کھائے بلکہ مالک کے لیے روک لے اور یہ فعل اس سے تین مرتبہ مکرر ہونا چاہئے اور بازی کے تعلیم یافتہ ہونا یہ ہے کہ شکاری کے لانے سے وہ کھائے۔

۲۔ کتے اور بازی کے شکار میں سے کھانے میں فرق یہ ہے کہ بازی کا شکار سے کھانے سے شکار حرام نہیں ہو گا بلکہ حلال ہے (کیونکہ بازی کا تعلیم یافتہ ہونا لانے سے ہے اور اس کو شکار سے کھانے کی وجہ سے نہیں مار سکتا ہے کہ کھانا چھوڑا۔ لہذا بازی کو کھانا چھوڑنے کی تعلیم درجہ میا کی ذمہ داری نہیں رکھتا کتے کے کھانے سے شکار حرام ہو گا) کیونکہ اس کا کھانا اس کے حلال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک کتے نے تین مرتبہ شکار سے نہیں کھایا اور پوچھی دفعہ اس نے شکار سے کھایا۔ اب اس نے جو پہلے شکار کئے تھے اور وہ شکاری کی ملک میں موجود ہیں وہ سب حرام ہو گئے کیونکہ اس کے کھانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شکار اس نے جہالت کی حالت میں کیے ہیں اور اسی طرح اگر وہ جتنے شکار کرتا ہے وہ حرام ہے یہاں تک کہ یہ کتا دوبارہ تعلیم یافتہ نہ ہو جائے۔

اگر کسی نے بسم اللہ کہہ کر کسی شکار کو تیر سے مارا تو یہ شکار حلال ہے

من شرط الحلال بالومی التسمیة لا بقرکھا عندنا والعرج وان لا یفقد عن طلبه لو غلب متعملا مہمہ

وَأَمَّا فَعْدُ عَنْ بَشَرٍ مَصْحُومٍ سَهْمَةٍ فَذَلِكَ مِمَّا قَدْ لَمْ يَقْعُدْ عَنْ طَبِيعَةِ حُلِّ أَكْلِهِ لِأَنَّهُ عَذَابٌ لَيْسَ فِيهِ وَسْعَةٌ وَ
لَمْ يَقْعُدْ عَنْ طَبِيعِهِ بِحَرَمٍ لِأَنَّهُ فِي وَسْعَةٍ وَتَقْدِيرُ عَلَيْهِ النَّصُوحَةُ وَالْعِلَامَةُ لِعَلِّ هَرَامِ الْأَرْضِ فَظَلَمَ

[illegible]

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کیا اگر کارکن شہر کو تہمت دے، دے گا تو اس کی شکایت قابلِ احوال ہے جو پندرہ لاکھ میں۔

- (۱) شکاری نے سم آلودہ کھجور کھا لی۔

- (۲) . چیمے میوزیکی پر

- (۳) نہیں ہونے کے بعد محاکمہ کی کارروائی میں نہیں بیٹھا ہوں۔ اور اگر بیٹھتا ہوں تو صرف اس کو محدود پابانوں کے تحت اس کے لیے ہوں گے۔

یہاں جیٹو اس کے بہن میں تعمیری ملاپ نے چھوڑا۔

اگر کتایا باز سے شکار کرنے والے یا تیرا رنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو وہ ضرور اس کو بچ کرے۔

فإن أدركه المرسل أو الزامى حياً ذكاه لم يرد أنه أدركه حياً وفيه من الحيوة فوق ما يكون في المذبوح
يجب التذكية حتى لو ترك التذكية بحرم وقد قل في المتن فإن تركها عند المرء به أنه ترك التذكية
مع القدرة عليها ما إن لم يتمكن من التذكية ففي المتن إشارة إلى حبه كما يرى عن أبي حنيفة رحمه الله
كذلك عن أبي يوسف رحمه الله وهو قول شافعي رحمه الله وفي ظاهر الرواية أنه بحرم وإن كان حياته مثل
حيوة المذبوح فلا اعتبار فلا يجب التذكية ما في المتقدمة وأما في الشاة التي لم تست فالتحريم على
أن الحيوة وإن قلت معتبرة حتى لو ذكاه زوجها حية قليلة نحل لقوله تعالى إلا ذكيتم فإن ترك التذكية
عندها فمات.

[illegible]

اس کی حیات جہد و جدوجہد کی بیات کے ہوتا اس اعتبار نہیں۔ جس اس کا تذکرہ کیا وہ سب نہیں اور وہ حال پائوہ جو کر گیا ہو اور اس کی مثل۔ اور اس خبری میں جو برپا ہوئی ہو وہی قوی اس بات پر ہے کہ حیات اگرچہ کم ہو مگر یہ ہے کہ اس کا اثر اس کو ذبح کرے اور اس میں حیات کم نہ ہو تو حلال ہے اللہ جل شانہ کے اس قول کے بعد سے ”الا ما ذکبتم“ اور اس نے یہ کہ یہ تھا اور چھوڑا تو یہ کر گیا۔

فقرح..... سند و جہد و جہاد میں اس کے مسائل ذکر ہو رہے ہیں۔

پہلا مسئلہ..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ شکاری نے اپنا تعلیم یہ نہ کیا یا چھوڑا یا تیر مارا۔ پھر اس نے شکار کو کچا اور وہ شکار زندہ تھا۔ اب اس شکار میں دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اس میں سانس زیادہ ہو اس سانس سے جو نہ موت ہو تو سانس ہو۔ اگر زیادہ ہو تو اس صورت میں ذبح کرنے سے حلال ہوتا ہے اور ذبح کرنا ضروری ہے۔

۲۔ یہ اس کی مثل ہو یا اس سے کم ہو اگر کم یا مثل ہو تو اس صورت میں ذبح کرنا ضروری نہیں اور ذبح کے بغیر حلال ہوتا ہے۔
دوسرا مسئلہ..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ شکاری کو شکار زندہ ملا مگر شکاری ذبح کرنے پر قادر نہیں تھا (مثلاً چھری نہ ہونے کی وجہ سے یا وقت نہ ہونے کی وجہ سے کہ وہ چھری کو تیر کرتے پھر ذبح کرے) تو اس شکار کے حلال اور حرام ہونے میں اختلاف ہے۔

ظاہر الروایۃ میں..... اس کا حکام نہ ہو نہیں ہے۔

شخصین رحمہما فی روایت اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ یہ حلال ہے اور اس کا حکام پائوہ ہے کیونکہ یہاں شکاری کو ذبح اختیار کی کمی قدرت حاصل ہوئی نہیں ہوئی تو یہ ایسا ہے جیسے ختم نے پانی دیکھا اور استعمال پر قدرت نہیں پائی تو اس کا ختم ساق نہیں ہوتا۔
مفتی یہ قول: ظاہر الروایۃ ملتی یہ قول ہے۔

قال الامام جابی المذکور قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ سواء كانت الحیاء مسقرة او غیر مسقرة فی ان قال والمصحح قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ ولی الیابغ وہ اخذ ابو النبیث ۱۰۱۱ مجمع الزجر ج ۱۱

اگر مجوسی اپنا کتا شکار پر چھوڑ کر مسلمان نے اس کو زجر کیا اور کتا زجر مان گیا تو یہ شکار حلال نہیں ہوگا

اور اسل مجوسی کتبہ فزجرہ مسلم فانزجرای اغواء بالصباح لاشند او قتله معراض بعرضه المعراض السبیم الذی لا یشی له مسمی معراض لانه یصبب الشئی معرضه فلو کان فی راسه حدة فاصاب به حده یحلاو بشفقة طفیلة ذات حدة انما قال هذا لانه یحتمل ان یکون قد قتله بظلمه حتی لو کان خفیفا به حلة یحل للمصن ان العودت بالجرح اروی حیدر الوقع فی ماء فانه یحتمل ان الماء قتله فیحرم او علی سطح او جبل فتردی منه الی الارض حرم لان الاحتراز عن مثل هذا ممکن یحل.

ترجمہ: (اور اگر مجوسی نے اپنا کتا زجر کر دیا اور کتا زجر مان گیا) یعنی اس کو زجر کرنے سے بڑھ کر اس کو زجر

ہو (اسی طرح اگر عرض نے اس کو قتل کیا اپنے غرض کی وجہ سے) (الغرض) وہ جبر ہے جس کے لیے پرتہ ہو اور اس کو سحراف کسی کیا کیونکہ یہ جبر کو اس کی مرض کی وجہ سے لگ جاتا ہے نہ کہ لگ سے۔ پس اگر اس کی شوک میں بخیر ہو اور شوک کی جانب سے لگا تو یہ شکار حلال ہے (اسی طرح بھاری دھارہ دار لگنے کی لگ کیا) مصنف نے یہ کہا کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ غلظہ نے اپنے دھارہ دار کو پرتہ کر دیا ہو یہاں تک کہ اگر غلظہ لگا ہو اور دھارہ دار ہو تو حال ہوگا اس وجہ سے کہ یہ اس کا سر ہوا: غم کی وجہ سے معلوم ہے (یا شکار مارا نہیں پانی میں گر گیا) کیونکہ یہاں یہ احتمال ہے کہ پانی نے اس کو قتل کیا ہو جس پر حرام ہے (اور یا صحت یا بے اثر ہو کر گیا ہو وہاں سے دشمن پر گر گیا تو حرام ہوگا) کیونکہ اس طرح سے اگر ان کو گر گیا ہو تو یہ زین پر گرنا ہو حلال ہے (کیونکہ اس طرح سے اگر ان کو گر نہ جائے) اگر ممکن نہیں ہے پس یہ طعن ہے۔

تقریح: اس اجابت میں شکار کے دو اقسام ذکر ہو رہے ہیں جس کا کہ نا طاعلی نہیں۔

- (۱) بخوبی سنئے شکار کے لیے کتا چھوڑا اور مسلمان نے اس کو لگا لگا یا۔ پھر اس نے بڑ کا مارا، ان لیا تو یہ شکار حلال نہ ہوگا۔
- (۲) شکاری نے شکار کو ایسے تیرے مارا جس کا پر نہ تھا اس کے دونوں کنارے۔ یا ایک اور درمیانی حصہ مونا تھا اور تیر کا، سنا تھا اور کوا اور وہ مرغی تو یہ شکار حلال نہیں۔
- (۳) شکاری نے شکار کو دھارہ دار لگا (جو خیل میں چلتا ہے اسی طرح چھوڑا اور بدوق کی کوئی بو نہیں کا تھی بلکہ چھاؤنی اور توڑتی ہے) سے شکار مارا اور وہ مر گیا تو یہ شکار حلال نہیں۔
- (۴) شکاری نے شکار مارا اور وہ شکار جا کر پانی میں گر گیا اور سر گیا تو یہ حلال نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ شکار پانی کی وجہ سے سر گیا ہو نہ کہ غم کی وجہ سے۔
- (۵) شکاری نے شکار مارا اور وہ جا کر بھت یا پہاڑت زمین پر گیا اور مر گیا تو یہ طعن نہیں۔

اگر مسلمان نے کسی شکار پر کتا چھوڑا اور بخوبی نے اسی کتے کو

بڑ کا یا اور وہ جا کر شکار کو پکڑا تو یہ شکار حلال ہے

اور اسل کلمہ فزجرہ معجوسی فالتو جر او لم یوسف احد فزجرہ مسلمہ فانہ جواہرہم انہ اذا اجتمع الارسال والیزجر انہ السوق فلاختیار للارسال فن کان الارسال من المعجوسی والیزجر من المسلم حرم وان کان علی العکس حل وان لم یوجد الارسال ووجد الیزجر یعتبر فالتو جر فان کان من المسلم حل وان کان من المعجوسی حرم او اخذ غیر ما ارسل علیہ اکل هذا عندنا فانه لا یمکن التعلیم بحیث باخذ ما علیہ وعند مالک لا یؤکل۔ وان ارسل لقتل حید انہ قتل حید اخر اکلا کما کو رمی مہما الی حید فاحلہ و احباب اخر۔ و کلمہ نو ارسل علی حیوہ کثیرہ وسمی مرة واحدة بجلاف وبع الشقیب بسمیہ واحدة۔

ترجمہ: ... اور اسی طرح اگر مسلمان نے ایک کتہ چھوڑا اور بچہ نے اس کو لگا لگا اور اس نے ڈانٹا یا لپٹا لیا کسی نے اس کو نہیں چھوڑا تھا۔ پس

میں فکار کر گیا۔ اب یہ فکار کن کا ہو گا؟ اس فکار کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) پہلے فکار کی کے لئے سے یہ فکار بھاگنے سے عاجز ہو گیا ہو۔ اگر عاجز ہوا ہو تو پھر یہ فکار پہلے فکار کی کا ملک ہے (کیونکہ اس نے فکار کو بھاگنے سے عاجز کیا ہے) اور اس کا کھانا ملائی نہیں (کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ دوسرے تیرے سراپا اور دوسرے تیرے مرنا ذکات نہیں اس لیے کہ جب فکار پہلے تیرے فکار ہونے سے نکلے تو اس کو ذبح کرنا لازم ہو گیا کیونکہ ذبح کرنے پر قہر ت موجود ہے۔ اور دوسرے نے اس کو اس حال میں تیرا داکر دھکا دیکھا ہے) اور دوسرا فکار کی فکار کی قیمت (یعنی اسی فکار کی قیمت زخمی حالت میں) پہلے فکار کی کو دے گا۔

(۲) یا عاجز نہیں ہو گیا ہو اگر عاجز نہیں ہوا ہو تو پھر یہ دوسرے فکار کی کی ملک ہے اور اس کا کھانا ملائی ہے



﴿..... کتاب الزہن.....﴾

یہ کتاب ذہن کے مسائل میں ہے

ذہن کے بارے میں چند تحقیقات

- (۱) ... ذہن کا معنی لغوی ذہن انت میں کسی چیز کے روکنے کو کہتے ہیں خود یہ چیز بال ہوا کوئی اور چیز ہاورد کسی کا ذہن معلوم (ذہن) سامان جو گردی میں رکھا جاتا ہے (پم) ہوا جاتا ہے۔
- (۲) ... معنی شرعی: شریعت میں ذہن قرض کے بدلے میں کسی چیز کو کیوں کر۔ نہ کو کہتے ہیں کہ قرض کا حصول ضرورت کی حالت میں انی چیز سے ہو سکے۔

(۳) ... وجہ النسبہ: ذہن اور فکا دونوں مال وصول کرنے کے اسباب میں سے ہیں۔

- (۴) ... شروع ہونے کی وجہ: اللہ جل شانہ نے اپنے کلام عظیم میں فرماتے ہیں "الزہن مفوضہ"۔ (سورۃ النور: ۲۸۲) (قرض کے عوض میں کوئی چیز ذہن کے طور پر رکھائی جائے)۔

اور در کائنات میں شمار ۱۱۱ کے بارے میں یہ روایت ہے

"لانه البشرى من يهودى طعنا و رهنه به ذرعه"، (رواہ البخاری فی کتاب الفروع باب من رهنه ذرعه) "مسلم من کتاب المسائل باب الزہن و حواہ فی المحتصر و المسر و المنہج فی کتاب الفروع باب من یشتري الطعام الى اهل و یستقره الى اهل منہ و المنہ و ما"

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے ایک یہودی سے ظفریہ اور ذہن کے بدلے میں اپنی درگاہ کے پاس ذہن رکھوا دی"۔ (در المحتار ۶/۱۰۰، مجمع الزہن ۱/۲۶۶)

ذہن کی تعریف

هو جس الشئ بحق يمكن اخذه منه كالدين فان الدين يمكن اخذه من المرهون بان يباع المرهون بحلاف الميس فان الصورة مطلوبة فيها ولا يمكن تحصيل صورتها من شئ اخر و بتفقد مايجاب و لبول غير لازم اى يتفقد حال كونه غير لازم فالله ان تسليمه و الرجوع عنه اى تسليم الزهن بمعنى المرهون و الرجوع عن الزهن بمعنى العقد فاذا سلم لقبض محوزا اى مفسوما غير شاتمه لغيره اى غير مشغول بحق الزهن حتى لا يجوز و هن الارض بدون التحمل و الشجر بدون العمود و دار فيها متاع الزاهن بدون المتاع متميزا لمزم اى ان كان متصلا بحق الزاهن خلقه كالقصر على الشجر يجب ان يميز و يفصل عنه لما هو غ يتعلق بالمحل فيجب فراغه عما حل له كالقصر و هو ليس بمرهون سواء كان اتصاله به خلقه او مجاوره

والمتحيز يتعلق بالمال في المحل فيجب انفصاله عن محل غير موهون اذا كان اتصاله به خلقة حتى لو كان اتصاله بالمجاورة لا يضره كبرهن المتاع الذي في بيت الزهري و التولية قبض فيه كما في البيع التولية ان يضعه الزهري في موضع يتمكن الموهون من اخذها هذا في ظاهر الرواية وعن ابن يوسف لا يثبت القبض في الموقوف الا بالنقل لانه قبض موجب للمضمان بمنزلة الغصب وعند مالك يزوم بدون القبض

ترجمہ: (۱) کہ جس کی چیز کو اس حق کے عوض دے دے کو کہتے ہیں جس کا ماسل کرنا ممکن ہو اس مردانہ چیز سے جیسے اوجھاد، کیونکہ اوجھاد کی رقم وصول کر لینا مروجہ چیز سے ممکن ہے اس طرح کہ مردانہ چیز کو بیچ دے اختلاف میں کہ کیونکہ وہاں صورت مطلوب ہوتی ہے جو صورت کا حاصل کرنا دوسری چیز سے ممکن نہیں ہے (اور ممکن یہاں اور قول سے مشتق ہوتا ہے نہیں لازم نہیں ہوتا) بھی مشتق ہوتا ہے اس حال میں کہ لازم نہیں ہوتا۔ (مگر مردانہ کو مردانہ چیز تقسیم کرنا اور عہدہ دینا سے وجہ کرنا جائز ہے) یعنی مردانہ کی تقسیم کرنا اور عہدہ دینا سے وجہ کرنا (بھی) جب دامن سے مردانہ چیز تسلیم کر دیا اور مردانہ سے اس کو قبض کیا اس حال میں کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ نے تقسیم شدہ ہوا اور شائع ہو۔ (لا شائع بھی) یعنی دامن کے حقوق سے فارغ ہو یہاں تک کہ جائز نہیں ہے زمین کو زمین کے طور پر دینا کھجور کے درختوں کے پھیر اور درخت کا پھل کے پھیر اور دھرم میں دامن کا دامن ہونا ان کے لئے دینا (اگر قبضہ نقد لازم ہوگا) یعنی اگر دامن کے حقوق کے ساتھ یہی اشیاء طور متصل ہو جیسے محل درختوں کے ساتھ تو اس کا جدا کرنا لازم ہے۔ جس مغیر کا قبضہ کل کے ساتھ ہے مگر کل کا مال سے فارغ کرنا لازم ہے جیسے پھل۔ اور یہی پھل مردانہ نہیں ہوا اس کا قبضہ لینا بھی جائز ہے۔ اور سب کا قبضہ ملے ملے ہے جس میں مال کا جدا کرنا اس کو سب سے لازم ہے جو مردانہ نہ ہو مگر اس کا اتصال شائع ہو یہاں تک کہ اگر اس کا اتصال بجا رہتی ہو تو وہ مستحق جیسے اس سب کا دامن جو دامن کے گھر میں ہوں۔ (اور اگر دامن میں قبض کے حکم میں ہے جیسے غائب میں) اقلیاس کو کہتے ہیں کہ دامن مردانہ چیز کو اس کی جگہ کے گھر میں اس چیز کے لئے پرکار ہو یا ہر الزام دامن میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مستثنیٰ وغیرہ میں قبضہ نقل کرنے کے بغیر ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ دامن کا قبضہ کرنا ایک ایسا قبض ہے جو منصب کی طرف متعلق ہے نہ موجب ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دامن قبض کے بغیر الزام ہے۔

تخریج: اس عبارت میں چند چیزیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) دامن کا معنی اصطلاحی:

کسی چیز کا ایسے حق کے لئے جس دامن یا دامن کے ذریعہ اس حق کو دوسرا کرنا ممکن ہو مثلاً وہ نے مکر کو دس روپے میں ایک کتاب چلی۔ اور دس روپے بیچ کر قبضہ کر کے دامن میں دے دے کی بات کی تو یہ دامن غرض کے ذریعہ ہے۔ اور وہ نے مکر پر عہدہ دس روپے کی عہدہ پر مثلاً بطور ضمانت کوئی چیز دامن رکھنے کا مطالبہ کیا اور دس روپے کے پاس ضمانت کے طور کوئی چیز دیکھو اور تو یہ چیز مردانہ جب کہ یہ معاملہ دامن اور مکر کو دامن اور یہ کہ دامن بناتا ہے۔ اور دس ایک ایسا حق ہے جو دامن ہوتی چیز کے ذریعہ ماسل ہو سکتا ہے مثلاً اگر عہدہ دس روپے میں دس روپے کو دس روپے اس کی کچھ ہوتی چیز کو دس روپے کا قرض ماسل کر سکتا ہے۔

(۲) ... کالدین کا بیان:

کالدین دس میں کافی استغناء ہے یعنی دامن صرف دس کے بدلے میں ہوتا ہے نہ کہ دس کے بدلے میں کیونکہ دس میں

صورت قصہ ہو جاتی ہے نہ کہ اس کی حالت۔ لہذا ایمین کے مقابل میں رکن نہیں ہوتا ہے مثلاً نہ نے عمر کے پاس کیسیج نہ وہیت کے طور پر رکھنا اور نہ نے عمر کو کہا کہ میرے آپ پر مجھ و سہ نہیں ہے لہذا آپ اس کیسیج کے مقابل کوئی چیز میرے ہاں رکھو۔ اور عمر نے کتاب رکھی لہذا یہ دین چاہ نہیں ہے کیونکہ کیسیج ایک شیئ ہے جو وہیت کے طور رکھا گیا ہے اور کتاب دوسرا شیئ ہے یہاں دوسرا قصہ کیسیج ہے جو کتاب سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴)

سوال: ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے ہے کہ عین کے مقابل میں نہیں ہوتا کیونکہ میں متاویز ہو کہ عین کے مقابل میں رکن ہوتا ہے جیسے نہ نے خانہ کی کاڑی نصب کی اور اس کے ہاں گاڑی تباہ ہوئی مثلاً۔ اب نہ نے اس کا سلطان راہب ہے اور نہ نے اس سلطان کے کوئی عمر نے اس کوئی چیز رکن رکھی اور یہ رکن گنجل ہے۔ لہذا اس صورت میں دین کے بغیر رکن رکھنا درست ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ مصنف کا معرکہ گنجل نہیں ہے۔

جواب: دین ایک عام اصطلاح ہے خواہ ہیضہ ہو یا عکس لہذا یہاں اعراب میں بھی متاج کے قول کے مطابق قیمت ہی وجہ ہوتی ہے اگر وہ عین منہوب کو ادھس کر دے تو اس سے بھی اس کا ذرہ بری ہو جاتا ہے اور قیمت دین ہے نہ کہ عین۔ جب اس کا دین ہوتا ہے تب ہو گیا تو معلوم ہوا کہ رکن دین کے بدلے میں ہے نہ کہ عین کے بدلے میں۔ (۱۰۷۵) (۱۰۷۶)

﴿خاتمہ﴾

۱۰۔ اگر کال کالہ بن میں تھیلے ہو جائے تو اس قدر پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوگا کیونکہ پھر مصنف کا مقصد قیاسی ہو جاتا ہے نہ کہ استصحاب اور اس قدر پوز دین سے دین ہیضہ ترک ہے۔ (۱۰۷۷) (۱۰۷۸)

(۳)۔۔۔۔۔ رکن کا اعتقاد:

رکن دیگر معنوی طرٹ اینجاب اور قول سے مستفہ ہوتا ہے مثلاً رکن اس طرح کہ ”واعتك هله الحال بدین لك علی“ اور رکن قیاسی کہ تو معتد رکن مستفہ ہو جاتا ہے۔ اب یہ رکن اعتد سے تام ہوتا ہے یا کما اور چیز سے؟ اس میں اختلاف ہے۔
مخلاف: ممکن اندہ فرماتے ہیں کہ جب رکن نے رکن کو عمر ہونا چیز حال کیا اور رکن نے اس کو قبض کیا تو تب یہ معتد تام ہو گیا۔
نام مالک: نہ اندہ فرماتے ہیں کہ ان صرف اینجاب اور قول سے تام اور لازم ہوتا ہے اور اس میں اعتد شرط نہیں ہے۔

﴿خاتمہ﴾

انصاف: ممکن اندہ کے درمیان اس بات میں خلاف ہے کہ تخلیہ (رکن) چیز عمر ہونا کو ایک جگہ کے جہاں سے مرعہ: ”خائے پرکار“ ہوا سے رکن تام ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

ظاہر: اردو یہ اس کے مطابق معتد رکن تخلیہ سے تام اور لازم ہوتا ہے۔

نام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تخلیہ سے رکن معنوی اعتبار میں تام نہیں ہوتا ہے بلکہ نقص کرنے سے تام ہوتا ہے۔

مفتی بہ قول: ظاہر اردو یہ مطلق بقول ہے۔

ثم وكفى له بالخيلة في طاهر الروية، عن امر يوسف انه لا يثبت في المفقول الا بالنقل و الاول اصح و تصحيحه في ص ۱۲۹

(۳) مرہون چیز کے لیے شرکاء:

ففي حبانہ ہوتا ہے جب مرہون چیز میں شرکاء کے ساتھ ہو۔

(۱)۔۔۔ مرہون چیز بچے ہو نہ لڑکا (مترقی کر ۱۰)۔۔۔ شرعاً اور یعنی مرہون چیز میں اگر کوئی سامان وغیرہ نہیں رکھا ہو۔۔۔ (۳)۔۔۔ متبرعہ (یعنی مرہون کے ساتھ غائبہ غیر مرہون چیز سے متصل نہ ہو) ایسے در حقوق کو دین کے طور پر لکھنے کی صورت میں بچلے نہ۔۔۔ (۲)۔۔۔ جو حقیقتاً دونوں کے ساتھ متصل ہوتا ہے۔

اگر مرہون چیز ہلاک ہو جائے تو یہ قیمت اور دین میں سے
کتر کے بدلے میں مضمون ہوتی ہے

وصمن باقل من قبعتہ من ائمانہ تعلہ ان هذا المتر کتب مشکو فقل الناس من اشتکاه و هو ان یرحمہ ان کلمۃ من ہی ائنی لست مع الفعل التثنی و لیس کذلک لانه ان ارید انہ مضمون باقل من کل و حد لہذا غیر مراد وان ارید انہ مضمون باقل من المجموع او باقل من احدہما ان کتابہ الواو حصی و فہذا شیء مجهول غیر مفید بل المرد انہ مضمون بہ۔۔۔ هو الاقل فان کان الدین باقل من القیمۃ فهو مضمون الدین وان کانت القیمۃ اقل من الدین فهو مضمون بالقیمۃ لیکون من المسایر تقدیرہ انہ مضمون بہ۔۔۔ هو اقل من الاخر الذی ہو القیمۃ نازعہ الدین احری ثم اذا علم الحکم فیما اذا کانت القیمۃ اکثر و هو انہ مضمون بالدین الفضل اما انہ القیمۃ لیس صورۃ المساوئ انہ یكون مضمونا بالدین۔۔۔ کلہ ہلاک و ہد صواب سقط دینہ وان کانت قیمۃ اکثر فالحصل اما فی الاقل سقط من دینہ بقدرہا و وجع انہرہا بالفضل الحاصل ان بد المعزین علی الزہد بد استفاء لانه و لیکون لحناب الاستفاء تكون موصلة الیہ فیکون استفاء من وجہ و ینقرر بانہلاک فلا کان الدین اقل من القیمۃ فقد استوفی الدین والفضل اما ان کانت القیمۃ اقل فیکون مستوفیا بقدر العالیۃ و ہی القیمۃ لیس جمیع بالفضل هذا عندنا وعند صاحب ہو مضمون بالقیمۃ وعند الشافعی ہو غیر مضمون بل ہو اما نہ۔

ترجمہ۔۔۔ اگر مرہون چیز قیمت اور دین میں سے کتر کے بدلے میں مضمون ہوتی ہے (۱) بات چن دیکھ کر یہ ترکیب مشکل ہے اور لوگ اس کی شکل بنانے سے قائل ہیں۔۔۔ غرض یہ ہے کہ یہ ترجمہ ہوتا ہے کہ یہ دین میں مضمون کے لیے ہے اور اس طرح لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے لیے وہ نہ ہو نہ تو یہ تجارت کا مضمون ہے نہ کہ مرہون چیز مضمون ہے بل کہ یہ اس کے لیے ہے اور یہ معنی ہی مرہون ہے۔۔۔ اگر وہ دین میں ہو جائے نہ کہ مرہون چیز ہو یا مرہون چیز مضمون ہے نہ دین میں سے ایک۔۔۔ (۲) یہ ایک کمال اور غیر مفید چیز ہوگی۔۔۔ بلکہ مفید کی مراد یہ ہے کہ مرہون چیز کتر کے مضمون ہوگا۔۔۔ بلکہ اگر دین قیمت سے کتر ہو تو دین سے مضمون ہوگا اور اگر

قیمت دین سے کہتر ہو تو بجز قیمت سے مضمون ہوگا۔ جس کی یہ بین کے لیے ہے اصل ہانت اس طرح ہے مرمون چیز اس چیز کے ساتھ مضمون ہوگا خود دوسرے سے کم ہو سکتی ہے قیمت ہوتی ہے اور کئی امین۔ جس کی وجہ اس صورت کا حکم معلوم ہوا جس میں قیمت زیادہ ہو وہ حکم یہ ہے کہ یہ دین سے مضمون ہوگا اور زیادہ رقم امانت ہے تو حکم مساوات کی صورت میں معلوم ہوا کہ مرمون چیز دین سے مضمون ہے۔ (جس اگر دونوں ہلاک ہوئے اس حالت میں کہ دونوں برابر تھیں اور دین مرقہ ہوگا۔ اور اگر قیمت زیادہ ہو تو زیادہ رقم مرمون کے ہاں امانت ہے۔ اور کم ہونے کی صورت میں دین سے اس کے بقدر مرقہ ہوگا۔ اور مرمون چیز زیادتی سے رجوع کرے۔) جس کلام کا حاصل یہ ہوا کہ مرمون کا بقدر مرمون چیز کی اصل بانی کا بقدر ہے کیونکہ مرمون اصل بانی کے لیے مرمون ہی ہے تاکہ وہ اصل بانی کی کچھ بھی نہ جانتے۔ جس پر کہ بعد اصل بانی ہے اور اصل بانی مرمون کی ہلاکت سے ہلاکت ہوگئی۔ جس اگر دین قیمت سے کہتر ہو تو تحقیق کے ساتھ دین دوسرے اور زیادہ زیادتی امانت ہے۔ اور اگر قیمت دین سے کم ہو تو مرمون بقدر قیمت مرمول باب اور اور دین قیمت ہے۔ جس اور زیادہ زیادتی سے رجوع کرے۔ اور یہ ہلاکت سے نزدیک ہے اور امام باکے کے نزدیک مرمون چیز قیمت سے مضمون ہوگی۔ اور امام شافعی کے نزدیک مرمون چیز مضمون نہیں بلکہ امانت ہے۔

شرح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرمون چیز مرمون کے ہاں ہلاک ہوئی تو کیا یہی مرمون چیز مرمون چیز مضمون ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہلاک ہونے کی صورت میں مرمون چیز کی بھی چیز سے مضمون نہیں ہوگی کیونکہ یہی مرمون چیز مرمون کے اس امانت ہے۔ اور ہلاک کی صورت میں دین سے کہتر مرقہ نہیں ہوگا۔

جس پر علامہ مہملہ فرماتے ہیں کہ مرمون چیز مضمون ہوگا۔ اب یہ دین اور قیمت میں سے کہتر سے مضمون ہوگا یا قیمت سے؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دین اور قیمت میں سے کہتر سے مضمون ہوگا مثلاً اگر دین (۳۰۰) روپے ہے۔ اور مرمون چیز کی قیمت ایک سو پچاس (۱۵۰) روپے ہے تو اس صورت میں مرمون چیز ایک سو پچاس روپے سے مضمون ہوگا۔ اور اگر دین اور قیمت دونوں برابر ہیں تو معاملہ ختم ہوگا۔ اور اگر دین اکثر ہے۔ تو قیمت کے بقدر دین مرقہ ہوگا۔ اور مرمون باقی رقم راکن سے لے لے اور اگر قیمت دین سے زیادہ ہو تو اس صورت میں قیمت بقدر دین مرقہ ہوگی۔ اور قیمت کی باقی رقم راکن کے ہاں امانت ہوگی مثلاً اگر دین نے مرمون ۳۰۰ روپے خرمن دے دیا۔ اور عمر نے سوڑ ساگیں راکن کے طور پر کو دے دیں۔ جب بدستھی سے سوڑ ساگیں بیل کر راگ ہوگئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سوڑ ساگیں کی قیمت زیادہ ہے یا دین۔ جس اگر اس کی قیمت ۱۸۰۰۰ روپے ہے تو زیادہ تر ہے ۳۰۰ روپے لے گا۔ اور اگر اس کی قیمت ۳۰۰۰۰ روپے ہے تو معاملہ ختم ہوگا۔ اور اگر قیمت ۱۸۰۰۰ روپے ہے تو ایک ہزار روپے خر کا زید کے پاس امانت ہے جو ہلاک ہو گیا جس کا کوئی ضمان نہیں۔

امام بزرگوار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرمون چیز قیمت سے مضمون ہوگی یعنی اس کے مرمون دیکھنے کے دن قیمتی قیمت ہوتی قیمت مضمون ہوگی جس اگر دونوں برابر ہے تو معاملہ برابر ہوا ہوگا۔ اور اگر قیمت زیادہ ہو تو باقی رقم مرمون سے لے گا اور اگر قیمت کم ہے تو مرمون باقی رقم راکن سے لے گا۔

مرتنین کا حق تعین نہیں۔ لہذا ہمیں یہ ہونے کی وجہ سے عبادی کے فرض پہلے رہیں اس کا قرضہ ادا کرے۔ پھر مرتنین مرہون راہن کے حوالہ کرے۔ جس طرح مرتن اور بیع میں بھی یہی حکم ہے کہ مرتن پہلے دیا جاتا ہے اور اس کے بعد بیع دیا جاتا ہے۔

مرتین اگر اپنا زمین طلب کرے تو وہ ایسے راہن کے حاضر کرنے سے مکلف نہیں ہوگا جو عادل کے پاس رکھا گیا ہو

ولا تکلف مرتن طلب دینہ باحضار مرتن وضع عند عدل ولا تمن رهن باعہ المرتن ہامرہ حتی یقضی ای ان امر المرتن المرتن یبع وہو فاعاد فلن لم یقضی لا یکلف باحضار المرتن اذا طلب دینہ وان قبض المرتن ینکلف باحضارہ ولا مرتن معہ رهن تمکنہ من بیعہ حتی یقضی دینہ ای لا یکلف مرتن معہ رهن ان یمکن الراهن من بیع المرتن ثم هذا حکم وهو عدم التکلیف المذكور معنی الی قضاء الدین.

ترجمہ: ... (اور مرتن جس نے اپنا زمین طلب کی مکلف نہیں ہوگا ایسے راہن کے حاضر کرنے سے جو عادل کے پاس رکھا گیا ہو۔ اور اسی طرح ایسے مرہون کے مرتن کے حاضر کرنے سے جس کو مرتن نے راہن کی اجازت سے بیچا ہو یہاں تک کہ وہ مرتن شریعی سے وصول کرے۔ یعنی اگر راہن نے مرتن کو انرا دیا کہ آپ مرہون کو بیع و درود مرتن نے اس کو بیع دیا۔ پس اگر مرتن نے مرتن کو بیع نہیں کیا ہے تو وہ مرتن کے حاضر کرنے سے مکلف نہیں جب وہ دین کا مطالبہ کرے۔ اور اگر اس نے مرتن کو بیع نہیں کیا ہے تو وہ مرتن کے حاضر کرنے سے مکلف ہوگا۔ (اور اسی طرح مرتن جس کے پاس راہن ہو مکلف نہیں اس بات کے کہ راہن کو مرہون بیچنے کی قدرت دے یہاں تک کہ راہن اس کا قرضہ ادا کرے یعنی مرتن جس کے پاس مرہون ہو وہ راہن کو مرہون کے بیچنے پر قدرت دینے سے مکلف نہیں ہوگا۔ جس دین کا ادا کرنے تک یہ عدم تکلیف کا حکم لکھا جاتا ہے۔ (اور اسی طرح اگر راہن نے بیع و حاد راہن تو مرتن بھی مرہون کے تسلیم کرنے سے مکلف نہیں ہوگا حتی کہ وہ باقی دین قبضی کرے) یعنی اگر مرتن جس نے بیع و حاد راہن کیا کچھ مرہون کے دینے سے مکلف نہیں ہوگا بجز یہ حکم جو عدم تکلیف ہے ادا کرنے تک یہ عدم تکلیف کا حکم لکھا جاتا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے دو چیزیں ذیل فرمایاں ہیں جس کے کرنے سے مرتن مکلف نہیں ہوگا۔

(۱) ... راہن اور مرتن کے احقاق سے مرہون چیز کی شریعہ سے قبض کے پاس راہن کی گواہی صورت میں اگر مرتن اپنے احوال کا مطالبہ کرے تو مرتن مرہون چیز کے حاضر کرنے سے مامور نہیں ہوگا کیونکہ مرتن مرہون چیز کے حاضر کرنے پر گواہ نہیں ملے کہ مرہون چیز اس کے قبضے میں نہیں ہے

(۲) ... راہن نے مرتن سے کہا کہ مرہون چیز کو بیع و درود مرتن نے اسی طرح کیا اس کے بعد مرتن نے اپنے احوال کا مطالبہ کیا۔ اب مرتن مرہون چیز کے مرتن کے حاضر کرنے سے امر ہوگا یا نہیں؟ اگر مرتن نے مرتن وصول کیا ہے تو جب مامور ہوگا کیونکہ یہ مرتن مرہون کے قائم حاکم ہے۔ اور اگر اس نے وصول نہیں کیا ہے تو جب مرتن حاضر کرے۔ مامور نہیں ہوگا کیونکہ یہ مرہون میں نہیں رہا بلکہ دین ہو گیا۔ اور اس کا دین ہونا اس بیع کی وجہ سے ہوا جس کی اجازت راہن کی طرف سے ملی تھی۔ پھر

میں یہ ممکن بھی دین ہو گا اور اگر یہ پہلی ہی سے عامل کے پاس رکھا جائے تو مرتجعین کو مطالب کے وقت حاضر کرنے سے مامور نہ ہوتا۔

- (۳) اگر وہ اس نے مرتجعین چیز (جو مرتجعین کے پاس ہے) کا بیچنا چاہے تو مرتجعین اس چیز سے منصف نہیں ہو گا کہ وہ مرتجعین کو بیچنے کے لیے اسے کیونکہ مرتجعین جب تک دین وصول نہیں کرتا ہے اسی وقت تک اس کو مرتجعین واپس نہ کرنے کا حق حاصل ہے۔
- (۴) ایمان نے پورا اور حاکم لایا نہیں کیا بلکہ اس کا کچھ حصہ اور کیا اور کچھ باقی تھا تو اس صورت میں مرتجعین اس سے مامور نہیں ہو گا کہ وہ مرتجعین کا کچھ حصہ اس کو واپس کر دے بلکہ اس کو مکمل مد کے کا حق حاصل ہے۔

مرتجعین خود اور اپنے عیال سے مرتجعین کی حفاظت کر سکتا ہے

و لا تحفظ بنفسه و عیاله كالزوجة و الولد الخادم الذین فی عیالہ و ضمن بحفظہ بنفسہم و ابدانہم و تعنیہ و جعلہ عاتق المرء فی خنصرہ لا یجعله فی اصبع اخر فان جعلو فی الخنصر استعمال و جعلہ فی اصبع اخر لا یجعله العاتق بل هو من باب الحفظ.

ترجمہ: ... (مرتجعین کو خود و مرتجعین کی حفاظت کرنا چاہئے اور اسی طرح اپنے عیال سے) جیسے بیوی، مالدار اور وہ خادم جو اس کے عیال میں ہوں (اور مرتجعین دوسرے سے مرتجعین کی حفاظت کرانے سے خاص نہ ہو گا۔ اور کسی کے پاس امانت رکھنے سے اور اس پر تمہارے کرنے سے اور مرتجعین کی کفالت پر اپنی اپنی ذمہ داری میں پہنچنے سے۔ اور خاص نہیں ہو گا دوسرے ہاتھ میں پہنچنے سے) کیونکہ جو بیوی اپنی اپنی ذمہ داری میں استعمال ہے اور دوسرے ہاتھ میں پہنچنا عاتق نہ ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں بلکہ یہ حفاظت کے قبیلے میں سے ہے۔

تشریح: مصنفؑ نے اس عبارت میں مرتجعین کی حفاظت کے بارے میں کچھ بتائے ہیں۔ اور اس کی حفاظت میں کوئی سے جو کچھ لازم ہوتا ہے وہ بتائے ہیں۔

- (۱) ... مرتجعین کو مرتجعین چیز کے خود یا اپنے عیال سے حفاظت کرانی ہے۔ اور اگر اس نے دوسرے کے ذریعے حفاظت کرائے گا تو مرتجعین ہلاک کی صورت میں مرتجعین کے خود کی قیمت کا ناسن ہو گا جیسے منصب میں ہوتا ہے۔

﴿ حفاظت کا حق ﴾

عیال میں سے ہونے کا بار اور وہ اس بات پر ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی غیر بیٹا ہو تو وہ اس کے عیال میں سے ہے خواہ اس پر اس کا مندر ضروری ہو یا نہیں۔ جیسے زوجہ اس کے علاوہ اس کا خادم اور اس کا لہذا وغیرہ سب عیال میں شامل ہیں اور یہ یہ حریف عیال میں شامل نہیں ہے نیز وہ شریک جو شراکت مقادیر اور شراکت میں اس سے ہونے والی عیال کے قائم مقام ہے۔ (صحیح الترمذی ۵۰۱۳، ۲۰۲۴ و جامعہ صغریٰ ۱۰/۱۱۰)

- (۲) اور اگر مرتجعین مرتجعین چیز کی حفاظت عیال سے علاوہ کسی اور سے کرائے تو مرتجعین پر بڑا کثرت کی صورت میں منصب کی طرح مکمل قیمت کا حائل واجب ہو گا۔

(۳) اگر مرتجعین مرتجعین چیز کو کسی کے پاس امانت رکھے تو ہلاک کی صورت میں مکمل قیمت کا ناسن ہو گا۔

(۳) اگر مرتکب نے مرہون چیز میں تمکین کیا تو مرتکب مکمل قیمت کا ضمانت لے گا کیونکہ مرہون کی جو مقدار دین سے زیادہ ہے وہ مرتکب کے اہل امانت ہے۔ اور امانت میں تجاوز کی صورت میں ضمان واجب ہوتا ہے۔

(۵) اگر مرتکب مرہون کا قصویٰ اپنی چوٹی اٹا لی (خضر میں جڑی اٹلی میں پہننے کی دھڑل اور دراج ہے) میں چہا تو مرتکب ضمانت دے گا اور اس پر ضمان واجب ہوگا۔ اور باقی اٹلیوں میں پہننے سے ضمانت نہ ہوگا کیونکہ اس میں پہننے کی عادت نہیں تو اس کو حفاظت کرنا کہا جائے گا۔ لہذا اس صورت میں ضمان نہ ہوگا۔

مرہون چیز کی حفاظت کے اخراجات مرتکب کے ذمہ ہوں گے

وعليه مؤن حفظه ورده الى يده اور جزء منه كاحرة بيت حفظه وحافظه لاما جعل الاتيق ومداراة الجرح
فقسم على المضمون و الامانة على المرتكبين مؤن حفظ كاجرة بيت الحفظ واجرة الحفظ وكذا
مؤن رده الى يد المرتكبين ان خرج من يده كجعل الاتيق فهو على المرتكبين اذا كان قيمة الرهن مثل الدين
وكذا مؤن رده جزء من الرهن الى يد المرتكبين مداراة الجرح اذا كان قيمته مثل الدين اما اذا كان قيمته اكثر
منه ففهم على المضمون و الامانة فيما هو مضمون لطلی المرتكبين و ما هو امانة فعلى الرهن و هذا بخلاف
اجرة بيت الحفظ فلي نعمه على المرتكبين و ان كان قيمة المرهون اكثر من الدين لان وجوب ذلك بسبب
انجس و حق العسر في الكل ثابت له و على الراهن مؤن تبليغ و اصلاح منالعه كخفذه و حده و كسونه و
اجرة راعيه و نظيره ولد الرحمن و سلمى البستان و اللطام بالمرور.

ترجمہ ... (مرہون چیز کی حفاظت کے اخراجات مرتکب کے ذمہ ہوں گے اور اسی طرح مرتکب کی جاب واپس کرنے میں اس کی جڑو
واپس کرنے کا جیسے اس گھر کی اجرت مرتکب کے ذمہ ہے جس میں مرہون چیز کی حفاظت کی جائے گی۔ اور اسی طرح مرہون چیز کی گمرانی کرنے
والے کی اجرت۔ اور اپنی کا اصل اور رقم کا علاج مضمون اور امانت پر تقسیم ہوگا۔ یعنی مرتکب پر حفاظت کرنے کا خرچہ ہے جیسے اس گھر کی اجرت
جس میں مرہون چیز کی حفاظت کی جائے گی اور گھبران کی تحواہ اور اسی طرح مرتکب کی طرف مرہون سے نہ کرنے کا خرچہ اگر مرتکب کے ہاتھ سے
کل گئے اور اسی طرح مرہون کے بڑے نہ کرنے کا خرچہ جیسے اپنی کا خرچہ مرتکب پر ہے اور اگر اس کی قیمت دین کی مثل ہو اور اسی طرح مرتکب
کو مرہون کے بڑے نہ کرنے کا خرچہ جیسے رقم کا علاج کرنا اگر اس کی قیمت دین کی مثل ہو۔ اور اگر اس کی قیمت دین سے زیادہ ہو تو یہ مضمون
اور امانت پر تقسیم ہوگا۔ پس جو مضمون ہو مرتکب پر ہے۔ اور جو امانت ہے تو وہ اس پر زیادہ ہوگا اور یہ بیت لکھنے کی اجرت کے خلاف ہے
کیونکہ یہ مکمل مرتکب پر ہے نہ کہ دین سے قیمت زیادہ ہو کہ مکمل ضمان کا وجہ یہ کہ جب سے باورسب میں قید کا حق مرتکب کے لیے ہے (اور
راہن پر وہ خرچہ جو مرہون کے ہاتھ ہونے میں خرچ ہو جائے اسی طرح جو اس کے اصحاب پر خرچ ہو جائے جیسے مرہون کا نقد اس کا لباس
پر واجب کی اجرت مرہون کے بدلے کے لیے اور امانت کے لیے اور اس کے اسد کے کیا کیا)۔

تقریباً ... مرہون چیز پر خرچہ ہوتے ہیں اور اسی طرح ہیں۔

(الف) ... وہ خرچہ جو مرتکب پر ہوا کہ اس سے قیمت دین کی مثل ہو یا کہ ہو یا زیادہ۔ پھر اس کی ادا قسم ہیں۔

(۱) جو خرچہ مریہوں چیز کی حفاظت پر ہوتا ہے یہ خرچہ مریہوں پر واجب نہ کرے گا کیونکہ یہ خرچہ حفاظت کے قیست سے ہے اس لیے کہ مریہوں مریہوں چیز کی تید پر نہیں کرتے کا عقد نہ ہو تو حفاظت بھی اس کی امد ضروری نہ ہوگی۔ لہذا حفاظت کے ضمن بھی ای کے ذمہ ضروری ہوگا۔

﴿فائدہ﴾

جو خرچہ حفاظت پر ہوتا ہے جیسے اس کو کرب کا کر یہ جس میں مریہوں چیز دینی مال کی اور مریہوں چیز کی نگرانی کرنے والے کی اجرت۔
(۲) جو خرچہ مریہوں چیز کی اصلاح و انتفاع پر ہوگا دوا دامن کے ذمہ ہوگا کیونکہ مریہوں کا مین دامن کی حکیت ہے۔ اور حکیت کے اصلاح و انتفاع کے نہ خرچہ پر ہوتا ہے دوا مالک کی ذمہ واجب ہوتا ہے۔

﴿فائدہ﴾

- (۱) جیسے مریہوں کا فائدہ۔ (۲) مریہوں کا کبڑا۔ (۳) مریہوں کے پرانے یا نئے کی اجرت۔
- (۴) مریہوں کے بچے کے دودھ کا خرچہ (یعنی مریہوں باندی کا بچہ پیدا ہو اور باندی کے دودھ بچے کے لیے کافی نہیں تھا تو بچے کے لیے مریہوں پر اجرت پر رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو اس کی اجرت دامن کے ذمہ ہوگی)
- (۵) مریہوں پر غ کو میرا پ کرنے کا خرچہ۔
- (۶) بارے کے اصلاح و انتفاع کے لیے جو خرچہ ضروری ہے اس کا خرچہ۔
- (ب) بعض حالات میں صرف مریہوں پر ہے (یا اس وقت جب قیمت دین کی شکل یا اس سے کم ہو) اور بھی دامن اور مریہوں دونوں پر ہے (یا اس وقت جب قیمت دین سے زیادہ) اور یہ مندرجہ فرائض ہیں۔
- (۱)۔ مریہوں چیز مریہوں سے بھاگ جائے اب اس کو واپس لے آئے کا خرچہ۔
- (۲)۔ مریہوں چیز کا حضور و فرائض ہو جائے تو اس کے علاج کا خرچہ۔

﴿فائدہ﴾

(۱)۔ فائدہ دوا دامن مریہوں میں اگر قیمت دین کی شکل یا اس سے کم ہو تو مکمل خرچہ مریہوں پر واجب ہے۔ اور اگر قیمت زیادہ ہو تو دامن (مریہوں) پر خرچہ ہوگا مثلاً مریہوں خاصا کی قیمت تین سو (۳۰۰) روپے ہے اور دامن ایک سو بیس (۱۵۰) روپے ہے۔ اب غلام بھاگ گیا جس کے دامن لے آئے میں چالیس (۴۰) روپے خرچ ہوئے تو اس سے میں (۲۰) روپے دامن اور میں (۲۰) روپے مریہوں پر ہوگا اس لیے کہ تین سو (۳۰۰) روپے کی مالیت میں ایک سو بیس (۱۵۰) روپے مریہوں سے۔ لہذا اس کا مکمل مریہوں سے گا اور ایک سو بیس (۱۵۰) روپے چالانت ہے۔ اور مالیت میں مریہوں کا بقعہ کو گیا، لکھ کر کا بقعہ دتا ہے اور مریہوں کو گیا، لکھ کے؟ تب ہے بقعہ اس مقدار کا مکمل مالک (دامن) کے ذمہ ہوگا۔

(۲) بھگڑنے غلام کے واپس لے آئے میں جو ضروری واجب ہوئی ہے اس ضروری کو مکمل کرتا ہے۔ (مطلب ۵۹۸۶)

باب ما یصح رهنہ والرهن بہ و ما لا یصح

باب ہے ان چیزوں کے بیان میں جن کو رہن کے طور پر رکھنا درست ہے اور جن کو رہن کے طور پر رکھنا درست نہیں۔ اور وہ چیزیں جس کے بدلے میں رہن رکھا جاتا ہے اور جس کے بدلے میں گنجائش نہیں ہے۔

مشاع چیز کو رہن کے طور پر رکھنا صحیح نہیں ہے

و یصح رهن مشاع و نمو علی نخل دومه و زرع ارض و نخل ارض و اولھا لعدم کونہ متبجواً و کذا عکسھا ای لا یصح رهن نخل بدون نمر و ارض بدون ذرع از نخل لعدم کونہ مفرغاً فلا ینم الفض و عن ای حیثہ ان رهن الارض بدون الشجر جائز لان الشجر اسم للذات لو کون استثناء الاشجار بمواضعھا فینجوز لان الاتصال ج یكون اتصال مجاوزة ولو رهن شحیل بمواضعھا جائز ایضاً لان اتصال حیثہ اتصال مجاوزة و رهن الحر و العبد و المکاتب و ام الولد لم لیس لکما ذکر ما لا یجوز رهنہ اراد ان یشترک ما لا یجوز الرهن بہ لقال۔

ترجمہ: (اور مشاع چیز (غیر مقسوم) کو رہن کے طور پر رکھنا صحیح نہیں ہے، اور نہ اس کے بدلے میں کار خست کے بیخ اور زمین کی کھیتی اور درخت زمین کے بغیر) کیونکہ یہ ایک چیز ہے (اور اسی طرح اس کے ٹکس کا) یعنی درختوں کا پہلے کے بیخ کے بدلے میں کے طور پر رکھنا صحیح نہیں ہے، اور زمین کھیتی اور درختوں کے بغیر اس لیے کہ یہ دونوں مفرغ نہیں (یعنی فصل یا غنیمت نہیں ہوگا) اور نام اور مفیدہ خدا سے یہ روایت متحمل ہے کہ زمین کا رہن کے طور پر رکھنا صحیح ہے کیونکہ شجر اس چیز کا نام ہے جو ان کے بدلے میں درختوں کو اپنی پتلیوں کی ساتھ سمیٹا ہوا تو یہ جو خیر ہے کیونکہ یہاں اتصال اتصال مجاوزہ ہے۔ اور ان درختوں کو اس کے پتلیوں کے ساتھ رہن پر یا تو یہ جائز ہے کیونکہ یہاں اتصال اتصال مجاوزہ ہے (اور حر، عبد، مکتوب، اور ام الولد کو رہن کی بجائے مستحق ہے جب وہ چیزیں جس کا رہن کے طور پر رکھنا جائز ہیں ذکر کئے۔ اب اس نے ان چیزوں کے ذکر کرنے کا ارادہ کیا جس کے بدلے میں رہن رکھنا صحیح نہیں ہے وہ مستحق ہے کہ)۔

تشریح: ... مستحق نے اس عبارت میں وہ چیزیں بتائی ہیں جن کو رہن کے طور پر رکھنا جائز نہیں ہیں وہ چیزیں متبجواً ملتی ہیں۔ (الف) ... غیر مقسوم چیز اطلاق یہ اسم لکھ کر ایک بطور رہن رکھنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کی تقسیم شدہ ہونا ضروری ہے کیونکہ فرمان الہی اس پر ہے کہ "وہو کان مفروضاً" اور اس فرمان کو اس سے جو چیز مقسوم ہے، وہ بھی اسی چیز کو واضح کرتا ہے اس لیے کہ رہن سے مقصود مشغول حاصل ہوتا ہے تاکہ رہن قرض سے نکال کر رکھے۔

(ب)۔ یہ وہاں صورت میں جس میں رہن غیر مہول چیز کے ساتھ اس طرح مشغول ہو کہ مہول چیز پر انقطاع کے بغیر رکھا جاتا ہو۔

(۱)۔ جیسے، وہ مکمل جو درختوں پر لگے، وہاں کارکن کے طور پر درختوں کے بھی دیتا۔

(۲)۔ کھیتی (جز میں میں موجود ہو) کو زمین کے بغیر رہن پر دیتا۔

(۳) درختوں (زر زمین میں موجود ہوں) کو زمین کے ظہیر زمین پر دینا۔

(۴) درختوں کو اس پھل کے ظہیر جو اس پر لگے ہوں زمین پر دینا۔

(۵) زمین و اشیا اس نصیحت کے ہواں میں تاج و تاجہ زمین پر دینا۔

(۶) زمین کو اس درختوں کے ظہیر (جو اس میں لگے ہوں) زمین پر دینا۔

ترجمہ

اہم ملاحظہ: اس آیت سے ایک روایت بھی منقول ہے کہ زمین کو درختوں کے ظہیر زمین پر دینا جائز ہے کیونکہ اس صورت میں زمین کا وہ حصہ جس پر درخت لگے ہیں کو ایام نصیب زمین سے منسلک ہے۔ اور باقی زمین زمین ہے۔ اور اسی طرح وہ جگہ جو زمین پر ہے متعلق ہے۔ کہ شارع کو پھر اس پاشتن کا ظہیر جو اس کی زمین ہوگا۔

اہانت کے عوض زمین رکشائیں نہیں ہے

ولا لالاماناب کا لودعة و المستعار و مال المضاربة و الشر كنو لا بالدرك صورته باع زيد من عمرو دارا فمن بکر عبد المشتري شيئا بما يدرج فيه هذا البيع و كذا و رهن شيئا بضابط له على فلان لا يجوز و لو كفل بفنائه يجوز و لا عين مضمونة بغيرها العودان لا تكون مضمونة بالمثل از بالقيمة كبيع في يد البائع اي ما ع شيئا و لم يسم فروع به شيئا لا يجوز لانه اذا هلك المبيع لم يضمن المالك شيئا لكنه يشفه النص و هو حق المانع و لا بالكفالة بالنفس و النفس بالنفس و ما دارتها و بالشفعة اي كفل بنفس رجل فروع بها شيئا فبفسها و اذا وجب عليه الفصاص فروع شيئا فلا يمتنع عن الفصاص لا يجوز و كذا اد رهن البائع او العسقري شيئا عبد الشقيق ليس له الدار بالشفعة لا يجوز لعدم الدين في هذه الصورة بالوجه المصلحة و المصلحة و بالعدم الجاني او العدم بغير مضمون على المولى فانه لو هلك لا يكون على المولى فانه لو هلك لا يكون على المولى شئ اذا لم يصح الرهن في هذه الصورة للرهن ان يأخذ المرهون من المرتهن و لو هلك المرهون في يد المرتهن لم يملك الراعي هلك بلا شئ لانه لا حكم للباطل على البعض دائر المالك

ترجمہ (اد اہانت) کے عوض زمین کچھ نہیں ہے۔ جیسے، بیعت، اجارہ، مال مضاربہ۔ اور شرکت۔ (اد زمین بالدرك) کسی کی صورت یہ ہے کہ زید نے عمر سے گھر خریدا جس کی عمر نے اس کا حقوق کے لئے میں جو بعد میں مجھے میرا حق دے گا ہے کوئی چیز زمین کے حصہ پر رکھی اور اسی طرح اس حق کے عوض زمین رکھا جو عمر سے ہمارے ہیں ہے۔ (اد اگر کسی کے لئے کفیل دیا تو تب جائز ہے۔ اسی طرح اس ایمان کے بدلے میں بر مضمون بھی وہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں مثلاً یہ قسمت سے مضمون نہ ہو (جیسے مجھ اپنے کے قبضے میں) یعنی اس کے کوئی چیز چاہے اس نے مضمون کی کفیل نہیں کی جس پر اس نے مجھ کے عوض مشتری کو کوئی چیز زمین کے حصہ پر دے اور تو کیا کہ جائز نہیں ہے کیونکہ جب میں مالک ہوں یا اس کے حق میں کسی چیز کا نہیں ہوگا کہ اس نے مالک ہوا اور وہ اس کا حق ہے۔ (اد تلافات بالنفس) کے بدلے میں

اور انہیں اور ان سے کم کے قصاص کے بدلے میں اور نہ قصاص کے بدلے میں بھی قیام نہیں دینے کے حاضر ہونے کا خاصا حکم اور ان کے حاضر نہ ہونے کے پاس کوئی چیز نہیں رکھی تاکہ وہ معلول یا مسکور کو تسلیم کرے اور اس کی طرف اس پر تعدیس واجب ہو تو اس نے وحی کے پاس میں رکھا تاکہ وہ قصاص دے۔ اور نہ کہ یہ جائز نہیں ہے اسی طرح اگر باغ یا مشعل کی قطعہ کے پاس کوئی چیز رکھی تاکہ وہ بھی کوٹھہ کے طور تسلیم کرے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ان صورتوں میں زمین نہیں اور نہ دالے والے طور پر گائے بھانے والے اجرت اور نہ بکر کا غلام کے بدلے میں اور نہ اون کے بدلے میں (کیونکہ یہ سوئی یا مضمون نہیں ہے) نہ کھڑا ہے نہ ہرگز اور نہ ایک غلام یا ایک بھانے والا کو مالک پر ہونے کوگا۔ پس جب زمین بھی نہیں ہوتی تو ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زمین چیز کو زمین سے واپس لے لے اور اگر زمین چیز زمین کے طلبہ کرنے سے پہلے زمین کے پاس مالک ہو تو وہ چیز بھی کسی طرف کے مالک کو بھی کریم یا اس کے لیے کوئی قسم نہیں ہے۔ پس مردوں پر مالک کی بدلت سے زمین کے پاس کوئی نہیں۔

تقریر

مستحق نے اس عبارت میں دو چیزیں ذکر کیں ہیں اس کے عوض کوئی چیز زمین رکھنا بھی نہیں ہے۔ اور یہ چیزیں مستحب و مذکور ہیں۔

(۱) عمر بنے کر کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور نہ کر کے اس کے بدلے میں زمین یا ہوا تو یہ زمین یا ہوا کے لیے کیونکہ زمین رکھنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ زمین چیز سے زمین کے حق کی وصولی پائی اور نہ ہے۔ اور زمین چیز زمین کے پاس مشغول ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر زمین کے پاس مالک ہو تو وہ زمین یا زمین یا زمین کے مطابق ساتھ رہا جائے گا۔ پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ دو چیز مضمون ہیں اور اس کے عوض زمین رکھنا بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ جب یہ زمین یا ہوا واجب فی زمین ہے تو پھر زمین سے کسی چیز کی وصولی پائی ہوگی۔

تقریر

امانت کی صورت میں حد دینا جائز ہے۔

(الف) زید نے عمر کے پاس امانت رکھنے کی صورت میں عمر سے زمین رکھنے کا مطالبہ کیا۔

(ب) زید نے عمر کو کوئی چیز عاریت دینے کی صورت میں اس سے زمین کا مطالبہ کیا۔

(ج) زید نے عمر کو بھالہ عاریت دینے کی صورت میں اس سے زمین کا مطالبہ کیا۔

(د) زید اور عمر جو دونوں ایک دوسرے کے شریک ہیں ان میں ایک نے مالی شرکت کے عوض زمین رکھنے کا مطالبہ کیا۔

(۲) زید نے خالد کو کوئی چیز عاریت دی اور زید نے خالد سے زمین وصول کیا۔ اب خالد اس چیز سے عاریت ہے کہ عاریت ہو کر یہ بھی زید کے عاریت اور اس کے نکل جانے سے خالد کے لیے خاصا ہوتا ہے اور نہ ہے کہ آپ مت ذریعہ چیز زید کی ہے اور میں آپ کو یہ چیز زمین کے طور رکھتا ہوں تو یہ زمین یا ہوا کے لیے کیونکہ ان حق کی وصولی پائی کے لیے ہوتا ہے۔ وحق کے وجہ سے پہلے زمین اپنی نہیں ہوتی ہے۔ ووجوب کی طرف امانت و زمانے کی طرف جائز نہیں ہے۔

تقریر

کفالت بالمدک یا نہ ہو زمین کی صورت جو ہے کفایت دینے کے لیے کفایت اور زید نے عمر کو پیشہ بھی دیا۔ بھی بکرا یا

سے (ا) ہے کہ یہ عمر زید کے علاوہ کسی اور کا نکاح نہ جائے تو اس پر پٹائی دور کرنے کی خاطر خالد نے بکر سے کہا کہ زیدت میں گھیل ہوں اگر یہ عمر کی اوکا نکل جائے تو میں آپ کو آپ کے پیسے سے دو جاہوں اس کو نکاحت بالمدک کہتے ہیں۔

کفالت بالمدک اور رهن کے درمیان فرق کی وجہ:

رهن دووں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ یا عورت یا غلام یا غلام نے اپنے والدین کے عوض یا کسی سے دین رکھے تو یہ جائز نہیں ہے۔ رهن بالمدک بھی اسی طرح ہے تو یہ بھی جائز نہیں۔ اور کفالت سے مستعد کی وصول پائی نہیں بلکہ مطالبہ کا التزام ہے۔ اور مطالبہ کا التزام مجھے موجود چیزوں کے بارے میں ہو سکتا ہے یا آئندہ چیزوں کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) مضمون بغیر اس کے عوض دین رکھنا صحیح نہیں (مضمون بغیر وہ چیز ہے جس کے ہلاک ہونے کی صورت میں اس کی مثل یا قیمت کچھ واجب نہ ہو سکے البتہ اس کے بارے میں جو چیز ملے والی تھی اب وہ نکل گئی، یا جسے بائع کے قبضے میں پہنچا ہے اور وہ اس کے پاس ہلاک ہو جائے تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ البتہ بیع باطل ہو کر کسین موقوف ہوگا۔ اور یہ جائز نہیں کہ کسین اس سے ہلاک کی صورت میں بائع پر کچھ لازم نہیں ہوگا اور یہ نمانت کی طرح ہے۔

مفتی چاقی: مفتی یہ قول یہ ہے کہ یہ ان جائز ہے۔

و هي المفهومة عن النكاح ان الفدية على محضه. وان الفدية (۱۰۰) بائع يجرؤ الوهن به ؟ فذكر في كتاب العرف الله يجوز. (المدام: بالمصايف ۱۰۰) مکتبہ عربیہ

(۴) عمر کسی چیز سے گرفتار ہو تو خالد نے عمر کی اس طرح ضمانت کی کہ میں اس کا قصاص ہو یہ بھی نہیں بھانگا۔ میں اس کو حاضر کرنے کا نہیں ہر نامہ نے عمر کی ضمانت بانفس کے عوض دینی کے پاس دین رکھا تو یہ رهن باطل ہے کہ اگر کسی کی وجہ سے عمر کی حضور کی وارصوں یا بی بی نہیں ہو سکتی ہے اور یہی حق کی وصول پائی رهن میں سے تصور ہوتا ہے۔

(۵) عمر نے قصہ اٹھا کر قتل کیا جس کی وجہ سے عمر پر قصاص واجب ہوا۔ اب عمر نے قصاص کے بدلہ میں رهن رکھا تو یہ رهن جائز نہیں اس لیے کہ وہ ان سے قصاص کی وصول پائی نہیں ہو سکتی ہے۔

(۶) بکر نے خالد کا ہاتھ کاٹ دیا جس کی وجہ سے بکر کا ہاتھ قصاص میں کاٹا جانے لگا۔ بکر نے اس قصاص کے بدلے میں رهن رکھ دیا تو یہ بھی صحیح نہیں اس لیے کہ مردوں سے ہاتھ کاٹنے کی وصول پائی اس سے نہیں ہو سکتی۔

(۷) عمر نے خالد سے زمین خرید لی اور اسی زمین سے کچھ بکری زمین متعلق تھی۔ اسی اتصال کی وجہ سے بکر نے حق قصہ کا دعویٰ کیا تو عمر یا خالد نے بکر کے پاس رهن رکھا تو یہ رهن صحیح نہیں کیونکہ وہ ان چیز کے عوض صحیح ہوگا ہے جو مضمون ہو۔ اور مستعد حق قصہ ہے جو مضمون نہیں ہوتا ہے۔

(۸) خالد کا بیوی عمر کی تو خالد نے اس پر رهن کے لیے کسی عورت کو اجازت دینی کہ اس نے اس کی اجازت کے بدلے میں رهن رکھا اب یہ رهن صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس کی اہلہ نہیں ہوئی تو وہ مضمون نہیں۔ اور یہ مضمون چیز کے عوض رهن جائز نہیں۔

۹۔۔۔ بکر کے بھائی کی شادی تھی تو اس نے ایک گانہ بجانے والی عورت کو اجرت پر رنگی اور اس نے اجرت کے بدلے میں رہن رکھا تو یہ رہن بھی نہیں اس لیے کہ گانے بجانے والی کی اجرت نہیں ہوتی تو وہ محسوس نہیں۔ اور غیر مضمون چیز کے عوض رہن پر نہیں۔

۱۰۔۔۔ زید کے غلام نے کئی شخص کا ہاتھ خطا سے کاٹا جس کی وجہ سے غلام اس شخص (جس کا ہاتھ کٹ گیا تھا) کو کوہنہ کیا جائے گا تو رسول نے اس کے بدلے میں رہن رکھا تو یہ رہن رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس غلام کے ہلاک ہونے کی صورت میں رسولی پر کوہنہ لازم نہ ہوگا۔ اور غیر مضمون کے عوض رہن رکھنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۔۔۔ زید نے اپنے غلام کو تجارت کرنے کی اجازت دے دی جس کی وجہ سے غلام قرضوں ادا تو یہ قرض قرض خواہوں کے حوالہ کیا جائے گا۔ اب رسولی نے غلام کے عوض رہن رکھا تو یہ رہن دلائل و اہل کی وجہ سے جائز نہیں۔

﴿فائدہ﴾

ان سب صورتوں میں اگر مردان نے مرتبین کے پاس رہن رکھا تو رہن کو مرہون لینے کا حق حاصل ہے۔ اب تک رہن نے مرتبین سے مرہون لینے کا۔ چاہے نہیں کیا تھا کہ مرہون چیز رہن کے پاس ہلاک ہوئی تو مرتبین پر ضمان نہیں ہوگا۔

مسلمان کے لیے خر کو رہن کے طور پر رکھنا صحیح نہیں

ولاؤھن عمر و ارتھانہا من مسلم او ذمی للمسلم لا یحوذ للمسلم ان یرهن عمرا او یوتھھا من مسلم او ذمی ولا یضمن لہ مرہونھا ذموا فی عکسہ الاضمان ای ان ذمہ المسلم من ذمی عمرا فہلکت لی ید الذمی لا یضمن للمسلم شیئاً و ان ذمہ الذمی من المسلم صحرا فہلکت فی ید المسلم یضمن المسلم لنفسی لانھا مال مقنن فی حق الذمی خون المسلم

ترجمہ۔۔۔ (اور مسلمان کے لیے خر کو رہن کے طور پر رکھنا صحیح نہیں۔ اور اسی طرح مسلمان یا ذمی سے خر رہن کے طور پر لینا صحیح نہیں یعنی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خر کو رہن کے طور پر کسی کو دے یا کسی مسلمان یا ذمی سے رہن کے طور پر لے (اور مسلمان کے لیے خر نہیں سے خر کا ضمان نہیں ہوگا اگر چھوڑی ہو اور اس کے عکس میں ضمان ہے یعنی اگر مسلمان نے خر کو رہن کے طور پر ذمی کو دے دیا اور ذمی کے پاس ہلاک ہو تو خر ان نہیں ہوگا۔ اور اگر ذمی نے مسلمان کو خر رہن کے طور پر دیا تھا۔ پس وہ مسلمان کے پاس ہلاک ہو تو اس صورت میں مسلمان ضامن ہوگا کیونکہ خر ذمی کے حق میں مال محرم ہے نہ کہ مسلمان کے حق میں۔)

شرح:۔۔۔ مسلمان کے لیے شراب نہ رہن کے طور پر لینا جائز ہے اور نہ رہن کے طور پر لینا جائز ہے کیونکہ مسلمان شراب کا مالک نہیں بن سکتا اور نہ مالک بنا سکتا ہے (یعنی شراب کالین دین اس کے حق میں ممنوع ہے)۔

﴿فائدہ﴾

اگر مسلمان اور ذمی کے درمیان شراب میں مقدمہ بن جائے ہو۔ اب یہ قسمی سے شراب مرتبین کے پاس ہلاک ہوا۔ اب یہ شراب مضمون ہوگا یا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے۔

- (۱)۔ اگر مالک سلطان ہو اور فی مرتبہ ہو تو اس صورت میں مرتبہ پر کچھ نہیں دے گا کیونکہ شرب مسلمان کے حق میں مال مستحق نہیں ہے۔
- (۲)۔ اگر مالک غلامی اور مرتبہ مسلمان ہو تو اس صورت میں مرتبہ پر ضامن لازم ہو گا کیونکہ شرب غلامی کے حق میں مال مستحق ہے۔

وہن ان عین کے عوض صحیح ہے جس کا ضامن شرب یا قیمت سے لازم آتا ہے

وصح بعین مضمونة بالمثل أو بالتقيمة كالمنصوب وبدل الخلع والمهر وبدل الصلح عن دم عمة فان هذه الأشياء إذا كانت فتنمة يجب عليها أن تملك بعب العتق أو التقيمة فيصح الرهن بها وبالعین ولو موعودا بان رهن لينصره كذا فيملكه في يد المرتهن عليه بما وعده أي أن تملك في يد المرتهن فلو رهن على المرتهن المقطوع الفدي وعد اقرب منه فملكه بالرفع بشيء وفي يد المرتهن صفته وعليه غيره وأعلم أن الرهن إنما يكون مضمونا بالعین الموعودا إذا كان الدين متساويا للقيمة أو أقل أما إذا كان أكثر فلا يكون مضمونا بالعین بل بالقيمة وإنما لم يذكر هذا القسم لأن الظاهر أن لا يكون الدين أكثر من قيمة الرهن وإن كان على سبيل التندرة فحكمه يعلم مما سبق فاعتمد على ذلك، وبما أن مال المسلم وحقه الصرف والمسلم فيه.

ترجمہ: (اور ان میں سے کوئی بھی ہے جس کا ضمان یا قیمت سے لازم آتا ہے جیسے منصوب، بدل نکاح اور قتل موت مسلح کے ہر شے کیونکہ اگر یہ چیزیں موجود ہوں تو اس کا ضمان لازم ہوتا ہے اور اگر مالک ہو جائے تو اس کی قیمت لازم آئی گی۔ نیز دیکھو کہ کوئی شخص دیکھتا ہوگا۔ دیکھ کر اس کے عوض اگرچہ موعود اس طرح کہ اس نے دیکھ کر اس کے لیے رکھا کہ مرتبہ اس کا قرض دے گا۔ جس پر مرتبہ کے پاس مالک ہو تو مرتبہ پر اور مقدار میں کا وعدہ کیا گیا تھا جو کوئی یعنی اگر مرتبہ کے ساتھ شرب ہو جائے تو ہر مالک ہوئی جس مالک کے لیے مرتبہ پر اور مقدار ہے جس سے مرتبہ کے قرض لینے کا وعدہ کیا تھا لہذا اگرچہ اس کے ساتھ موعود ہے اور بھی بد المرتبہ صفات اور پکیاں کی کر ہے۔ اور یہ بات جان لو کہ دیکھ کر جب دین موعود سے مستثنیٰ آگیا جب دین اور قیمت مساوی ہو اور باقی سے کم ہو۔ اور اگر اکثر قضاوت بھی دیکھ کر دین سے مستثنیٰ نہیں ہو گا کی قیمت سے ہو گا۔ اور تحقیق کے ساتھ مصنف نے یہ قسم ذکر نہیں کی کیونکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ دین وہن کی قیمت سے زیادہ دیکھ کر ہوتا ہے۔ اور اگر بطریق ثناء ہو تو اس کا ختم پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔ جس مصنف نے اسی پر احتجاج کیا (اور فقہ مسلم مالک مال کے بدل میں اور فقہ صرف کے حق میں کوئی اور مسلم فقہ کے عوض)۔

قرین: اس عبارت میں مصنف نے دو چیزیں ذکر فرمائے ہیں جس کے عوض دیکھ کر رکھنا صحیح ہوتا ہے اور وہ چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

- (الف)۔ دو چیزیں جو مالک کی صورت میں شرب (اگر ذوات الامثال سے ہوں) یا قیمت سے (اگر ذوات القہر سے ہوں) مضمون ہوئی ہیں ان چیزوں کے عوض وہن رکھنا صحیح ہے۔ اور دو چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔ غلام سے مرے گا وہی نصیب کی اس کے بعد عمر نے منصوب گاڑی کے عوض دیکھ کر رکھا تو یہ دیکھ کر رکھنا صحیح ہے کیونکہ اگر گاڑی موجود ہو تو جہیز اس کی پورا کرنا لازم ہے۔ اور اگر مالک ہوئی کوئی اس کی قیمت پورا کرنا لازم ہے (کیونکہ گاڑی ذوات القہم

میں سے ہے۔

(۲) .. شاہد نے خالد کے ساتھ خلع کیا اس طرح کہ انہوں نے اس کے بدن ایک کار کا ڈی مشرب کی اور اس کے بدلے میں شہرہ والے خالد کے پاس رہن رکھا تو یہ صحیح ہے۔

(۳) .. شاہد نے گاڑی کے بدلے میں عورت نکال کر لیا۔ اور عمر نے اس کے بدلے میں رہن رکھا تو یہ بھی درست لکھا گیا ہے۔

(۴) .. مکر نے مکر مومز اقل کیا جس کی وجہ سے مکر تصادم واجب ہوا۔ لیکن مکر نے عمر کے درگاہ کے ساتھ کسی چیز کے عوض حصہ لیتے کی۔ مکر مکر نے اسی چیز کے بدلے میں رہن رکھا تو یہ بھی درست لکھا گیا ہے۔

(۵) .. عمر نے خالد کے ساتھ پچاس ہزار قرض دیئے کا سند دیکھ کر عمر نے پچاس ہزار کے عوض خالد سے رہن رکھنے کا کہا۔ اب خالد نے پیسے نہیں دیا تھا کہ عمر نے اس کے پاس رہن رکھا تو یہ صحیح ہے کیونکہ رہن دینے سے پہلے مکر چاہی رہن میں جابجہ مکر آئندہ رہن ہونے والا ہے لہذا مال الیہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کو رہن سے رہن قرار دیا جائے گا۔ جب اس کو رہن مان لیا گیا تو پھر اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ اور اگر یہ مکر رہن کے اس ہلاک ہو جائے تو جس پر ضلع واجب ہوگا۔

﴿ فائدہ ﴾

اگر زمین قیمت کے مساوی یا اس سے کم ہو تو اس صورت میں اگر مردان ہلاک ہو جائے تو یہ مضمون بالذکر ہوگا۔ اور اگر زمین زیادہ ہو تو مضمون بالذکر ہوگا مگر زمین موجود ہزار روپے ہوگا اور رہن کی قیمت نو سو (۹۰۰) روپے ہو تو زمین نو سو (۹۰۰) سے مضمون ہوگا۔

(۳) .. راس المال کے عوض اور قرض صرف کے ضمن کے عوض اور اسی طرح مسلم فیہ کے عوض رہن رکھنا جائز ہے۔

﴿ فائدہ ﴾

یہ مسلم نے اندر میں کو راس المال اور قرض کو مسلم فیہ اور بالغ کو مسلم الیہ اور مشتری کو رب علم کہتے ہیں۔ یہ مسلم میں عائد ہیں کے جدا : دوسرے سے پہلے راس المال قرض کرنا ضروری ہے۔ نیز جو راس المال یا مسلم فیہ ضروری ہو تو اس کی تبدیلی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح قرض صرف بھی تبدیلی کے بعد دوسرے سے پہلے ہی ضمن اور قرض پر بند شرط ہے اور ضمن کی تبدیلی جائز نہیں۔

اگر مردان مجلس میں ہلاک ہوا تو مرتبہ نے اپنا حق پالیا

فان هلك في المجلس فقد ائخذ وان ائخذ قبل نقد المرحون و هلك مطلقا اي اذا وهن برأس مال المسلم او لمن انصرف لان هلك المرحون قبل الائذان فانصرفوا نقد استوفى حقه وان ائذ قبل نقد المرحون به و قبل هلاك المرحون بطل المسلم و الصرف و هذا التفصيل لا يأتى في المرحون بالمسلم فيه فبصح مطلقا فان هلك المرحون يصير مستوفيا للمسلم فيه فلا يفي المسلم .

ترجمہ : (میں اگر مردان مجلس میں ہلاک ہوا تو مرتبہ نے اپنا حق پالیا۔ اور اگر عائد ہیں مردان دائرے سے پہلے جدا ہو گئے اور مردان ہلاک ہوا تو ان (مسلم دفع صرف) باطل ہو گئے یعنی اگر وہ ان سے مسلم سے راس المال اور ضمن صرف کے بدلے میں رہن دیا۔ یہی اگر

مرہون دونوں کے ہوا ہونے سے پہلے ہلاک ہوا تو مرتہن نے اپنا حق پایا۔ اور اگر مرہون کو نقد کرنے سے پہلے اور مرہون کے ہلاک ہونے سے پہلے دونوں ایک اور سے تہا اور کچھ قسط اور صرف باطل ہو گیا۔ اور مسلم فیہ کے عوض مرتہن نے اسے میں یہ تعیل نہیں ہوتی۔ پس عقد کچھ ہے۔ اور اگر مرہون ہلاک ہوا تو اس نے مسلم فیہ کو پایا۔ پس مسلم فیہ کا ہے۔

تحریر: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر دوس سال (یعنی مسلم فیہ) کے بدلہ دین رکھا گیا، یا بیع صرف میں ٹمن کے بدلے میں دین رکھا گیا اور بد قسمتی سے مرہون ہلاک ہوا اب بیع مسلم اور بیع صرف تام ہو گئے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر مرہون اسی مجلس میں اس وقت ہلاک ہوا کہ عائدین مجلس سے سزے نہیں ہوئے تھے تو اس صورت میں بیع مسلم اور بیع صرف تام نہ کیا جائے گا چونکہ مرتہن کے قبضہ میں مرہون چیز کے ہلاک ہونے کی وجہ سے حکماً مرتہن نے اسے غرض پر قبضہ کر چکا ہے۔ لہذا دونوں عقد تام ہو گئے۔

(۲) اگر مرہون ہلاک ہونے سے پہلے دونوں ہوا ہو گئے تھے تو اب دونوں عقد (بیع مسلم اور بیع صرف) باطل ہیں کیونکہ ٹمن اور دوس سال پر نہ ہائیڈ (جیسا کہ ظاہر ہے) پختہ آیا اور نہ حکماً (چونکہ مرہون عقد مجلس میں ہلاک نہیں ہوا اگر ہلاک ہوا تا تو دونوں کے ہوا ہونے سے پہلے حکماً قبضہ ہو جاتا)۔

اگر کوئی چیز مسلم فیہ کے عوض مرہون ہو اس کے بعد عائدین نے عقد مسلم فتح کیا تو یہ مسلم فیہ کے بدلے سے مرہون ہو گا۔

جب عقد مسلم فتح ہوا تو مسلم فیہ کے عوض مرتہن اس کے بدلے سے مرتہن ہے

ورهن بالمسلم فيه زمن ببدله اذا لم يخ اى اذا كان الشئ مرهونا بالمسلم فيه ثم فسخا عقد المسلم فهو مرهون بالبدل اى يكون لرب المسلم ان يحبس الرهن حتى يذهب رأس المال . ولو هلك رهنه بعد الفسخ هلك به اى اذا رهن المسلم اليه عند رب المسلم شيئا بالمسلم فيه ثم فسخا عقد المسلم فلهلك الرهن فى يد رب المسلم لانه لا يكون بالمسلم فيه اى يكون على رب المسلم ان يؤدى الى المسلم اليه مقدار النظام المسلم فيه لانه اذا هلك الرهن سار كان رب المسلم استوفى المسلم فيه لان يد المرتهن على الرهن يد الاستيفاء فيطرر بالهلاك فصار كان رب المسلم استوفى المسلم فيه ثم فسخا العقد فعلى رب المسلم اذاه المسلم فيه الى المسلم اليه .

ترجمہ: (مسلم فیہ کے عوض، اس اس کے بدلے سے دین ہے جب عقد مسلم فتح ہو گیا) یعنی اگر کوئی چیز مسلم فیہ کے عوض مرہون ہو اس کے بعد عائدین نے عقد مسلم فتح کیا تو یہ مسلم فیہ کے بدلے سے مرہون ہو گا یعنی رب مسلم کے بدلے یہ ہلاک ہو مرہون کو نقد کرے یہاں تک کہ وہ اس کی تعیل نہیں کرے (اور اگر مرہون چیز فتح کے بعد رب مسلم کے پاس رکھ ہوئی تو وہ مسلم فیہ کے عوض ہلاک ہوئی) یعنی اگر مسلم فیہ نے رب مسلم کے پاس کوئی چیز دین رکھی اور اس کے بعد دونوں نے عقد مسلم فتح کیا۔ پس مرہون چیز رب مسلم کے پاس ہلاک ہوئی تو ہلاک ہوا مسلم فیہ کے عوض ہو گا یعنی رب مسلم پر یہ ہو گا کہ وہ مسلم فیہ کو حکماً دے دے اور اگر اسے جو مسلم فیہ کی کوئی چیز دے گا کہ جب مرہون ہلاک ہو تو یہ اس طرح ہلاک ہو گا کہ رب مسلم نے اپنا حق وصول کیا کیونکہ مرتہن کا قبضہ دین پر وصول اپنی کا قبضہ ہے۔ پس یہ وصول اپنی ہلاکت سے مفرت ہوئی۔ پس

اگر وہ مال بیک ہوا اور اس کی قیمت دس دینار ہے اور وہ مال قحی و مرغین پر دس درہم ہوگا اور وہ مال گدازہ کرے گا اور مالین کی قیمت چھٹی ہوگی اس پر قیمت ہوگی اس لیے کہ مال کا مالک ہونا واجب ہے ورنہ وہ مال بیک ہے۔

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مستحبہ ہے کہ کیا باپ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کے مال پر اپنے بھائی کا مال دے دے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باپ کے لیے یہ ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ وہ مال کی صورت میں فی اہل بچہ کے مال کے لیے سنی ملکیت کے ساتھ ساتھ مال کا مفاد رکھتا ہے اس لیے یہ جائز ہے۔ بخلاف اس کے کہ باپ اپنے مال پر اپنے قریبیوں کے مال کی شکل میں اپنے مال کی کوئی عوض نہیں ہے تو یہ قیمت میں اپنے مال کا ازار ہے جو جائز نہیں ہے۔

امام ابو یوسف و زفر رحمہما اللہ فرماتے ہیں ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ جس طرح باپ کے لیے اپنے مال کے مال سے اپنے قریبیوں کو مال دینا جائز نہیں ہے اسی طرح اس کے عوض دینے والے مال کا مالک بن جاتا ہے اور یہی قیاس ہے۔

مفتی بہ قول امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے جس کی طرف صاحب ابویہ نے اشارہ کیا ہے اسی طرح اس نے احمد بن حنبل کی دلیل قیاس کی دلیل سے توضیح ہے۔ اور اسی طرح فقہ مالکی بھی اس سے ڈرتے ہیں۔ ورحمہمواستغفرہم علی القیوم
دوسرا مسئلہ صورت مستحبہ ہے کہ

- (۱) مذکورہ مسئلہ غریب کے لیے عاجز پر کرنا جس کے مال میں اس کے مال (مذکورہ) کے مال میں کوئی چیز نہیں ہوگی۔
- (۲) مذکورہ مال سے ہرگز خرید کر اس کے مال میں اس کے مال (مذکورہ) کے مال میں کوئی چیز نہیں ہوگی۔
- (۳) مذکورہ مال سے غریب کے لیے خرید کر اس کے مال میں اس کے مال (مذکورہ) کے مال میں کوئی چیز نہیں ہوگی۔

اس میں سب صورتوں میں بعد میں معلوم ہوا کہ یہ غلام نہیں بلکہ قرآن ہے اور اگر کچھ جملہ شراب ہے اور نہ ہونے کی وجہ سے ہر مال سے سب صورتوں میں ہر مال کے مال کے مال کی صورت میں ہر مال کا مالک بن جاتا ہے اور اس لیے کہ جب ہر مال کا مالک ہوگا اور ہر مال کا مالک ہونے کے بعد ہر مال کا مالک بن جاتا ہے اور ہر مال کا مالک بن جاتا ہے اور ہر مال کا مالک بن جاتا ہے۔

﴿فائدہ﴾

یہ حق تھا کہ مال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر مال اور مالین کی قیمت میں ہے جو مال کی قیمت میں ہے۔ مال کا مالک بن جاتا ہے۔

اگر مہینوں دین سے انکار کے ساتھ صلہ کیا اور اس کے عوض دین رکھا بعد میں دونوں نے تصدیق کی کہ دین نہیں ہے تو مہینوں ہلک ہوئے کی صورت میں مضمون ہوگا

و بدل صلح عن انکار و ان اقران لا ینصف صلح مع انکار و رہن بدل الصلح شیء لم تصادقا علی ان لا دین

فإن من مضمون كما ذكرناه و من المحبرين والكميل والموزون فإن من يجهل لهلاكه بعينه فلهذا من دينه و لا عرفة للجود فقله قدرنا نسير من منه أي بعين المماثلة في انقلوب وهو الوزن والكميل بلا اعتبار الجودة و عندلها بعين القيمة فيقوم بخلاف الجنس و يكون و من مكانه فإن من ايريق فضله وزنه عشرة دراهم بعشرة دراهم فلهلك لمعد أبي حقيقة هلك بالدين و عندهما ان كان قيمته مثل وزنه او اكثر فكذا وان كان قيمة اقل وهي ثمانية مثلاً يشتري بثمانية دراهم ذهب ليكون دها مكانه فإن قيل في هذا التركيب و هو قوله فلهلك بمثله قدرأ من دينه مظهر لان الدين اذا كان خمسة عشر وزنه عشرة و قد هلك لقله هلك بعشره دراهم من الدين فعلى المدين خمسة فيكون من للبييض فلا يتناول ما اذا كان وزنه عشرة والدين عشرة لان البييض غير ممكن ولا يكون للدين هنا لانه لما اريد به البييض في صورة البييض في صورة لا يكون للدين في صورة اخرى لان لمشترك لا عموم له و لا يتناول ايها اذا كان وزنه خمسة عشر والدين عشرة لانه يظهر معناه ان هلاكه بمقدار خمسة عشر من الدين وهو عشرة فهنا غير مستقيم قلنا نس غرضه بيان انه باي شيء مضمون في صورة بل الغرض انه هالك باعتبار الوزن لا باعتبار القيمة فقلوبه انه هالك بمثله وزنا من الدين اذا كان الدين و لذا اذا علم الحكم في هذه الصورة يعلم في صورة المساواة و في صورة ان يكون الوزن و لذا اعنى الدين كما عرف ان الفصل اعناه.

ترجمہ۔ (اور اس طرح بدل صلح میں انکار سے گرجا دہیں سے انکار کر دو) انکار کے ساتھ اس نے صلح کیا اور اس کے عوض برائے رکھا۔ بعد میں دونوں نے تصدیق کی کہ یہ صلح ہے۔ وہی سر ہون مضمون ہے جسے ہم نے ذکر کیا (اور اسی طرح وہی رکھنا چاہی، ہوا، کمیل اور سوزن کے عوض میں) اگر میں رکھا گیا اس کی مجلس کے عوض تو اسی قدر رہیں سے اور دو گنا دے کرے اور کہو گے کا اعتبار نہیں) مسند کا یہ قول حقدور مثلاً سے خبر سے یعنی قدر میں مالیت مستحب ہوتی ہے۔ ہر کی قدر، وزن اور کمیل ہوتے ہیں بغیر ہرے کے اعتبار اور ہر سال میں جنما اللہ کے نزدیک بہت معزز ہوگی۔ پس خلاف انھوں سے قیمت ہوگی اور اسی کی جگہ نہ ہوگا۔ پس اگر ایک اہل حق چاہی کی (و ضرر کرنے کا ہوتی) مٹا دین رکھ (جس کا وزن دس دراهم ہے) اس دراهم کے عوض۔ پس سر ہون ہلاک ہوا تو اس امر پر حنفیہ رحمہ اللہ کے نزدیک دین کے مقابلے میں ہلاک ہو گئی اور وہ جس کا ہر سال اللہ کے نزدیک اگر اس کی قیمت اس کے وزن کی مثل تھی یا اس سے زیادہ تھی امامی طرح ہے۔ اور اگر اس کی قیمت کم ہو کر یہ قیمت آٹھ ہو مثلاً تو آٹھ دراهم سے دواخر پہلے ہلاک ہو اس کی جگہ نہ ہو جائے۔ پس اگر یہ کہا جائے کہ اس ترکیب (فہلک بعينه قلنا) میں غریب کیونکہ اگر میں ہاں ہوں اس کا وزن دس دراهم ہو تو اس کا وزن دس دراهم ہے جس کے مقابل ہلاک ہوگا۔ پس دین پر نہ ہوگا۔ اور میں متعین کے لیے ہے جس یا اس صورت کو خاص نہ ہوا اس کا وزن دس دراهم قیمت تھی اس کو جو تھوگ یہاں تبھی ممکن نہیں ہے اور نہ بیان کے لیے ہو سکتا ہے کیونکہ اگر اس سے ایک صورت میں متعین مراد ہو تو اس سے دوسری صورت میں بیان مراد نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ مشترک کے لیے عموم نہیں ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اس کو ثابت نہیں ہوتا جس کا وزن ہاں اور دس دس ہو کیونکہ اس کا معنی یہ بن جائے گا کہ ہاں ہاں ہاں کا ہلاک نہ ہوگی سے ہوگا اور دین دس۔ یہ ممکن ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ معنی کا متعدد یہ بیان کرنا نہیں ہے کہ اس صورت میں کسی چیز سے مضمون ہاں ہلاک اس کا متعدد یہ ہے کہ صورت وزن کے اعتبار سے ہلاک ہوتا ہے نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔ پس اس کی تفسیر یہ بن رہتی ہے کہ سر ہون جب ہلاک ہو جائے تو دین سے اس کی مثل وزن کے اعتبار سے ہلاک ہوگی اگر نہ دین دے گا تھا۔ پس جب اس صورت میں یہ معلوم ہوا تو مساوات کی صورت میں بھی معلوم ہوا۔ اور اسی طرح اس صورت میں کہ وزن دین سے زیادہ

جواب: مصنف کا مقصد صورت میں بتانا نہیں تھا کہ ہر مصلحت میں اس سے اعتراض وارد ہو جائے بلکہ مصنف کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مرہون و ذوق کے اعتبار سے بلاک ہوتا ہے نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔ لہذا من تبعہ فیہ اس صورت کو شامل ہے جس میں دینی ذائقہ ہو اور اگر دینی شکل یا کم مرہون سے تو اس کا حکم، نقل سے معلوم ہوتا ہے۔

و من شرطی شہنا علی ان برهن شہنا و يعطى كفلا بعينهما من فلهما استحسانا و القياس ان لا يحوز لانه صفتا لمي صفة و وجه الاستحسان انه شرط ملائم لان الكفالة والرهن والاستيفاق ملائم للوجوب وانما قال بعينهما لانه لو لم يكن الرهن او الكفيل معا يفسد البيع ولا يجبر على الوفاء هذا عندنا لانه لا جبر على البوعات وعند زفر رحمه الله تعالى يحوز لان الرهن اذا شرط في البيع صار حقا من حقوقه كالو كالا المشروطة في الرهن .

ترجمہ: (اور میں نے اس شرط پر کوئی چیز خرید لی کہ وہ بلاک کے پاس کوئی شخص میں رکھے یا کاپا میں نہیں اس کے ضمن کے مقابل دے گا تو یہ مقصد قائم کیا جائے گا اور اس کی کافہ ہے یہ کہ وہ جو شخص ہے کیونکہ یہ مقصد درمقد ہے۔ اور اس ضمن کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک مناسب شرط مقصد کے ساتھ ہے اس لیے کہ حالت اور اس ضمن کی مضبوطی کے لیے ہے اور یہ ضمن کے جواب کے سبب ہے۔ اور مصنف نے بعینہما کہا کیونکہ اگر اس کو کوئی شخص نہیں ہو تو قیاس ہوں۔ اور اگر مشتری مرہون کے ہوال کرنے سے انکار کرے تو وہ دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا یہ ہمارے نزدیک ہے کیونکہ حاکم یہ ہے کہ معاملات پر جبر نہیں ہوتا۔ اور اگر مشتری مرہون کے ذائقہ کو بخیر کوئی شخص لیا جائے گا کیونکہ جب بیع میں شرط ہوئی تو یہ بیع کے متعلق جس سے ایک حق جائز ہوگا اس حالت جو اس میں مقرر ہوگا۔

تشریح:۔۔۔ اس عبارت میں اوچے میں ذکر ہوئی ہیں۔

(۱)۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ مشاغل نے غلام سے گاڑی خرید لی اور اس نے نہیں اور نہیں کیا۔ اور شاید نے یہ شرط لگائی کہ آپ کو اس کے عوض میں چیز (مثلاً) غلام لکھنی ہوئی یا اس میں شخص (مثلاً زید) کو لکھنی یا ضمن دیا ہوگا تو اس کی شرط لگا: جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

استحسان: یہ شرط جائز ہے اگرچہ عقد بیع اس کی مقتضی نہیں ہے لیکن یہ عقد بیع کے غائی کے مخالف بھی نہیں ہے بلکہ اس کے مناسب ہے کیونکہ مرہون اور کفالت کا مقصد یہ ہے کہ اس کو مضبوطی حاصل ہو جائے۔ اور اس میں واجب ہے تو اس کو اس کے وجوب کے مطابق قرار دیا جائے گا۔

قیس: یہ شرط جائز نہیں ہے کیونکہ یہ عقد میں عقد ہے اور عقد درمضارع ہے۔ اس کی بحث تیسری جلد میں آئے ہوگی ہے۔

(۲)۔ اگر مشتری نے مرہون رکھنے سے منع کیا تو کیا رکھے ہو وہ بخیر کیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امامان حنفیہ: صحابہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو اس پر مجبور کیا جائے گا کیونکہ جب یہ عقد مرہون میں ملے ہوا تو ہر یہ لازم ہوگا۔ اور جب بیع لازم ہے تو مرہون بھی لازم ہوگا۔ اور حق واجب کی ادائیگی پر جبر کرے گا۔ نہ کہ بیعہ مرہون نے ایک عادل شخص یا مرہون کو اس پر جبر کا دلیل بنا کر جب دینی

کی ادائیگی کا وقت آ جائے تو آپ یہ دن کو فروخت کر دینیہ کا مال لازم ہے۔ اب دیکھیں مکمل کو نکالتے سے دست بردار نہیں کر سکتے۔
 مفتی بہ قول: امام ابوحنیفہؒ کا قول مفتی یہ ہے جس طرح صاحب گھر اس کے منافع سے معلوم ہوتا ہے اور اسی طرح اصحاب التبن
 نے اس کو ذکر کیا ہے۔

اگر بائع یہ بیع فسخ کرنا چاہے تو انہیں کے لیے یہ جائز ہے مگر یہ کہ مشتری اس کا ثمن نقد کرے

والبائع فسخه الا اذا اسلم ثمنه حالا او لمحة الزمن وهنا اذا عندنا لما صحح الشراط فانه وصف مرفوع
 لغيره ان يكون للبائع حق الفسخ ومن شري ثبنا وقال لبايعه امسك هذا حتى اعطى لثمنك فهو رهن
 ام ان اعطى المشتري البائع ثبنا لم يربحه وقال امسك هذا حتى اعطى لثمنك يكون رهننا لانه تلفظ بما
 يعني عن الزمن والعمدة للمعالي و عدا وفرا لا يكون رهننا.

ترجمہ..... اور بائع کے لیے اس کا فسخ کرنا جائز ہے مگر یہ کہ مشتری اس کا ثمن نقد کرے۔ بارہوی یہ دن کی قیمت دے دے اس لیے کہ
 ادارے نزدیک یہ شرط بھی نہیں ہوتی کیونکہ دین ایک مرفوع فیہ وصف ہے۔ پس اس کی قیمت ہونے سے بائع کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔
 اور اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی اور مشتری نے بائع سے کہا کہ آپ اس کو اپنے پاس رکھیں یہاں تک کہ میں آپ کو آپ کا ثمن دوا کر دوں۔ پس یہ دن
 ہے۔ یعنی مشتری نے بائع کو کوئی چیز بیع کے علاوہ دے دی اور اس کو کہا کہ اس کو ساتھ رکھیں یہاں تک کہ میں آپ کو آپ کا ثمن دوں یہ دن ہے
 کیونکہ یہ ایک ایسی چیز سے قطعہ ہے جو دین کی گامی رہا ہے اور معافی کا اعتبار ہو گا اور امام ہنفرا اس کو دین نہیں مانتے۔

تفسیر:..... اس عبارت میں دو مسائل ذکر ہو رہے ہیں۔

پہلا مسئلہ..... صورت مذکورہ میں جس طرح مشتری دین کے سپرد کر لے پر مجبور نہیں کیا جاتا تھا اور اس کا اعتبار تھا۔ اسی طرح بائع کو
 بھی اختیار ہے کہ وہ بیع فسخ کرے کیونکہ بائع دین کی وجہ سے فسخ کرنے پر اصرار سے راضی تھا اور وہ وصف مرفوع فیہ قیمت ہونا چاہنے
 کی وجہ سے اس کا اختیار ہو گا البتہ اگر مشتری دین کی جگہ ثمن ادا کرے یا مہربوں کی قیمت اس کی جگہ دین رکھے تو ان دونوں صورتوں میں
 بائع کو فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں۔

دوسرا مسئلہ..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے خالد سے کوئی چیز خرید لی اور عمر نے ثمن حوالہ نہیں کیا۔ پس عمر نے خالد سے کہا کہ یہ
 گزری (بھیج نہیں ہے) اور اس نے پاس رکھیں یہاں تک کہ میں آپ کو آپ کے پیسے دیدوں۔ اب یہ چیز خالد کے پاس دین ہو گئی یا
 ودیعت؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ چیز خالد کے پاس رہی ہوگی کیونکہ خریدنے اگرچہ دین کے الفاظ تو نہیں کہے مگر اس نے دین کا
 معنی بولا ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ ثمن دینے تک اس کو رکھ لو اور یہی دین کی حقیقت ہے۔ اور خود پیش دین کے الفاظ کا اعتبار نہیں بلکہ
 معافی کا اعتبار ہے۔

امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دین نہیں بلکہ ودیعت ہے اس لیے کہ اس نے ایک ایسا لفظ (امسک) کہا ہے جس میں ودیعت اور
 دین دونوں کا احتمال ہے۔ اور ان دونوں میں ودیعت لگنی ہے کیونکہ اس کا حوالہ واجب نہیں ہوتا۔ اور یہ اصول ہے کہ لفظ فسخ کے کسے

کے دوران اگر کوئی اقوی دلیل یا شرعی اثبات پر مل نہ جائے تو اس کو اقل اور اقل پر محمول کر لیا جاتا ہے۔ اور یہاں رہن کی مراد دھونے پر دلیل مہرہ نہیں۔

امامؒ کی جانب سے جواب یہاں قوی کی مراد اس نے پر دلیل مہرہ دے دے ہے کہ گھڑی کارکنائشمن کی عدت بتایا ہے یعنی جب مشتری نے گھڑی کارکنائشمن سے کی عدت چلا ہے تو رہن کا معنی خود بخود ظاہر ہو گیا۔ لیکن یہ ثابت ہوا کہ مشتری کا متعدد رہن ہے نہ کہ عدت۔ منقحی بہ قول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول صاحب الحدایہ کے متن سے مختار معلوم ہوتا ہے۔

اگر معین چیز دو آدمیوں کے پاس اس قرض کے عوض رہن رکھی
جو اسی پر ان دونوں کا ہے تو یہ صحیح ہے

و ان رہن عینا من وجہین بدین لکل واحد منهما و کله من کل واحد منهما ای بھیر کلہ محبوبا بدین کل واحد لا ین نصفہ یکون و ہا عند ہذا و نصفہ عند ذلک و ہذا بخلاف الیہ من وجہین حیث لا یصح عند الی حقیقۃ فان الاول لا یقبل الوصف بالتمہری بخلاف الیہ .

ترجمہ۔ (اگر دو شخص چیز کو دو آدمیوں کے پاس اس قرض کے بدلہ میں رکھیں جو ان دونوں کا اس پر ہے تو یہ صحیح ہے اور پوری چیز ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس رہن ہوگی یا الی ہر ایک کے درمیان کے جوئی میں سے جوئی من جاتا ہے اس طرح نہیں کہ اس کا نصف ایک کے پاس اور نصف دوسرے کے پاس رہن ہوگا۔ اور بخلاف ہر نہ کہ یہ دونوں کو جو جائز نہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گھڑی کارکنائشمن پر انہی پر انہی نہیں کرتا ہے بخلاف ہر کے۔

تقریر صورت مسئلہ یہ کہ شاہد پر حنفیہ ائدارہ عبد اللہ کے پانچ سو روپے ادا عاری ہیں۔ اب شاہد نے اپنی کتاب پانچ سو روپے کے عوض ان دونوں کے پاس رہن رکھی تو یہ رہن ہر ایک کے پاس رہن سمجھا جائے گا کہ یہ کتاب ہر ایک کے پاس رہن اور تہہ ہے کیونکہ رہن ایک ہی معاملہ میں پوری چیز کی طرف مضاعف ہے اور اس میں شیور نہیں ہوا رہن کا حکم رہن کو قرض کے بدلے میں قید کرنا ہے اور اس میں تقسیم نہیں ہوتی اس لیے دو چیز دونوں کے پاس نہیں ہوگی۔

﴿فائدہ﴾

ایک چیز دونوں کو بہرہ گنج نہیں ہے کیونکہ ہر سے متعدد تمنیہ ہے لہذا ایک چیز دو شخصوں کو چوری پوری بہرہ گنجی تو دونوں کو اس کا مالک نہ نکال ہے۔ لیکن اس میں شیور لازم آیا۔ کسی چیز کا بہرہ گنج شیور کے ساتھ گنج نہیں ہے۔

اگر دونوں نے مہایات کرنی تو ہر ایک اپنی باری میں دوسرے کے حق میں عادل کے مثل ہے

و اذا تہانا فکل فی رتہ کالعدل فی حق الآخر و لو ہلک صم کل حصہ فال ہذا عند الہلاک بھیر کل مستوفی حقت و الاستیفاء مما یتعہری .

ترجمہ۔ (اور اگر وہ اس نے ضمانت کر لی تو ہر ایک اپنی یاد میں دوسرے کے حق میں عادل کے حق میں ہے۔ اور اگر ہر ایک اپنے لئے ضمانت کرے گا کیونکہ ہر ایک کے وقت ہر ایک اپنے لئے کو رسول کریم ﷺ کو دے گا۔ اور رسول پالی میں تحریر ہوتی ہے۔

تشریح۔ پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ لوگ نے یہ طے کر لیا کہ مہربوں کتاب پانچ دن ایک کے پاس رہے گی اور پانچ دن دوسرے کے پاس۔ اور اس سے دوسرے کا قبضہ ختم نہیں ہوتا ہے کیونکہ جس طرح مہربوں عادل کے پاس رہتا ہے اس کے باوجود اس کو نہیں کے پاس رکھا گیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہر ایک دوسرے کے حق میں عادل کی طرح سمجھا جائے گا اور کسی کا قبضہ ختم نہیں ہوگا۔

دوسرا مسئلہ۔ اگر اس صورت میں (جو ایک چیز دو بندوں کے پاس رہی ہو) مہربوں جن ہر ایک ہو جائے تو ضمانت ہر ایک پر اس کے لئے صحیح ہوگا کیونکہ رسول پالی میں تحریر ہے کہ کوئی سے مفاد دونوں کے شکم پر پانچ سو روپے تھے اور کتاب تین سو سو روپے کی تھی تو اب ایک سو پچاس (۱۵۰) روپے فی ہندو متعادل برائت کرے گا۔

اگر رابن نے ایک کا قرضہ دے دیا تو مکمل مہربوں چیز دوسرے کے پاس رہن ہوگی

فان قضی دین احدہما فکلہ رهن نلاحر لهما من کلہ رهن عند کل واحد وان رهما بدین علیہما مع بکل الدین ویسککہ الی قضی الککل واما صبح هذا لان قبض الزہن وقع فی الککل بلا شیوع۔

ترجمہ۔ (جس نے اس نے ایک کا قرضہ دے دیا تو مکمل چیز دوسرے کے پاس رہن ہوگی یا کوئی پہلے مذکورہ کہ پوری چیز ان میں سے ہر ایک کے پاس رہی ہے۔ اور اگر وہ بندوں نے اس کے حق میں دین رکھا تو وہ اس پر عاقل پر دے اور احاد کے بدلے میں گئے ہے۔ اور وہ ان میں کو بیار تک نہیں کہ اگر وہ احاد وصول کرے۔ اور ان کے لئے جو چیزیں کوئی دین کا قبضہ شیوع۔ کہ یہ مکمل میں داخل ہے۔

تشریح۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر دو بندہ اور ان کا پرتھ حسن کا احاد ہے۔ اب اگر انہیں احاد رکھنے مقرر حسن کے پاس ایک چیز رہن رکھی تو یہ رہن چاہئے اور یہ چیز ہر ایک کے احاد کو بدل قرار ہوگی۔ اور اگر حسن جب تک فعل دھار وصول نہ کرے اس وقت تک اس کو مہربوں کی قید کرنے کا اختیار ہے۔ اور اس میں شیعوں نہیں کیونکہ اگر ایک رابن ہو تو ایک مہربوں ہو تو اس وقت شیعوں نہیں ہر اسی طرح اگر وہ رابن اور ایک مہربوں ہو تو جب بھی شیعوں نہیں ہوگا کیونکہ قبضہ میں کوئی شیوع نہیں ہے۔

اگر دو بندوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ زید (جو ایک تیسرا بندہ ہے) نے یہ غلام اس مدعی کے پاس رہن رکھا تھا اور اس کو تسلیم بھی کیا تھا اور اس بات پر ہر ایک نے گواہ پیش کئے تو ان میں سے ہر ایک کے گواہ باطل ہے۔

وینقل حجة کل واحد منهما ان رهن هذا مہ وقضه هذه مسئلة مبتدأة لا تعلق لهما بما سبق وصورتهما ان کل واحد من الرجلین ادعی ان زیداً رهن هذا العبد من هذا العادعی و سلمه الیہ واقام علی ذلک بینة نظن حجة کل واحد لا ینکز القضاة لکل واحد منهما ولا لاحدہما علم اولویته ولا الی القضاء لکل

بالنصف للشیوع

ترجمہ :- (اور دونوں میں سے ہر ایک کے گواہ باطل ہیں جو گواہی دے اس بات پر کہ اس نے اس کے پاس یہ دکن رکھا تھا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ ایک نیا مسئلہ ہے اور اس کا کوئی تعلق باطل کے ساتھ نہیں ہے۔ اور صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے یہ دھماکی کر کے کہ زیادہ (ہر ایک دوسرا گھمسا ہے) نے یہ تمام اس نے ہی کے پاس یہ دکن رکھا تھا اور اس کو تسلیم بھی کیا تھا۔ اور اس بات پر ہر ایک کے گواہ پیش کئے تو ان میں سے ہر ایک کے گواہ باطل ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لیے قضاہ ممکن نہیں اور نہ ان میں سے ایک کے لیے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے گواہ دوسرے کے گواہوں سے کوئی نہیں اور نہ ہر ایک کے لیے نصف سے اتفاق کرنا ممکن ہے شائع ہونے کی وجہ سے۔

تشریح :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہر ایک محمد حسن اور محمد اکرام میں سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے جو فوس کے قبضے میں جو غلام ہے اس نے یہ غلام ہمارے پاس دکن رکھا تھا جس پر ہم نے قبضہ بھی کر لیا تھا (یعنی ان میں سے ہر ایک اپنے لیے یہ دھماکی کرتا ہے) اور دونوں نے اپنے دھماکے کی اثبات کے لیے گواہ پیش کئے تو دونوں کے گواہ کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ان کی تین سو سو نہیں ہیں اور تین ہی باطل ہیں۔

- (۱) .. دونوں کے لیے اس غلام سے فیصلہ کرنا باطل ہے کیونکہ ہر ایک کے پاس مکمل غلام ایک ہی وقت میں رہا ہو سکتا ہے۔
- (۲) .. ان میں سے ایک کے لیے قبضہ کرنا یہ بھی باطل ہے کیونکہ ہر ایک کے گواہ کو دوسرے کے گواہ کے متقابل میں کوئی اولویت حاصل نہیں ہے۔

(۳) ... ہر ایک کے لیے غلام کے نصف نصف سے فیصلہ کرنا اور یہ بھی باطل ہے کیونکہ اس صورت میں شیوع آجائے ہے۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ دونوں کے گواہ حیرت انگیز ہیں۔

و لو مات راعیہ والرحمن ممہما فیرہن کل ذلک کان مع کل نصفہ راعیہ ففیہذا القول اسی حنیفۃ و صحفۃ و هو استحسان و عند اسی یومفۃ هذا باطل و هو القیاس کما فی الحیوۃ وجہ الاستحسان ان حکمہ فی الحیوۃ و هو الحبس و الشیوع بضرہ و بعد المماث الاستبقاء بالبیع فی الملبین و الشیوع لا بضرہ۔

ترجمہ :- (اور اگر اس کا راعی مر جائے اور غلام دونوں مرتبوں کے قبضے میں ہو اور ان میں سے ہر ایک نے پہلے کی طرح گواہ پیش کئے تو غلام دونوں کے حق کے عوض آدھا آدھا رہا تو گواہی تمام دو مضبوط رہا۔ محمد اکرام اللہ کے نزدیک ہے اور محمدی احمد ان بھی ہے۔ اور تمام دو جو مسدود اللہ کے نزدیک ہے باطل ہے اور محمدی قیاس ہے جس طرف زندگی میں۔ احمد ان کی اولیٰ ہے کہ اس کا ٹھکانہ دہی کی حالت میں مسدود اور شیوع اس کے لیے مسدود ہے۔ اور صورت کے بعد فیصلہ کرنا اور زندگی باقی ہے اور شیوع اس کے لیے مسدود نہیں ہے۔

تشریح :- یہی صورت میں غلام کو راعی کے گزندہ ہونے کی حالت میں تھا۔ اگر راعی مر جائے اور غلام دونوں کے قبضے میں تھا اب اس کا کیا حکم ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

طرفین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غلام دونوں کے پاس آدھا آدھا رہا تو گواہی کو دونوں اپنے حق کے بدلے میں فروخت کر سکتے ہیں کیونکہ عقد راعی سے صرف اس کے الفاظ کا ایجاد و قبول مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس کا حکم مقصود ہوتا ہے اور زندگی کی حالت اور وفات کی

حالات میں شریعت کا ایکہ اللہ نے حکم کیا ہے کہ اگر کسی شخص کی زندگی میں کسی اور شخص کی خاطر مراد ہو جائے تو اس شخص کو جان بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دینا چاہیے۔ یہی وہی اصول ہے جس پر اسلام نے تمام امور کو چلایا ہے۔

اسم پر یہ بحث دھما بخار دیتے ہیں کہ امت کے بعد فیصلہ کون نہیں باطل ہے کیونکہ اپنے ہی صورت میں شیوع روز آریا کا یہ جو وجود صورت میں بھی شیوع روز مقرر ہے جو اس کی صورت اور انسانی سے یہ میں شیوع روز کا جس لیے کہ ان سے یہ وقوع و صورت میں بھی کے کہ شیوع ہی اصول اپنی سے کیے مقرر ہے یہ اس میں بھی ہے ۔

مفتی چاقوں سے جب اللہ اپنے صلیب سے نکلے گا تو اسی وقت یہ معلوم ہوگا۔

باب الرهن عند تعدد الرهن

ہر جاہل و حق تعالیٰ کے ہاں ہر گتے کا حق ہے۔

راہمن اور مرتبین دونوں تیسرے کا دل بند ہے کہ ہاں رہمن رکھنے پر راضی ہوئے ہیں اگر نہ دل کبھی مرہون چیز قبض کرے تو رہمن تمام ہو جاتا ہے

يسمى الرهن بفتح عـين شـرحه وجميعه عند هـذا: عـندما وقـال مالـك لا يـجوز لـان يـده يد المـالك والـهـذا يـرجـع عليه عـند الاستـحقاق فـتدفع المـال فـلـما يـده عـلى المـورد يـد المـالك وهـي المـالـية يـد المـرتـهن لـان يـده عـند ضـمان والمـضمون المـالـية فـلـما يـد مـرتـه تـحـصـل ولا يـأخذ لـاحـده مـا عـند

[illegible]

فوج۔ صوبہ مسلحہ ہے۔ گورنر اس کی سربراہی کرتا ہے۔ فوج کے ہر فرد کو گورنر کے پاس ہتھیار رکھنے کی اجازت ہے۔

امام اہل بیتؑ راخبر فرماتے ہیں کہ یہ انہی جانور ہیں جو اس کے واسطے مکنت سے تعلق ناممکن ہے۔ ان کے دل دماغ اور جسم
موجودہ نہیں ہے۔ یہ ان کے غریبی سے تعلق رکھتا ہے جو ان کے جسم کا حصہ نہیں ہے۔ ان کے جسم کا حصہ تو ہرگز نہیں ہے۔

$$= 0 \quad (1)$$

(۲) محرموں کی حالت یہ بھی بدلتی ہے اور صومہ سے شرعی باتیں کا تعلق ہوتا ہے۔ محرموں کے لیے جو چیزیں حرام ہیں، ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں جن کو عام لوگ بھی حرام سمجھتے ہیں، مثلاً خمر، زنا وغیرہ۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو عام لوگ حلال سمجھتے ہیں، مثلاً بکری، گائے، مرغ وغیرہ۔ لیکن اگر وہ شخص جو عبادت اللہ کے لیے محرم ہو جائے، تو اسے ان چیزوں کا استعمال بھی حرام ہو جاتا ہے۔

کے اقتدار سے مطمئن ہوتا ہے نہ کہ عورت کے اعتبار سے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عقد رکن جائز نہیں ہے کیونکہ عادل راتین کا نائب ہے اس طرح کہ اگر عادل نے پاس مردوں پر ہانک ہو گئی اور اس کے بعد اسی چیز کا کوئی اور مقدار یا اور اس نے عادل سے اپنا حق لیا تو عادل یہ تاوان راتین سے لے گا۔ وہ بھی وصول کرتا اس بات کی دلیل ہے کہ بذل قیض کر۔ نہ میں راتین کا نائب ہے نہ کہ مرتجعین کا کیونکہ اگر عادل مرتجعین کا نائب ہوتا تو مردوں کے بجائے مرتجعین سے تاوان وصول کرتا ہر حال مرتجعین کا عقد معدوم ہوتے تھا جب سے یہ مان چار نہیں ہوگا۔

و وصی مدعہ الی احدہما و ہلکۃ معہ ہلک دھن فان وکل العدل او غیرہ بیعہ اذا حلی اجلہ صح فان شرط ای الوکیل فی النہج لا یصل بالعدل و لا یصل بالعدل او بالمرئیین بل یصل بالمرئیین سواہ کان الوکیل المرئیین او بالعدل او غیرہما و اذا مات الوکیل لا یقوم واولیہ اور حبہ مقامہ عندہ وعند ایہ یوسف ابن وصی الوکیل یمتک بیعہ

ترجمہ (اور عادل ان میں سے ایک (راتین) مرتجعین کو دینے سے ناساں ہوگا اگر اس نے پاس ہانک ہو جائے۔ راتین کا ہانک ہونا مرتجعین کے پاس ہے۔ پاس اور راتین سے اور ان کے وقت آنے پر مردوں کی پکڑا دینے سے عادل کو اس کے غیر کو بذل قیض یا تو یہ دلیل ملے گا۔ چار میں اگر عادل عقد راتین میں شہادت دے گا تو یہ راتین کے ہلکے ہونے سے مراد نہیں ہوگا اور نہ راتین اور نہ مرتجعین کی موت سے بلکہ وکیل کی موت سے وکیل محمول ہوگا اور وکیل مرتجعین یا عادل یا ان کے علاوہ کوئی اور ہوگا۔ وکیل مر جائے تو اس کے ورثاء اس کے قائم مقام نہیں ہوتے یہ وہاں کا حکم ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بذل قیض سے اس مردوں پر بیٹے کا مالک ہے۔

تشریح: ان بات میں چند مسائل ذکر ہیں۔ جو سند پر دلیل ہیں۔

(۱) راتین اور مرتجعین دونوں مردوں پر ہانک چیز کو تیسرے شخص کے پاس رکھنے پر حلق ہو گئے۔ دیکھنے کے بعد شرعی اور نہ مرتجعین کو ہانک لینے کا حق ہے اور نہ عادل کو یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ مرتجعین پر راتین یا مرتجعین یا ان میں سے ایک کو اس کیونکہ عادل دونوں کے حقوق میں امتیاز سے اس طرح کہ عادل نایبیت کے حق میں مرتجعین کا امتیاز ہے اور مرتجعین (ذات کے حق میں راتین کے امتیاز ہے۔ راتین اور مرتجعین ہر ایک دوسرے کے حق میں امتیازی ہے اور امتیاز نہ ہونے کا انہیں کے پیروہ کرنے سے ضائع ہو جاتا ہے۔ پس اگر عادل نے ان میں سے ایک اور مرتجعین پر دے دی اور اس کے پاس وہی چیز ہانک ہوئی تو عادل ناساں ہوگا۔

(۲) اگر راتین نے کسی کو بھی (عادل مرتجعین اور ان کے علاوہ کوئی تیسرا شخص) اس بات کا وکیل بنایا کہ جب وہین کے ادا کرنے کا وقت آجائے تو آپ مرتجعین کو فروخت کر کے وہین ادا کرے اور یہ وکیل بنانا جائز ہے کیونکہ یہ اپنے مال کا وکیل بنانا ہے اور اپنے مال کا وکیل بنانا جائز ہے و شہدہ ہے۔

(۳) اگر عقد راتین میں کسی کی نکالت ضرور ہوئی مابعد اس کی نکالت لازم ہو جاتی ہے۔ پس اگر راتین وکیل کو محمول کرنا چاہے تو اس کو چاہیہ نہیں۔ اور اگر محمول کرے تو وکیل اس کے محمول کرنے سے محذور نہیں ہوگا کیونکہ ابھی نکالت عقد راتین کے حقوق میں سے ایک حق بن چکا ہے جو راتین کے لئے ہم کی وجہ سے لازم ہو گئی کیونکہ نکالت کی شرط عقد راتین کی ضرورت ہے۔

(۴) اگر مرہون بیچنے کا وہ کل مالک ہو تو کیا وہ کل کا کسی مرہون چیز بیچ سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو بیچنے کا حق حاصل نہیں۔ ہے کیونکہ وہ حالت ان چیزوں میں سے ہے جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ کل نے مرہومہ کی چیز پر استیلا کیا ہے اور اس کی دوائے سے راضی ہوا ہے نہ کہ اس کے دھمکیاں بیٹے سے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ کل کی موت کے بعد اس کی جگہ اس کا قائم مقام بن جاتا ہے اور اس کو مرہون فروخت کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ سب باتیں یہ نکالتے لازم تھی جس کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہذا کسی مرہون فروخت کرنے کا مالک ہوگا۔

﴿نفاذہ﴾

اصل ماہم ہوج۔ غلام بوخیزہ کے ہمراہ ہے اور ذکار ذوالی اس کا ایک قول ہے۔ وعن لسانی ان وصیہ بخلقہ لکنہ خلاف

جواب الاصل (رد المحتار ۱۰۰-۱۰۲)

و لا یبعہ بعلیہ ورنہ ای الملوک ینبع المرہون بعلیہ وراثۃ الرهن ولا ینبع الرهن او المرہون الا بمرضی الآخر ای لا ینکون للمرہون بیع الوہی الا بمرضی المرہون وایضا لا ینکون للمرہون بیع الرهن الا بمرضی الوہن بان وکلہ او جامعہ فاجاز الوہن بیعہ

ترجمہ۔ (اور وہیں کے بعد روایا کی عدم موجودگی میں مرہون چیز کا بیچنا جائز ہے۔ اور راہن اور مرہون میں سے کوئی بھی نہ بیچے مگر دوسرے کی رضامندی سے۔ کای راہن کو مرہون بیچے کا حق حاصل نہیں مگر مرہون کی اجازت سے۔ اور اسی طرح مرہون کو بیچے کا حق نہیں مگر راہن کی رضامندی سے اسی طرح کہ دو مرہون کو وہ کل دے جائے یا مرہون کو فروخت کرے بعد میں راہن بیع کی اجازت دے۔

تحریر: پیلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ راہن کی وفات کے بعد اکیل کو بیچن حاصل ہے کہ روایا کی عدم موجودگی میں مرہون چیز کو بیچ دے جس طرح اس کو راہن کی زندگی میں اس کی عدم موجودگی میں اس کو بیچنے کا حق حاصل تھا۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ راہن اور مرہون میں سے کسی کو بیچن حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کی اجازت کے بغیر مرہون کو فروخت کرے البتہ اس کی اجازت سے بیچنا جائز ہے۔ اب راہن مرہون چیز کو اس وجہ سے فروخت نہیں کر سکتا کہ مرہون کی مالیت میں مرہون اس سے زیادہ قدر ہے۔ نیز راہن اور مرہون کو مشتری نے حوالہ کرتے ہوئے کہہ سکتا ہے کہ مال کا بیچنے کے لیے بیع کی تسلیم کرنے پر کاربوند ضروری ہے۔ اور مرہون اس کو اس سے نہیں بچا سکتا ہے کہ مرہون راہن کی ملکیت ہے اور راہن اس بیع پر راضی نہیں۔

اگر دین کی ادائیگی کا وقت آیا اور راہن غائب ہو تو وہ شخص جس کے پاس مرہون ہے اگر بیچنے سے انکار کرے تو اس کو بیچنے پر مجبور کیا جاسے

فان حل بجنہ و راہ غائب اخیر الوکیل علی بیعہ کالوکیل بالخصوصۃ اذا غاب موکلہ و ماہا غاں الوکیل بعبیر عنی الخصوصۃ للاحصا ان الوکیل لا یعبیر علی العصرف الا ان فی منہ الصرۃ اذا غاب الرهن و ای الوکیل عن البیع فان المرہون یعتبر بعبیر الوکیل عنی البیع کما یعبیر علی الخصوصۃ اذا غاب

المؤكد ان المؤكدي اعتمد عليه و عات فلو لم يخافه ينصر : انزك و صبح حقه ليجر المؤكدي على الخصومة.

[illegible][illegible]

اگر عشاءِ رمضان کے بعد وکالت شرط ہوئی تو مکمل پھر مجبور کیا جائے گا یا نہیں...؟ اتوال فقہاء

وكاند يجبر لو شرط بعد الرهن في الاصح اعلم ان في الرهن فواين اوجده ان الرهن انما ثبت اذا كانت
 الوكالة لازمة وهي ان يكون في تسع نقد الرهن ان كان بعد لا يجبر ولا غير ان الرهن بناء على ان حق
 الرهنين يرفع فيجبر كالموكل بالخصوصية اذا لعب الممكول ولما كان هذا انقول اصح لان عدم الدليل لا
 يدل على عدم التناول خصوصاً اذا وجد دليل اخر

[illegible][illegible]

تو ان اصرار کو بھیج دیا گیا ہے کہ کیونکہ ہم کو اللہ اور ہمارے مرنے والے حق ضائع ہونے پڑے۔ اس لیے جب ہم تم کو اس کا حق ضائع ہونے سے روکتے ہیں تو اس سے پہلے کہ تم اس کے خلاف اصرار کرنا شروع کرو۔

خمس وصول کرنا بھی صحیح ہوگا۔

(۲) چاہے اس چیز کا مالک عادل سے ضمان لے کیونکہ عادل کی طرف سے اس کے مال میں زیادتی پائی گئی اس طرح کہ اس نے اس کا سامان بچا اور دوسرا پیہ کر اس نے مشتری کے حوالہ کر دیا۔

تیسرا مسئلہ عادل ضامن ہونے کی صورت میں عادل کو اختیار ہے

(۱) چاہے وہ اس نے اس چیز کی قیمت وصول کرے (یعنی عادل کو جو تادان و بنا یا زادہ راہن سے اس کو وصول کرے) کیونکہ عادل راہن کا کوکل ہے اور کوکل کو جو نقصان پہنچے گا اس کا دیندار اس کی ذمہ داری ہوگی جب عادل اپنا نقصان راہن سے وصول کرے تو راہن مرہون چیز کا مالک بنا۔ اور عادل نے اس کے کوکل ہونے پر اس کو بچا دیا تو یہ بیع صحیح ہوگی۔ اور مرہون کو جو کچھ دیا ہے وہ درست ہے۔

(۲) چاہے مرہون سے ضمان لے (جو اس نے اس کو دیا تھا) کیونکہ عادل ضمان ادا کرنے کی وجہ سے مرہون کا مالک بن گیا تو ضمان بھی عادل کا ہوگا۔ اور عادل نے مرہون کو ضمان اس لیے حوالہ کیا کہ اس نے اپنے گمان میں اس کو راہن کی ملک سمجھا تھا لیکن وہ راہن کی ملک نہیں سکا بلکہ عادل کی ملک بنا تو وہ مرہون کو اپنے حق لینے پر راضی نہ ہو گا اس وجہ سے وہ راہن سے لے سکتا ہے۔ اور جب مرہون سے ضمان لے گا وہ اس کے کوکل رہا تو غرض راہن سے وصول کرنے کا حق ہے کہ وہ اس سے لے لے۔

اگر مرہون چیز کسی اور کی نکل آئی اور مشتری کے پاس بیع موجود ہو تو مستحق مشتری سے اپنے مال لینے کا حق دار ہے اور مشتری عادل پر اپنے پیسوں کے لئے رجوع کرے اور عادل کو راہن اور مرہون دونوں میں سے ایک پر رجوع کرنے کا اختیار ہے

و فی القام احده ای المستحق المرهون من مشتریه و رجع هو علی العدل بشئ ثم هو علی الراهن به و صحیح القیض هو علی المرتهن بشئ ثم هو علی الراهن بذمہ ای العدل بالتخیل اما ان یوجع علی الراهن بالقض و رجع صحیح قبض المرتهن الثمن و اما ان یرجع علی المرتهن ثم المرتهن یرجع علی الراهن بلینھو ان لم یشرط التوکیل فی الرهن و رجع العدل علی الراهن قطع قبض المرتهن لثمنه اولاً ای ما ذکر عبار العدل بین تضمن الراهن او المرتهن انما یکون اذا كانت التوکیل مشروطة فی عقد الرهن فانه ح تعلق حق المرهون بالتوکیل للعدل تضمن المرتهن لانه باعد لحقه اما اذا لم تکن مشروطة فی الرهن تکرر التوکیل المفردة فانه ذ باع التوکیل وادی الثمن الی اخر بامر التوکیل ثم لحقه عہدة لا یرجع علی القایض فہو لا یرجع الا علی الراهن سواء قبض المرتهن الثمن او لم یقبض و صورۃ ما لم یقبض ان العدل باع الرهن بامر الراهن و ضاع الثمن فی بد العدل بلا تعدیة ثم استحق المرهون بالظمان الذی یلحق العدل یرجع بد علی الراهن.

ترجمہ: (اور موجود ہونے کی صورت میں مستحق مشتری اپنے مرہون لے لے اور مشتری اپنے ضمان کا عادل پر رجوع کرے۔ اور پھر عادل

اس کے ضمن کار میں پرہیزگار سے محرم نہیں رہا ہے اور ہر عورت کے مال کا اختیار ہے یا نہیں سے مراد اس پر رجوع کرے اور اس وقت مرتبہ کو پیش کرنا صحیح ہے یا مرتبہ پر رجوع کرے اور مرتبہ اپنے دین سے مراد اس پر رجوع کرے (اور اگر عقد رکن میں وکالت شرط نہیں ہوئی تو وہ دلی صرف رکن پر رجوع کر سکتا ہے خواہ مرتبہ سے نہیں قبض کیا ہو یا نہیں) یعنی جو کہ کیا گیا کہ عادل کا اختیار ہے چاہے مطلق رکن سے لے۔ چاہے مرتبہ سے لے۔ یہ اس وقت ہے کہ اگر وکالت عقد رکن میں شرط کی ہوئی تھی کیونکہ اس وقت مرتبہ کا حق وکالت سے مستحق ہوا۔ جسکی بنیاد کو اختیار ہے مرتبہ سے مطلق لے کر عادل کے حق کی وجہ سے فروخت کیا۔ اگر عقد رکن میں وکالت شرط نہیں ہوئی تھی تو یہ وکالت ضرور (وہ وکالت جو رکن سے مافیہ) کی طرح اس کی جی ٹیکٹا کر دیکھ کر مطلق ہو کر اس وقت سے اس وقت کے مال کا اس کا حق ہوئی تو وہ رجوع کا اختیار نہیں کر سکتا ہے۔ پس وہی طرح یہاں بھی۔ جن کے علاوہ کسی پر رجوع نہیں کر سکتا ہے خواہ مرتبہ سے نہیں قبض کیا ہو یا نہیں۔ اور نہ قبض کی صورت ہے یہ کہ عادل نے مرہون کو رکن کے حکم سے بچا اور رکن عادل کے پاس بچے کسی زیادتی کے باوجود باقی مرہون کی اور کاغذ کسی یہ مطلق ہو عادل کے ساتھ حق ہو جس کا رکن پر رجوع کیا جائے گا۔

تقریر... یہاں مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مشتری کے پاس بیچ (جو مرہون تھا) موجود ہو تو جو مستحق مشتری سے اپنے مال لینے کا حق دار ہے کیونکہ اس نے اپنے مال کو پایا تو اس کو اپنے حق لینے کا حق ہوگا۔ اب لینے کے بعد مشتری نے عادل کو بچتے ہوئے اپنے سے وہ عادل سے لے کر کو عادل ہی عقد کرنے والا ہے تو بیع کے حقوق اس کی طرف راجع ہوں گے۔ اور چونکہ رکن کا وجوب بیع کی وجہ سے ہوا تھا جس کا کرنے والا عادل تھا تو رجوع بھی عادل پر ہوگا۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر وکالت کی شرط عقد رکن کے بعد ہوئی اور عادل نے مرہون کو بیچ کر رکن کو اسے باقی صحیح مرہون کیا اور کاغذ اس نے عادل سے مطلق لیا۔ اب عادل کس سے مطلق وصول کرے۔ اس صورت میں عادل کو اختیار نہیں کہ (مراد اس اور مرتبہ میں سے) جس سے چاہے وصول کرے بلکہ یہاں اس کو صرف رکن سے وصول کرنے کا حق ہے نہ کہ مرتبہ سے کیونکہ اس وکالت سے مرتبہ کا حق متعلق نہیں ہوا ہے بلکہ اس کو صرف رکن کے حق کے لیے بنیاد کا یہ بالکل ہی طرح ہے جیسے ایک شخص نے کر کو رکن کے بیچے ایسی ہی دیکھی یا یا اس طرح کہ میرا حق ماں بچا دو اور اس کا رکن نہ کر دو۔ اور اگر نے وہی طرح کیا بعد میں شاید نے بیع میں اپنے حق کا دعویٰ کیا پھر اس کا حق ثابت ہو گیا جس کی وجہ سے بکر کو ضمانت ہوا کہ چاقو بکر کی ضمانت کو مکمل سے لے گا نہ کہ مشتری سے خلاف اس وکالت کی جو عقد رکن میں شرط ہو رہی تھی کیونکہ اس صورت میں عادل کو اختیار ہے ڈالو اور رکن سے یا مرتبہ سے اور مرتبہ سے لینے کا حق اس وجہ سے حاصل ہے کہ جب مرہون کے ساتھ مرتبہ کا حق واجب ہو گا تو اس میں کیا جائے گا کہ عادل کی بیچ مرتبہ کے حق کے لیے ہوئی تھی اور رکن نے لینے کا حق ظاہر ہے۔

فان ملک المراءن مع المراءن فاستحق وضع المراءن فبینه ملک بدینہ ای یکنون مسموینا بدینہ وان ضمن المراءن رجع علی المراءن بقضه و بدینہ ای المستحق بالحوار بین تضمین المراءن او المراءن فان المراءن ملکہ باداء الضمان فصح المراءن وان ضمن المراءن یرجع علی المراءن بالنتیجۃ لانه مفروض من جهة المراءن والماءن لانه انتقض فیعود حقه کما کان قبل علیہ لما کان لواء القسان علی المراءن و الضمان فی المضمون یثبت لمن علیہ فواء الضمان فبین انہ وھن ملک نفسه۔

ترجمہ.... اور اگر مرہون مرتبہ کے پاس ہلاک ہو جائے اور بعد میں کسی اور کا لے جائے اور رکن اس کی قیمت کا ہوا دے دے تو

[illegible]

تحریر: چٹانہ۔ مسرت مسلمان ہے کہ مومن چھ مرتبوں کے ہاں جاگ بھون اٹھ کے بعد کسی نے ہلاک شدہ چیز میں اپنے حق کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کو ثابت کر دیا۔ اب اس شخص کو اختیار ہے چاہے ضامن دامن سے ملے چاہے مرتبوں سے ملے کیونکہ دوسری طرف سے زیادتی باقی نہیں رہی۔ لیکن کی طرف سے یہ زیادتی پائی گئی کہ اگر نے دوسرے کا غلام کسی اور (مرتبین) کے حوالہ کیا۔ اور مرتبین کی طرف سے یہ زیادتی پائی گئی کہ اس نے دوسرے کا غلام پر قبضہ کیا۔

۱) پس اگر مالک نے ضمانت مانگے سے اپنا تو روغن مہمان کی ادا بخشی کہ جس سے اس چیز کا مالک بنا۔ تا سبب مردوں پر دشمنی کے احکام جاری ہوئے۔ اس لئے کہ ہذا امر تمہیں کے قبضے میں اس کے وارک ہونے کی وجہ سے اس کا قبضہ برقرار ہو جائے گا۔

۲۔ اور اگر سختی مرتبین سے متعلق کو تو مرتبین ظاہرین جو تدارک دین کی ذمہ داری ہے۔ جب مرتبین کو وہ کام کرنے میں پہنچایا ہے کہ وہ اپنا احوال دلائل سے لے کر چونکہ دلائل میں یہ اصولوں کے خلاف ہیں تو مرتبین کے ہلاک ہونے کی وجہ سے مرتبین کو اپنے حق وصول کرنے کے لئے دلائل نہیں کیا ہے۔ گا۔ اور یہ کہ مرتبین سے ملحق لے (جو اس نے سختی کو پایا تھا) کہ یہ مسلم اصول میں سے ہے کہ مشورہ ہے جو نقصان آئے۔ پس اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اور اسے کئی جاتی ہے۔ اور یہاں بھی مرتبین سے ضرور اور اور مرتبین کو دیکھ دینے والا ہے۔

﴿فَاذْكُرُوا﴾

سوال: جب مشفق نے رابعین سے خطاب فرمایا تو مرتبین کو قرضِ رابعین سے سزا دیا جوتو ہے کیونکہ حضرات کی دوا نیکی کی وجہ سے رابعین ہی چاہے
 ایک جگہ چر اس پر مرتبین نے احکام جاری کر دیے۔ اور مرتبین کے احکام میں یہ ہے کہ مرتبین کی امانت مضمونِ رابعین یعنی ہے
 اسی طرح اگر مشفق نے مرتبین سے مضمونِ رابعین پر بات چیت کی ہے۔ تو ان کو بھی رابعین کو مرتبین کا ایک حکم دیا
 جاتا ہے۔ اور ان کو مضمونِ رابعین پر کہنا چاہیے۔

جواب: اس مسئلہ کو پہلے مسئلے پر قیاس کرنا قیاس میں التفات ہے کیونکہ پہلی صورت میں امکان تو ان احکام کی وجہ سے مفہوم رکھتا ہے پہلے ہی اس کا، حالانکہ کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس پر ممکن کے احکام جاری کئے گئے تھے مگر یہاں ہر وقت مفہوم میں ملکیت نہیں ہو سکتی کیونکہ یہاں وہ انسان کی ملک کا جب یہ ہے کہ اس سے مرعہ نہیں کیونکہ ملکیت ہر دائرہ کے لیے ہے۔ اور جب مفہوم میں ملک کے بعد ایسا یا تو ملکیت ملتی ہے یا نہ ملتی ہے۔ اور جب ملکیت مفہوم میں کے بعد نہ ملتی ہوگی تو اس پر ممکن کے حکم جاری نہیں ہوں گے۔ چنانچہ مضمون لکھ دیتے ہیں: (توکلہ) (الغناء) علی حاشیہ صفحہ الغناء (۹۱۰-۹۱۱)۔

اور سحر نے سحر کے قتل کی مخالفت نہیں کی اور جی یوم جس کے قبضہ میں جا چکا، ہولی نواح خلیج کرمر چھوڑ جس نے اہل حق و باطل کو یکساں کر دیا۔ اس کی قیامت احوال کی خوش و غصا اس سے زیادہ اور بدستور اس دین کے بقدر ضامین ہوگا جو اس نے فرما دیے ہیں کہ قیامت کا بار اور مرتبہ نے اپنے لاف و احوال پر اپنے قیامت کو سوا کر دیا، دینی راہ میں رہنے والا دشمنی کو کر مسخیر میر کے موافق ہو گا۔ اور وہ دین فرما دیں کہ قیامت وہ تھا کہ وہ بھی دین کو ختم نہیں کرتا۔ دینی راہ میں رہنے والے سحر کے ضامین ہوگا جو مرتبہ سے اس کو پایا۔ اور سحر کے لیے وہ ہے۔ اور قیامت کا بار وہ دین اس لیے نہیں ختم کرنے کے ساتھ اس نے اپنے عمل کو جاری رکھا۔ اور اس نے اس کے ضامین ہوگا جو مرتبہ سے اس کو پایا۔ یعنی اس کا کہ قیامت کا بار وہ دین اس نے میر کی شہادت کے ساتھ موافقت کی تاکہ انصاف سے اس کو دینی کرنے والا نہیں ہے۔ اور اس قیامت کا بار وہ دین اس نے اس کے مرتبہ سے دینی راہ میں رہنے والا ہے۔ اور سحر اس قدر کا ضامین ہوگا جو مرتبہ سے اس کو پایا۔ اور اس نے۔

قرع بہر مسئلہ بصورت مسئلہ ہے۔ زیادہ سے عبارت یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ نہ لایا جا کہ وہ اس کو از میں رکھ کر کسی سے قرع نہ لے۔ اب اس کی بصورت نہیں ہیں۔ قرع سے اس کو مطلق بغیر کسی قید سے یہ ہو جائی کہ فیصلہ نہ کرنا چاہئے (اس طرح کہ یہ چیز قیاتی تھا) اس کے عوض دیکھ کر رکھ یا فاقان جس سے عوض وہاں نہیں رہے نہ ان شخص کے پاس رکھ جائیں مابلی بصورت میں مستغیر یعنی مقدار کے عوض اور جس شہدہ جس شخص کے ساتھ رہنا چاہئے اور رکھ سکتا ہے کیونکہ یہاں معیار نہ اس کو مشتق دیا ہے تو قرع کے اطلاق کا اعتبار ہوگا۔ اور دوسری صورت میں یہ معیار نہ اس کے ہوتے ہوئے اس کا کہ اس کو رکھنا یا فاقان نہیں رہنا چاہئے اور مستغیر کا اعتبار ہوگا۔ اور مستغیر کی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کی کمالیت کہے

چکی دوسری بصورت میں مستغیر کا جادہ رسالت سے خالی نہیں ہوگا۔

ہر ایک دوسری صورت میں مستقیم جادو یا درجائے سے بنائی نہیں جاتا۔

(۱) معیر کے کہنے کی مخالفت نہیں کی بلکہ وہی لپکا جو معیر نے دیا تھا۔ اب بدقسمت سے نہیں مستعار بیڑ مرچمن کے باب ہلاک ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرچمن کا قرض اور مستعار بیڑ کی قیمت ایک ہے یا ایک نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ایک ہو تو مرچمن کا قرض ادا ہوا کیونکہ مرچمن کی بات کہتی ہے کہ مرچمن کا قرض کے وصول کرنے والا خود ہوگا تو مستعار بیڑ کا قرض بھی ادا ہوا۔ یہ کہہ کر مستحکم نے معیر کے کہنے سے اتفاق فرمایا۔ اگرچہ یہ کیونکہ وجہ ہے کہ مرچمن نے اس وقت اپنے قرض کی ادائیگی ہے تو بقا قرض نہ ہوا۔ اتفاق معیر کا قرض ہوگا۔ اور اگر مرچمن کی قیمت سے زیادہ ہو تو مرچمن نے اس صورت میں وہی مقدار وصول کی۔ چنانچہ مرچمن کی قیمت تھی۔ اور باقی دین اب بھی مانس پور ہمارا ہوگا۔ مثلاً اگرچہ مرچمن کی قیمت ۷۰۰ روپے اور ادھار ۱۰۰۰ روپے تھے تو ہلاک کی صورت میں اگر مرچمن نے ۷۰۰ روپے وصول کیا۔ اور باقی ۳۰۰ روپے مانس پور کی قرض اب بھی ہوں گے۔

(۲) مسیحی نے معجزے قوس کی مخالفت کی تو معجزے نے مسیحی سے یہاں سے کائنات ہے۔ پھر مسیحی کو اختیار ہے چاہے وہ مسیحی سے لے کر مومن سے لیکن انہوں نے مسیحی سے غلام یا بے خون خمانہ کر کے کی ہر سے مسیحی مر جانے کا۔ لیکن جانے کا راس ہے کہ مسیحی اور مومن کے درمیان مفاد میں نام و ناموس کے کیونکہ وہیں وقت مسیحی کی ملک کی ہو کہ نہ رکھے اور لٹا دیا جائے گا۔ اور اگر معجزے نے مومن سے غلام لیا تو مومن نے بھی مشرور اور اکی ہے وہ وہاں از حد و دلوں و امن سے اور انہیں لے کر جس کی دلیل یہی ہے کہ نہ تھی۔

اگر معیر مرہون کا اوصاف ادا کر کے مرہون چیز کو چھڑانا چاہتا ہو تو راہن کو منع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے

ولا يجمع المرهون اذا قصى المعير دينه و فك رهنه اذ هو يسمي لى تحليص ملكه و يرجع على الزاهن
بعما دى لانه غير متبرع كما ذكرناه.

ترجمہ۔ (اگر مرہون کو حق کرنے کا حق نہیں ہے تب معیر مرہون کو چھڑانا چاہتا ہو تو راہن کو منع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس پر جبر کیا جائے گا یہ مسئلہ اصل میں سے ہے کہ اگر اس کام کو ترجیح کر کے تو مرہون پر جبر نہیں ہوگا۔ اور اگر ادا کرے تو اس پر جبر ہوگا اور یہاں معیر ترجیح نہیں ہے کہ وہ ادا کرے دین میں ترجیح تھا لیکن چھڑانے میں ترجیح نہیں ہے بلکہ وہ اپنا مال چھڑا رہا ہے۔ اسی وجہ سے معیر ادا شدہ رقم کا مستحق ہے۔) اس لئے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ راہن مستحق ہے اور ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور معیر خود ادا کر دینا چاہتا ہے تو وہ لے سکتا ہے۔ (اگر مرہون پر اسے تسلیم کرنے سے انکار کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس پر جبر کیا جائے گا یہ مسئلہ اصل میں سے ہے کہ اگر اس کام کو ترجیح کر کے تو مرہون پر جبر نہیں ہوگا۔ اور اگر ادا کرے تو اس پر جبر ہوگا اور یہاں معیر ترجیح نہیں ہے کہ وہ ادا کرے دین میں ترجیح تھا لیکن چھڑانے میں ترجیح نہیں ہے بلکہ وہ اپنا مال چھڑا رہا ہے۔ اسی وجہ سے معیر ادا شدہ رقم کا مستحق ہے۔) اس لئے۔

اگر مرہون راہن کے پاس رہن رکھنے یا چھڑانے کے بعد ہلاک ہو تو راہن ضامن نہ ہوگا

فلو هلك مع الزاهن قبل رهنه او بعد فكه لا يضمن وان استعمله نور كيد من قبل لانه امين مخالف ثم عاد الى الوفاق فلا يضمن حاله انما لفافى

ترجمہ۔ (نہیں) اگر مرہون راہن کے پاس رہن رکھنے یا چھڑانے کے بعد ہلاک ہو تو راہن ضامن نہ ہوگا۔ اگرچہ اس سے خدمت لی ہو۔ اس پر سوار ہوا ہو راہن رکھنے سے پہلے (کیونکہ راہن اس وقت امین ہے۔ اور اس نے ایک دکان غیب کی اور میر موافقت کی جانب لوٹ آیا۔ پس ضامن نہ ہوگا مخالف انہما شافعی)۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ معیر مرہون کو معیر سے لینے کے بعد اپنے پاس رکھ دینا چاہتا ہے پہلے راہن کی چھڑانے کے بعد ہلاک ہو جائے تو دونوں صورتوں میں معیر ضمانت نہ دے گا کیونکہ راہن نے اس مرہون سے اپنے قرض ادا نہیں کیا اسی لیے راہن پر اس کا ضمان واجب نہیں۔ اور ضمان کا سبب یہ ہے قرض کی (انگلی تھی جو نہیں پائی تھی اسی حالت میں اگرچہ اس سے خدمت لی ہو) اگر مرہون غم ہو یا اس پر سوار ہو (اگر مرہون تھوڑے کی صورت میں ہو) کیونکہ یہ مسئلہ اصولی میں سے ہے کہ امین اگر مالک کی مخالفت کرے اور میر موافقت کرے تو اس پر ضمان واجب نہیں ہوگا اور یہاں بھی اسی طرح ہے اس لیے اس پر ضمان نہیں ہے۔

اگر راہن مرہون چیز پر کوئی ضمانت کرے تو راہن پر نقصان ہوگا (اگرچہ وہ مرہون کا مالک ہو)

وجابة الزاهن على الزاهن مضموما وجابة المرتهن عليه تسقط من دونه بضارها وجابة الزاهن عليهما وعلى

۱۔ انہما فخر منہما عندہ ای حیضہ و فلا حایۃ الیہ من علی المرتضیٰ معترۃ لایہا حصلت علی عیو مالکہ و لی
الاعتبار فائدہ و ہی الذفع بالحایۃ الی المرتضیٰ فان شاء الوالد و العونہا بطلان الوہن و دفعہ بالجایۃ الی
المرتضیٰ فان قال المرتضیٰ لا طلب الحایۃ فہو رهن علی حالہ و لہ ان الحایۃ حصلت فی ضمان المرتضیٰ
فعلیہ تحمیضہ فلا یفید و حوب التمسک لہ مع و حوب التخلیص علیہ

ترجمہ (اور دائرہ کی بنیاد مرتضیٰ پر مبنی ہے اور مرتضیٰ کی سرہون پر اس کا قرض بقدر جنایت مامور ہوگا اور جنایت مرتضیٰ کی اس
پر دائرہ کے ذریعہ معاف ہے اور دائرہ سے فائدہ یہ ہے اور نہ ممکن کہ اسے جس سرہون کی جنایت مرتضیٰ پر عیو ہوگی کیونکہ یہ جنایت غیر مالک
پر آئی۔ اور اس کے ساتھ دائرہ کرنے میں فائدہ ہے۔ اور یہ فائدہ غلام کی بنیاد کی وجہ سے مرتضیٰ کو ملے گا ہے۔ جس اگر مرتضیٰ کے کسی جنایت
علیہ نہیں کرتا جس کو وہ اپنی حالت پر دائرہ ہے۔ اور امام اس کی دلیل یہ ہے کہ جنایت مرتضیٰ کے ضمان میں حاصل ہوئی۔ مگر اس پر
مرہون کا جھگڑا ہے۔ پھر ضمان کا وجوب مرتضیٰ کے لیے اس کے پھرانے کے ساتھ قطع نہیں ہے۔

تقریر یہاں مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر دائرہ کی سرہون پر کوئی بنیاد کرے اس طرح مثلاً اس وقت اس کا کوئی
مضموکات کے لئے دائرہ اس پر نقصان ہوگا (اگر یہ وہ سرہون کو مالک ہو گا کیونکہ یہ ایک فائدہ کلی ہے کہ اگر کسی کے دائرہ کے ساتھ کسی کا حق
ازہم ہو جائے تو مالک اس صورت میں جسٹس ٹیڈ ہوگا۔ اور یہاں بھی مرتضیٰ کا حق مرتضیٰ کے ساتھ ازہم۔ اور دائرہ کی بنیاد کو وہ جسٹس کی
بنیاد ہے۔ اور اسٹیک کی بنیاد کی وجہ سے اس سے ضمان پایا جائے گا۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ مرتضیٰ نے سرہون پر خط کوئی بنیاد کی تو جنایت کے بقدر اس کا قرض ساقط ہو جائے گا (اگر
قرض اور ضمان ایک شخص سے ہو۔ اور قرض کی کیلی یا دوائی کی صورت میں مرتضیٰ پر اس کو ضمان واجب ہوگا اس کو سرہون کر دیا جائے
گا) کیونکہ سرہون دائرہ کی ملک میں ہے جس پر مرتضیٰ نے ضمان دلی کی ہے اس ذیلی کی وجہ سے اس پر ضمان واجب ہوگا۔

تیسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ سرہون نے دائرہ کی سرہون پر بنیاد کی اس طرح کہ سرہون نے اس میں سے ایک کوٹھ نقل
کیا یا اس کا کوئی عضو کاٹ یا تو اب سرہون پر ضمان ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضمان نہیں ہوگا کیونکہ سرہون نے مرتضیٰ کی ضمانت پر جرم کیا۔ لہذا اس جرم کے بدلے پھرانے
مرتضیٰ کی ذمہ داری ہوگی تو ایک طرف مرتضیٰ کے لیے ضمان ہے اور دوسری طرف مرتضیٰ نے ضمان دیا تو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لیے
بنیاد کا اعتبار ہی نہیں کیا جاتا۔

ماہرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں تفصیل ہے جس طرح کہ اگر سرہون دائرہ کی بنیاد کرے تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہوگا۔
اور اگر مرتضیٰ پر یا تو پھر ضمان ہوگا کیونکہ سرہون کی ضمانت مرتضیٰ پر اس نے مالک پر بنیاد نہیں کی۔ کیونکہ مالک دائرہ ہے نہ کہ مرتضیٰ۔ لہذا
یہاں اگر جنایت کو مرتضیٰ نے اس میں فائدہ ہے کیونکہ جنایت کی وجہ سے سرہون غلام مرتضیٰ کو مل جائے گا۔ اگر چاہے اس کی وجہ سے مرتضیٰ کا
قرض تو ساقط ہو جائے گا مگر بھی غلام کا مالک بن جائے گا اس لیے انہما میں سے فائدہ کچھ نہ ہو دے لے۔ اگر چہ قرض
ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر فائدہ دائرہ میں سے کچھ نہ لے اس وقت غلام اپنے مال پر ہے (اسی سرہون ہے)۔

علیٰ ما کان واذا کان الذین ناقبوا وقد امر الراهن ان یبعده بمعانہ یكون الذالی فی ذمتہ .

ترجمہ:۔۔۔ اور اگر مہرجن نے راہن کی اجازت سے اس کو فروخت کیا۔ اور اس نے شخص قرض کیا تو مہرجن پانی تعداد سے رجوع کرے گا یعنی اگر مہرجن نے راہن کی اجازت سے سو روپے میں بیرون کو بچھا اس کے بعد اس کی طاقت سو روپے میں لگی۔ اور اس نے شخص قرض کیا تو وہ پانی رقم کاراہن پر رجوع کرے گا کیونکہ اس نے بھاد کی کتا مانتا نہیں ہوا ہے کیونکہ بھاد کی کتا طاقت نہیں ہے کیونکہ پہلی حالت پر لوٹنے کا مانتا ہے۔ اور جب یہ پانی ہوا تو مہرجن کے ساتھ راہن نے بیچے کی اجازت دی ہو مگر پانی رقم اس کی ذمہ ہوگی۔

تشریح:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ راہن نے مہرجن سے کہا کہ آپ بیرون سو روپے میں فروخت کریں۔ اور وہی سو روپے اپنے اوجہ میں لیں تو جو پانی نو سو روپے میں دو بدستور راہن کی اسے برقرار ہیں اس لیے کہ بھاد کی کتا طاقت نہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بھاد دوبارہ چڑھ جائے تو اسے سو روپے میں مانتا ہوگا۔ اور اسی طرح مہرجن نے راہن کے حکم سے بچھا ہے تو یہ ایسا ہے جیسے راہن نے خود بچھا۔ اور اگر وہ خود بچھا اور مہرجن سو روپے مہرجن کو دیتا ہے مگر اس کے نو سو روپے باقی رہتے۔

اگر ہزار روپے والے غلام کو کسی ایسے غلام نے قتل کیا جس کی قیمت صرف سو روپے تھی اور قاتل غلام مقتول غلام کے بدلے میں دے دیا گیا۔ اب راہن کیا کرے..... اتوال فقہاء

وان قتلہ عبد بعد ما نفعہ فلیع بہ فکب بکلی دینہ ہذا عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف وعند محمدؒ ہو بالخیار ان شاء فکبہ وان شاء سلم العبد المدفوع الی المورثین بعدا لہ وعند زہریؒ بصبر و ہنا بمعانہ لانہ بقی الخلف بقدر النضر فیبقی الذین یقتلہ قلنا لو فرغ ان العبد الثانی فانہ مقام الاول قصار کما کان الاول قاتلا و تراجع بسعرہ ثم لمحمدؒ ان المورثون یغیر فی ضمان المورثین فیخیر الراهن کالشیع اذا قتل قبل القبض و لہما ان الصبر لم یظہر فی حق العبد لقیام الثانی مقامہ .

ترجمہ:۔۔۔ (اور اگر مذکور غلام کو سو روپے والے غلام نے قتل کیا۔ جس کا قتل غلام مقتول غلام کے عوض دے دیا جائے تو راہن اس کو پورے اوجہ کے بدلے بچھرائے گا کیونکہ اسے ضعیف اور اسے مایوس نہ دے گا۔ ایک ہے۔ اور امام رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور امام رحمہ اللہ کے نزدیک مہرجن بھاد ہے تو بچھرائے اور پھر تو غلام مہرجن کو اس کے مال کے بدلے میں دے دے۔ اور امام ہزار روپے مانتا ہے کہ اگر ایک سو کے عوض مہرجن ہوگا کیونکہ اس نے ناجائز بدلہ مقرر فرمایا ہے اس لیے دین ادا تھا تو راقی رہے گا۔ اور ہم فرماتے ہیں کہ اگر دو غلام پہلے غلام کا حکم عام ہے نہیں دیا یا نہیں دیا جیسے کہ کوئی عام ہے اور اس کے بھاد سے رجوع کرے مگر امام ہونے کے لیے دلیل یہ ہے کہ بیرون مہرجن کے مانتا میں متغیر ہوں۔ مگر راہن کو اختیار ہے جیسے میں جب وہ قرض سے پہلے کو دے۔ اور مہرجن کے لیے دلیل یہ ہے کہ بھاد غلام کے قرض میں ظاہر نہیں ہوا ہے کیونکہ دوسرا اس کا قتل عام ہے۔

تشریح:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہزار روپے والے غلام کو کسی ایسے غلام نے قتل کیا جس کی قیمت صرف سو روپے تھی۔ اور قاتل غلام مقتول غلام کے بدلے میں دے دیا گیا۔ اب راہن کیا کرے؟ اس میں اختلاف ہے۔۔۔

فقہین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ راہن مہرجن کا پورا قرض ادا کرے۔ اور بیرون کے قائم مقام صرف دوسرے غلام کو لے کر بچھرائے۔

پہلا غلام موجود ہو گا اور صرف نفع کم ہو گا۔ اور اس کی قیمت سو روپے دے جاتی تو راکن چور فرض ادا کر کے اپنے غلام کو لیتا اور یہاں چونکہ دوسرا غلام موجود اور بھی کے اختیار سے ادا کر کے قائم مقام ہے۔ لہذا یہاں بھی کو یہ اول غلام موجود ہے اور اس کی قیمت کم ہوئی۔ لہذا راکن چور اور دھار دے کر مرہون کو لینے کا اختیار ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راکن کو اختیار ہے چاہے اس دوسرے غلام کو مرہون۔ کہلا حد۔ کے بدلہ میں مرہون کو دے۔ چاہے راکن چور اور دھار کو اگر کے مرہون سے یہ دوسرا غلام لے کر تک غلام میں تغیر نہ ہو جب وہ مرہون کے ضمان میں داخل ہو گا تو ایذا راکن کو اختیار دینا چاہئے جیسے بیع و مشتری نے ابھی تک چند نہیں کیا ہے کہ اس کو کسی غلام سے قتل کیا جس کی وجہ سے قاتن غلام بیع غلام کے عوض میں دے دیا گیا تو اب مشتری کو اختیار ہے خواہ پورے قیمت وصول کے بدلہ میں اس غلام کو لے لے خواہ بیع قطع کر دے تو اسی طرح یہاں بھی راکن کو اختیار ملنا چاہئے۔

امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غلام مرہون کے پاس آئے سو کے بدلہ میں راکن ہے کہ کیا تک نفع کی کمی میں کے از قوت ہونے کا شغل ہے۔ لہذا یہاں میں کا ۱۰/۱۰۰ قوت ہو گی تو فرض بھی ۱۰/۱۰۰ قوت ہو گیا اور اسی طرح مرہون کا قیمت بعد استیفاء ہوتا ہے۔ اور ہر کس سے یہ استیفاء مضبوط بن جائے اور مرہون نہ چاک ہو چکا ہو تو پورا فرض ساقط ہوتا چاہیے تاہم چونکہ مرہون کو مرہون غلام کے بدلہ میں سو روپے ملے گا (جو اصل مرہون کا ۱۰/۱۰۰) تو اسی حساب سے فرض بھی ساقط ہو گا۔ لہذا مرہون کا یہ صرف ۱۰/۱۰۰ روپے بدلہ جس کے بدلہ میں دوسرا غلام راکن ہے۔ راکن سو روپے دے کر اس دوسرے غلام کو لے گا۔

مفتی بہ قول: شیخین کا قول مثلاً ہے۔

(قلت) لکن صلیح المصنف کثیرہ بفید ترجیح الاول فلا تغفل۔ (در المنہج ۲/۲۰۶) لکن غایۃ المعین والشریح علی الاول۔ (در المستار ۱/۲۸۱) مکشہ امیر حمزہ۔

اگر مرہون نے خطا کوئی جنایت کی تو اس کا فدیہ مرہون دے گا اور اس سے رجوع نہیں کرے گا

فان جنی الزہن خطا فداء مرہونہ ولم یرجع الی علی الزہن لان الجنایۃ حصلت فی ضمان المرہون ولا یملک الدفع لان المرہون غیر مالک فان می دفعہ الزہن او فداءه و سقط الدین ای ان ابی المرہون ان یفدیه قبل لنواہن ادفع العبد او فداء عنه و انما فعل سقط الدین واعلم ان الدین انما یسقط بشماہ اذا کان الدین المثل من قبۃ الزہن او مساویا اما اذا کان اکثر یسقط من الدین مقدار قبۃ العبد ولا یسقط الباقی لکن لم یذکر فی المنہج ہذا لان الظاہر ان لا یمکن الدین اکثر من قبۃ الزہن۔

ترجمہ: (اور اگر مرہون نے خطا یا جنایت کی تو اس کا فدیہ مرہون دے گا اور اس سے رجوع نہیں کرے گا۔ راکن پر کیونکہ جنایت مرہون کے ضمن میں موجود ہوئی۔ اور مرہون غلام دینے کا مالک نہیں ہے کیونکہ مرہون مالک نہیں ہے۔) اگر مرہون نے فدیہ دینے سے انکار کیا تو راکن مرہون کو حوالہ کرے۔ اور یہ ساقط ہو گا ابھی اگر مرہون نے فدیہ دینے سے انکار کر تو راکن کو کیا جائے کہ تمام دی یا اس سے فدیہ دے

تاجہ اور قائم نہ ہونے پر۔ اور اگر وہ یکن پانی زندگی میں یہ کام ضرور نہیں کی اجازت سے کہتا تو جانہ ہوتا تو یہاں بھی اسی طرح ہے۔
 ۴۔ اور اگر رائے کے لیے وہی شیئہ قاضی اس کی طرف سے کوئی وہی مقرر کرے۔ اور وہ وہی مریض کو کچھ کے سر نہیں کہ اس کا فرض
 ہے۔

فصل فی المتفرقات

یہ فصل دین سے متعلق متفرق مسائل کے بیان میں ہے

اگر رائے نے دس درہم کے بقدر انگوڑ کا شیرہ سر نہیں کے پاس رہن رکھا اور وہ بعد میں خود بخود
 سر کر بنا اور اس کی قیمت دس درہم ہے تو اب یہ سر کر درہم کے عوض رہن شمار کیا جائے گا

عصر قیمتا عشرة دھن مہا فخر دھو بعدلہ ای الخلل بعدل عشرۃ غنی رہنا مہا فالحاصل ای ما ہو محل
 للبیع محل الزہن وما لیس محلا للبیع لیس محلا للزہن و الخمر لیس محلا للبیع ابتداء لکن محلا نہ نقاء
 فکذا الموضع.

ترجمہ..... انگوڑا شیرہ جس کی قیمت دس درہم ہو رہن رکھ گیا۔ پس وہ شیرہ شراب بن گیا۔ اور بعد میں سر کر ہو گیا۔ اور یہ سر کر دس درہم
 کے برابر ہو چکی سر کر دس درہم کے برابر تھا۔ اور یہ شیرہ جس دس درہم کے عوض رہن باقی رہا ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ وہ چیز جو بیچ کا کل
 ہو اور رہن کا کل نہ ہو اور چیز جو بیچ کا کل نہ ہو وہ رہن کا کل نہیں ہو سکتی اور شراب ابتداء بیچ کا کل نہیں مگر جہاں اس کا کل ہے۔ پس یہی
 طرح رہن کے لیے۔

تقرین..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمرنے کرے اس درہم ادھار لے۔ اور عمرنے کر کے پاس دس درہم کے انگوڑا کا شیرہ رہن رکھا
 پھر اس انگوڑا کے شیرہ سے شراب بن گیا اور پھر خود بخود اس سے سر کر بن گیا اور اس سر کر کی قیمت بھی دس درہم ہے تو اب اس سر کر کو دس
 درہم کے عوض رہن شمار کیا جائے گا کیونکہ انگوڑا کا شیرہ اور سر کر بیچ بن سکتے ہیں۔ اور جو چیز بیچ بن سکتی ہے وہ چیز سر مر ہوگی پس ہو سکتی ہے کہ اگر
 بیچ ہو رہن کا غرض مالیت سے ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں مال ہیں۔ اور یہ جہاں عقد کی حالت ہے نہ کہ ابتدا عقد اور شراب کل عقد ابتداء نہیں
 بن سکتا لیکن جہاں شراب کل عقد بن سکتا ہے کیونکہ شراب جہاں سر کر بن چکا ہے نہ عارضی ذائل ہو گیا تو اس کو عدم کے درجہ میں شمار کیا جائے گا۔
 اور اس کو دس درہم کے عوض رہن قرار دیا جائے گا۔

و ثلثہ قیمتا عشرة دھن مہا فخر دھو بعدلہ ای الخلل بعدل عشرۃ غنی رہنا مہا فالحاصل ای ما ہو محل
 للبیع محل الزہن وما لیس محلا للبیع لیس محلا للزہن و الخمر لیس محلا للبیع ابتداء لکن محلا نہ نقاء
 فکذا الموضع.

ترجمہ..... اور ایک بکری کی قیمت دس ہے اور اس کو دس کے مقابل میں رہن رکھی گئی۔ پس یہ بکری مرزا۔ اور اس کی کمال کو بافت دی گئی۔
 پس اس کی قیمت ایک درہم کے برابر ہو گئی تو ایک درہم کے بدل رہن ہوگی اور رہن کا شمار اس کے بدلہ کی طرح ہے۔ اور اس کا اور جہاں رہن

اور اس کا پہلے راضی کے لیے ہے۔ اور اصل کے ساتھ یہاں ہے۔ وہ بھی کسی چیز کے ٹھکانے ہاں ہے کیونکہ یہ مشورہ، مطلق تحت، اصل نہیں ہے۔

تشریح: صورت مسند یہ ہے کہ غرض سے اس روز جمعہ اعلان ہے۔ اور غرض اس کے بعد میں ہمارے پاس ایک بکری دینی بدستوری سے یہ بکری سرخس کے پاس ہلاک ہوئی۔ اور سرخس نے اس کی کھال اٹار کر دو قیمت دے دی۔ اور اس کی قیمت ایک درہم ہے۔ وہ بکری کا جواں حصہ باقی ہے اور اس کے ساتھ بکری جو گئے۔ لہذا اس حساب سے اس کی کھال دو قیمت ہلاک ہو گیا۔ اور اس حصہ کیا۔ لہذا اب یہ کھال ایک درہم کے بعد میں دینا ٹھیک رہا۔ اور باقی اصرار کے لیے یہی مراد ہو گئی۔

اور مسند۔ صورت مسند یہ ہے کہ اگر ہوا میں روزہ ہوا۔ پھر یا بھل چکا ہو تو یہ روزہ توڑی اور اس کی ملک ہوئی کیونکہ یہ سب چیزیں اس کی ملک کی چیز اور ہیں۔ لیکن اس کو اصل کے ساتھ سرخس کا کرہہ جائے گا۔ لہذا یہ ایک ایسا حق ہے جو لازم ہے۔ لہذا ایسے حق لازمی سرخس کے تو اصل میں سے ہوتا ہے۔ اور سرخس کے تو اصل امرچہ سرخس دیتے ہیں لیکن مضمون نہیں دیتے ہیں۔ لہذا اگر یہ سرخس کے پاس ہلاک نہ جائے تو اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔

اگر اصل ہلاک ہو اور اس کی برہم توڑی ہو گئی تو اس کے حصے کے مطابق چھڑالے جائیگی

فان ملک اصله و بنی هو فک بقسط فیقسم الدین علی قیمتہ یوم فک و قیمتہ اصله یوم قبضه و یعط حصه اصله و فک بقسطہما اذا کان الدین عشره و قیمتہ الاصل یوم القبض حشره و قیمتہ النشاء یوم الفک حشره فانما العشره حصه الاصل فیعط و ثلث العشره حصه النشاء فیعط بہ۔

ترجمہ۔ (اور اگر اصل ہلاک ہو اور اس کی برہم توڑی ہو گئی تو اس کے حصے کے مطابق چھڑالے جائیگی۔ بنی دین اس کی قیمت پر جو بھڑالے کے دین نہیں۔ اور اس کے اصل کی قیمت پر جو قبضہ کن حق تقسیم کی جائے گی۔ اور اصل کا حصہ ساتھ لیا جائے گا۔ اور جو برہم توڑی کے حصے کے موافق برہم توڑی چھڑالے جائیگی) جسے وہ دین دے اور قبضے کے دین اس کی قیمت اس ہو۔ اور بھڑالے کے دین برہم توڑی کی قیمت پر جو قبضہ کے روٹات اصل کا حصہ ہوگا۔ جس ساتھ ہوگا اور لڑے ایک حصہ ہے برہم توڑی کا حصہ ہوگا۔ جس اس کے مطابق چھڑالے جائے گا۔

تشریح: صورت مسند یہ ہے کہ عبد الرحمن نے عبد الصمد کو ۱۰۰ روپے قرض دے دیے۔ اور عبد الصمد نے عبد الرحمن کے پاس ایک بکری دینی دیکھی۔ اور اس بکری کا بچہ ہوا۔ اور اس کے بعد بکری مر گئی اور اس کا بچہ مر گیا۔ اب بکری کتنی تھی اور اس کے عوض مضمون ہوئی اس میں تفصیل اس طرح ہے کہ دونوں کی قیمت لگانے اس طرح سے بکری کی قیمت قبضہ کرنے کے ان کے اعتبار سے لگائے کہ کتنی تھی اور یہ ۱۰۰ روپے تھے۔ اور بکری کی قیمت بھڑالے کے ان کے اعتبار سے لگائے کہ کتنی تھی۔ اور یہ خطا پانچ سو روپے ہے۔ اب دونوں کی قیمت چند سو روپے لگائی جائے گی۔ اب دین (۱۰۰) کوں دونوں کی قیمتوں پر ۱۰۰ (تین گنا) تقسیم کرے۔ وہ دین کے دو حصے ہوں گی طرف اور ایک گنا بچہ کی طرف آجائے اور دین کے دو حصے ۱۰۰ روپے ہیں۔ لہذا دین سے جو سوا قاض ہو گئے۔ اور بچہ کا حصہ شش سو روپے ہے۔ لہذا ان میں سرخس کو حق سوا روپے کر کے چھڑالے۔

واخيه وموته ابن لمي. الاخر حتى يجعله مكان الاول ان يرد الاول الى ارضه فتح بصير الثاني مضمونا

[illegible]

٤٢

تفصیل صورت مسند ہوئے نہ کہ نے حرکت بہار روپہ اچھا دے رہے۔ درمیانے اس رقم کے عوض ایک نامہ جس میں قیمت ۱۰۰ روپے قلمی دیے۔ پانچ سو روپہ کے بعد مثلاً اصرارے ایک اور نامہ جس میں قیمت ۱۰۰ روپہ قلمی دیے۔ یہ دو کتابیں پبلک لائبریری کے پاس تھیں۔ درپہ دوسرا نامہ جس کی ایک روپیہ ہو جانے تو اسے گرا کر ۵ روپے پبلک لائبریری کے پاس بہت وقار ملی گھر میں شمار کیے جانے لگا۔ اور دوسرے کو انسانی شمار کیا جانے لگا۔ لہذا ان کے اس صورت میں ادب بلاگ کو جاننے تو قریب سا قاف ہو جائے گی۔ درمیانے دوسرے بلاگ ہو جانے تو قریب سا قاف ہو گا کیونکہ یہ انھیں بے جوہریت میں ملے۔

وَلَوْ أَبْرَأَ الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدٌ عَنْ ذَنْبِهِ أَوْ إِتَّفَقَ مَا تَهْلِكُ بِهِ السَّيِّئِينَ هَٰلِكٌ دَلِيلٌ وَ هَٰذَا اسْتِحْسَنَ وَ فِي الْقَاسِ هُنَاكَ مَالِدِي وَ هُوَ لَوْ أَنَّ

میں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ اپنے گھر میں رہیں۔ یہ سب سے پہلا قدم تھا۔ (آنکھیں پونے دو سال کے لیے بند رہیں۔) اب میں نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ اپنے گھر میں رہیں۔ یہ سب سے پہلا قدم تھا۔

CS

تحریر: سہولت و تسکین ہے کہ گھر بنے تو یہ گھر خراب ہو جائے۔ سہولت و تسکین کے مقابل ایک سادگی گھر کے پاس رہن سہن کی اس کے بعد ہونے تو یہ بھی خراب ہو جائے۔ معاف کر دیا اس کو بہر حال اس کے بعد پختہ قسمی سے سادگی گھر کے پاس میں کہ لاکھ ہو جاتی ہے۔ تم پر ہر گز ان روکا نہیں؟ اس میں اشتباہ ہے۔

اقسماں اس کے مطابق بچے نہیں، بچہ تو کاغذ اس وقت لدا گیا ہوتا ہے اور ان دونوں کی وجہ سے مجھ کو مضمون دیکھتا ہے۔ اور وہ سب یہاں ان میں سے کوئی نہ بھی نہیں ہے تو مجھے انسان نہیں سمجھا۔

قیاساً: اس کے مطابق جی سلطان ہوگا کیونکہ مروجہ کا نقطہ اجود سلطان ہے۔ لہذا جب تک مروجہ مرنے کے نچلے میں ہے تو سلطان مرنے کا۔

اگر مرتجن نے اپنا ادھار قبض کیا یا ادھار میں سے بعض قبض کیا یا اس کے غیر سے پھر مرہون مرتجن کے پاس ہلاک ہو تو یہ ادھار کے بدلے میں ہلاک ہوگا

ولو ليس المرتب فيه أو بعضه من واحد أو غير أو شري بالمدين عينا أو صايج عليه على شئ أو أحوال
الرهان مرتبته بدينه عني آخر ثم هلكت رهنه معه هلكت بالتاليين : وما ما فخص إلى من أدى وبطلت الحوالة
وكذا لو تصدقا على إن لا دين ثم هلكت منك بالمدين حكم هذه المسائل مبني على أن يد المرتب بها

سيفاء يقرر ذلك المهلاك فاذا هلك نبي ان الاستعفاء وقع مكرراً فبر ما قبض الي من ادى فان ادى
المليون يرد اليه وان ادى غيره يرد الي ذلك الغير وان احل تطل الحوالة وفي صورة التصديق وجود
الذين محتسب اذا عرفت هذا اقر ان كل استعفاء الحوالة على هذه الصورة ووجه الاستحسان هو الفرق
بينهما وهو ان المهلاك بالدين يقتضي وجود الدين والبراءة ونهية لا يغني الدين اعتدال بخلاف الاستعفاء
فان بالاستعفاء لا يتعدى الدين بل يثبت لكل منهما على الآخر دين فيسقط الطلب لعدم الفائدة .

[illegible]

تشریح: یہاں سے۔

تشریح: پہلا مسئلہ: عبودیت مسئلہ ہے کہ ہمارے مرنے والے کا دھارہ اچلی کی، یا ننگی تیسرے شخص کے نام کی طرف سے دھارہ خرچ اس کا دھارہ مرنے کی وجہ سے۔ اور اچھی ننگی مرنے کی۔ نے مرنے کی وجہ سے ہونے والی نہیں کیا تھا کہ سر ہون اس کے ہاں ہلائے ہوا۔ اب مرنے کے بعد ہونے والی اس کا جوہر ہو گا اور جوہر اس نے مرنے کی وجہ سے وصول کی تھی وہ ان کو دھارہ اس کے۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مہتممین نے اپنے احوال کے بار بار افغان سے کوئی سامان خرید لیا تو اس کا حق ادا ہوتا ہے۔ اس کے بعد مہتممین نے سرحد، افغان کے حوالہ نہیں کیا تھا کہ سرحد میں اس کے پاس جاگے۔ ہوا تو مہتممین پر شاخوں دھکا کیونکہ اس نے شرارت کی وجہ سے اپنا احوال معمول پر آگیا۔ اب یہ وہی مہتممین کی حیثیت کی واسطی وہ جب ہوئی۔

شیخ: مسئلہ بصورت مسئلہ ہے کہ مرتبہ - خدا ان سے مانجھ لے گا اور انہیں کہے اور ابھی تک وہ نے مرہون دامن کے سوال نہیں کیا تھا۔ کہ وہ مرتبہ کے پاس ہلاک ہوا تو یہ بھی مضمون ہوگا تو کہ مرتبہ سے جتنی کی وجہ سے اپنا بن اصول کیا۔ اب مرہون ہی قیامت کی راہی ہاں برادہ ہوگی۔

جہ قحط مسئلہ مسودت مسئلہ یہ ہے کہ حکمران کا فرض خالصہ یہ ہے اور خالصہ نے عمر سے نہا کہ آپ کو میرا قرض بکرو دے مجھ کو زکوٰۃ دے یہ بات دفعی کی (اس کو مقدمہ الائنس ہے کہ میرے بھرنے میں کو آسان ہو جائے) ابھی تک میں نہیں نے میری سوا انہیں کہہ کر انہیں نہی کرنا تھا کہ اس

کے پاس مہونہ ملاک ہو تو قرض ساقط ہوگا۔ اور جو قرض مہونہ کوئی بھی اس کا لونہ مہونہ پر ضروری ہے کیونکہ کرنے جو قرض ادا کی وہ گویا راکن بنی نے ادا کی اور جب راکن ادا کرتا ہے تو یہی حکم ہوتا ہے۔ لہذا یہاں بھی یہی حکم ہوگا۔

پانچواں مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ راکن اور مہونہ دونوں دین نہ ہونے پر مشتق ہوئے۔ اور اب مہونہ نے مہونہ کو راکن کے ذریعہ نہیں کیا تھا کہ وہ ملاک ہو تو یہ مضمون بالہ میں ہوگا کیونکہ یہ امکان ہے کہ کچھ دین دین ہونے پر تعلق کریں تو اب بھی جہت دین باقی ہے اس وجہ سے مضمون بالہ میں ہوگا۔

﴿مختصر﴾

اذا مقرر سابقہ اختلافی مسئلہ نہ کو، مسائل پر قیاس کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مہونہ پر سابقہ مسئلہ میں ضامن ہوگا جس طرح مذکور مسائل میں ہے۔ اور ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر ابراہ اور ایفاء کے درمیان فرق ہے کیونکہ ابراہ میں ضامن نہیں ہوتا ہے۔ اور ایفاء میں ضامن ہوتا ہے (یعنی ابراہ کی صورت میں قرض بالکل ختم ہو جاتا ہے اگرچہ راکن کا قرض لینا اب ہر قرار ہے۔ اور راکن کا قرض لینا اس بات کو متعلق تھا کہ راکن مہونہ کا قرض ادا کرے لیکن چونکہ اب مہونہ نے اس کو بری کیا ہے۔ اس وجہ سے اب قرض ختم ہوا کیونکہ اگر اب بھی قرض کو باقی مانے تو تعین کا اجتماع لازم ہوگا (کہ قرض کا معاف کرنا بھی ہے اور قرض کی ادائیگی بھی ہے) لیکن کام کا خلاصہ یہ ہوا کہ ابراہ میں موجب دین ابھی صمدہم تو نہیں لیکن بقا دین کا معافی موجود ہے اس وجہ سے قرض بالکل ساقط ہو گیا ہے۔ اور ایفاء کی صورت میں جب راکن نے قرض ادا کیا۔ تو اسلی حق ادا نہیں ہوا کیونکہ مہونہ نے جو قرض بھی وہ پہلے اس کو نہیں ملی۔ بلکہ اس کے شکل ملی ہے۔ نہ یا کہ قرض کی ادائیگی کے بعد بھی راکن کا اسلی حق دین کی ادائیگی ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر دائن نے قرض وصول کرنے کے بعد مہونہ کو بری کر دیا تو مہونہ کو یہ حق ہوگا کہ وہ دین سے وہ مل دلیس لے جو اس نے اس کو دیا تھا کیونکہ اصل حق ہی معاف ہو چکا ہے تو پھر عدلی کا کیا سوال ہے۔ لہذا ابراہ میں ایک سے قرض ساقط ہو جاتا ہے اور وہ کچھ بھی اصل حق ساقط نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے۔ لیکن ابراہ ایفاء پر قیاس کرتا ہے قیاس مع الفارق ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

..... کتاب الجنایات ﴿﴾

یہ کتاب جان اور املاء کے تحت کرنے کے مسائل میں ہے

اس بابت میں چند نکات ہیں۔

(۱)..... جنایت کا معنی لغوی:

جنایت لغت میں بُرے کام و کتبے ہیں۔ اور کبھی مفعول (دو شخص میں برائی ہوئی ہو یا پرہیز گار ہوا جاتا ہے۔

(۲)..... معنی شرعی:

شریعت میں اُس حرام کام کو کہتے ہیں جو جس طرف پر (جیسے پاؤں، ہاتھ، ناک، کان، آنکھ) پر واقع ہو۔ اول نکل اور دوسرے کو قطع و جراحت کہتے ہیں۔

(۳)..... وجہ الجنایت:

دین ضاعت ال کے لیے ہوتا ہے اور نعم جنایت (تہمیر و دیت یا کفارہ) فطاعت نفس کے لیے ہوتا ہے۔ (مسبب الیہ)

قتل عمد کی تعریف..... اقوال فقہاء

اعلم ان القتل خمسة انواع عمد، و شبه عمد، و خطأ، و جاری مجری الخطأ، و القتل یسب فیتین هذه الانواع باحكامها فالا لقتل العمد ضرب قصدا بما يفرق الاضراء كسلاح، او مكدن من خشب او حجر ولبقة و نار هذا عمد نبي حنیفة و عندهما و عند الفقهاء ضربه قصدا لا یطبقه البیة (البدن) حتی ان ضربه قصدا بحجر عظیم او حطب عظیم فهو عمد

ترجمہ۔ بات ہاں نو کتل کے پانچ اقسام ہیں۔ ۱۔ عمد: قتل عمد۔ ۲۔ شبه عمد: قتل بگناہ۔ ۳۔ خطأ: قتل بگناہ۔ ۴۔ جاری مجری الخطأ: قتل بگناہ۔ ۵۔ القتل یسب فیتین: قتل بگناہ۔ ۶۔ اقلام ادم کے قصدا سے ہون کے ہیں جو ان سے فرمایا کہ قتل ہم قصداً ہی چیز سے ہونا ہے جس سے ہون کے اثر و جد ہوتے ہیں جیسے تھیاد، عمارت، کھڑائی، قمر، پائس میں سے ہونا اور آگ۔ یہ تار سے زور پک ہے اور سائیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قصداً الی چیز سے ہونا ہے کہ ہونا ہی، واضح نہ کرتے ہیں بلکہ قصداً ہونا ہے قتل بالکفر سے بھی کہ ہے۔

تقریب..... قتل کے پانچ اقسام ہیں غرض عدول ذیل قریب قرطاب ہر ہے ہیں۔

(۱) قتل عمد کی تعریف اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا مارنا ایسی چیز سے تصور ہو جس سے بدن کے اجزاء جدا ہوئے ہوں مثلاً چھریاں اس کے مثل بدن کے اجزاء کے جدا کرنے میں جیسے تیر کڑی، پتھر، باغی، کا چھلکا، پیسہ اور آگ وغیرہ۔

صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا مارنا ایسی چیز سے تصور ہو جس کو بدن جڑاؤت نہ کر سکے (یعنی جس سے موت واقع ہوتی ہو) جیسے پتھر، تیر کڑی یا اس کی مثل سے۔

﴿فائدہ﴾

ان دونوں طریقوں کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ ہر شے محمد صالحین کے نزدیک شہید ہو جائے یا نہ ہو حنیفہ کے نزدیک نہیں۔ اور ہر شہید عام کے نزدیک شہید صالحین کے نزدیک نہ ہوتا ضروری نہیں۔ لہذا شہید محمد صالحین کے نزدیک عام اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عام ہے۔

قتل عہد کا حکم..... اقوال فقہاء

وبہ یأثم وجب القود عا هذا عندنا خلاف للشافعی فان القود غیر متعین عندنا بل الرولی مخرج بین القود و اخذ الذبہ لنا ان المال انما یجب فی الخطأ ضرورة حیالہ الذم عن الیہل الذ لا مسالۃ بہ و بین انفس فی المعصیہ یجب المال مع احتمال ائصال صوره و معنی لا تکفارة خلافا للشافعی و هو یقول لما وجب فی الخطأ فاولی ان تجب فی المعصیہ ونحن نقول لا یلزم من کون الکفارة سبۃ للاحط کونها سبۃ للعصی و هو بحیثہ محصیہ

ترجمہ۔ (اور اس کی وجہ سے قاتل کو تادکار سے ماراں پر قعاس متعین واجب ہوگا) یہ امام شافعی کے نزدیک ہے۔ امام مالکی اس سے خلاف ہیں کیونکہ قعاس ان کے نزدیک ممکن نہیں ہے۔ لہذا متعین کے دلی کو قعاس ضرورت پڑنے میں اختیار ہے۔ اور وہ دلی کیلئے یہ ہے کہ دلی قتل کیے میں لازم ہوتا ہے تاکہ خون مٹائی ہوئے سے قتل نہ ہو لہذا قتل کے شر نہیں۔ پس عمر میں مال، زکوٰۃ میں مال ہے ماں کے ساتھ ساتھ اس کی مثل کے صورت اور متعلقہ چیز جو مٹانے کا اصل ہے (نہ کو کاہر) بخلاف ماہی شہ قتل کے۔ روکتے ہیں کہ جب قتل تھا میں کفار لازم ہوتا ہے قتل عمر میں اگر میں اولیٰ دم ہوگا۔ اور اگر مجھے ہیں اگر کفار وہ خطا لازم کرتا ہے اس سے لازم نہیں ہوتا کہ کفار وہ کبھی قتل کرے۔ اور قتل عمر صرف اور صرف گناہ کبیرہ ہے۔

تشریح: پہلا مسئلہ قتل محمد کا حکم دوا جزا پر مشتمل ہے۔

(۱) اتفاقی جزا: قتل محمد تادکیرہ ہے اور یہ کفر کفر پر سے بھی جدا ہے کیونکہ کفر کا پڑنا سبکدہ کے لیے جائز ہے نہ کہ قتل۔

[دانشنویں ۱۹۱۲ء]

قرآن کے رد سے:

اللہ علی شایہ فرماتے ہیں امن للہ من مصادمہ عند العز وہ جہنم 'اردو صحیح جو کسی کو کھائی کرے تو (اس کی جزا جہنم ہے) اس کا بدلہ جہنم ہوگا۔

ہر ایک کے لئے جو بات اور طریقے ہیں، ان کو پہلے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس میں عبادت کی نوعیت سے بھی فرق ہوتا ہے۔

اوپر لکھی عبارت فرماتے ہیں کہ اُن کو تیس سو روپیہ ملے گا جس کا نام ہے نیو۔ جس کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے ظاہر ہے اس میں اللہ و ملازم ہے تو
تقریباً چھ سو روپیہ ملے گا اور ان کے نام نہ ہوگا۔

شیریں کی تعریف... اقوال فقہاء

ثم أقدم عليه فصادا حمر ما ذكر كالغناء و السوط و الحجر الصخر و ما حثرت بالحجر العبد و
لحشب العظيم فد منه الحمة ابتداء عند ابي حنيفة ثلاثا نعيم الله الازلي و النكارة و دية معطلة على
لداقله ما في نفس الدية المعطلة و نفس العاقبة نعيم الله تعالى ولا نود و هو ما دون النفس عند ابي
حنيفة فدا ابعمر ما ذكر فد ذوق النفس عند من من النفس من نفس ما دون النفس ثم عهد

[illegible]

تشریح فیہ منی تقریب شریعتی کتاب

۱۰۔ اہمیت: یہ مقام (تاج) شمولی ہے۔ یعنی تاج کا ہر ایک گوشہ ایک طرف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی اس مقام کی ہر ایک طرف سے ایک طرف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

منقول من كتاب تاريخ بغداد لابن خلدون - وكتبه في سنة ١٠٢٥ هـ.

$$-\omega_{\pm}^2 \omega_{\mp}^{-2} \omega_{\pm}^{\frac{1}{2}} = -\omega_{\pm}^{\frac{1}{2}} = \frac{i}{2} [Q_1, K_1] + \frac{1}{2} [K_2, Q_2] \quad (4)$$

(۱) اے اللہ! میری زندگی میں جو کچھ ہے، اس سے بڑھ کر تو ہی جانتا ہے۔

آج انکار و منہ کیونکہ یہ انہی بچے جیسی سن کے مشابہت کے لئے کہیں کہیں جاتا ہے۔

(برج) بیت مذکور قائم شد و در روز پنجشنبه ۱۵ شهریور، ۱۳۰۲ هـ قمری، در آنجا پیکر پادشاه

تجربہ کار محکمہ وصولیوں کے کنوینٹنر پر ایف ڈی سرٹیفکیٹ ہے

والعشاء والحجر فيه فبها مستقاة ماء من الآبار. (الزركلي: ١٠١) وفي الحديث: "لا حرام من الليل"

$$p(\frac{1}{2} \leq \frac{1}{n} \sum_{i=1}^n \tilde{y}_i \leq \frac{3}{4}) \geq \frac{1}{2} - \frac{1}{n} \sum_{i=1}^n \tilde{y}_i$$

شہرہ محمد فی زوان النفس

قل کے واسطہ سے (مگر اور یہ تم) صرف نفس کے قتل کے لئے ہے۔ لیکن نفس کے علاوہ میں مثلاً اعضا، کاتون، اور کانا سب ہی ہمارا کیا ہائے کا ایک نکل میں یہ ہونا کہ یہ کفاح کا ہی کہ سے جس سے قتل کی کیا قتل کا اور وہ نہیں تھا۔ مگر قلعہ اعضا میں یہ نہیں ہونا کیونکہ آگھ چپے پھری سے چھوڑی جاتی ہے اسی طرح کوڑے اور پتھر سے بھی چھوڑی جاتی ہے۔

خطا کی اقسام

و فی الخطا و لو علی عبد اما قال هذا لدفع نوحہ ان العبد من و ضمان الاموال لا یكون علی العاقلة فمع ذلك اذا کان خطا فخطا نکلون الدیة علی العاقلة قصد کرمہ معلما ظہ صلبہ او حریہ او فضلا کرمہ عرفا فاصاب انما الخطا صر من خطا فی المقصد و خطا فی الفعل فالخطا فی المقصد او قصد فعلا قصد منه فعل اخر کما اذ ارجمي الغرض فاختطأ فاصاب غیره و فی الخطا فی المقصد ان لا یكون الخطا فی الفعل و انما یكون الخطا فی قصده بانہ قصد بهذا الفعل حریہ نکل ذلك المقصد حبث لم یکن ما قصده حریہ و نس فی الخطا انہ الفضل بل انہ ترک الاحصاء فان شرع الکفارة ذلیل الاثم.

ترجمہ۔ ۱۔ اور خطا میں اگرچہ قتل غلام پر ہو) تعین کے ساتھ صحت نے اپنی اس مہرت سے وہی غلام ایک تو تم کو اس کا یہ دو تو تم سے کہ غلام مال سے اور مال کا ضمان اس کے مال پر نہیں ہوگا۔ ۲۔ مگر اس سے ساتھ نہ تھا۔ ۳۔ خطا سے کسی کو قتل کرنے تو اس کی دیت اس سے مال پر ہوگی (اس حال میں کہ یہ خطا قصدی ہو جسے کسی مسلمان کو قتل کر کر لیرا یا چاہل میں جو جیسے کچھ نہ کا مارا اور وہ آدمی کو لگ جائے آگھا کے وقت کام میں۔ ۱) خطا فی المقصد۔ ۲) خطا فی الفعل۔

پس خطا فی النفس یہ ہے کہ کسی فعل کرنے کا قصد کرے۔ اور اس سے کوئی فعل صادر ہو جائے جسے وہ نکلنا نہ دے تھا کہ وہ خطا ہو کر کسی غیر کو خطا اور خطا فی المقصد یہ ہے کہ خطا فی النفس نہ ہو۔ اور تعین کے ساتھ خطا اس کے قصد میں ہو اس طرح کو اس سے اس فعل سے جہاں کا قصد کیا مگر وہ اس قصد میں خطا ہو گیا اس طرح کو اس کا مقصود ہی نہیں تھا۔ نہ اس کا مارا نہیں ملا تھا یا پھرنے کا گناہ ہے کیونکہ گناہ کی مشریت اس کے گناہ ہونے پر انکل ہے۔

تشریح۔ قتل کی قسمی قسم قتل خطا کہتا ہے۔ اور اس کے دو قسم ہیں۔

(الف) خطا فی المقصد خطا فی المقصد کا کہنے کو ان میں خطا ہوتی ہے کہ نفس میں اس طرح کہ نفس نے ایک شخص کو تیرا مارا جس کو آدمی کا (مگر جو ہمارے غمروہ مسلمان نکلا۔

(ب) خطا فی الفعل۔ فعل نے ایک کام کرنے کا ارادہ کیا مگر اس سے اور فعل صادر ہوا جیسے قتل نے نکلنا نہ دے جہاں ہمارے غمروہ وہاں نہیں نکلا جگہ کسی اور آدمی کو لگا۔ اب قائل نکلا۔ دے گا قصد کیا تھا مگر اس سے آدمی مارا مگر وہ۔

(۲)۔ قتل خطا کا حکم قتل خطا میں جس جی میں ہوتی ہیں۔

(الف)۔ کفارہ: اس میں کفارہ لازم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "لصغیر دقۃ"۔ (النساء: ۴۰) (مومن رقبہ آزاد کرتا ہے)۔

(ب)۔ دیت: اس میں دیت قائل کے عائد پر ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وہبۃ مسلمۃ ذلی اہلہ" (النساء: ۱۰) (اور دیت ہے جو دی جائیگی اس کے گمراہوں کو)۔

(ج)۔ گناہ: اس میں گناہ ہوگا کیونکہ اس نے تیر بھیجے گئے کے دوران بے احتیاطی کی (جو اس کو احتیاط کرنی چاہئے تھی) اور یہ ہے احتیاطی گناہ ہے کیونکہ یہاں (قتل خطا) کفارہ مشروع ہے اور بغیر گناہ کے کفارہ مشروع نہ ہوگا۔ اور یہ گناہ قتل کے گناہ سے کم ہے کیونکہ اس نے قتل کا قصد نہیں کیا تھا اس لیے جو قتل کا گناہ بہت بڑا ہے وہ یہاں نہیں ہوگا۔

﴿خاتمہ﴾

سوال: شارح نے خطا فی القتل میں یہ شرط لگائی ہے کہ غلطی سے اور اصل جرم سے کہنے کا ارادہ کیا تھا مگر نہ ہو جائے لیکہ اس سے کوئی اور فعل واقع ہو جائے۔ اب شارح "پر مگر بن علی" صاحب در المنکاح ایک اعتراض کرتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ خطا فی القتل کی تشریف اپنے آخر کو شامل نہیں کیونکہ ایسے افراد ہیں جو خطا فی القتل میں سے ہیں مگر اس کی تشریف ان کو شامل نہیں ہے جیسے ایک شخص نے مثلاً ایک بڑی گزری کندھے پر رکھ کر کہیں لے جا رہا تھا۔ مگر بد قسمتی سے وہی گزری اس سے گر کر ساتھ چلنے والے پر لگی جس سے وہ مر گیا۔ اب یہ خطا فی القتل ہے مگر اس گزری کے گرنے میں غافل کا بالکل قصد نہیں۔ (در المنکاح ۲/۲۸۰)

جواب: یہ خطا فی القتل کا فرد نہیں تھی کہ پھر اسی اعتراض واقع ہو جائے بلکہ یہ جاری مجرئی خطا کا ایک فرد ہے جس کی بحث آگے آ رہی ہے۔ (حاشیہ قطع طحاوی علی شرح المنکاح ۲/۲۸۹، کتاب الاستیعاض علی جمیع در المنکاح ۲/۲۸۰)

پھر صدر الشریعہ کی طرف خطا کی نسبت کرنا یہ مجرئی قتل سے خطا فی القتل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جاری مجرئی خطا کا حکم

و ما جرى محروا كذا لم سقط على امر فظنه اي كقتل فاقم سقط على امر لئلا يذ لك الشخص بسب سقوطه عليه كفارة و ذبة على عاقلة.

ترجمہ: ... اور خطا کا جاری مجرئی جیسے سونے والا اور دوسرے پر گر جانے، پھر اس کو قتل کر دے، یعنی جیسے سونے والا کا ہار کا کدو کسی اور پر گر جائے، جس میں اس نے اس شخص کو اس کے گر جانے کی وجہ سے تلف کیا۔ (اور اس پر کفارہ لازم ہے اور غلطی سے نہ ہو)۔

تشریح: قتل کی چوٹی جرم کو جاری مجرئی خطا کہتے ہیں۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص سونے کی حالت میں کروٹ لیتے ہوئے کسی آدمی کے سر پر گر پڑا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔

جاری مجرئی خطا کا حکم:

اس میں دو چیزیں لازم ہوتی ہیں۔ (۱)۔ کفارہ۔ (۲)۔ دیت اس کے عدا پر اور یہی ہے اور دونوں کی دلیل قتل خطا میں گذر گئی۔

قتل بالسیب اور اس کا حکم

و فی القتل بسب کتفه ای کتلتہم و جمع ججو و ججو یتر فی غیر ملکہ ذیۃ علی العاقلۃ ہلا کفارۃ و لا ارث الا ہذا عندنا و عند الشافعی تجب الکفارۃ و یتب بہ حرمان العیراث انھا باطلۃ لکن القتل معلوم حقیقۃ و الحق بالخطا فی حق المسلمان لقی شہرۃ یفی بحسب اصلہ .

ترجمہ: ... (اور قتل بالسیب میں جیسے متحمل کا تھ ہوا) یعنی جیسے اس کا تھ کر؟ (بھڑکے، کھڑے اور کھڑوں کے کھڑے سے دوسرے کی ٹک میں۔ اس میں دیت کا تھ ہے جو اس میں کفارہ نہیں اور میراث نہیں ہوگا مگر اس صورت میں) یہ دیت سے نزدیک ہے اور امام شافعی کے نزدیک خطا کے ساتھ الحاق کرنے کی وجہ سے اس میں کفارہ واجب ہوتا ہے مگر اس کی وجہ سے میراث سے محرومی ہوگی۔ ہم کہتے ہیں حقیقۃً معلوم ہے اور خطا کے ساتھ حیلان کے بارے میں شک ہوگا۔ لیکن دو حیلان کے علاوہ اپنے اصل پر ہے گا۔

تشریح: قتل بالسیب: قتل کی پانچوں قسموں میں قتل بالسیب کہتے ہیں جیسے ذیل نے مرنے والی زمین میں خطا کا حکم کی اجازت کے بغیر کوہیں کھودا یا اس میں کوئی پتھر پھونکا یا۔ اور بد قسمتی سے کمراس کوہیں میں گر کر رک گیا یا اس پتھر سے ٹکرا کر مر گیا۔

قتل بالسیب کا حکم اس کے حکم میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے صرف عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس میں تین چیزیں لازم ہوں گی:-

(۱)۔ دیت عاقلہ پر۔ (۲) میراث سے محروم ہونا۔ (۳)۔ کفارہ۔

کیونکہ شریعت معلومہ نے اس کو قتل قرار دیا ہے۔ اور قتل کا ہلکا اور کمزور درجہ قتل خطا ہے۔ لہذا قتل بالسیب تمام احکامات میں قتل خطا کے ساتھ ملتا ہے کیونکہ شریعت نے بھی اس کو قتل مانا ہے۔

احکام فقہیہ اللہ کی جانب سے جواب:

قتل بالسیب سے کفارہ اور میراث سے محرومی لازم ہوگی کیونکہ قاتل کی جانب سے ہتھیار تیس معلوم ہے۔ البتہ یہ صرف قتل کا سبب ہے تو اس سبب ہونے کی وجہ سے خلاف القیاس اس پر دیت واجب ہوئی۔ لیکن کفارہ اور میراث کے بارے میں یہ تین اپنی حقیقت پر برقرار ہے۔ اس قتل بالسیب کفارہ اور میراث سے محرومی کی حیثیت سے قتل نہیں ہے۔ اس وجہ سے یہ دونوں اس میں نہیں ہوں گے۔

باب ما یوجب القود و ما لا یوجب

باب ما یوجب قصاص اور غیر ما یوجب قصاص چیزوں کے بیان میں ۔

وہ چیزیں جن سے قصاص لازم ہوتا ہے

و هو یجب بقتل ما حقن دمه ابدا اعمدا ای ما حفظ دمه ابدا و هو المسموم والذمی و ابدا احتراز عن السامن لان حقن دمه صرفت الی دعوہ .

ترجمہ (۱) اور یا یہ شخص کی تصد اقل کرنے سے (ادب بڑا ہے کہ میرے لئے اس کا ہم ٹھکانہ اور جتنی میں کام پیش کرنے کے لئے ٹھکانہ ہوا اور وہ مسکن یا قبیلہ اور وہی کہ قید سے مسکن سے اترتا ہے، تو کئی کئی قانونوں میں سے جو اس کے لئے نکالے گئے ہیں۔

تشریح مصنف نے اس عبارت میں دو چیزیں بتائی ہیں جس سے قصاص لازم ہوتا ہے۔ جس کا معاملہ یہ ہے کہ ہر اس شخص کے قتل کرنے سے جس کا خون پیشہ کے لئے محفوظ ہو، قصاص لازم ہوتا ہے۔ لہذا اس میں یا شرج قیود ہیں: (۱) قتل کرنا (۲) عداوت (۳) ایسا شخص کہ جس کا خون محفوظ ہو۔ (۴) بطریق کمال۔ (۵) میرٹ کے لئے۔

پس جہی قید سے غیر قتل نکل گیا۔ اور دوسری قید سے غیر لوٹ نکل گیا۔ اور تیسری قید سے مہاجر الدم نکل گیا (جیسے ذاتی شخص، ولی کا ر اور مردہ) اور چوتھی قید سے وہ نکل گیا جس کا خون بطریق عام محفوظ نہ ہو (جیسے ایک شخص، درالحرب میں اسلام سے شرف ہوا، اور دار اسلام کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اہل اس کو قتل کرنے سے تو یہاں قصاص نہیں ہوتا، کیونکہ متحمل ہوا اسلام اور اس سے مہاجر الدم ہو، اگر اس میں کمال حفاظت نہیں) اور پانچویں قید سے مسکن یا قبیلہ نکل گیا کیونکہ اس کا خون دارالاسلام میں قیام تک محفوظ ہے نہ کہ پیشہ کے لئے۔

اگر آزاد شخص کسی اور آزاد شخص کو بھراقتل کرے تو اس کے عوض قاتل سے قصاص لیا جائے گا

فَيَقْتُلُ الْحُرَّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدَ بِالْعَبْدِ عَدْنًا وَعَدَّ الشَّافِعِيُّ لَا يَقْتُلُ الْحُرُّ الْعَبْدَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ، لَأَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَقَوْلُهُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ لَا يَدُلُّ عَلَى النَّفْسِ فِيمَا عَدَّهُ عَمَى أَصْلَانِ عَلَى أَنَّهُ دُونَ ذَلِكَ يَجِبُ أَنْ لَا يَقْتُلَ الْعَبْدَ بِالْحُرِّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: الْعَبْدَ بِالْعَبْدِ، وَالْمَسْلُومَ بِالْمَسْلُومِ هَذَا عَمْدًا مَحَلًّا لِلشَّافِعِيِّ.

ترجمہ (۱) اور آزاد شخص کو آزاد کے بدلے میں مارا جائے گا اور عداوت سے نزدیک ہے۔ اور ماسم شافعی کے نزدیک آزاد و عداوت کے بدلے میں نہیں مارا جائے گا، اہل ثناء کے لئے لاقتل کی وجہ سے "اگر بالحر، عداوت سے، اور جاری اہل حر ہے، النفس بالنفس، اور یہ قول، الحر بالحر، عداوت سے اصول کے مطابق اس کے غیر کے قتل کی وجہ سے اہل ثناء نہیں کرتا ہے۔ عداوت سے نزدیک اس آیت میں اس وجہ سے وصالت کرنے کے خلاف عام کے مقابلہ میں مارا نہیں جائے گا، یہ واجب ہوتا کہ کام آزاد کے مقابلہ میں نہیں مارا جائے گا، اللہ جل شانہ کے اس قول کی وجہ سے "العبد بالعبد" (اور مسلمانوں نے جو اس میں اپنا بدلے نزدیک ہے، اور ماسم شافعی اس میں اختلاف ہیں۔

تشریح یہاں مسئلہ: اگر آزاد شخص کسی اور آزاد شخص کو بھراقتل کرے تو اس کے عوض قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر آزاد شخص قتل کرے تو اس کا ہم ٹھکانہ کے بدلے میں یہ آزاد شخص قتل ہونا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اھم جس کو کہ چونکہ آیت مبارکہ میں آیا ہے "لَا تَقْتُلُ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ"۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

امام شافعی کی دلیل کا جواب۔ اس آیت میں تخصیص ذکر کی ہے (یعنی مطلق بات ذکر ہے) اسی بات کا جتنا قرین ہے مقصود ہوتا ہے اور اس کے معنی کوئی نہیں کرتا (یعنی آیت میں مطلق کر کے مقابل ذکر ہوا ہے اور غلام نظام کے مقابل اور اس کے برابر قصاص نظام کی نفی نہیں ہے) کیونکہ اختلاف کے ذریعہ مفہوم کا نصف لغوی میں معتبر نہیں۔ (رد المحتار) ان میں تخصیص سے غلام کے مقابل آزاد کے قصاص کر کے نفی مطلق نہیں ہوتی ہے۔

الزای جواب:

آیت میں اگرچہ عام کے مقابل آزادہ قصاص ہوا ذکر نہیں ہے یہی طرح آزاد کے مقابل غلام کا قصاص ہونا بھی ذکر نہیں ہے۔ پس اگر خود قرآن سے پہلے کی نفی ہوتی ہے تو اس سے دوسرے کی نفی بھی ہوتی ہے تو آپ طائی کا کیوں اعتبار نہیں کرتے ہیں۔ پس جو جواب آپ ہم کو دیتے ہیں وہی جواب جاری طرف سے ہوگا۔ اور اسی طرح جب آپ کے بے طائی کے اعتبار کرنے میں ترہی نہیں ہے تو ہمارے لیے پہلے کے اعتبار کرنے میں کیا ترہی ہوگا۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی ذی کو قتل کرے تو کیا ان کے بدلے میں مسلمان سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قصاص ہوگا کیونکہ مدینہ مبارکہ میں آیا ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ ذاتی برجل من المسلمین قد قتل معا هذا من اهل الذمة فلهما ضرب عتق و قال اتا اولی من و اخی بلعنه" (متحدک لکرماء، ۱۹۱ ص)

(ترجمہ:۔۔ نبی ﷺ کے پاس مسلمانوں میں سے کسی کو مار دیا جس نے تو اسی کو مارا تھا جس اس کے بارے میں امر ہو اور اس کی گردن کافی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا میں اس ہند سے ہے مجھ پر جو پناہ دے دیا کرتا ہے)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قصاص نہیں ہوگا کیونکہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"لا یقتل مؤمن بکفر ولا لامسواہ بینہما وقت الجلیۃ الحدیث" (زاد البحاری، کتاب الجہاد ۱۷ ص)
 تفسیر: ۲۵۰، انور لدی فی باب ۱۶، ابواب دہ فی باب ۱۶، تفسیر فی ۱۶، طبرستان فی ۱۶، طبرستان فی ۱۶، (دوسرا نسخہ فی حدیث ۱۶، اسید، سر حیل ۱۶، ۱۶، ۱۶)

(ترجمہ:۔۔ کافر کے بد میں سے کوئی نہیں قتل کیا جائے اور اسی لیے کہ کثرت جہاد میں انوں کے درمیان کوئی مداخلت نہیں ہے۔)

امام شافعی رحمہ اللہ کو جواب: مذکورہ حدیث میں کافر سے عام کافر مراد نہیں ہے بلکہ اس سے کافر عربی مراد ہے کیونکہ یہی حدیث اس طرح ہے:

"لا یقتل مؤمن بکفر ولا ذو عہد لی عہد الحدیث"

اور اس حدیث میں مؤمن پر ذو عہد عتق ہے اور عتق مناعت کا تقاضا کرتا ہے۔ نیز معنی یہ ہوگا کہ مسلمان اور ذمی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا جس سے یہ بات معلوم ہوگی کہ یہاں کافر سے مراد کافر عربی ہے۔

اگر کسی مسلمان یا ذمی نے مسلمان کو قتل کیا تو یہ دونوں مسلمان کے مقابل میں قتل نہیں کئے جائیں گے

لا هما بمسئس بل هو بيدهما يقتل المسئس بمثلته وهو المستلم والعقل بالمجنون والبالغ بالنفسى، والصحيح بالاعتق هو الوهم ونقص الاطراف والوحى بالمرأة والفرع بالصل لا عكسه ولا سبب بعينه، ومورد، ومكانه، وعد ولده، وعد بعضه له هو لا سبب الوهم حتى يجمع عقدها لان العرتين لا ملك له فلا يبه والرمي لا تولاة لسقط حق العرتين في الدين فيسقط اجتماعهما ليسقط حق العرتين مرشاه.

[illegible]

تشریح: پہلا سطر: اگر کسی مسلمان یا زنی نے سحری کو نکل کر یا تو یہ دونوں سحری کے متعلق میں تو نہیں نئے جاگنے کے

پہلا سطر: ﴿وَمَا تَدْرِي﴾

اے اُن کے ساتھ میں رہو۔ یہ حاکموں کو قتل کر... یہ قتل نہ جائیں۔ ساتھ میں ایسے قتل۔ یہ قتل ان دونوں میں سادات ہے اسی
 جسے قتل کر مانے گا۔

اور اسلئے، حج کی نیت میں قصاص کا اندراج نہیں ہے۔

- (۱) اگر کسی عالم یا شخص نے پاگل وقت میں کیا تو قصاص ہوگا کیونکہ قصاص کا ارادہ ہوا مگر اسلام پر ہے تو حسب یہ عار پایا جائے تو قصاص لیا جائے گا۔ مور زبان و بول کے اور معانی سے سنت ہے اور یہ علت آئندہ قصاص لینے کی ضرورت نہیں کہیں بھی ہے۔
- (۲) اگر کسی بالغ شخص نے بچے کو قتل کیا تو یہ بالغ بچے کے عوض قصاص ہوگا مگر بالائی کی وجہ سے۔
- (۳) اگر کسی تندہ دست آدمی نے اندھے، دیوانے اور کسی ناقص ذہن یا عشاء کو قتل کیا تو قصاص لیا جائے گا مگر بالائی کی وجہ سے۔
- (۴) جنہیں شخص نے عورت کو مارا تو قصاص ہوگا۔
- (۵) اگر نواز میں سے کسی بچے کے والدین متبرم کو قتل کر تو قصاص ہوگا۔
- شیر مسئلہ: اور مورد قتل جس میں قصاص نہیں ہوگا مستحب ذیل ہیں۔

- (۱) اگر کسی باب نے بے کف و قفل کہا تو قصہ میں نہیں ہوگا کیونکہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے "لا تغادوا العرالد جو لفظ" (رواہ ترمذی ص ۱۱)

امام محمد ان دونوں کے خلاف ہیں۔ اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو پھر بھی قصاص مولیٰ لے گا کیونکہ مولیٰ صحیح ہے۔

تخریج: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر صاحب کو کسی نے قتل کیا۔ اور اس کا مال نہیں رہا جس سے وہ کتابت لکھ سکا تھا اور ان کے مولیٰ کے علاوہ اس کا کوئی اور ارث نہیں رہا تو اس صورت میں قصاص ہوگا یا نہیں؟ ان میں اختلاف ہے۔

شیخین و جمہاد فرماتے ہیں کہ مولیٰ کے لیے قصاص ہوگا کیونکہ جب خود آزاد مرے یا غلام دونوں صورتوں میں مولیٰ قصاص لینے کا مستحق ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں مولیٰ وارث ہے اور معلوم ہے اور غم (قصاص) جیسا کہ انہی کا بھی قصد ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قصاص نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہاں قصاص لینے کا سبب تلف ہے اس طرح کہ اگر وہ آزاد مرے تو قصاص لینے کا جب وارث ہے اور اگر وہ غلام مرے تو قصاص لینے کا سبب ملک ہے۔ اور سبب کا اختلاف مقتنی کے اختلاف کی طرح ہے۔ اور مقتنی کے اختلاف کی صورت میں قصاص ساقط ہوتا ہے تو یہاں بھی ساقط ہوگا۔ (مجامع ص ۷۶-۷۷)

مطلعی یہ قولی: شیخین کا قول مغلطی ہے۔ والصحيح قول ابن حنيفة. (المصحيح والذحيح ۳۸۵)

اگر باپ نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کا قصاص کا ولی قاتل کا بیٹا تھا تو باپ سے قصاص ساقط ہوگا

وبسقط قود و دية على ابيه اى اذا قتل الاب شخصا ولم يقتصص ابيه القاتل بسقط القصاص لحرمة

ترجمہ: (اور قصاص کسی شخص نے اپنے باپ پر یا پرانی بیٹی پر باپ نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کا قصاص کا ولی قاتل کا بیٹا تھا تو قصاص ساقط ہے کیونکہ موت کا مرتبہ موت کی ہوتی ہے۔

تخریج: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مثلاً اپنی بیوی کو قتل کیا۔ اور اس کے والد میں اس کا بیٹا رہا کیا تو اس کے قصاص لینے کا ولی اسی موت کا بیٹا ہے کیونکہ وہ اس کے بھتیجے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اب بیٹا باپ سے باپ ہونے کی وجہ سے قصاص نہیں لے سکتا ہے۔

قصاص صرف اور صرف تلوار سے لیا جائے گا

ولا يقطع الا بالسيف هذا عندنا وعند الشافعي "يفعل به مثل ما فعل فان مات فيها والا فحز رقبة تحقنا للحرمة" ولنا قول عليه الصلوة والسلام "لا قود الا بالسيف" وايضا يحتمل ان لا يموت فيحتاج الى جزاء بالرقبة للاستوى.

ترجمہ: (قصاص نہیں لیا جائے گا مگر تلوار سے) اور ہمارے نزدیک: چہ الامام شافعیؒ کے نزدیک قاتل کے ساتھ ہی طرح پر لڑا جائے گا جو اس نے مقتول کے ساتھ کیا تھا۔ پس اگر تلوار پر لڑا جائے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے تاکہ مساوات آجائے۔ اور تلوار سے نہیں لڑا جائے تو قاتل کے ساتھ "الا قود الا بالسيف" قصاص نہیں ہوگا مگر تلوار سے۔ اور اسی طرح یہ قاتل ہے کہ شخص مرتد جائے۔ پس گردن کاٹنے کے

لیختن مولا۔ جس شریعتیں ہوگی۔

تقریح:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ قصاص کس چیز سے لیا جانے کا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قصہ میں توار سے لیا جائے گا (دلائل کے بعد)۔

(نقل) کیونکہ حدیث میں آیا ہے "لا تلود الا بالسیف" (زور و اور ماحہ میں سے نہ کرنا) عن الصادق علیہ السلام۔

۔۔۔ (۱/۲۷۱)۔

(ب) اگر مسادات کی صورت اختیار کی جائے تو زیادتی لازم آئی گی کیونکہ اس طریقہ اختیار کرنے سے (جو قاتل نے اختیار کیا ہے) بھگتا ہے کہ عمل نہ جائے تو پھر اس کو قتل کر دے گا۔ قصص کے ساتھ اس حرکت سے زیادتی ہوئی اور یہ ناجائز ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے ساتھ وہی طریق اختیار کیا جائے گا جو اس نے مقتول کے ساتھ کیا تھا۔ کیونکہ قصاص کا بنیاد مساوات پر ہے۔ در مسادات کا یہی طریقہ ہے۔

اگر کسی شخص نے پاگل کا ہاتھ کاٹا یا اس کے قریب کتوں کی توپاگل کے باپ کو اس شخص سے قصاص لینے کا حق ہے

والای المعتبر ان يغزو من قاطع يده او قاتل قريبه وان يبالغ وان لا يغزو و للوصی الصلح فقط ای جس له ولاية العفو على نفسه بل على عاله و القتل قصاص من باب الولاية على النفس و ليس له ولاية القصاص على الاطراف.

ترجمہ:۔۔۔ در پاگل نے باپ کو اس شخص سے قصاص لینے کا حق ہے جس نے پاگل کا ہاتھ کاٹا یا اس کے قریب کتوں کی توپاگل کے باپ کو اس شخص سے قصاص لینے کا حق ہے یعنی اس کے بے صاف کرنے کا حق نہیں ہے اور قتل کرنے کا۔ کیونکہ وہی کے لیے مقتول شخص پر ذمہ نہیں ہے بلکہ اس کے باپ پر ہے۔ اور قصص میں قصص پر ذمہ ہے کہ باپ مرنے سے ہے۔ اور وہی کے لیے اطراف میں قصص کی ذمہ نہیں ہے۔

تقریح:۔۔۔ یہاں مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے قصداً سزا کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس کے باپ کو قصاص وصول کرنے کا حق ہے کیونکہ والد کو اپنے مستوز کے پر ولایت حاصل ہے تو قصاص لینے پر بھی ولایت حاصل ہوگی کیونکہ قصاص لینا بھی ولایت علی النفس کے باب سے ہے کیونکہ قصاص کی مشروعیت کی وجہ نفس کا اطمینان کا رد نہیں کی جاتی ہے۔ جس سے بھی ولایت نفس کے قبیل سے ہے۔

دوسرا مسئلہ:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی مرد کے پاگل بیٹے کے بیٹے کو قصداً قتل کیا۔ اب اس کا قصاص مقتول کا اور شریعت نے پاگل کے باپ کو اس بات کی ولایت دی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کا قصاص وصول کرنے۔ اور اس کی عطف پہلے سب سے کرے گی۔

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر باپ اپنے معویجے کا قصاص نہیں لینا چاہتا ہے بلکہ ان پر صلح کرنا چاہتا ہے تو اس کو قصاص کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ دین کی مقدار پر مصالحت ہو۔ اور اس سے کم مقدار پر مصالحت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح باپ کو قتل صاف کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ملوکہ کسی عوض کے بغیر معویجے کا حق باطل کرتا ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ معویجے کا باپ مر جائے اور باپ کا کوئی زندہ نہ ہو۔ اب اس صورت میں دینی قاتل کے ساتھ ال پر صلح کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ قاتل سے قصاص نہیں لے سکتا ہے کیونکہ قصاص لینا نفس پر ولایت کے باب سے ہے۔ اور دینی کو قاتل ولایت حاصل نہیں۔ اور اسی طرح دینی قاتل کو صاف نہیں کر سکتا ہے جس طرح باپ نہیں کر سکتا تھا۔

پانچواں مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ کہ کسی شخص نے معویجے کا ہاتھ مثلا کاٹا۔ اور اس کے باپ کا کوئی عہدہ نہ ہو تو اس صورت میں دینی قصاص لینے کا حق نہیں ہے کیونکہ قصاص سے قصود انتقامی ہے غرضاً نفس کا قصاص ہو یا اطراف کا تو جیسے دینی کو نفس کے قصاص کا حق نہیں۔ ایسے ہی اطراف کے اندر قصاص کا حق نہیں ہونا چاہیے۔

بچہ پاگل کی طرح اور قاضی باپ کی طرح ہے

ولاہی كاللعو والقاضی كالاب هو الصحیح حتی یكون لایہ ووعبہ ما یكون لایب المعو ووعبہ القاضی بمنزلۃ الابو یستوفی الکبیر لیل کبر الصغیر فودا لهما هذا عند ابی حنیفۃ و قال ابی لیس للکبیر ولایۃ الغصاص حتی یدرک الصغیر البلوغ لانه حق مشترک کما اذا کان بین الکبیرین واحدهما غائب لہ الذ حق لا یتجزی لبقوتہ بسبب لا یتجزی و هو الغیرۃ فقیبت لکل کماذا کما فی ولایۃ الامکاح واحتمال الطور علی الصغیر مقطوع بخلاف الکبیرین۔

ترجمہ :- (بچہ پاگل کی طرح اور قاضی باپ کی طرح ہے۔ اور بھی بچہ ہے۔ یہاں تک کہ بچے کے باپ دینی کو دینی حق حاصل ہے جو معویجے کے باپ اور باپ کے عموں کو حاصل ہے۔ اور قاضی باپ کی طرح ہے۔) اور بڑا بچہ لے کے بڑے ہونے سے پہلے وہ قصاص وصول کرے گا جو دونوں کے لیے ہوں گی۔ اور بڑا بچہ دین کے نزدیک ہے۔ اور ماہین فرماتے ہیں کہ بڑے کے لیے یہاں تک قصاص لینے کا حق حاصل نہیں ہے جب تک چھوٹا بالغ نہ ہو اور کیونکہ قصاص ہر ایک مشترک حق ہے جسے دونوں کے درمیان قصاص لینا مشترک ہو۔ اور ان میں سے ایک غائب ہو۔ اور امام کے لیے ملکی یہ ہے کہ قصاص میں ان عہدہ میں سے جو غرضی قبول نہیں کرتا کیونکہ یہی قصاص ایک ایسی چیز کے سبب ثابت ہوتا ہے جو غرضی نہیں ہے اور دینی ثابت ہے تو ہر ایک کے لیے کمال ثابت ہوگا جیسے قاتل کرنے کی ولایت میں اختلاف کبیرین کے۔

تشریح۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ گھر نے مثلاً زہرہ کو قتل کیا۔ اور زہرہ کے دو بچے دو گئے۔ ان میں سے گریز اور خالد بچے اور چم ہیں۔ اب بکرا اپنے باپ کا قصاص مرے لینا چاہتا ہے تو اس کو لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو قصاص لینے کا حق حاصل ہے کیونکہ قصاص ایک ایسا حق ہے جو اجزا اور دین میں داخل قبول نہیں کرتا ہے۔ اور وہ اسبب جس کی وجہ سے قصاص کا حق ملتا ہے (قربان) بھی اجزا قبول نہیں کرتا ہے کیونکہ اس سبب میں سبب افرار شریک

ہیں۔ جس اولیاء میں سے ہر ایک کے لیے قصاص لینے کا حکم حق ۱۰ ہے جس طرح کالج کی ولایت میں ہر ولی کو برابر اور مکمل ملتی ہے۔ جس بائین کو مکمل حق سننے کی وجہ سے ہر ایک کو قصاص لینے کا حق ثابت ہو گیا۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ بچے کے باطن تک قصاص کو سو خرکی جانے کا کیونکہ قصاص آیہ ابراہیم ہے جو سب اولیاء کے درمیان مشترک ہے۔ جس سب کے وصول کرنے سے وصول ہوگا۔ اور بچے میں بھی وصول کرنے کی مصاحبت نہیں ہے۔ اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ بائین کچھ قصاص انکی وصول کرنے اور بچہ باطن ہو۔ نہ کے بعد کچھ قصاص وصول کرنے کیونکہ قصاص انہما اولیٰ نہیں کرتا ہے۔ جس اب اگر بائین قصاص لینے کے لئے بچے کو لے کر نکال دے تو وہ بچے کی نہیں ہے۔ ہندو یہاں صرف بچے کے باطن تک انتقام لیا کرتے ہیں۔ اس طرح ہے جیسے نرنے زید کو مارا اور زید کے دو بیٹے میں جو وہاں بنے ہیں۔ عمران میں سے ایک غائب اور دوسرا حاضر ہے۔ جس حاضر کو قصاص لینے کا حق حاصل نہیں ہے یہاں تک کہ غائب نہ مرنے ہو۔ بلکہ۔ جس نے زید کو مارا وہ موت میں بھی اسی طرح ہے۔

صاحبین رحمہما اللہ کو جواب مذکور مسئلہ کے قیاس دلوں کے مسئلہ پر کرتا یہ قیاس ان القادق ہے کیونکہ غائب ہونے کی صورت میں یہ انتقال ہے کہ غائب نے قتل کو عاف کیا ہو۔ اور اس کے بارے میں انکی تک مسودہ نہ ہو۔ جس اس صورت میں انتظار ہوگا۔ اور سے بچے کی صورت مخالف ہے کیونکہ اس میں بچے کے باطن ہو۔ نہ کے بعد صاف کرنے کا امکان متعلق اور درست نہیں ہے کیونکہ یہ معلوم ہی نہیں کہ یہ بچہ باطن ہو سکے گا۔

منشی بہ قول الامام حنیفہؒ کا قول ملتی ہے۔ جس طرح یہ حسب الصداق اور صاحب منشی۔ اگر کے منع سے معلوم ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی اور بندے کو لوگوں کے حضور میں زخمی کیا یا جی زخم گواہ سے ثابت ہو اور

مجرور ج یہاں تک صاحب بستر رہا کہ وہ مر گیا تو اسی شخص سے قصاص لیا جائے گا

و يقتص فی جرح ثبت عبانا او مملوۃ و جعل المجرور ج ذال فروع حتی مات و فی قتل واحد مولا فی قتل بظہرہ او عودہ او مملوۃ او حتی او تعریق او سوط و الو فی ضررہ لحدالصر بالفلو سیفہ مکلفہ و ن اصابعہ بظہرہ فلا قصاص عندہی حیثہ و عندہ وجوب القصاص نظر الی الإلۃ و عہ نہ یجب اذا جرح و عندہما و عند الشافعی یجب و اصابعہ ممرود اسرہا کن مملوۃ لا یطیفہ الا سنان فلا قصاص بالاعتقاد و ان کان مملوۃ لا یطیفہ فیہ خلافہ کما مر و فی الخیاتی و التبریر لا قصاص عندہی حیثہ حلالا لعیبرہ و فی موالاة السوط لا قصاص خلافہ لستافعی

ترجمہ:۔ (۱) کہ زخم میں قصاص لیا جائے گا لوگوں کے حضور میں ہو یا گواہ سے ثابت ہو۔ اور مجروح یہاں تک صاحب بستر رہا کہ وہ مر گیا اور قتل کرنے میں پہلی کی دھار کی طرف سے اور قصاص میں نہیں ہے بچے کے پہلے کی طرف سے قتل کرنے میں۔ جو بچے یا دھار کی طرف سے۔ جو بچے کو خنجر افرق کرنے یا کوڑے مارنے سے۔ جس کے مارنے میں تلسل تو کھاتا ہے اور نہ ہی میں رکھتا دھار کی طرف سے۔ اور اس پر قصاص نہ ہوگا اگر اس کو پیچھے کی طرف سے لگایا ہو۔ پر دھار میں حیثہ کے نزدیک ہے کیونکہ قصاص لازم ہونے کے وقت آگودھا جاتا ہے۔ اور اسی سے قصاص لینے کی روایت ہے اگر کسی سے لگی ہوا۔ اور صاحبین آراء میں ملتی کے نزدیک قصاص واجب ہے۔ اور اگر اس کو بچے (جدا ہے) کے

نئے سے مارا۔ پس انہیں اس کے مارنے کی طاقت انسان رکھتا تھا تو یہ تحقیق قصہ میں نہیں ہوگا۔ اور اگر طاقت نہیں رکھتا تھا تو پھر اس میں اختلاف ہے جیسے بچہ کو مار گیا۔ اور لاکھو نئے اور طریقہ مارنے میں نام نہ لکھا۔ ایک قصہ میں نہیں ہے۔ البتہ اس کے غیر مخالف ہیں۔ اور مسلسل کھڑے کرنے میں قصہ میں نہیں ہے اس میں امام شافعی مخالف ہیں۔

تشریح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بکر نے عمر کو فحشی کیا۔ اور اسی ذمہ کی وجہ سے مرتبین، دستگیر، راجے اور غیر انہیں ایسی ذمہ کی وجہ سے مرگے تو بکر سے مرے اولیا، قصاص لے گا کیونکہ اس کے ذمہ عیال کی وجہ سے دوسرے مر گئے۔ ذرا بھی کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہی صورت کی اضافت ذمہ لگانے کی طرف ہوگی۔

﴿فائدہ﴾

بکر نے عمر کو کوئی کی موجودگی میں فحشی کیا یا اس کو مارنے لگا ہوں سے ثابت کیا۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بکر نے عمر کو چھوڑنے کی پشت (موت) سے مارا۔ اور عمر ایسی وجہ سے مر گیا۔ اب بکر پر قصاص ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قصہ میں نہیں ہوگا کیونکہ قصاص صرف عیال کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور یہ عمر نہیں چھوڑا۔ عمر کیونکہ عمر اس وقت سے ۲۰ سے جس سے ظاہر اور بالظاہر ان کے جزاء کی تفریق آجاتی ہے۔ اور چھوڑنے کی پشت اس طرح نہیں ہے۔ صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قصہ میں ہوگا کیونکہ یہ وہاں ایسا آتا ہے جس کی برداشت انہیں نہیں کر سکتے۔ اور یہی وجہ قصہ میں ہے اور عقلی و فہمی کی حق سے نہیں کیا ہے۔ اور دونوں کی دلائل پہلے گزر گئے۔

﴿فائدہ﴾

اور اگر چھوڑنے کا جتنا لگا ہو تو قصاص نہیں بخیریت ہے۔ اور اگر چھوڑا دھار کی طرف لگا ہو تو قصاص واجب ہوگا۔

مفتی بہ قول امام رحمہم اللہ قول منطقی ہے۔ و یغنی بقولہ کما فی الفتاویٰ (۱۰۰: ۱۰۱)

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمر کو فحشی کرنے سے مارا۔ اور اس وجہ سے دوسرے گمراہ ہو گئے اور عمر ایسی حالت میں مر گیا۔ زید نے عمر کو زہر یا مٹی غرق کر دیا۔ اور عمر ایسی وجہ سے مر گیا۔ اب ان تمامہ مذکورہ صورتوں میں قصاص ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اس میں قصاص نہیں ہے۔

صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں قصاص ہے۔ اور دونوں کی دلائل پہلے گزر گئے۔

چوتھا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمر کو گالہ مار کر مارنے سے روک دیا یا اس تک کہ وہ ایسی حالت میں مر گیا۔ اب اس میں قصاص ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ یہ مٹی یا گالہ کی حالت میں ہے۔ الا ان فیصل حقا العمد فی السوط

و النقص المحذوف (ترجمہ: آگاہ ہر جابر محمد کا مقتول کوڑے اور عصا کا مقتول ہے)۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں قصاص ہے کیونکہ لگانا کوڑے مارنا اس بات کی دلیل ہے کہ قاتل کا مقصد ہوا ارادہ مارنے کا تھا تو یہ قتل مجرم ہو گیا لہذا اس میں قصاص ہوگا۔

اگر کڑائی کے میدان میں مسلمانوں اور مشرکین کے صفیں اکٹھے ہوئے اور مسلمان نے مسلمان کو
مشرک سمجھ کر قتل کیا تو اسی مسلمان قاتل کا قصاص نہیں کیا جائے گا

ولا فی قتل مسلم مسلماً ظنہ مشرکاً عند النقاء الصنفین بل بکفر و بدیعی یعطى الذین یوفی موت بقول نفسه و زہد و سبع و حبة ثلث الذی علی زہد لانہ مات بثلثة العاقل ففعل السبع و ثلحة جنس واحد لکونه مدبراً مطلقاً و فعل نفسه من جنس امر و هو انه هلو فی الذلای لا فی الاخرة و فعل زہد جنس اخر فوجب ثلث الذیة القول بحد ان یطر الی ما هو مؤثر فی الموت و یطر الی التعادیه و تعدده فالسبع و العبة الثانی و لا اعتبار فی ذلک لکونهما مدبراً۔

ترجمہ: ... اور مسلمان کے مارنے سے مسلمان کو اس میں قصاص نہ ہوگا اگر قاتل نے اس کو مشرک سمجھا ہو مومن کے کچا ہونے کی صورت میں بلکہ کفارہ ہوگا۔ اور بیت ذی حائیٹی۔ اور اگر اسے قتل۔ اور زہد اور نفاہ اسباب۔ حق زہد پر تہائی دیت ہوگا کیونکہ مقتول جن افعال سے مرگیا۔ جس دہرہ اور اسباب کا جس ایک جنس ہے کہ اگر یہ مطلقاً نہ لگایا ہے۔ اور اس کا ایک فعل دوسرا جنس ہے۔ لہذا اس نے اس کو بدعتیہ مانجا لیا کہ آخرت میں۔ اور زہد کا فعل خود جس سے کفر دیت کی تہائی لازم ہوگا۔ جس کتابوں کو اس چیز کو دیکھا احباب ہے جو موت میں طائر ہوں۔ اور اس مؤثر کے قتل ہوا اس کے قتل کو دیکھا جاتا ہے۔ جس دہرہ اور اسباب ہیں۔ اور قتل میں اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ یہ چر ہے۔

فشرک ... پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ میدان جنگ میں مسلمانوں اور مشرکین کی معرکہ مل گئے۔ کسی مسلمان نے کسی اور مسلمان کو مشرک سمجھ کر قتل کیا۔ تو قاتل پر قصاص نہیں بلکہ کفارہ اور دیت اس پر لازم ہیں۔ کیونکہ یہ کفارہ فی الغصہ ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے اپنے قب کو مشلا جھڑی سے مارا۔ اور زہد نے بھی اس کو جھڑی سے مارا۔ پھر کسی دہرہ نے اس کو پھنکا۔ اور اسباب نے اس کو مارا۔ اس تمام۔ مہا کی وجہ سے آخر کار مر گیا۔ اب اس صورت میں زہد پر تہائی دیت لازم ہوگی کیونکہ گویا عمر جن اسباب کی وجہ سے مر گیا ہے اس طرح کہ دہرہ اور اسباب کے فعل جنس واحد ہونے کی وجہ ایک ہے (کیونکہ دہرہ اور اسباب کے فعل دینا اور آخرت میں ہر ہے یعنی نہ ہمارا شیر اور اسباب کی گرفت ہوئی نہ کہ آخرت میں) اور ایک خود عمر کا فعل (جو یا نہیں ہوا اور آخرت میں مستتر ہے) اور ایک زہد کا فعل (جو زہد اور آخرت میں مستتر ہے)۔ لہذا زہد جنس جملہ افعال کا مٹے و داکو اس پر ثلث کے مطابق دینا جائے گا۔

و یجب قتل من شہر مدیناً علی المسلمین و لا شہر بقتلہ فان قتل لعل لال یجب قتل من شہر لعل الاحتیاج الی قہرہ لا شہر بقتلہ قلت یحتمل ان یجب قتله دفعا للنشر و مع ذلک یجب بقتله شی و لا فی شہر سلاھا

علی دین لہا فی مصر او یہا فی غیرہ فقبضہ المشہور علیہ اسبلا ح اذا شہدہ فلاشی بقتلہ مطلقا لانہ غیر ملث والمضاء اذا شہدہ نیلا فی مصر او یہا فی غیرہ فلاشی بقتلہ ايضا لانہ وان کان ملثا ففی اللیل فی العصر لا یمحقہ العرق وکذا فی النہار فی غیر العصر

ترجمہ (۱) اس کا قتل واجب ہے۔ جس نے کسی کو مار دیا۔ اس کا قتل ہے۔ کوئی چیز نہیں ہوگی جس کا قتل یہ کہہ کر معصیت واجب ہے۔ جس شخص میں شہر کی قبر اس کی طرف لاشیں بقتلہ استباح ہوئی ہیں۔ مثلاً۔ جس کا تاجوں کو یہاں پر داخل ہے کہ اس کا قتل اس کے شر کے خلاف کرنے کی ہے۔ ازم ہے۔ اس کی مراد ساتھ اس کا قتل ہے۔ یہ کچھ واجب نہیں ہے۔ ۲۰ جہاں اس شخص کے تاجوں کی قبریں پر عام ہوتے ہیں۔ وہاں کے وقت شہر میں اس کے قبر میں یاں پر رات کے وقت شہر میں لاگتی ہوتی یا دن کے وقت میں کے قبر میں ہیں اس شخص نے اس کو قتل کیا جس پر اس نے سراج ہوتا تھا یا اگر کسی نے کسی پر سراج ہوتا تھا اس نے قتل کرنے سے مطلقاً بچ جائے۔ یہ کہ کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ اور اگر اس نے رات کے وقت شہر میں یاں کے وقت شہر کے علاوہ کسی لاگتی ہوتی تو اس نے قتل کرنے سے بھی منع نہیں ہوگا کیونکہ لاگتی نہ ہے۔ مگر اس پر رات کے وقت شہر میں یاں میں پچھلا۔ اور اس طرف دن کے وقت شہر کے علاوہ ہیں۔

قصر۔ پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے خالد پر رات یا دن کے وقت شہر یا جنگل میں ہتھیار اٹھایا۔ وہی اور اس خالد نے زید کو مارا تو خالد پر ساقی نہیں ہوگا کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ ”مسی شھرہی المسلمین سیفا قدیم ودا“ لاس نے مسلمان پر ہتھیار سونت لی جس سے اس نے اپنا خون رائیگاں کیا مگر جس کی نے اپنی سمیت ساتھ کر لی اس لیے اس کا خون رائیگاں ہو گیا ہے۔

﴿فائدہ﴾

حوالہ۔ مصنف کی عبارت چشم چاشمش ہے (یعنی مصنف کی عبارت ناچی بھل نہیں کہنا چاہیے کہ لاش شرع کے موجب اس نے کہا کہ اس کا قتل لازم ہے اس سے یہ خود بخود معلوم ہوا کہ اس کے قتل کرنے سے یہ کچھ ازم نہیں ہے۔ ۲۰ یہ یہ کہ اس کا قتل رائیگاں ہے واجب کہہا۔ ۲۰ اس سے کچھ ماضی نہیں ہوتا۔

جواب۔ مشرب ازم ہوتا اگر یہ لفظ عام ہے۔ سے خالی ہوتے۔ اور یہاں اس طرف نہیں ہے کیونکہ مصنف نے جب کہا کہ اس کا قتل کر لازم ہے تو اس میں اس بات کی احتمال تھی کہ اس کا قتل کرنے کے شر اور ضرر رائج کرنے کی وجہ سے ہو۔ جس کے ساتھ ساتھ اس کا خون رائیگاں نہ ہو گیا ہو۔ بلکہ اس سے کچھ لڑا۔ ہوتا ہوں تو مصنف نے اس احتمال کو نہ مکرر سمجھے ہوئے اس نے لاشی بقتلہ کہا۔ ۲۰ کہ یہ احتمال رائج ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد نے شعیب پر شہر یا جنگل میں ہتھیار سونت لیا۔ خود دن کا وقت ہو یا رات کا۔ اور شعیب نے یہ حالت دیکھی کہ خالد کو مارا۔ اب شعیب پر قصہ جس نہیں ہوگا کیونکہ ہتھیار بغیر کسی جاننے کے خود کہا کا کام کرے گا تو یہاں یہ اپنی جان چالنے کے لیے قتل کرنے پر بہر صورت مجبور ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بہنوں نے خرمیسی پر رات کے وقت شہر میں یا دن کے وقت جنگل میں کوئی سونت لی۔ مگر خرمیسی نے یہ حالت دیکھی کہ بہنوں کو قتل کیا۔ اب خرمیسی پر قصہ جس نہیں ہے کیونکہ لاگتی امر چھوڑا جانا چاہیے کہ رات کے وقت میں کوئی

مگر انہیں ملے گا جو اس کو چمڑائیے۔ اور اسی طرح دن کے وقت جنگ میں۔ جس میں انہوں نے سورنوں میں اس کو مجبور قرار کیا جائے گا۔

اگر کسی شخص کے گھر میں رات کے وقت چور داخل ہوا اور اس نے گھر سے مال اپنے ساتھ نکالا اور گھر کے مالک نے اس کا پیچھا کیا اور اسی حالت میں اس کو قتل کیا تو قاتل پر قصاص نہیں ہے

و لا علی من تبع مارقہ المخرج سرفہ لیلۃ لقلہ ہذا ادا لم یتمکن من الاسترداد الا بالقتل لقولہ علیہ السلام: قاتل دون مالک: و کذا اذا قتلہ قبل الاخذ اذا قصد اخذ ماله ولا یتمکن من دفعہ الا بالقتل و کذا اذا قتل رجل بالسلح فقتل علی ظن صاحب الدار انه جاء لقتله یحمل قتله۔

ترجمہ :- (اور اسی طرح جس شخص پر قصاص نہیں ہوگا جس نے اپنے اس چور کا پیچھا کیا۔ جس نے چوری کا مال رات کے وقت اپنے ساتھ نکالا۔ جس نے اس کو قتل کیا۔ یہ اس وقت اگر ممان کا مالک اپنے ممان یا انہی نے پر قاتل نہیں تھا۔ مگر قتل کے وقت اسے کیونکہ قتل فرماتے ہیں کہ "اپنے مال کی خاطر قاتل کر" اور اسی طرح اگر مال کے مالک نے اس شخص کو قتل کیا جس نے مال لینے کا بیڑا روکتا تھا۔ اور وہ قتل کرنے کے بطور رخ کرنے پر قاتل نہیں تھا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں ہتھیار کے ساتھ داخل ہوا۔ جس میں گھر والے کا غالب یہی ممکن ہوا کہ یہ شخص مجھے قتل کرنے کے لیے آئے ہے تو کہہ دے گا کہ وہ جانور ہے۔

تفہیم :- یہاں مسئلہ :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ گھر کے گھر میں چور چوری کی نیت سے گھس گیا۔ اور اس نے گھر سے ممان اخذ کر لیا۔ اور گھر والوں کو پتہ چل کر اس کے پیچھا کیا۔ اور گھر والے اس کے پیچھے پہنچ گئے۔ اور اس کو مال چھوڑنے کا کہا۔ مگر اس نے مال چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور گھر والے اور قاتل نہ پاتے ہوئے آخر کار اس کو قتل کیا۔ اب اس کا قصاص نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے قاتل دون مالک (زورہ مسلم فی کتاب الاموال: ۱۱۰، و نسائی فی کتاب طہریم: ۱۱۱/۲، و جامع الاموال: ۲۱۱/۲) (ترجمہ :- اپنے مال کو ہر سے قاتل کر)۔

دوسرا مسئلہ :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ گھر کے گھر چور داخل ہونے کے لیے گھس گیا۔ اور گھر والوں کو پتہ چلا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کرنے کے بغیر اس کو قتل نہیں کر سکا۔ پھر انہوں نے اس کو قتل کیا تو اس پر قصاص نہیں ہوگا۔

و قاتل بطل من شہر عصا نہار ا فی معرفان العشاء علیہ و الظاہر لحوق العوث نہار ا فی المعصر فلا یقضی الی القتل غایا خلافا لہما۔

ترجمہ :- (اور قاتل اس شخص کے بدلے میں قتل کیا جائے گا جس پر اس نے (شعبہ شہر میں) کیونکہ قاتل قتل نہیں جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اس کے چمڑائیے کے لیے دن کے وقت شہر میں پہنچ سکتا ہے۔ جس پر اس کے قتل تک منہ نہیں ہوتا ہے۔ اس میں ساری تلافی ہیں۔

تفہیم :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد نے دن کے وقت شہر میں بکر پر لائی اٹھائی۔ اور بکر نے یہ کہہ کر خالد کو قتل کیا۔ اب بکر قصاص دیا جائے گا جس کا اس میں اختلاف ہے۔

امام بن حنفیہ سے اس لئے فرمایا کہ میں کو قصاصی ہو گا کیونکہ انھوں نے یہ طور اپنا کام پورا نہیں کر سکتے تھے۔ اور اسی وقت محمد انبیک کی حمایت پر کے چھوڑنے تک پہنچ سکتے تھے۔ اور اگرچہ چھوڑا سکتے تھے۔ لیکن ان کے لئے یہ خوف تھا کہ انھیں بتا ہے۔ خدا کا خدا کی عصمت اس سے زائل نہیں ہوئی۔ پس اس کا قتل کرنا ایک معصوم شخص کا قتل کرنے ہے۔ جس سے قصاص واجب ہوتا ہے۔

سماحین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ قصاص واجب نہیں ہوگا۔

و بقتل من شہر بقتل من شہر و لم یقتل فرجع لقتله امر فانه اذا ضرب و لم یقتل و رجع عادات حصصه فان قتله امر فقد قتل معصوماً علیہ القصاص

ترجمہ (دو قسم میں سے کسی پر بخیر یا بدنامی۔ بخیر میں وہ اور دو نہیں مریا۔ پس اس نے رجم کیا۔ پھر اس کو تھپنے والے کسی اور نے قتل کیا تو اس کو قتل نہ ہوا۔ تاکہ جب بخیر نہ ہو گا تو اس کو بدنامی ہو گا اور دو نہیں مریا۔ پھر سزا ہے جو بخیر یا بدنامی کی عصمت اس سے زائل نہیں ہوئی۔ پس اس کا قتل کرنا ایک معصوم شخص کا قتل کرنے ہے۔ جس سے قصاص واجب ہوتا ہے۔

فتویٰ ... صورت مسند یہ ہے کہ عمر کے دور نہ تھے اس کے پاس آیا۔ اور اس نے عمر بن ابی سہلہ اور اس نے عمر کو مارا۔ عمر عمر کے ساتھ تھمت۔ اپنے سے مرنے سے منع کیا۔ پھر عمر نے رجم کیا۔ اسی وقت کسی چھٹی شخص کو قیامت کا پتہ چلا تو وہ جا کر کربہ جان سے واپس آئے۔ قصاص اس پر واجب نہ تھا کیونکہ جب عمر کا گناہ بخیر ہو گیا تو پھر وہ عذاب نہیں دیا۔ پس واجب معصوم اللہ بنی کرنا۔ اور معصوم اللہ کے قتل کرنا۔ اس سے قصاص واجب ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص نے بیچے یا پاگل کو قصداً قتل کیا جس نے ان پر تلوار سونت لی تھی تو اس شخص پر اس کے اپنے دل میں ایسا واجب ہوگی

وجبت الذیة بقتل محزون او حسی شہر بقتل علی رجل لفظہ ہو ای المستہور عجب عبد اللہ فی مائۃ ای یجب الذیة فی مائۃ لان الذیة لا یحتمل انعمو الذیة ای یجب الذیة فی قتل جمل ہذا غلبہ هذا عبد اللہ فی قتل شخصہ معصوماً اختلف ما لا معصوماً

ترجمہ (۱) دینے کی شخص کے اپنے دل میں ایسا واجب ہوگی جس نے اس کے پاگل کو قصداً قتل کیا جس نے ان پر تلوار سونت لی تھی (۲) دینے وغیرہ کے مال میں۔ جب ہو گا تو اسے مالک عمر کی قتل نہیں ہوتی۔ اور قیامت واجب ہوگی اس وقت کے قتل میں جس نے مالک پر سزا دیا ہے۔ اور اگر ایک ہے کیونکہ قاتل نے ایک معصوم شخص اور معصوم لڑکے کی ایک پاگل اور یہ نور کا قصاص عصمت کو مانتا نہیں کہے گا۔ اور قصاص واجب نہیں ہو گا کیونکہ یہیں بھی کوئی سزا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ سے ایک روایت ہے کہ دینے میں طمان ہو گا ایستہ ہو گا۔ اور قتل میں نہ ہو گا کیونکہ ان دونوں کی عصمت ان سے قتل کی وجہ سے ہے اور انھوں نے اپنے قتل سے سزا نہ مریا۔ اور پس عصمت اس کے مالک سے قتل کی وجہ سے ہے تو وہ اپنے قتل سے سزا نہ مریا۔ اور امام شافعی نے فرمایا کہ کسی چیز میں طمان واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے شریعت کے لئے کی وجہ سے قتل کیا ہے۔ قصاص باقی باقی کے لئے نہیں ہیں۔

فتویٰ صورت مسند یہ ہے کہ کسی پاگل کو اپنے نے ظالم پر تلوار بھینچ لی۔ یا اس پر کسی ہاتھ نے حملہ کیا جس کی وجہ سے ظالم نے

اپنی جان بچانے کی خاطر اس کو قتل کیا تو گناہ پر قصاص واجب نہیں ہوگا۔ البتہ اس پر دیت واجب ہوگی یا نہیں؟ فی طرح اس پر جانور کی قیمت کا خدان ہوگا، لیکن اس میں اختلاف ہے۔

اساتذہ کرام! فرماتے ہیں کہ کائنات کے مال میں ریت اور قیت، جب ہوگی تو کفر و تکبر کی صورت میں پاگل اور بے عقل کے نفسِ امارت سے متصف جیسے ہوتا تو بھگت ثابت نہیں ہوتی۔ جس کی بھی الغبار کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کے غرور کی سمیت ساتھ نہ ہوگی۔ (دسویں لاکھ ۱۹۷۱ء اور دوسری صورت میں ایسا دل تلف کیا ہے جو لاک کے خلق کی چیز ہے۔ مضموم ہے۔)

عام شائقی رسالہ فرماتے ہیں کہ ان سب میں ملن اور بیت واجب نہ ہوگی کیونکہ اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا اور قائل ہیں کہ قائلین کو جو توبہ واجب نہ ہوتی ہے وہی یہاں بھی واجب نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے توبہ میں خود کو قصداً اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا خراج بالکل اور بچے سے قائل کوئی پراگھارا اگر یہ اقدام نہ کرے تو خود کو قتل کیا جاتا ہے۔

تمام طور پر ختم ہے۔ آپ کو اہمیت نہ منتقل ہے کہ پاگل اور بچہ کی صورت میں اہمیت واجب نہ ہوگی۔ البتہ جانور کی صورت میں اس کی قیمت و عیب ہوگی کیونکہ جانور اور پاگل، مایہ کے دو زمین پر فرق ہے اس طرح کہ جانور کا فعل صحیح نہیں ہے۔ اور پاگل اور جانور کا فعل فی الجملہ معتبر ہے۔ لیکن یہ جانور کا فعل نہ ہونے کے دو وجہ میں ہے اولاً اس کے فعل سے اس کی عسرت مافوق نہیں ہوگی اسی وجہ سے اس کی قیمت کا مظاہرہ نہ ہوگا۔ اور دوسرا یہ کہ جانور کا فعل فی الجملہ معتبر نہ رہے کی وجہ سے اس کے فعل سے اس کی عسرت نہ مافوق ثابت کی جائے گی۔

باب القود في ما دون النفس

یہ باب لکھنے کے کچھ وقت بعد لکھا گیا ہے۔

هو في ما يمكن حفظ المعادلة فقط بفنص فاضع اليد عمدا من المعطيات قال من المفصل احترازا بما اذا قطع من نصف المساعد او من نصف الحاقق او لا يمكن حفظ المعادلة وان كانت يده اكبر مما قطع كالرجل ومارن الانف فان الرجل اذا قطع من المفصل يجب التقصير وفي مارن الانف يجب التقصير لا في لصة الانف لانه يمكن فيها حفظ المعادلة والاذا.

ترجمہ (یہ قصہ (نیار، ان ایٹس) میں حدوث میں ہو گا جہاں مائیت کی مائیت ہو گئے۔ ہاں قصہ اس کے طور پر قصہ کا نام چڑھ جائے گا۔ جس نے ہو گا کی کام کا نام ہو گا تحقیق کے ساتھ مصنف نے میں لکھیں کہ اس میں حدوث سے احقر آتا ہے جس میں نصف لکائی نصف چڑھائی کا نام لکائی جائے کیونکہ اس صورت میں مائیت کی مائیت نہیں کی جا سکتی (نہ چھوٹا کام چھوٹا کھانے ہو گئے قصہ سے کہا ہو گئے) جیسے پاس (اور اس میں) کیونکہ ہاں وہ چھوٹے ہو گئے تو قصہ میں وہ چھوٹے ہی طرح ختمات کہ ہائے میں کہنے میں مرثیت کی مرثیت میں نہیں (اسی طرح اگر کام کا نام)۔

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ سے بے گزیر ہے۔ عمر کا جو شخص ہو اس کے طور پر یہ کہ بائیکاٹ کا جائزہ لے گا۔ اگرچہ یہ کہ بائیکاٹ عمر کے ساتھ سے نمٹا ہو (کیونکہ بائیکاٹ مقصد پر مبنی ہے اور نہ بیکار یا مجبور اور بدنامی تو دونوں سے ہوتا ہے۔ دوسرا بائیکاٹ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کی مخالفت میں کوئی شخص نہیں ہوتا ہے اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اس امر کی طرف اس نے اس کا بیان نہیں کیا ہے۔ اس کا تاثر یہ کہ

پاکستان کے کابینہ کے اراکین نے اس کا جواب دیا ہے۔ سیدناں کا کہنا ہے کہ یہ ہے۔ قصاص پر جانے کا یہ حکم ان سب صورتوں میں کی مشقت ظاہر ہے۔ اور یہی حقیقت ہے کہ قصاص کا ادارہ درج ذیل ہے۔

دوبارہ مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کار کا قبضہ حلفہ کلائی یا ان کا پاپا نے نصیب کر لیا۔ یہ کات دی۔ یا ان کے ہاتھ کا رہا۔
 کا قانون صورت حال میں انہیں نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں ان کو ملک نہیں ملتا ہے۔

انکر کسی شخص نے دوسرے کو شک کیے میں مارا اور اس کا نور سیا اور آنکھ موجود تھی تو اس میں قصاص ہوگا

والعين اذا سرست فذهب ضوءها وهي قائمة فتجعل عني وجهه فطر رطب و يقابل عينه بمروة معجمة و لو
قعدت الا في القلاع لا يمكن رعاية المصانفة وكل لجة تراعى فيها المسئلة كائنهم ضحكة وهي ان يظهر
العضم

قریباً ۱۵۰ لاکھ لوگوں کو آگے بڑھانے کا ارادہ کیا اور ان کو جو جو ترقی میں تھک چکا تھا، ان کے لیے چہرہ بہ چہرہ مل گیا۔ وہی لکھیا جو بڑے اداکار کے ہاتھ لکھتے رہے۔ اور کمال تھم۔ جو تھک چکا تھا، پھر نہیں ہوگا، کیونکہ کمال تھم میں نہایت کی رعایت تھیں۔ اور ان کے بارے میں ہم نے یہ ثابت کیا کہ رعایت تھیں، جو بڑے اداکاروں کو ملتی تھیں، وہ بڑے اداکاروں کے لیے ہی تھیں۔

تشریح: یہ بلا سبب صورت معلوم ہے کہ شاعر نے عالم و آدم میں دربارِ حسن کی سب سے اس کی روائی کی انھیں انکو بھی نہیں بلکہ وہ جو تھیں۔ سب شاعر سے تصانیف نہ جانے کون کون کس میں شریکیت تھیں ہے اس طرح کہ اس کے چار چھ انھیں ہوئی، دہائی چیتے دی جائے (جنہو باقی چیرہ لفظاں نہ پہنچ جائے) کہ اس کی آٹھ تے سائے کرم سینہ دلکھ ہاتھ یہاں تک کہ اس کی پڑھائی ختم ہو جائے اس کے مرعہ طرز و انداز حضرت سلطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں پہنچی، دربارِ اس کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور۔ اسے اس طرح کیا اور اس کی مکمل کوئی دفتر سے نقل نہیں ہو سوجو نہیں تھی تو اس میں تصنیف میں نہیں ہوکا ہوگا یہاں محاضرات اور رسالات کی رعایت کرنا غلط نہیں۔

دوسرا مسئلہ: صورتِ منقذہ جو ہے نہ کہ یہ اعلیٰ درجہ میں انضمام ہے یا اعلیٰ میں مساوات کا نظام لانا ممکن ہے۔

(۱۰)

میں نے اس (خمر کو) پی لیا ہے جس کا کھانا اور خوشبو کا پورا کر فانی کھل جائے۔

انتہائی سہل اور کسی بڑی مٹی میں قصاص نہیں ہوگا۔

ولا تزد في عطفه الا في السن ليعلم ان قنصه و تبره ان كسره و لا يسن رجل و امرأة و ليس حر و عبد و بين
عشرين في النظر بقصد عباد و عند اختلافي يجب اغتناسي لا اذا قطع الحر طريق المداينة لا اقتصاص بنبذه ايضا
و انما لا يجوز اغتناس عدا لان الاثر ان يسكن بها منك الاموال بل بعدم المداينة بالثبوت في الفجوة.

ترجمہ۔ (اور وراثت کے علاوہ ہر ایک میں قصاص نہیں ہوگا۔) جس اگر کسی نے وراثت پہلی وراثت کا ہی جائے کیا اور سواہان سے رگز دی جائی گی۔ اگر کسی نے تو زہری ہو۔ وراثی طرح مرد اور عورت کے درمیان اور مرد و عورت کے درمیان اور مرد و عورت کے درمیان طرف میں ایہ نکاح سے نزدیک ہے۔ وراثت میں شافعی فرماتے ہیں کہ قصاص واجب ہوگا۔ مگر اس وقت کہ اگر عظام کا طرف کاٹے کیونکہ اس کے نزدیک اس صورت میں قصاص بھی نہیں ہوگا۔ اور تحقیق کے ساتھ ہمارے نزدیک اس میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ اطراف احوال کے قاعہ عظام ہیں تو مساوات فرق ہونے کی وجہ سے قیمت میں معدوم ہوئی۔

تشریح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ وراثت کے علاوہ ہر ایک میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ حدیث میں آیا ہے "لا قصاص فی عظم الانسان الا فی السن" (مسند احمد ۱/۱۲۰، ۲۵۰) (ترجمہ: قصاص ہڈی میں نہیں گنات میں)۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زہری سے عورت کی وراثت آٹھ گز دی تو اس صورت میں زہری کی وراثت قصاص کے طور سواہان سے یہاں تک رگز جائے گی کہ وہ ٹھوڑی ہوگی وراثت کے برابر ہو جائے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں یہ وراثت ملتی ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زہری سے مثلاً کسی عظام کا ہاتھ کاٹ دیا تو اگر مرد یا عورت کا عظام ہے (جو بھی نام ہے) ہاتھ کاٹ دیا مثلاً۔ اب ان صورتوں میں قصاص ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

الذائف۔ نسیم مذ فرماتے ہیں کہ ان صورتوں میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ ان صورتوں میں مساوات ملتی نہیں ہے کیونکہ اطراف عظام کی طرح ہیں (کیونکہ اطراف کی تکلیف جان کی حفاظت کے لیے ہے جیسے حال حفاظت کے لیے ہے) اور ان کے بدلے میں قیمت ملے گی۔ اور قیمت میں اس طرح فرق ہے کہ مرد کے ہاتھ کی قیمت شریعت کی طرف سے ۵۰۰ دینار مقرر ہوئی ہیں۔ اور عورت کے ہاتھ کی قیمت ۲۵۰ دینار مقرر ہوئی ہے تو اس تفاوت کو مد نظر رکھتے ہوئے مرد کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور اس طرح ہر ایک صورتوں میں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں قصاص ہوگا کیونکہ اطراف عظام کی طرح ہیں۔ اس وجہ سے کہ اطراف تابع اور نفس اصل ہیں۔ اور اصل کا حکم تابع کا حکم ہی ہوتا ہے۔ البتہ ایک صورت میں نہیں ہوگا جس میں نہ قطع نہ زہر نہ ہاتھ کاٹا گیا عظام ہو جس کی دلیل شرع میں مذکور تھی۔

اگر کسی نے دوسرے کی نصف کاٹ لی تو اس میں قصاص نہیں

ہوگا اور نہ پیٹ کے زخم میں جب وہ صحیح ہو جائے

ولا یملی لقطع بد من نصف الساعد و جرحه برأینان المجانفة اذا برأت لا یجوز فیہا القصاص لان البراء لیسوا نادر فالظاهر ان الذانی یقتضی الی الہلاک اما اذا لم یرأوا نکات ساریة یجب القصاص وإن لم یرس بعد لا یقتضی الی ان یظهر التحال من البراء والسرابة

ترجمہ۔ (اور ای طرح نصف کاٹنے کے کاٹنے کی صورت میں نہیں ہوگا۔ نہ پیٹ کے زخم کی صورت میں کہ صحیح ہو جائے) کیونکہ جائز جب صحیح ہو جائے تو پھر اس میں قصاص جاری نہیں ہوگا کیونکہ اس میں صحیح ہونا لازم ہے۔ جس کا طور جائز نہ نکات کی طرف نہیں ہوتا ہے۔

اور اگر صحیح نہ ہو جائے بلکہ اس بات کو کہ قصص میں وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

تفہیم: سورت مسند یہ ہے کہ یہ سورت تو صحیح ہے کہ یہ سورت میں وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

- (۱) یہ صحیح ہے کہ وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔
- (۲) یہ صحیح ہے کہ وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

اگر ایک شخص نے دوسرے کی زبان یا ذکر کاٹ دیا تو اس میں قصص نہیں ہوگا

والمسلمان و الذکر الا ان یقطع الشیعة هذا عند۔ لان الانقباس و الاستماع یحری فیہما فلا تراعی المعاملة
و عن ابی یوسف ان کما القطع من الاصل یقتض

قرصہ (۱) یہاں ذکر کرنا کہ اگر کسی نے کسی کے قصص کو کاٹ دیا تو اس میں قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

تفہیم: سورت مسند یہ ہے کہ یہ سورت میں وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

یہ صحیح ہے کہ وہاں بے ہودہ اور ایسی ہی قصص و روایت نہیں لی تو اس وقت تک قصص نہیں ہوگا جب تک صحیح نہ ملے اور یہ کہ علم نہ ہو جائے۔

مسلمان اور زنی کے ہاتھ یکساں ہے

و طرف المسلم و الذمی سواء و خبر المعنی جلد ۱ کتاب ۱۰ القاطع ثلاث و ناقصہ باصبع او الشیعة لا

تسوعب ما بین لونی الشاج و اسوعب ما بین لونی المشجوج ای شج رجل رجلا موضحة عنی وحب القصاص و الشج طولها مقدار شبر مثلاً و رأس المشجوج صغير اسوعب الشجة ما بین لونه و رأس الشاج عظیم لا تسوعب الشجة و هی شبر ما بین لونه لالشیب الذی لحق المشجوج اکثر مما یلحق الشاج فالمشجوج بالبحار ان شاء المخلص و ان شاء اخذ الارض .

ترجمہ : (مسلمان اور زانی کے ہاتھ یکساں ہے۔ اور اس شخص کو اختیار رہا جائے گا جس کا ہاتھ لاکھائی ہو۔ اگر قاتل کے ہاتھ میں تلوار تھی یا اس کی انگلیاں تھیں اور اسی طرح اس دھم میں جس نے پھوڑنے والے کے سر کے دونوں جانب ٹھہرا دیا۔ اور ستمیج کے سر کے دونوں جانب ٹھہرا دیا۔ یعنی کسی نے کسی شخص کا سر پھوڑا جہاں تک کٹاں پر قصاص واجب ہو گیا۔ اور دھم کی مقدار ایک باشت کے طول کی مقدار ہو مثلاً۔ اور مشجوج کا سر اتنا پھوڑا ہو جس کے دونوں جانب دھم بگڑتا ہے۔ اور سر پھوڑنے والے کا سر اتنا پھوڑا ہو جو دھم کے دونوں جانب نہیں بگڑتا ہو۔ اور یہی دھم کے دونوں طرف سے دھم کی ایک باشت ہو تو وہ دھم جو ٹٹا کر لگا ہے اکثر ہے اس دھم سے جو ٹٹوٹ کر لگا ہے لیکن ستمیج کا اختیار ہے چاہے قصاص لے چاہے قصاص نہ لے۔

شرح : پہلا مسئلہ : صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد (میں) کا ہاتھ تنگ آ رہا ہے یا اس کی انگلیاں کم ہے (مے عمر کا نام تھا) جو سالم (خالد کا باپ) کو اختیار ہے

(۱)۔ چاہے خالد سے قصاص کی جگہ دیت لے لے۔

(۲)۔ چاہے قصاص لے اس طرح کہ نولہ کا ہاتھ کات دے کیونکہ جب خالد کا ہاتھ کال نہیں ہے تو اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں کہ وہ اپنے حق سے کم پر رخصتی ہو جائے۔ اور اسی عمل (جو شک یا اس کی انگلیاں کم ہے) پر چشم پٹی کرے۔ جس اگر اس نے اس کا ہاتھ کات دیا تو تب اس کا حق ادا ہو گیا۔ یہاں سے جیسے کہ جید درہم کے جانے روٹی دے۔

دوسرا مسئلہ : صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد نے (میں) کا سر بڑا ہے اس طرف کی اس کے دونوں طرف کے درمیان طول ایک باشت ہے) بڑا کر (جو چھوٹا ہے اس طرح کہ اس کے دونوں طرف کے درمیان چار انگلیں طول ہے) پھوڑا۔ اور اس نے اس کو دھم کا جو چار انگلیں (چار انگلیں) کو ضبط و اب کر کر اختیار ہے۔

(۱)۔ چاہے بغیر چار انگلی قصاص لے (اگرچہ خالد کا چارہ سر خراب نہ ہو گا جس کی وجہ سے بڑا کا حق ناقص رہا) نہ کہ بغیر ایک باشت کا (کیونکہ یہ مقدار دہایت سے زیادہ ہے اور میرا کر بالشم ہے)۔

(۲)۔ چاہے اس سے دیت لے جیسے پہلے مسئلے میں ہوا تھا۔

﴿خاتمہ﴾

شاج سر کو زخمی کرنے والا۔ مشجوج : سر کو زخمی کیا گیا ہو۔

قاتل کی موت سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح اولیاء کے معاف کرنے سے

و بسط القود بعوث القاتل و بغیر الاولیاء و بصلحهم علی مال لہ او جلی و بیحب سالامتی ہم بدکر

الجلول و التاجيل يجب حلا و لا يكون الادية مؤجلا و يصلح اعدامه و بغيره و لمن بقي حصته من الدية اى لمن بقي من الورثة خارج القصاص و الدية حتى جميع الورثة عندنا خلافا لما لك و الشافعى كما وجهين

[illegible]

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ گھر نے ٹرک کو حائل کیا۔ اور ٹرک کے بارے میں تعارض اپنے کی جانے سے پہلے ساتھ ایک فاضل رقم ۵۰۰۰۰۰ روپے پر مشتمل کیا۔ لیکن اس مسئلہ کرنے سے تعارض حافظہ (۲) ہے۔ اور طے شدہ رقم لازم ہوئی کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: **لَمَّا مَنِعَ اللَّهُ مِنْهُ مَالَهُ مِمَّا رَزَقَهُهُ وَغُلِبَ عَلَيْهِ فِي الْمَکَّةِ الْغَیْبَةِ** (سورہ: بقرہ: ۲۶۸) (ترجمہ: اور (آدم علیہ السلام) کو اس کے (مستقل) گھر کی طرف سے جو مال دی جانے (میں) سے روک دیا۔ کہ) (تو) جبرائی کر دیا چاہے دستور کے مطابق) پس اگر مرقعہ میں سے کسی نے رقم کا نقد یا احداً جو ذکر نہیں کیا تو مال نقد واجب ہوگا کیونکہ یہ ایک کا عدو ہے کہ جو مال کسی عقد فراہم سے مرقعہ کی رضا مندی سے واجب ہے (۲) جائے قیود فی الحال واجب اگر بارہ (۲) کہ۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حقوق کے دائرہ میں آکر کونسا کیا تو یہ معافی مانگ رہے ہیں۔ کیا تو یہ معافی مانگ رہے ہیں۔ کیا تو یہ معافی مانگ رہے ہیں۔

قیمہ اسٹاک... جو رت منجمد ہے کہ دو روٹہا جس کے لیے قصاص کا حق ثابت تھا ان میں سے ایک نے قاتل کو معاف کیا۔ اب باقی اہلہ قصاص نہیں لے سکتے ہیں کیونکہ قصاص میں ترمیم ہو رہا، قاتل ہے۔ اور ہر ایک اپنے حق کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ پس جب ان میں سے ایک نے اپنا حق معاف کیا تو قصاص ہی ساقط ہو گیا۔ البتہ باقی روٹہا کے لیے اپنے صدمے کی دیت لے سکتے ہیں۔ مثلاً خالدہ نے عمو اکبر کو مارا اور کر کے قتل بیٹے روٹھے۔ اور اسی کے علاوہ کر کا کوئی وارث نہیں رہا۔ اب کر کے بیٹوں میں سے ایک نے اپنا حق معاف کیا تو اس سے قصاص ساقط ہو گیا۔ صرف دیت باقی رہ گئی ہے اور وہی اسی طرح کی دیت میں سے سزا مستحق پایا جائے اور سزا باقی: دونوں کے درمیان ہر ایک کو حصہ نہ دئے جائیں۔

﴿فَأَمَّا﴾

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ قصاص اور دیۃ میں ازواجین کا حق نہیں ہے کیونکہ میراث میں جو اوریت ہوتی ہے اس کا وہ خلافیت اور باجائز ہے اور خلافت کی بنیاد نسب پر ہے نہ کہ سبب کیونکہ سبب قوموت سے قطع ہو جاتا ہے۔ لیس ازواجین کا کوئی حق ایک دوسرے کے قصاص میں اور دیۃ میں نہیں ہو گا۔

اگر غلام کے مالک اور آزاد شخص (جنہوں سے قتل کیا تھا) کے وکیل نے ہزار کے متاع صلح کیا تو ان دونوں کے خون کی جانب سے صلح نصف پر ہوگا۔

فان صالح بانف وکیل سید عبد و حر قتلا فالصلح عن دمهما بصفای ان کان القاتل حراً او عبدا فامر الحر و الموئى رجلا بان يصلح من دمهما على الف ففعل فلانلف على الحر و الموئى تصفان.

ترجمہ: ... (اگر اگر غلام کے مالک اور آزاد شخص جنہوں (غلام اور آزاد شخص) نے قتل کیا تھا۔ وکیل۔ نے ہزار کے متاع صلح کی تو ان دونوں کے خون کی جانب سے صلح نصف پر ہوگا) یعنی قاتل آزاد اور غلام متحد ہیں آزاد اور غلام کے مالک نے ایک شخص کو کچے کین دونوں کے خون کی جانب سے ہزار دے کر صلح کر تو ان نے اسی طریق کیا تو ہزار دے کر آزاد شخص اور غلام کے مالک پر آدھا آدھا ہوگا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آزاد شخص نے اور ایک غلام دونوں نے سرایف شخص کو مارا۔ اور یہی آزاد شخص اور غلام کے مالک نے ہر کراں میں چڑکاؤ کیلئے کیا کر آپ دونوں مال کی جانب سے ہزار روپے پر متولی کے درجہ کے ساتھ صلح کر دے اور ہر ہا کر متولی کے درجہ سے بات کی۔ اور درجہ ہزار روپے کے عوض صلح کرنے پر رضامند ہو گئے تو اب اس ہزار روپے کا آدھا حصہ (۵۰۰) ہزار پر ہوگا اور آدھا حصہ غلام کے مالک پر ہوگا وکیل و فصل ان دونوں کا فصل ہر دو کو ہوگا ہر ایک غیر متولی ہے جس کی انصاف اصل کی طرف پیش رفتی ہے اور اصل بھی دونوں ہیں۔

اگر ایک ٹولی نے ایک بندے کو قتل کیا تو اسی ایک کے عوض یہی ٹولی قتل کی جائے گی

و یقتل جمیع یهود و بالعکس اکفاء ان حضر ذلوا و حمای یقتل فرد مجمع و یکنفی یقتل و لا شیئ لا ولیا لہم غیر ذلک خلافاً للشافعی فان علیہ یقتل لاول و یجب للباقیین المال وان لم یدر الاول یقتل جمیعاً لہم و قسم الدہات بینہم و قبل یفزع لبقول لمر خرجت فرعہ وان حضر واحد یقتل لہ و سقط حق البقیۃ ای ان حضر ولی و احد فقتل لہ و سقط حق الباقین علیہا

ترجمہ: اور ایک کے عوض جماعت قتل کی جائے گی۔ اور ایک شخص جماعت کے بدلے اکفاء اور متولین کے اولیاء حاضر ہو گئے ہوں ایک جماعت کے بدلے میں قتل ہوگا اور اس کے قتل کرنے سے کفایت ہوگی۔ اور متولین کے اولیاء کے لیے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ اس سے کاشافین غصہ ہے کیونکہ اس کے نزدیک قاتل اول کے بدلے میں قصاص ہوگا اور باقی متولین کے عوض ملے ہوگا۔ اور کراول سلطون ہو تو سب کے عوض قتل کر جائے گا۔ اور بات ان کے ارمان تسمیر کی جائے گی۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ قرعہ اندازی ہوگی۔ قتل ہوگا اس شخص کے لیے جس کی حق قرعہ نکل گیا (اور اگر ان میں سے ایک) و خیر ہو تو قتل کیا جائے گا اور باقی کا حق ساقط ہوگا یعنی اگر ایک متولی کے درجہ حاضر ہو گئے تو اس کے لیے قصاص ہوگا اور باقی کا حق ساقط ہوگا

تشریح: پیلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بڑے نے پانچ بندوں کو قتل کیا البتہ یہ کاماد سب کے لیے کافی نہ ہو گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب کے لیے کافی ہو چکا کیونکہ جب متوکلین کے درجہ ۱۰۰ ضرر ہو گئے۔ اور قاضی کے فیصلہ کرنے کے بعد خود ایمان کے بدلے اس کو مار کر قتل کیا تو دوسرے مسرتوں میں یہ سمجھا گیا کہ ہر ایک نے اپنا حصہ کمال حق حاصل کیا۔ پس قاضی ہوا۔ ﴿فانما﴾

قاضی کے مارنے کے دوران تمام متوکلین کے درجہ ۱۰۰ حاضر ہیں یا نہیں؟ اگر حاضر ہیں تو یہ قاضی سب کے لیے ہوگا۔ اور اگر حاضر نہیں ہیں بلکہ ایمان سے ایک کے درجہ ۱۰۰ حاضر ہوئے ہیں اور اس نے قصاص لیا تو اس کے قصاص لینے کی وجہ سے باقی متوکلین کے درجہ ۱۰۰ کا حق ساقط ہو گیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سر قاضی کا قتل تمام متوکلین کے درجہ ۱۰۰ کے لیے کافی نہیں ہوگا کیونکہ قاضی نے مشدد قتل کیا ہے۔ اور قاضی کا درجہ ۱۰۰ صرف ایک ہی ہے نہ کہ مشدد۔ حالانکہ قصاص میں مساوات ضروری ہے جو یہاں معدوم ہے۔ اب قاضی کا قتل متوکلین کے درجہ ۱۰۰ میں سے ایک کے لیے ہوگا اور باقی ۹۹ کے لیے دیت ہوگی۔ اب دیت کس کے لیے اور قصاص کس کے لیے؟ اس میں تفصیل ہے اس طرح کہ متوکلین میں سے جو پہلا قتل ہوا ہے اس کے لیے قصاص ہوگا۔ اور باقی متوکلین کے درجہ ۱۰۰ میں سے ہر متوکل کے درجہ ۱۰۰ کے لیے کال دیت ہوگی۔ اور اگر متوکلین میں سے اوّل معلوم نہ ہو تو قاضی سب کے لیے قتل کی جائے گا۔ اور زیادت ان کے درمیان تقسیم ہوں۔

۱۰۰ امر اسے۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ پانچ بندوقوں نے عمر کو قصود قتل کیا تو کسی ایک بندوق نے عمر کے عوض قتل کیا جائے گا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک متوکل کے بدلے میں پانچ اسلحہ دہیں تو قتل کیا۔ اور فرمایا کہ اگر اہل عداوت اس کے قتل پر متفق ہوتے اور دیکھتے تو ان سب کو قتل کر دیتے۔

اگر دو ہندوں نے ایک ہندے کا ہاتھ کاٹ دیا تو اسی ہاتھ کے بدلے میں ہندوں کے ہاتھ نہیں کاٹے جائے گے اگر چہ دونوں نے چھری پکڑ کر اس کے ہاتھ پر چلا کر ہاتھ کٹ گیا۔

ولا یقطع بطن ید و ان امرأ سکتا علی ید فقطعت و ھما دینھا علی عدا و عند الشافعی اذا اخذ و حلان سکتا و امرأ علی ید اخر فقطع یدھا احبارا بالنفس و لنا ان الانقطاع وقع باعتمادھا و المعجل متعجز فیضال مکی کل و اسد البصر بخلاف النفس لان زھوف الروح غیر متعجز۔

ترجمہ۔ (اور ایک ہندے کے بدلے میں ہندوں کے ہاتھ نہیں کاٹے جائے گے۔ اگر چہ دونوں نے چھری پکڑ کر اس کے ہاتھ پر چلا کر ہاتھ کٹ گیا۔ اور دونوں دیت کے ضامن ہوں گے۔ یہ ہمارے نزدیک ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک اگر دو ہندوں نے چھری پکڑ لی ہوں اور دوسرے نے ہاتھ پر چلا یا ہتھوڑا سے چھری کا ہاتھ کاٹا جائے گا قصاص ہر قاتل پر نہیں کرتے ہوئے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ قطع ہتھوڑوں کے جو حصے حاصل ہوا اور کسی اجزاء قبول کرتے ہیں ہر ایک کی طرف بعض مضاف ہوگا۔ اس سے نفس مخالف ہے کیونکہ نفس کے قطع اجزاء قبول نہیں کرتے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ شاہد اور خالہ دونوں مل کر بکر کے ساتھ لڑائی کی۔ دونوں نے لڑائی کے دوران بکر کا ہاتھ پکڑ کر دونوں نے اٹھنے لگیں اور پھری چلائی۔ اور ہاتھ کاٹا اب قصاص ہوگا یا دیت؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کسی پر قصاص نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک دیت ہوگی۔ نصف شاہد پر اور نصف پر خالہ پر کیونکہ شاہد اور خالہ میں سے ہر ایک نے ہاتھ کا کچھ ہاتھ کاٹا ہے کیونکہ پھری پر دونوں کام تھے اور دونوں کے سہارے سے کام کیا ہے۔ اور بکر کا ہاتھ بھی اڑا دیوں کر نے کاٹل ہے اسی طرح اگر ہاتھ کاٹا ہے تو مصائب ختم ہوگی۔ حالانکہ قصاص کے لئے دو مالک ضروری ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاہد اور خالہ دونوں کا ہاتھ قصاص میں کاٹا جائے گا کیونکہ ہاتھ کا کاٹنا قتل کی طرح ہے۔ (امرو ملت دونوں کے درمیان جو مشترک ہے وہ تو جیسے بالورق میں دونوں کا قصاص تو ہاتھ میں بھی اسی طرح ہے۔

و ان قطع رجل یمنی وجملین فلھما یمتہ و فہی ید فان حضر احدھما و قطع فللاحر المذبحلہا عندما سواد قطع علی التعاقب او معا و عند الشافعی فی التعاقب یقطع بالاول و فی النفران یفرع.

ترجمہ: ... (اور اگر ایک شخص نے دو شخصوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دیے تو دونوں کے لیے ان کا دائیں ہاتھ ایک ہاتھ کی دیت ہوگی۔ پس اگر ان میں سے ایک حاضر ہو اور باطل کا ہاتھ کاٹ دے تو دوسرے کے لیے دیت ہوگی اگر نہ تو نزدیک عام ہے خواہ قاتل ان کے ہاتھ کیے بعد اگر نکلتا ہے تو ایسا ہوگا۔ اور امام شافعی کے نزدیک تو قب کی صورت میں اول کے بدلے ۲۰۰ دینے اور بکری کی صورت میں خرما یا گداز کی کی جائے گی۔

تشریح: پہلا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ بکر نے خالہ اور شاہد دونوں کا دائیں ہاتھ کاٹ دیے۔ اور شاہد اور خالہ دونوں حاضر ہوئے۔ اب بکر کا دائیں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور ایک ہاتھ کی دیت ہوگی۔ اب یہ ہاتھ خالہ اور شاہد میں سے کس کے ہاتھ کے بدلے میں کاٹا جائے گا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خالہ اور شاہد دونوں بکر کا ہاتھ کاٹ دے۔ اور یہ علی التبعین ایک ہاتھ کا دے۔ اور دوسرے ہاتھ کی دیت وصول کر کے درمیان توڑی، اگر کسی تقسیم کی جائے گی خواہ بکر نے دونوں ہاتھ اکٹھے کٹائے ہوں یا الگ الگ ایک دوسرے کے پیچھے کٹائے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں تحصیل سے اس طرح کی گناہیں کٹائے جانے ہوتی ہیں اس صورت میں قرآن مجید کی صحت کا نام لگے جائے اس کے بدلے میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور دوسرے کو اس کے ہاتھ کی دیت مل جائی گی کیونکہ تو قب کی صورت میں ہاتھ کاٹنے والے کے ہاتھ کا کھنکھانے میں کیا ہے تو قب اس میں دوسرے کا حق ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کچھ بعد بکر سے کاٹ دیے گئے ہوتے تو صورت میں قاتل کا بدلہ ہوگا اور دوسرے کو اس کے ہاتھ کی دیت ملے گی۔

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالہ اور شاہد میں سے صرف ایک حاضر ہو اور ان میں سے دوسرا غائب تھا۔ پس حاضر کا حق وصول کرے اور باطل کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اور غائب کے لیے نہ تھ کی دیت ہوگی کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹا ہوا ہے تو وصول یا باقی کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔ پس جو حاضر ہو گا اس کا اس کا حق ہوگا۔ اور غائب کی وجہ سے حاضر کا حق مختل نہیں کیا جائے گا۔

تاکہ وہ غائب کی حالت میں قتل نہ ہو۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

اگر کسی غلام نے کسی شخص کے قتل کے مرتکب ہونے کا اقرار کیا تو یہی غلام قصاص کیا جائے گا

وَقَدْ عَدَّ قَرْنُ عَدْنًا لَّانَّهُ خَبَرَ مِنْهُمْ فِيهِ لَانَّهُ مَضَى وَ لَانَّهُ مَضَى عَلَى تَحْلِيلِ الْحَبْرَةِ لِي حُلِّ الْقَدَمِ
وَعَدْلُ قَرْنٍ لَا يَصِحُّ قَرْنٌ كَدِي الْعَالِ لَعَلَّاهُ حَقُّ الْمَدِينِ

ترجمہ: اگر کوئی غلام نے کسی شخص کے قتل کے مرتکب ہونے کا اقرار کیا تو یہ غلام قصاص کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

تشریح

اس حدیث میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام نے کسی شخص کے قتل کے مرتکب ہونے کا اقرار کیا تو یہ غلام قصاص کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام نے کسی شخص کے قتل کے مرتکب ہونے کا اقرار کیا تو یہ غلام قصاص کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

اس حدیث میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام نے کسی شخص کے قتل کے مرتکب ہونے کا اقرار کیا تو یہ غلام قصاص کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

اگر کسی شخص نے قصداً کسی اور شخص کو تیر سے مارتا ہے یا ہتھکڑیاں پہنائے تو اس کا قصاص کیا جائے گا

اور دونوں مرتکب کو قاتل پہلے کے ہمد میں قصاص ہوگا

وَمِنْ دَمِي وَجَلَا عَدْلًا قَتَلَهُ نَسِيمُ لِي اَمْرًا لَعَلَّاهُ بَقِصَ لَلَّوْلِ وَ عَلَى عَاقِبَةِ الدِّينِ لَلَّوْلِ لَلَّوْلِ عَدْلُ
الَّذِي حَقَّ

ترجمہ: اگر کوئی شخص نے کسی اور شخص کو تیر سے مارتا ہے یا ہتھکڑیاں پہنائے تو اس کا قصاص کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

تشریح

اس حدیث میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص نے کسی اور شخص کو تیر سے مارتا ہے یا ہتھکڑیاں پہنائے تو اس کا قصاص کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔ لیکن اگر وہ گناہ کی وجہ سے غائب ہو جائے تو اس کی حاکمیت ہوگی۔

و من قطع يدرجل لم قطع اخذ بيها في عمدتين او مختلنيتين براء بينهما اولاً و مختلنيتين بينهما براء كفت ذبہ ان لم يبرأ بين هاتينھما لصانۃ مسائل لان لقطع اما عمد او خطأ ثم القتل كذلك صار اربعة ثم اما ان يكون بينهما براء او لا يكون صار ثمانية فان كان كل واحد منهما عمداً فان كان براء بينهما فيقتصر بالقطع لم بالقتل و ان لم يبرأ فكذا عند ابي حنيفة لان لقطع لم القتل هو المثل صورة و معنى و عندھما بقتل ولا يقطع فلدخل جزاء القطع في جزاء القتل و تحقيق هذا في اصول الفقه في ۱۵۱، و القضاء و ان كان كل منهما خطأ فان كان براء بينهما اخذ بهما ابي حنيفة ذبہ القطع و القتل و ان لم يبرأ بينهما كفت ذبہ القتل لان ذبہ القطع انما يجب عند استحکام اثر العمل و هو ان يعلم عدم السراية و الفرق بين هذه النعمرة و بين عمدتين لا براء بينهما ان الذبۃ مثل غير معقول فلا يصل عدم وجوبها بعلاف القضاء فانہ مثل معقول وان قطع عمدان فقتل خطأ سواء براء بينهما او لم يبرأ احد بالقطع و القطع ابي حنيفة بالقطع و لم يخذ ذبہ النفس و ان قطع خطأ ثم قتل عمداً سواء براء بينهما او لا يؤخذ الذبۃ للقطع و يقتصر للنفس لاختلاف الجنائين لان احدهما عمد والاخر خطأ كما في ضرب مائة سوط براء من تسعين و مائت من عشرة لانه يكتفي بذبۃ واحدة لانه لما برئ من تسعين لم يبق معتبر الا في حق الضعيف و كذا كل جراحة اندخلت ولم يبق لها اثر على اصل ابي حنيفة و عن ابي يوسف في مثله حكومة عدل و عند محمد اجرة الطبيب.

ترجمہ:۔۔۔ (میں شخص) نے کسی کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے بعد اس کو قتل کیا تو عدل دونوں میں سے ماخوذ ہوگا خود دونوں براء (دستور) ہوں یا مختلف ہوں اور ان میں سے کسی آئی ہو یا نہیں اور اگر ان کے درمیان تفریق نہیں آئی ہو تو ایک ذبۃ ہوگا یہ کہ ایک آٹھ سال کی لڑکی کو لے کر لہو ہوگا یا کھانا اس نے بعد قتل بھی سی طرح ہوگا اور اگر چھ تو یہ چار میں سے اس کے بعد ان کے درمیان تفریق آئی ہو یا نہیں تو یہ آٹھ میں سے کیونکر آئی ہوگا اور قطع میں سے ہر ایک دستور پر ہوا۔ پس اگر ان کے درمیان تفریق آئی ہو تو کاتنے سے قصاص ہوگا۔ اور بعد میں قتل کے بدل ہوگا اگر چہ ان کے درمیان تفریق نہیں ہو۔ اسی طرح اگر باہم جھگڑا کر کے ایک سے لے کر تین تین تک جگہیں اور حق کے اعتبار سے نہیں ہیں۔ اور صاحبین نے اہل اللہ کے نزدیک قتل کا جزا قتل کے جزا میں داخل ہوا۔ اور اس کی تحقیق اصول فقہ میں اذا اور قتلا کی بحث میں موجود ہے۔ اور اگر ان میں سے ہر ایک خطا ہو تو اگر ان کے درمیان تفریق ہو تو دونوں میں سے ماخوذ ہوگا اسی قتل کو قطع کی ذبۃ واجب ہوگی۔ اور اگر ان کے درمیان تفریق نہیں ہو تو قتل کی ذبۃ کافی ہوگی۔ قتل کی ذبۃ تحقیق کے ساتھ قتل کے اثر کے منقطع ہونے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ اور وہ ہے کہ کھم سڑت مسلم ہو۔ اور فرق اس صحت شب اور اس صحت میں جو کہ براء ہو اور ان کے درمیان تفریق نہیں آئی ہو ہے کہ کو ذبۃ غیر معقول مثل ہے۔ پس اصل ذبۃ کا عدم واجب ہے۔ اس سے قصاص خلاف ہے کہ نہ کو قصاص معقول مثل ہے۔ اور اگر کسی کا کوئی قصاص کاٹ دیا بعد میں خطا سے دروغدان کے درمیان تفریق ہو تو نہیں ہو تو قتل سے ماخوذ ہوگا لیکن قطع کے بدل میں قصاص ہوگا اور نفس کی ذبۃ مل جاتی گی۔ اور اگر قطع خطا ہوا جو بعد میں اس سے تفریق نہ ہو تو قتل ہو تو قتل ہو یا نہیں ہو تو قطع کے ذبۃ اور قتل کے ذبۃ میں قصاص ہوگا اور اس لیے کہ یہاں ان دونوں ذبۃ میں مختلف ہیں کیونکہ ان میں سے ایک دستور اور اور خطا سے ہوئی ہے جیسے سڑت دے مارنے میں۔ ۹۰ سے گنج ہو اور اس سے مراد کیونکہ اس کی ایک ذبۃ سے کفایت ہو گی کیونکہ جب ۹۰ سے گنج ہو تو یہ ۹۰ قصاص کے علاوہ میں مستحق نہیں ہوگا اور اسی طرح نہ ہم جھگڑا کر کے اصل پر ہر دو ذمہ ہو جائے اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا ہو۔ اور باہم جھگڑا کر کے اہل اللہ سے یہ ذبۃ ہے کہ اس طرح کی مثل میں حکومت عدل واجب ہے۔ اور باہم جھگڑا کر

سے یہ روایت ہے کہ طہیب کی اجرت واجب ہوگی۔

تحریر: ... پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے دائرہ طور مکر کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اور بعد میں اس کو قصد اقل کیا۔ اب زید کا کیا سرا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرد درمیان میں خود کھتہ آب ہوا ہو یا نہیں دونوں صورتوں میں اولاً ہاتھ کا قصاص ملے پھر قصص کا قصاص ملے گا اور اس میں نہ اقل نہ ہوگا کیونکہ اس میں نہ اقل مستند ہے اس لیے کہ دونوں افعال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس طرح کہ پہلے میں قطع اور دوسرے میں قصاص قصص واجب ہوتا ہے۔ اور اسی طرح طرف ہاتھ کے اور ہے جس سے اور قصص اس طرح نہیں ہے۔ اور اسی طرح افعال میں مساوات ضروری ہے۔ اور مساوات کا طریقہ کاریہ ہے کہ کٹنے کے بدلے میں قتل ہو۔ ہاتھ کے بدلے میں اچھکنا یا جلنا۔

طرفین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اچھے ہونے کی صورت میں تو اب امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی طرح ہے اور اچھے نہ ہونے کی صورت میں تو اقل ہوگا اور صرف قتل کیا جائے گا۔ اور ہاتھ کا قصاص نہیں ہوگا کیونکہ دونوں فعلوں کو اکٹھا کرنے والے اور چیزیں ہیں۔
(۱)۔ دونوں فعلوں کا جنسی فایک نہ ہو اس طرح کہ ایک عہد اور دوسرا تھا ہو۔

(۲)۔ یاد درمیان میں ایسا ہوا ہو اور یہاں دونوں چیزیں میں کوئی بھی نہیں پائی گئی ہے کیونکہ جس بھی ہاتھ ہے اور درمیان میں متحدی بھی نہیں آئی ہے۔ پس دونوں کا ایک کرنا چاہیے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے مکر کا ہاتھ خطا سے کاٹ دیا۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ چھ ہوا۔ پھر زید نے اس کو نہ اقل کیا۔ اب اس صورت میں ہاتھ اور قتل دونوں کی دیت ہوگی۔ اور اگر ہاتھ چھ ہونے سے پہلے اس کو خطا قتل کیا تو اس صورت میں نہ اقل ہوگا۔ اور ہاتھ کی الدہ دیت واجب نہیں ہوگی کیونکہ ہاتھ کا کٹنے کی وجہ سے اگر زخم سرایت کر کے موت تک نہیں پہنچ جاتا ہے تو تب کٹنے کی سزا ہاتھ کی دیت ہوتی ہے۔ اور اگر سرایت کر کے موت تک پہنچ جاتا ہے تو پھر پوری دیت ہوتی ہے نہ کہ ہاتھ کا الگ۔ اور اسی طرح ہاتھ کی دیت اس وقت واجب ہوتی ہے جب فعل کا اثر مستحکم اور جاتا ہے (یعنی صرف ہاتھ کا کٹنے تک رہے ہوا ہے تب تک نہ دے مگر) اور یہاں نہ کہ وہ صورت میں گردن کاٹنے کے بعد حکام کا حکم ہوگا۔ کیونکہ اب زخم سرایت کرنے کا نکل نہیں رہا تو اب اگر ہاتھ کی دیت بھی واجب ہو جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ گردن کاٹنے کی وجہ سے ہاتھ کی دیت واجب ہوئی۔ اور اسی گردن کاٹنے کی وجہ سے ہی مکمل دیت واجب کر دی گئی۔ اور پوری دیت میں ہاتھ کی دیت موجود ہے کیونکہ قتل جو مکمل ہوتا ہے۔ جس ہاتھ کی دیت دوسرے حاصل ہوئی ایک بار آخر ادا اور دوسری بار پوری دیت میں۔ اور یہ غلط ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے مکر کا ہاتھ خطا سے کاٹ دیا۔ اور اس کے بعد اس کو خطا قتل کیا۔ اس صورت میں ہاتھ کا قصاص اور قصص کی دیت ہوگی تو وہاں کے درمیان متحدی آئی ہو یا نہیں آئی ہو۔

چوتھا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے مکر کا ہاتھ خطا سے کاٹ دیا۔ بعد میں اس نے مکر کو قصد اقل کیا۔ اس صورت میں ہاتھ کی دیت اور قصص کا قصاص لیا جائے گا۔ اور اس میں نہ اقل نہیں ہوگا کیونکہ دونوں افعال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک عہد اور دوسرا تھا ہے۔

یہ لڑیا ہے جیسے غلام نے عمر کو کھاتی سوکڑے مارے۔ اس میں سے تو یہی پاؤں پر دو لکڑی سر پہرے۔ اور نوے مارے کی جہ۔ سے دو ٹنگی
مرا جگہ اس سے دو ٹنگی ہوا۔ اور وہ آخری میں کوڑاں کی جہ۔ سے مر گیا تو صرف آخری دس نوڈوں (تین سے دھمرا) کا خن (دیت)
واجب ہو گا اور پہلے نوے کا خن نہیں ہو گا کیونکہ جب ان نوے کوڑوں کا اثر باقی نہیں رہا تو ان کا خن بھی واجب نہیں ہو گا بلکہ صرف
آخری دس کا اعتبار ہو گا۔ اور اس سے دیت واجب ہوئی لیکن نوے کوڑوں کا ذکر تفسیر کے تحت میں دیتی ہے (یعنی کاغذی اس کو تحریر دینے سے
تاکید دینی حرکت سے آئندہ دانا آجائے)۔

اور اسی مرتبہ جو درختم خمس کا گناہ عمر کیا اور اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں، ہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ماصل کے مطابق اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کوئی حکمان نہیں ہوگا۔ اجتہاد امام ابو یوسف سے یہ منقول ہے کہ اس صورت میں محنت عدل واجب ہے (یعنی اگر یہ شخص نظام ۲۵۰ جمع ہو۔) نہ کہ حالت میں اس کی قیمت کیا جوتی خطا ۵۰۰ روپے ہوتی اور درختم کے ساتھ حق سوتو روپے ہوتی تو ان دونوں قیمتوں کے درمیان جو فرق (۲۵۰) ہے یہی وجہ ہوگا کہ اور امام محمد سے یہ منقول ہے کہ اس صورت میں درختم لگانے والے پر علاج کا خرچہ واجب ہوگا۔

اور اگر ہاتھ اور اس سے پیدا ہونے والے نقصان یا جنایت پر نکاح کیا، پھر وہ مر گیا، تو عہد کی صورت میں مہر مثل، اور خطا کی صورت میں اس کی مددگار برادری سے اس کا مہر مثل اٹھایا جائے گا اور باقی ورثاء کے لیے وصیت ہوگا

لأن نكحها على اليد وما يحدث منها أو على الخيانة ثم مات ففي المهر المثل وفي الخطأ ربع عن العاقلة مهر مثلها والباقي رغبة لهم فإن خرج من الثلث سقط والآن يسقط ثلث المال ما يجب مهر العسر في المهر لأن هذا تزوج على انقصاص وهو لا يصلح مهر فيجب مهر المثل ولا شيء عليها بسبب القتل لأن الواجب انقصاص وقد سقط وإن كان خطأ يرفع عن العاقلة مهر مثلها لأن هذا تزوج على الدية وهي تصلح مهرًا فإن كان مهر المثل مساويًا للدية والامال له سوى هذا فلا شيء على العاقلة لأن الزوج من الموقوف الأصلية فيعسر من جميع المال وإن كان مهر المثل أكثر لا يجب لزيادة لأنها رخصت داخل من مهر المثل وإن كان مهر المثل أقل فالزيادة وصية للعاقلة ونصح لانهم ليسوا بقطعة ونصير من الثلث فإن خرجت من الثلث سقطت والآن يسقط مقدار ثلث المال وهذا الفرق بين الزوج على اليد وبين الزوج على الخيانة على قول أبي حنيفة وأما عندهما فالمحكم في الزوج على اليد كما ذكرنا في هذه المسئلة وفي الزوج على الخيانة.

ترجمہ :- (اور اگر باتھ اور اس سے پیدا ہونے والے نقصان میں جہالت نہ نکال کر کیا۔) مگر مرثیہ تو مکی صورت میں ہر شخص ہو گا اور خط کی صورت میں اس کی ہر دو کو ہر دوری سے اس کا مرضی اغوا چاہے گا۔ اور باقی روز کے لیے مہمت ہوگی۔ اور اگر ہائی ٹکٹ سے خارج ہو تو ہر مہمان ہو گا اور نہ ٹکٹ لے لیں ساتھ ہو گا تحقیق کے ساتھ میں ہر شخص راہب یا پورے کو نہ کہ تھکاس کرنا ہے۔ درحقیق میں ہر کی

سلامت نہیں ہوتی ہے تو میرٹل واجب ہوگا۔ اور عورت پر قتل کی وجہ سے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ قصاص واجب ہے۔ اور فقہول نے اس کو ساقو کر دیا ہے اور انھوں نے فقہ مجدد و دیگر راویوں سے اس کا میرٹل نہیں ہوگا کیونکہ یہ دیت پر لگان ہے۔ اور دیت میں میرٹل کی سلامیت پائی جاتی ہے پس اگر میرٹل دیت کے مساوی ہو اور اس کے علاوہ عقل کا رد مال نہ ہو تو عاقلہ پر کچھ نہیں ہوگا کیونکہ عاقلہ کرتا عاقلہ صلب میں سے ہے تو عقل مال سے معتبر ہوگا اور اگر میرٹل سے زیادہ ہو تو زیادت واجب نہیں ہوگی کیونکہ عورت میرٹل سے کم پر راضی ہوئی ہے۔ اور اگر میرٹل سے کم ہو تو زیادہ عاقلہ کے لیے وصیت ہوگی۔ اور یہ وصیت صحیح ہے کیونکہ عاقلہ عقل کے قائل نہیں ہیں اور مال کے ٹکٹ سے معتبر ہوگا۔ پس اگر ٹکٹ سے غور نہ ہو جائے تو ساقو ہوگا اور نہ ٹکٹ مال سے ساقو ہوگا۔ اور یہ باتہ کوئی نکاح کرنے اور جہت کے عوض نکاح کرنے کے رد میں فرق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قول مطابق اور معائنہ رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح کرنے کا دھوکہ کی صورت میں گھم دیا ہے جیسے ہم نے ذکر کیا۔ اور اس مسئلہ کا ذکر کتاب جہت پر۔

فقہ حنفی: مسودت مسئلہ یہ ہے کہ ہندو نے خالد کا ہاتھ لایا اور خالد نے ہاتھ اور اس سے بیعہ ہونے والے قصاص کے عوض اس کے ہاتھ نکاح کرنے پر صلح کیا بد قسمتی سے یہ قطع حرایت کر کے اس سے خالد مر گیا۔ اب ہندو کو نکاح کے عوض کیا ملے گا اور ہاتھ نہ ملے گا جہت اس پر کیا واجب ہوگا؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر ہندو نے خالد کا ہاتھ قصداً کاٹا ہے تو میرٹل کی دو صورتیں ہیں۔

(الف)۔ اس صورت میں ہندو کے لیے میرٹل ہوگا کیونکہ خالد نے ہندو کے قطع کے عوض قصاص مقرر کیا ہے۔ اور چونکہ قصاص وار نہیں اور قصاص مال نہ ہونے کی وجہ سے میرٹل نہیں مل سکتا۔ لہذا ایسا میرٹل مقرر ہے۔ اور میرٹل ہونے کی صورت میں عورت کے لیے میرٹل ہوتا ہے۔

(ب)۔ اس صورت میں ہندو نے قصاص ہوگا اور نہ دیت ہوگی کیونکہ عورت میں میرٹل نہیں ہے۔ اور خالد نے اس قصاص کو نہ لیا۔ چونکہ خالد نے ایجاب نکاح قصاص کے عوض کیا۔ اور ہندو نے قبول کیا تو اس قبول ہونے کی وجہ سے قصاص مقرر ہوا۔

(۲)۔ اگر ہندو نے خالد کا ہاتھ خطا کاٹ لیا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف)۔ اس صورت میں ہندو کے لیے میرٹل ہوگا کیونکہ خالد نے ہاتھ کے قطع (اورش) ہونے کے عوض نکاح کر لیا مگر جب ہاتھ کاٹا حرایت کر کے قتل نہیں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اورش مقرر ہی سے واجب نہیں تھا تو شرعی ہی سے ہندو کے لیے میرٹل نہیں ہوا تھا۔ اور اس کی صورت میں عورت کے لیے میرٹل ہوتا ہے۔

(ب)۔ ہندو کی راہی پر دیت واجب ہوگی (اور ساقو نہیں ہوگی) کیونکہ خالد نے دیت کو میرٹل قرار دیا ہے۔ اور دیت مل نہ ہو تو مال کے ساتھ دینا عاقلہ واجب ہوگا ہے جو فقہاء اور ساقو کرنے کا حق نہیں۔ اور یہ دیت عاقلہ پر ہوگی کیونکہ یہ قطع عاقلہ کی وجہ سے ہوا ہے۔

فقہ مالکیہ:

ہندو کی راہی پر خالد کی ایت کیا تھی؟ تم نے اس کی تین صورتیں ہیں۔

قلت (وفی شریک لایذ عن الیہا و هو فی قونیہما هو الاظہر قنیم و در اسم ۲۲۴)

باب الشہادۃ فی القتل و اعتبار حالہ

اور یہ بات قرآن میں کوئی ایسے اور حالت قتل کے اعتبار کرتے ہیں بیان میں ہے۔

قصہ میں ابتدا اور ثناء کے لئے ثابت آتا ہے نہ کہ رداخت میں

الفرق بین ما للورثة لا ارثا نعم ان القصص من بعد للورثة ابتداء عند ابی حنیفہ لانہ ثبت بعد الموت والتمس لمن اھل لان منک نسا لا مالہ اللہ حاجۃ کالما من متلاً فطرح توبہ الخلافۃ و عندہما طریق ثمرۃ الورثۃ تسدحی سبب ملک المورث ثم الاستفال منہ الی الموارث والخلافۃ لا تسدحی ذلك فالمراد ما خلافتہ ہینا ان یقوم شخص مقام غیرہ فی اقامۃ فعلہ فی القتل اذا اعتدی للقاتل علی المقتول فالعق ان یعتدی المقتول حتی ما اعتدی علیہ لکنہ عاجز عن اقامۃ فالورثۃ قاموا مقامہ من غیر ان المقتول ملکہ ثم انقل منہ الی الورثۃ ثم انما ثبت هذا الاصل فرغ علیہ۔

ترجمہ: (اور قصص ابتداء کا) کہ لیے ثابت ہوتا ہے نہ کہ رداخت میں کہ ثابت ہوا کہ قصص ابتداء کا کہ یہ ثابت ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رداخت کے نزدیک ہے کیونکہ یہ موت کے بعد ثابت ہوتی ہے۔ اور مردہ کسی چیز کے ایک حصے کا حق نہیں ہے۔ مگر اس چیز کے ایک حصے کا حق ہے کہ کسی چیز کی طرف دینی ہو جیسے مالی خطرات میں ملک کا موت وراثت کے لئے یہ چیز ہوگی۔ اور صاحب رحمہ اللہ نے یہ کہ قصص میں ثابت ہے اور رداخت ہے۔ اس کے مطابق رداخت میں یہ کہ رداخت میں رداخت کے لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قصص میں رداخت کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ اور رداخت میں رداخت میں نہیں کرتی ہے۔ رداخت سے یہاں مردہ کے لئے کوئی قصص کرنے میں دوسرے کے قائم مقام ہو جائے۔ جب قصص منتقل ہو جائے تو اس طرح کہ رداخت سے رداخت کو رداخت میں کے قائم مقام ہو جائے میں میرا اس کے رداخت میں منتقل اس کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اور رداخت کی طرف منتقل ہونے کے لئے رداخت و اصل ثابت ہوتا ہے۔ یہ قول تشریح و فہم۔

تشریح مردہ سے مسلح ہے کہ خالد نے غلام کو قتل کیا۔ اور وہ بے گناہ ہے۔ یہ بے گناہ اور بے گناہ کے لئے قصص

ثابت ہے۔ اور ثابت ہوتا ہے یہ رداخت میں اس کی انتہا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ ہیں کہ قصص میں ابتدا اور ابی کے لئے ثابت ہوتا ہے نہ کہ رداخت میں کیونکہ قصص کا ثبوت موت کے بعد ہوتا ہے اس جو سے موت قصص کے ایک حصے کا حق نہیں ہے۔ البتہ دین اور دین کا مالک بن جاتا ہے کیونکہ وہ اس کے اسی حصے میں اس کا حصہ ہوگا اور ان میں وراثت کی ملکیت وراثت کے لئے ثابت ہوگی۔

مردہ نہیں رہتا۔ فرقہ ہے کہ قصص اور اصل منتقلی کے لئے قصص کا قصص ہے قصص میں جس کا حق تھا اس کے عوض (قصص) میں بھی اس کا حق ہوگا۔ یہیت میں کہی حکم ہے کہ رداخت کے لئے رداخت کے طریقہ پر ثابت ہوتی ہے اسی اصول سے۔

مفتی بہ قول فتویٰ امام ابوحنیفہ و عرفہ کے قائل رہے کہ اگر طرفین یہ صاحب ملحق الاہل (۲۰۰/۱) کے منہ سے معلوم ہو جائے کہ
نے ام کی دلیل مقدم پیش کی ہے۔ اور صاحب اہل کے منہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ام کی دلیل مؤخر کیا۔ (۱۰۰/۱)

ہر وہ چیز جس کے ورثہ وراثت کے طریقے سے مالک بن جاتے ہیں اسی چیز
میں ورثہ میں سے ایک باقی کی طرف سے حصہ ہوگا

فلا يصير احدهم حصصا عن اثنين، نعم ان كل ما يملكه الورثة بطريق الورثة فاحدهم حصصا عن الثاني اي
فانهم مقام اليقين في. فلتخصمه حتى ان ادعى احد الورثة شيئا من التركة على احد والام بينة بثبتا حق
الجميع فلا يحتاج الشكون الي تجديد الدعوى و كما اذا ادعى احد الورثة شيئا من التركة والام بينة عليه
ثبت على الجميع حتى لا يحتاج العدعي ان يدعي على كل واحد وما يملكه الورثة لا بطريق الورثة
لا يصير احدهم حصصا عن اثنين ففرع على هذا قوله

ترجمہ (۲۰۰/۱) میں سے ایک اور باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
اور مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے
مالک بن جاتے ہیں تو میں میں سے ایک وراثت باقی ورثہ کی طرف سے حصہ نہیں ہوگا بلکہ پوری جائیداد کو ہر ایک میں سے ورثہ وراثت کے طریقے سے

تشریح:۔۔۔ بہت سی طرف سے ورثہ والے لیے اور طرح حقوق ثابت ہوتے ہیں۔

(۱)۔۔۔ وراثت کے طریقے سے:

ہر وہ حقوق جو ہوتے ہیں جو اولاد مورث کے لیے ثابت ہوتے ہیں اور جو ہر حق تکلیف مورث وراثت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اس
حقوق میں ورثہ میں سے ہر ایک باقی سب ورثہ والے کا قائم مقام بن جاتا ہے۔ اور باقی ورثہ والے کا سب سے حصہ ہوتا ہے۔ جس کو ورثہ
میں سے کوئی ایک شخص کسی شخص پر حرا کہ میں سے کسی چیز کا دعویٰ کرے۔ اور اسی پر گواہ پیش کرے تو اس میں سب ورثہ کا حق ثابت
ہو جائے گا۔ اور باقی ورثہ والے کے سب سے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔ خلافت کے طریقے سے:

ہر وہ حقوق جو ہوتے ہیں جو مورث کی ملک ثابت ہونے پر ورثہ والے کے لیے اس کی ملکیت ثابت ہوگی۔ اور اس قسم میں ورثہ میں سے
ایک باقی ورثہ کی طرف سے حصہ اور خصوصیت میں ان کا قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے۔

الیہ۔

ترجمہ :- (اخطار :- میں میں نہیں دیتی) یعنی اگر قاتل نے قاتل غائب کو گواہوں کا اعادہ نہیں کرے گا تو تکلیف اس کو موجب مال ہے۔ اور اس کے ثبوت کا طریقہ میراث ہے، مادہ ۱۰۱۱ میں ہے کہ ایک نے زمین میں اس بات پر گواہ قائم کیا کہ میرے داماد جو عزم صاحب کے ملازم تھا، پراپی راقم تھی۔ پھر اس کا بعد کی حاضری ہو تو وہ مادہ کو گواہی کرنے کی تہا نہیں ہوگا۔

تقریر :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ متعمد نے غلط کو خطا نقل کیا۔ اور اس کے حاضر بنے منیف نے شریف کے ہم موجودگی میں گواہ قائم کیا۔ اب اگر شریف حاضر ہو جائے تو اس کو دوبارہ گواہ قائم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ خطا کی صورت میں اپنا ازم ہوئی ہے۔ اور ویت مال ہے اور مال و رداء کے لیے یہ طریق میراث ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے اصول میراث یہ ہے کہ ایک وارث باقی کے ہاں سے حصہ ہوتا ہے۔ اور اسی خراج اور حصار میں بھی کیونکہ وہ بھی مال ہے۔

اگر قاتل نے غائب کے معاف کرنے پر گواہ پیش کیا تو حاضر غائب کی طرف سے خصم ہوگا

فلو برهن القاتل علی غفوا الغائب فانه حاضر خصم و سقط القوای اذا كان بعض الموردة غائبا و البعض حاضرا فاقام القاتل البينة عنی الحاضر ان الغائب قد غفوا فانه حاضر خصم لانه یدعی علی الحاضر سقوط حقه فی الخصاص و انتقاله الی حال فیکون خصما۔

ترجمہ :- (اگر قاتل نے غائب کے معاف کرنے پر گواہ پیش کیا تو حاضر غائب اور قاتل کے درمیان سے ایک غائب ہے اور اس میں سے بعض حاضر بنے تو قاتل نے حاضر پر اس بات کا گواہ پیش کیا کہ غائب نے اس کو معاف کر دیا ہے تو حاضر خصم ہوگا کیونکہ قاتل نے حاضر پر اس کے قصاص میں ان کے حق کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ان کا حق مال کی طرف منتقل ہونے کا وہ خصم ہوگا۔

تقریر :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ متعمد (قاتل) خلیف پر دعویٰ کرتے ہوئے اس بات پر گواہ پیش کیا کہ شریف نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ اس صورت میں خلیف شریف کی ہاں سے خصم شمار کیا جائے گا (کیونکہ شاہد اس بات کا دعویٰ کر رہا ہے کہ خلیف کا حق قصاص سے ختم ہو کر مال بن گیا ہے اور یہی وقت ہو سکتا ہے جبہ شاہد یہ بات ثابت کرے کہ شریف نے اس کو معاف کر دیا ہے تو مجبوری کی وجہ سے خلیف شریف کی طرف سے خصم بنا جائے گا۔ اور خلیف کی موجودگی میں شاہد کا گواہ قبول کرنا یا انکار جو فیصلہ خلیف پر ہوگا وہی فیصلہ شریف کے پر بھی شمار کیا جائے گا۔ اور قصاص ساتھ ہو ویت آجائے گا۔

اگر کسی شخص نے عمدہ مشترک غلام کو قتل کیا اور شرکاء میں سے ایک غائب اور ایک حاضر تھا اور قاتل نے غائب کی معافی پر گواہ پیش کیا تو حاضر غائب کی طرف سے خصم ہوگا

و کذا لو قتل عینین و جنین احدھما غائب ای عمدہ مشترک بین رجلین احدھما غائب قتل عمدہ فادعی القاتل علی الحاضر ان الغائب قد غفوا فانه حاضر خصم و سقط عنه القود لعماد کرم۔

نہ کہ صرف طرف۔ کیونکہ ان دونوں کا یہ معنی کہ اصر نے چھین مٹا دیا (اور حال یہ کہ وہ اس سے منکر ہے) ایسا ہو کر کہ گویا ان دونوں نے ابتدا یا باطن معاف کیا ہے۔ پس ان دونوں کا حق ساقط ہونے کی خبر کا۔

(۳)۔ صرف شام نے دونوں کی تصدیق کی تو ذیل ہلال اور اصر قیوں میں سے ہر ایک کے لیے دیت کا ٹکٹ ہو گا کیونکہ جب شام نے ان دونوں کی تصدیق کی تو گویا ان کے لیے داخست دیت کا اقرار کیا۔ اور شاہد کا یہ اقرار درست ہے۔ لیکن شام ساتھ یہ دعویٰ بھی کر رہا ہے کہ اصر کا حق ساقط ہو گیا۔ اس نے تو باطن معاف کیا ہے۔ حالانکہ اصر حقائق سے انکار کر رہا ہے۔ تو اس میں شاہد کا قول حتمی نہیں ہو گا۔ اور دیت کا ٹکٹ اس کے ملے گا۔

(۴)۔ اصر نے ان دونوں کی تصدیق کی۔ اور شاہد نے ان دونوں کی تکذیب کی۔ اب اصر کو کچھ ملے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ قیاسی کے مسلک میں نہ خبرین کے لیے کہ ہو گا (کیونکہ ان دونوں کا یہ دعویٰ کہ ان کا مال قائل پر ہے ثابت نہ ہونے کیونکہ قائل اس دعویٰ سے انکار اور ان دونوں کی تکذیب کر رہا ہے۔ اور یہ مسلک اصولی میں سے ہے کہ دعویٰ کا دعویٰ تب دعویٰ ملے گا اگر وہ ثابت ہے جب دعویٰ کو پیش کرے۔ دعویٰ ملے اقرار کرے اور یہاں ان دونوں میں سے کوئی چیز نہیں باقی رہی تو اس لیے دونوں کے لیے نہ دیت ہو گی اور نہ قصاص جس کی وجہ پہلے تو نہ تھی اور نہ اصر کے لیے کیونکہ قائل نے اس کے لیے جس چیز کا اقرار کیا تھا اس نے اس کو بھوکا قرار دے دیا یعنی جب ہلال اور ہلال نے یہ اقرار کیا کہ اصر نے قتل کیونکہ قصاص سے معاف کیا ہے تو قائل نے یہ بات سمجھ لی کہ اصر کا حق قصاص میں ساقط ہوا۔ اس کی جگہ اس کا حق مال بنانا تو باطل قائل نے اصر کے لیے ہلال کا اقرار کیا۔ مگر اصر کو کچھ اقرار کرتے ہوئے قائل کا اقرار باطل کروا کر کیونکہ اس کا یہ اقرار ناقص کی تکذیب ہے۔ (پس معاف ہو گا) (۱۶۰/۱۷)

اختصاص ان کے مطابق اصر کے لیے نہ دیت ہو گا۔ مگر پٹھ ہلال اور ہلال کے درمیان تقسیم ہو گا کیونکہ اصر نے ان کی تصدیق نہ کی تھی جس سے اس نے اقرار کر لیا تھا حق انہیں کا ہے۔

﴿فائدہ﴾

متن غلط سے غالی نہیں ہے اس طرح کہ شہادت (دو قسم میں ذکر ہوئی ہے) سے مراد یہ شہادت حقیقی ہوئی یا تہاہات مجازی۔ اور دونوں صورتوں میں متن ضعیف سے غالی نہیں ہے کیونکہ اگر شہادت سے مراد حقیقی ہو جائے تو پھر قائل کی تکذیب اس مسئلے (تجدد وارث تیسرے وارث کے طور پر نہ کا اقرار کرے) کی اقسام میں سے شمار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ شہادت اس وقت صحیح ہوتی ہے جب دعویٰ ہو اور یہاں دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ قائل کی طرف سے ہوتا ہے نہ یہاں اس کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ دعویٰ کی طرف سے ہے جو دعویٰ نہیں ہے۔ اور عازلی مراد یہ بھی غلط سے غالی نہیں ہے کیونکہ اگر مراد یہی ہو جائے تو پھر معصوم کا یہ قول: بھلائی: صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر صحیح ہو جائے تو پھر عجزت کا مسئلہ یہ ہونا کہ خبرین کی خبر مطلقاً باطل ہے اور حال یہ کہ مطلقاً باطل نہیں ہے کیونکہ اگر یہ تہاہات یا اس کی تصدیق کرے تو تب یہ خبر باطل نہیں ہوگی بلکہ معتبر ہوگی۔

اگر کسی کے گواہ قتل کے زمان، مکان اور آگہ میں مختلف ہو جائے تو یہ گواہ ہی باطل ہوگی

و ان مختلف شامدا الفضل فی زمانہ او مکانہ و اثنہ او قال شاهد قتلہ بمصر و قال الاخر جھلت آتہ قتلہ لعت
و ان شھدا بقتلہ و قتلہ جھلتا آتہ نجب الشیۃ العباس ان لا یجب شی لان حکم القتل یختلف باختلاف الآلة
و وجہ الاستحسان انہم شھدوا بمطلق القتل و العطف لیس بمحمل فیست قل من موحیہ و هو الدیۃ و
نجب فی مانہ لامہ الاصل فی القتل الخمد قلا یتجمعه العاقلۃ

ترجمہ :- اور اگر قتل کے دو گواہ قتل کے زمان، مکان یا آگہ میں مختلف ہو جائیں یا گواہوں میں سے ایک کہے کہ گواہ نے اس کو گولی سے قتل
کیا ہے۔ اور دوسرے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس چیز سے قتل کیا۔ جو شہادت میں کوئی غور ہوگی۔ اور اگر دونوں نے قتل کی گواہی دی ہو کہ
میں نے قتل نہیں مسموم نہیں تو وہ بات واجب ادنیٰ کا قیاس یہ ہے کہ گواہوں میں سے ایک کہے کہ قتل کا علم آگ سے مختلف ہوتا ہے۔
اور استحسان کی بنا پر یہ کہ کہتے ہیں کہ قتل قتل کی گواہی دی ہو مطلق قتل عمل نہیں ہوتا۔ وہی قتل کے دو گواہوں میں سے ایک کہے کہ گواہ نے اس کو گولی سے قتل
کیا ہے۔ اور دوسرے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس چیز سے قتل کیا۔ جو شہادت میں کوئی غور ہوگی۔ اور اگر دونوں نے قتل کی گواہی دی ہو کہ

تقریر :- پیلا مسئلہ :- دو صورتیں جس میں گواہی باطل ہوتی ہے مشہورہ ذیل ہیں :-

- ۱) وہ اگر کسی نے اس بات کی گواہی دی کہ خالد نے شام کو قتل کیا ہے لیکن دونوں کے درمیان اختلاف ہے اس طرح کہ یہ کہتا ہے
کہ جلتے کے دن قتل کیا اور دوسرا کہتا ہے کہ بعد کے دن قتل کیا
- ۲) اس میں سے ایک کہتا ہے کہ یہ قتل میں قتل کیا اور دوسرا کہتا ہے کہ لاہور میں قتل کیا۔
- ۳) ایک کہتا ہے کہ گوارے قتل کیا اور دوسرا کہتا ہے کہ گامبی ہے۔

یہی ان سب صورتوں میں یہ گواہی غور ہے کیونکہ قتل پر دو گواہیں ہونے چاہئیں بلکہ ہر قتل پر ایک گواہ ہے جو شہادت کا نصاب مکمل نہیں ہوتا کیونکہ
یہ ممکن نہیں کہ شہاد دوں کے دونوں نے دونوں صورتوں میں قتل کیا ہو۔ اسی طرح تھامی کا قتل شہاد کے قتل سے غیر ہے ایک سے شہد اور دوسرا سے
شہادت ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ :- صورت مسئلہ :- یہ کہ اسی طرح ایک کہتا ہے کہ لاہور اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس چیز سے قتل کیا۔
لب ان دونوں کی گواہی باطل اور لغو رہی کیونکہ مطلق حکم میں شہاد سے غیر ہے۔ مطلق سے مراد قتل اور عقیدہ سے مراد لاہور سے قتل ہے۔ اور
دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔ دونوں میں قتل واجب ہے۔ مطلق میں بہت باتوں کے اس میں اور عقیدہ میں غلطی پر واجب ہے۔

تیسرا مسئلہ :- صورت مسئلہ :- یہ کہ اسی طرح یہ دونوں نے قتل کیا گواہی دی لیکن دونوں نے مطلق قتل کا ذکر نہ کیا کہ قتل سے کس چیز
سے قتل کیا ہے۔ اب یہ شہادت قبول ہوگی یا باطل اس میں اختلاف ہے۔

قیاس :- اس کے مطابق یہ گواہی بھلے صورتوں کی طرح باطل ہے کیونکہ اس میں مشہورہ کے اندر جہالت پائی جاتی ہے۔ اور اگر اس کے
برائے سے وہ کام کشف ہو جائے۔

استحسان :- اس کے مطابق یہ گواہی معتبر ہے اور قتل پر دو گواہوں کی گواہی کیونکہ گواہوں نے مطلق قتل کی گواہی دی ہے نہ کہ محض اور یہ

دونوں ایک نہیں کیونکہ مطلق پر عمل کرنا ممکن نہ ہے۔ اور تحمل اس میں نہیں ہوتا۔

﴿فانشأ﴾: تحمل اور مطلق کے درمیان فرق:

مطلق ہر وقت ہے جس کا معنی معلوم ہو جس اس کے ثبوت میں اختلاف مختلف کے کئی افراد شامل ہونے ہیں تو کسی بھی فرد کو لے لیا جائے بہر حال مطلق پر عمل ہو جائے گا کیونکہ ذات معلوم ہے۔ اور جس دوسرے جس میں چند سحالی کے اشتباہ ہو اور ذات معلوم نہ ہو پھر اگر کسی دلیل سے کوئی معنی نہیں ہو جائے تو اس پر عمل ہوگا۔

اگر وہ بندوں میں سے ہر ایک نے کسی شخص کے قتل کرنے کا اقرار کیا اور مقتول کے ولی نے اس کی ہمسید کی تو وہ دونوں سے قصاص لے سکتا ہے

و ان فخر کل من الرجلین یقتل زید و فانی النولی قنیمہ، فله خلیعہما و لو قامت بینہ بقتل زید عمروا و احمری بقتل مکرہا و ادعی النولی خلیعہما لغتان، الثانی نکذب الممشہود کہ الشاہد فی بعض ما شہد له و هذا یقتل شہادہ لانہ انکذیب بنفسی و فی الاولی نکذب المفر لہ المفر فی بعض ما اقر به و هو انفرادہ فی القتل و هذا لا یقتل الا فراد۔

ترجمہ: (اور) دونوں نے زید کے مارنے کا اقرار کیا۔ اور ولی نے کہا کہ وہ دونوں نے قتل کر لیا ہے تو ان دونوں کو قصاص میں قتل کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک گواہ زید کے مارنے پر پیش ہو۔ اور دوسرا زید کے مارنے پر پیش ہو۔ اور ولی نے دونوں کے قتل کا دعویٰ کیا تو یہ سب باطل ہو جائے گا کیونکہ دوسری صورت میں مشہود گواہوں کا اقرار باطل ہوتا ہے۔ جس کی اس نے گواہی دی۔ اور یہ اس کی شہادت کو باطل کرتا ہے۔ کیونکہ عقد بیعت سے اور ولی میں ستر کا ان دونوں میں اقرار کو چھٹا ہے جس کا اس نے اقرار کیا ہے۔ اور وہ اس کا قتل میں اکٹھا ہوا ہے اور یہ اقرار کو باطل نہیں کرتا ہے۔

تشریح: پہلا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ مجھے اسے بتا کر اقرار کیا کہ میں نے بکر کو قتل کیا ہے۔ اور خالد نے بھی اسی چیز کا اقرار کیا کہ میں نے بکر کو قتل کیا ہے۔ اور بکر کے ولی احمد نے خالد اور عمر دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں نے یہ قتل کیا ہے۔ نیز اولی کو قتل ہوگا کہ خالد اور عمر دونوں سے قصاص لے کیونکہ ان دونوں کا اقرار یہ بتا رہا ہے کہ پورا قتل ایک کی جانب سے ہے اور ولی نے ان کی تکذیب کی تو بخلاف ان کی وجہ سے معنی بن گیا۔ اور قاص کا اقرار صحیح ہوا کرتا ہے۔ اس وجہ سے ان دونوں سے قصاص لیا جا سکتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر اور خالد دونوں نے اس بات کی گواہی دی کہ عمر بزرگ نے بکر کو مارا ہے۔ اور احمد ہر خد نے اس بات کی گواہی دی کہ احمد نے بکر کو مارا ہے۔ اب بکر کا ولی احمد کہتا ہے کہ ان دونوں (عمر اور احمد) نے بکر کو قتل کیا ہے تو اب ولی کیسے سے بھی قصاص نہیں لے سکتا کیونکہ گواہوں کے دونوں فریق میں سے ہر ایک نے اس بات کی گواہی دی کہ قصاص بخلاف قصص پر واجب ہے۔ ولی نے گواہوں کی بھی تکذیب کی۔ اور اس تکذیب کی وجہ سے گواہ حق بن گئے۔ اور قاص کی گواہی معتبر نہیں۔ نیز قصاص واجب نہیں ہوگا۔

مارنے میں حالت رمی کا اعتبار ہے نہ کہ حالت وصول کا

ولا عبرة لحالته الزمى لا نحوصول فيجب الدية على من رمى مسلما فرتقا فوصل هذا عند ابي حنيفة و
عندهما لا يجب شئ اذا ما ارتداه سقط نفوسه فصار سيرا لسرا من موحه كما اذا ابرأ بعد المرح قبل
الموت فله ان العرمى اليه حالة لرمى مقتوم.

ترجمہ (حالت رمی حاکم ہے نہ کہ حالت وصول کا) پس اس شخص پر دے اسے اس پر جس نے اس کی کوئی چیز پھینک دی۔ پس رمی نہ
مرد ہو۔ پھر اس کو تیر چنگ کیا یا رام یا بھینک کے نزدیک ہے اور نہ میں کہ اس کے نزدیک تو کل یا پھر وہ اسے پھینک ہے۔ کیا کہ اسے اس
طرز کا مقتوم، و اس وقت ہو جائے تو مرتہ تیر پھینک کے لئے کو موجب سے بڑی کرنے والا بن گیا۔ ایسے کہ جب اس کو مفلح ہوئے کے بعد مر۔ تو
— پہلے بڑی کر دیا۔

شرح موت سقط ہے کہ زید اور عمرو دونوں نے زبان لڑائی ہوئی راوی لڑائی کے دوران مرنے زید پر تیر پھینک دی۔ تیر
لگنے سے پہلے زید ایمان نہ ختم ہو۔ اور تیر لڑائی و لڑائی کی حالت میں لگ گیا۔ اس زید کا غیر مقتوم ہے اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرنے والے واجب ہوئی۔ اور اس میں رمی کے وقت اور اعتبار ہوگا کیونکہ رمی کی طرف تیر پھینک
کے بعد کوئی اور شخص اس سے سار نہیں ہوا۔ اور جو پھینکے نے دوران۔ و شخص اس کی طرف تیر پھینک کا کہ ہے مسلمان ہے لہذا اس وقت میں مقتوم
ہے تو اس کا ضمان واجب ہوگا نہ جیت ہے۔

حاصلیون جبما اخلد لہ تے ہیں کہ مای۔ کچھ نہیں ہوگا کیونکہ زید تیر پھینکے کے وقت مرنے والا ہے۔ اور اس وقت اس کی وجہ سے اس کا مقتوم
ختم ہو گیا ہے۔ اور جب اس کا مقتوم تیر ہو گیا تو کو مرنے کے بعد مرنے والا ہو کر مرنے والے کو موجب رمی سے رہی نہ رہی۔ اور یہی ہونے کے بعد مرنے کی چیز کا
ضامن نہیں ہوگا۔ اور اس کی انہی مثال ہے جیسے لڑائی ہونے کے بعد مرنے سے پہلے مرنے والے کو ضمان نہ ہو تو وہی وہ ہے جسے
ایسا ہی یہاں ہوگا۔

مفتی بہ قوس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی یہ معلوم ہوا ہے۔ (حساب الہادیہ صاحب مفتی الزماری نے فرمایا ہے۔)

زید نے عمر کے غلام بکر کو تیر مارا اور تیر پھینکے کے وقت عمر نے اپنا غلام آزاد کر دیا اور اسی وقت اس
کو تیر لگ گیا جس سے وہ مر گیا۔ اب زید پر غلام کی قیمت ہوگی

والفدية لبسك عند رمى اليه فاعطاه فوصله عند ابي حنيفة و ابي يوسف و قال محمد فصل ما بين قيمته
مرفعا الى عفو مومي.

ترجمہ (اور مولیٰ کے لیے اس غلام کی قیمت سے جس کو کسی نے تیر پھینکا۔ جس اس غلام کو اس نے آزاد کیا۔ پھر اس کو تیر لڑائی کا
ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس غلام کی قیمت مرنے والے مالک اس کی قیمت کا

(۴) ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ شاپوشی کے بعد زنا کا مرتکب ہوا۔ اور چاہے گواہوں نے زناہ کرے کی گواہی دے دی۔ جس کی وجہ سے قاضی نے رجم کرنے کا فیصلہ نہ دیا۔ اب اس حالت میں شاپوشی رجم بن گیا۔ اسی حالت میں خالد نے اس کو حجر مارا۔ اور حجر گرنے سے پہلے چار گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع لیا۔ جس کے بعد اس کو تیر لگا۔ تو اس صورت میں خالد پر کوئی حرج نہیں ہوگا کیونکہ وہ کسی کی حنث میں مباح الدم تھا۔

(۲) ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید مسلمان ہو۔ نے کی حالت میں شکار کو تیر مارا۔ اور گھنے سے پہلے وہ الامیاء باللہ مرتد بن گیا تو یہ شکار کھایا جائے گا۔ کیونکہ اس میں دمی کی حالت میں اہلیت موجود ہے۔

(۵) ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے مجوسیت کی حالت میں شکار کو تیر مارا۔ اور گھنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا۔ تو یہ شکار جس کھایا جائے گا کیونکہ حالت دمی میں اسلام (حوزہ کافہ کی شرط ہے) موجود نہیں تھا۔



﴿كِتَابُ الْذِيَّاتِ﴾

دوست کا معنی لغوی اور اصطلاحی کا یہاں

یہ سب کچھ دیکھ کر انہوں نے کہا۔

- (۱) وہاں اساتذہ و اہل علم نے ہمدردیات کو اکر کے کوکبہات و ہفتات کے صحیحین میں سے لیا ہے۔
- (۲) دیات کا معنی دیات و پستی منع ہے اور دیت سے مراد ہے عرب میں نہا یا تھا و دی القاتل المقول فلا تعطی یولہ المال (عمر نے قتال کے لئے کوہن کا بدلہ لینی کہاں سے دیا)
- (۳) دیت کا معنی شہر کی دولت و غنیمت میں اہل مال کا دسم ہے جو ہاتھ بٹا کر دیا۔ ماشیہ طحطاوی علی در المحرر

وہیت کی مقدارسوں نے جانبداری اور اونٹوں سے

الدية من الخشب نصف دينار ومن الورق عشرة آلاف درهم ومن الإبل مائة و هذه في شبه العمدة ابن ع من يست محض و بنت لبون و حقة و جذعة و في المظلة و في الخطأ خمس منها و من ابن مخاض الدية عند أبي حنيفة لا تكون إلا من صدره إلا مال الشفة و إلا منه و من البشر مائة بقرة و من النعم الماشاة و من الحلل مائة حقة كل حقة ثوبان لأن عمر أجلس على أهل كل مائة فيه و له أن هذه الأضياء مجهرلة فلا يصح بها التقدير و لم يرد فيها أثر مشهور بخلاف الإبل و عند الشافعي من الورق اثنا عشر ألف درهم ثم الدية المظلة عند أبي حنيفة و أبي يوسف خمس و عشرون بنت مخاض و هي التي تمت عليها حول و خمس و عشرون بنت لبون و هي التي تمت عليها حولان و خمس و عشرون حقة و هي التي تمت عليها ثلث سن و خمس و عشرون جذعة و هي التي تمت عليها أربع سنين و عند محمد و الشافعي ثلثون حقة و ثلثون جذعة و أربعون شاة كلها حلقات في بطون و ولدها الثبة التي تمت عليها خمس سنين و الحلقة التي في بطونها و لم تمت عليه سنة شهر و العبط مختف فيه بين النصف و معهم و نحن اخفنا بقول ابن مسعود ودية الخطأ عند عشرون ابن مخاض و هو ذكر تمت عليه حول و من الإصناف الأربعة بعد كورة عشرون عشرون و عند الشافعي ل عشرون ابن لبون مكان من محض

قرآن مجید (جو ہے) بہت زیادہ پڑھا اور چاہا کہ اسے زیادہ سمجھ سکے اور انوکھی سوجھ بوجھیں نہ اور بہت شہر و محکم چاہے کہ وہ جانتے ناخانی بہت لہجوں اور انداز میں کہے اور اسے بہت افسانہ ہے اور اختلاف کیا ہے چنانچہ حکم کے جس نامہ اور کتب میں اس کی تلاش سے ہے گا اور وہ پورے خطہ

[illegible]

تشریح: یہاں مسئلہ صورتِ مسئلہ ہے کہ قتلِ خطا اور شربِ کفار و مجرمین میں جو عکسیتیں ہیں مگر اس میں ترتیب ہے اس طرح کہ اگر قاتل مومن کے قتل کرنے پر توجہ دے تو وہ ایسا گناہ کرے کہ گناہِ کفار و مجرمین سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔ "وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَا فَهُوَ يُعْطَىٰ تَعْدِيلًا مِّمَّا عَمِلَ" (اسوہ نہاد، ۱۰۹) ترجمہ: "اور کسی نے مومن کو غلطی سے قتل کر دیا تو اس کے لیے عدالت میں اس کا گناہ کم کر دیا جائے گا۔" اور اگر قاتل کافر ہو تو اس کے لیے اس کا گناہ بڑھ کر دیا جائے گا۔ "وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَا فَهُوَ يُعْطَىٰ تَعْدِيلًا مِّمَّا عَمِلَ" (اسوہ نہاد، ۱۰۹) ترجمہ: "اور کسی نے مومن کو غلطی سے قتل کر دیا تو اس کے لیے عدالت میں اس کا گناہ کم کر دیا جائے گا۔" اور اگر قاتل کافر ہو تو اس کے لیے اس کا گناہ بڑھ کر دیا جائے گا۔

{فائده}

اس نگارہ میں مسکینوں کو کھانا کھا کر کافی نہیں ہوگا کیونکہ متادیر شریعہ شربت کے پانے کے واسطے معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ کسی شخص میں یہ مصلحت نہیں کہ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس سے نگارہ ادا ہوتی ہے۔

دوسرا مسئلہ صورت مسک ہے۔ چونکہ چھانچا کی ماں کے بیٹ میں ہے اس کو زنا قرار دیا جائیگا جس کی وجہ سے چھانچا کی ماں کی موت اور زنا کے قاتل سمجھ جائیگا۔ لہذا اسی طرح یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کے اطراف ماں ہیں یا نہیں۔

تیسرا مسئلہ: حدیث مستند ہے کہ عورت کی شہس کی دیت مرد کی دیت کے آدھی ہے اور اگر اطراف میں ہو تو اس میں اختلاف ہے۔
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرد کی دیت کا نصف آدھا کر کے کہہ دیت میں آیا ہے "ذیۃ النکرة علی النصف من ذیۃ
الرجلی" (عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے)۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دیکھا ہے کہ بعض عسکری ویت کا نصف ٹکٹ یا اس سے کم راہب ہے۔ مگر نصف یا ٹکٹ واجب رہتا ہے۔ بقول اس میں عورت کی۔ بہت مردوں دیت کا نصف ہوتا لیکن اگر کوئی ایسا عضو ہے جس میں مرد کی دیت کی جہائی دیت سے بھی کم اور مرد کی جہائی سے زیادہ مرد اور عورت کی دیت برابر ہوگی نہ کہ نصف۔

پچھاننا یہ ضرورت منہ پر ہے کہ مسلمان اور ذکی کراویت ہر امر پر یکساں متفق ہے۔

امام اہل حنفیہ سے رابطہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے۔ امام حنفیؒ اور ائمہ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر ذی نفع الیہ یہ یہودی ہو تو اس کی ایت چار ہزار درہم ہے اور اگر کسی ہاتھی کی ایت آٹھ سو درہم ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہودی اور نصرانی کی ایت چھ ہزار درہم ہے۔

جان، ناک، تہ ناسل، پیاری وغیرہ میں کامل ویت واجب ہوتی ہے

وفي النفس والأنف والذكر والحشفة وتغفل والشم والذوق والسمع والمقبور المساجد مع النطق

درهم للظنوت سبعمائة درهم و هو عشر الالف فیكون هذا التصوات من لدية و هی عشرة الاف درهم
فبشرها الف درهم فهو حكومة العدل و به یفتی احتراز عما قال المکرخی "نه ينظر مقدار هذه الشجة من
الموضحة لیجب بقدر ذلك من نصف العشر الدية و فی کل اصابع بلا کف و معها نصف الدية سواء
قطعها مع الکف او مدونها فان الکف نافع لهما.

ترجمہ :- (کیوں اس وقت کے بغیر کسی کی قیمت لگائی ہے۔ پھر اس قدر کے ساتھ قیمت لگائی جائے۔ تو ان دونوں قیمتوں کے درمیان جو
تفاوت ہوگی دیدیت ہوگی۔ اور کی قیمت عدل سے کھو غیر تلافی و غوات کی طرف رہتی ہے۔ اور ہی غیر حکومت عدل کی طرف رہتی ہے۔
جس پر غرض کیا ہے کہ یہی دیکھتے ہیں۔ ہم نے اس کی قیمت اس رقم کے بغیر قرار دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ۹۰۰۰ درهم ہے تو ان دونوں
کے قیمتوں کے درمیان ۹۰۰۰ درہم ہیں اور یہ ۹۰۰۰ درہم اصل ہے۔ پس یہ تفاوت دیت میں سے جاتی گی۔ اور دیت میں ۹۰۰۰ درہم ہے تو اس
کا عشر قرار دیا جائے گا۔ یہی قیمت عدل ہے اور یہ اس قوت سے احتراز ہے جس کا کاف ۹۰۰۰ کشتی میں اور دقتی یہ ہے کہ اس رقم کی صفحہ
کے حساب سے کیا خدا۔ پس اس قوت کے بقدر دیت کے نصف عشر میں سے وہ سب دیت جائے۔

فقرع صورت مسکدہ ہے کہ حکومت عدل کیا ہے؟ اس کی تیس میں اختلاف ہے۔

حالا۔ حمادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرع کہ قرعہ کو کہے قرعہ ہوا۔ اب دیکھا ہے کہ اگر یہ قرعہ کی اور کاغذ سے ہوتا تو اس رقم کے بغیر اس
کی کیا قیمت دیتی۔ مثلاً اس کی قیمت قرار دے دیتی۔ اور اس رقم کے۔ تمہ کی قیمت کا تلافی دگانے کے بعد ۹۰۰۰ دیتی۔ اب دونوں
قیمتوں کے درمیان ۹۰۰۰ ہے کہ فرق مانتے ہیں۔ اور یہ فرق کل قیمت کا دواں حصہ ہے۔ تو اب دیت کا سوال حصہ لازم ہوگا۔ اور کل
دیت ۱۸۰۰۰ دیت ہے تو اس کا دواں حصہ ۱۸۰۰ دیت میں جاتے ہیں تلافی دواں حکومت عدل ہوں گے۔

اور دقتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس چیز میں نفس موجود نہ ہو تو اس کا حکم معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو معمول طریقہ کی طرف
لوں یا جائے۔ اور اس سے حساب لگا کر اس کی مقدار تعیین کر دی جائے۔ اور معلوم کئے اندر نفس موجود ہے کہ اس میں نصف عشر ہوگا۔ نیز
اب جو شخص کو دیکھا ہے۔ اور اس طرح اس رقم کو دیکھا ہے کہ یہ رقم مہلت سے کتابچہ ہے۔ اگر مثلاً نصف کا فرق لگے تو عشر کا چوتھا حصہ
ہوگا۔ اور اگر یہ رقم مہلت کے مقابلہ میں ۹۰۰۰ ہے تو صرف ایک دواں داکر کا حصہ ہے تو دواں دیت ہوں گے۔ اور اس پر اور قیاس کر۔ (مبسوط
للمرحوم ۳۱۰: ۶)

مفتی براقول: خدا ملہائی کا قول بنتی ہے۔

و نہ یفتی: (۱) صاحب الامارہ: ملخص الامارہ: ۳۰۰، حاشیہ: ملخص الامارہ: علی بن محمد: ۲۸۲، TAT ۲۸۲، ملخص الامارہ: ۳۰۰، صاحب
و نہ یفتی: ۳۸۹

باتھ کی سب انگلیوں میں خواہ۔ تھنی کے ساتھ ہو۔ اس کے بغیر تو اس میں نصف دیت ہوگی

و مع نصف الساعد نصف الدية و حكومة عدل فان الذراع ليست تبعاً في رواية عن النبي يوسف "ان ما زاد
على اصابع اليد و الرجل الى المصك و اني الفخذ فهو تبع لان في المشرع: و جب فی اليد الواحدة نصف

الدیۃ والید اسم لہذہ الجار حذانی السکب .

ترجمہ : (اور یہ ہاتھ کی سب انگلیوں میں خود پھیل کے بغیر ہوں یا اس کے ساتھ نصف دیت ہوئی) عام ہے کہ پھیل کے ساتھ کالی دیت اس کے بغیر کیونکہ پھیل انگلی کے تابع ہے (اور آدمی کالی کے ساتھ آدمی دیت اور عورت عورت عورت ہے اور اگر آدمی دیت اور عورت دیت کے مطابق ہوتا ہے کہ ہاتھ اور اس کی انگلیوں پر کھدائی ہوئی ہو جائے اور اس کے قریب پہنچے ہے کیونکہ عورت نے ایک ہاتھ میں نصف دیت واجب قرار دی ہے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ کا کام ہے جو کہ کھدائی ہو۔

تشریح : صورت مسئلہ یہ ہے کہ خلع نے ہاتھ کا ہاتھ اس کی پانچوں انگلیاں کاٹ دیں تو اب خلع پر دونوں صورتوں میں نصف دیت واجب ہوگی (اور یہ دینی کے کاتے کی صورت میں) اور اگر لازم ہوتے ہیں کہ ہاتھ یا پانچ انگلیاں کٹنے کی صورت میں کسی چیز کو پکڑنے کی منفعت ختم ہو جاتی ہے تو ہاتھ میں منقطع کی ضرورت کی وجہ سے دیت واجب قرار کرتی ہے۔

﴿مخاندہ﴾

یہ حکم بالعام ہے خواہ انگلیوں کے ساتھ پھیل بھی کاتے دیں کہ ہاتھ میں کھدائی ہو جائے۔ کیونکہ انسان انگلیوں کی وجہ سے اشیاء پکڑتے ہیں۔ اور پکڑنے کی ہاتھ کی اصلی منفعت ہے۔ اور پھیل انگلیوں کے تابع ہے اس لیے تابع کی وجہ سے کچھ اور واجب نہیں کر جائے گا۔

دوسرا مسئلہ : صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے خلع کا ہاتھ آدمی کھانا تک کاٹا۔ اب اس میں اتفاق ہے کہ ہاتھ میں آدمی دیت واجب ہوگی اور اس میں اختلاف ہے۔ ہاتھ آدمی کھانا میں کچھ اور واجب ہوگا یا نہیں؟

طرفین، مہمراۓ فرماتے ہیں کہ اس میں حکومت عدل لازم ہوگا کیونکہ ہاتھ کا کام پکڑنا ہے۔ اور انسان چیزوں کو پکڑنے اور پھیل سے پکڑنا ہے۔ کالی اور مارا ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ کالی ہاتھ کا تابع نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس میں حکومت عدل ہوگا۔

امام ابو یوسف، حراۓ فرماتے ہیں کہ آدمی دیت کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اصل انگلیاں ہیں۔ اور پھیل سے لے کر کھدائی تک ہاتھ کہتے ہیں اور انگلیوں سے لے کر دانت تک کو ہاتھ کہتے ہیں۔ اور یہ سب پہنچے ہے اسی مرتبہ پہنچا دینا اور پہنچے کے لیے کچھ نہیں ہوتا ہے۔

مفتی بہ قول طرفین بقول مفتی یہ ہے۔

والصحيح قولهما واهتمتہ المحدثون والمفتي وغيرهم (المصباح، المصباح ۲۶۰) وفيه انه ما يحد من مفتي

۱۳۰۱/۱

وہ پھیل جس میں ایک انگلی ہو دیت کا عشر اس میں ہوگا

وفي كف فيها اصبع عشروها ان كانت اصبعاً واحدة ولا شيء في الكف هذا عنه ابي حنيفة وقلنا بطر
الحق ارض الكف و الاصبع فيكون عليه الاكتم و يدعى القليل في الكثير و ان كانت ثلاثة اصابع يحس ارض
الاصابع و لا شيء في الكف بالاصابع ان لا اكتم حكم الكل فاستصحت الكف

(اور وہ بتاتی کہ میں آئیے، اٹھی، چوہا، کاشتروں میں آگے اور ان کے پاس میں آگے اٹھائیں ہوں تو یہ کہ کائنات میں جو انتہائی میں ہوں
 نہیں دیکھا کہ جو نام کو سنیہ محمد اللہ کے نزدیک ہے اور وہ حسین اور اللہ کے نامے میں کہ انتہائی اور انہوں نے کہا کہ ان کو دیکھا جائے جس میں
 ان میں سے ایک کو دیکھا جائے کہ کتنے میں ان کی (اور) انتہائی میں کہ انہیں ہوں وہ انہوں کا ہونا انہوں کے لئے انتہائی کا
 یہ خود اس کے لئے کہ حکم ہے۔ یہی ہے انتہائی بتاتی کہ میں آئیے۔

٤٥

تشریح سموات مسئلہ: ہر نور نے جو کجی جہلی گات کی۔ اور اس کے صرف ایک انجلی بھی ہے اس میں دو انجلیاں تھیں اب ہر پر کلام دوم ہونے کو جس میں اختلاف ہے۔

الماہر جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ ایک فاطمی مہرورت میں بہت کھانوسنات اور رواجیں اس کی مہرورت میں دیت کو پانچواں حصہ لازم ہو گا اور تنجلی کے عوض کچھ نہیں ہو گا کیونکہ انھیں اس حقیقت کے اعتبار سے اصل وراثتی تابع ہے کیونکہ گرفت ہر بیٹا و بیٹی کی ہے۔ اسے مخلص ہوتی ہے نہ کہ تنجلی ہے۔ غلط فہمی اس میں تابع ہے۔

طریقہ رحیمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ویسے ہی ہے اور تم بھی (یہ اس صورت میں کہ تم بھی اس کا نئے دی جانے اور اٹھیں سے خالی ہلاؤ اس صورت میں حکومت عدل و انصاف ہے جو ان لوگوں کی دیت سے کم اور زیادہ دونوں دیت کے ہیں) کی حکومت عدل کی تقدیر ان کی کی دیت سے (جتنی وہ ادا کرتے ہیں) سے زیادہ ہے کہ جو بھی ہوا وہی کو وہی انصاف و زیادہ ہے کہ وہی دیت کے ہیں داخل کر دیے جانے کا نیکو یہاں یہ بات نہیں نہیں ہے کہ وہ دونوں کو ایسا ہے کہ وہی دیت کے ہیں چہ ہے۔ ہذا انصاف کی صورت ہے ان کی دیت سے اور ان کی دیت سے بھی کہہ دیت ہے۔ ہذا یہاں ترجیح کثرت سے ہوگی اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ان میں سے ایک کو بہتر قرار دے اور دوسرے کو کمزور قرار دے کیونکہ دونوں ایک اعتبار سے انصاف کے ایک چیز ہیں پس انصاف اس اعتبار سے کہ دونوں کا قیام اس کے ساتھ ہے۔ اور انصاف اس اعتبار سے کہ اصل جو کثرت ہے ان کی کی دیت سے کہ کثرت ہے۔ (نصف اول: ۱۰۷) (۱۰۷: ۱۰۷) (۱۰۷: ۱۰۷)

مفتی برقرار، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق ہے۔

والأول أصح لأن أروشه ثبت بالإجماع وهو كالنفس (3) والاحتشاش (4) (5) في السفر على هامش محمد (الـ ١٠).

17. 11. 1991

نمائندگان کے کٹنے سے حکومت عدل واجب ہو جاوے

وفي الصلح والثقة والعين صبي وذكره ولما أنه لو لم يعلم المصلحة بما دل على نظره وتحرّك ذكره وكلامه
حكومة عدل هنا عندها وعنه السامعي يجب دية كاملة لأن العاقب المصلحة إما أن علم صحة هذه
الأعضاء فالواجب الدية الكاملة تماماً.

[illegible]

تشریح: بیضا مسئلہ صورت مسئلہ ہے کہ خاندان نے بھرنے کی پھولی انکی (بیڑا نامی) کہتہ دینی تم خاندان کی حکومت محل واجب ہو کہ کیونکہ یہ ہاتھ کا کتاب ہو کہ کہ ہم انسانی اور اس کی شرافت کی جو سے یہ قہر ہو اور ان میں سے یہ کہانی کیونکہ خاندان نے زائد انکی کاٹ دی اور تیس ہائیال ہے، عظمت اور جہالت اور پختہ واجب نہ ہوگی۔

دوسرا مسئلہ مصروفیت ہے جو عمر کے نالہ کے پھولنے پھینکے کی آگاہ و زبان ماز کرکٹ دینے اور ان کی ایک یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ بچہ کس سے کیسے لکھا ہے یا کس سے لایا ہے۔ کڑا کرکٹ کر سکتا ہے، دیکھیں! آخر کب اس بچہ کو ان کے پاس میں منتقل ہے۔

فوج ارضیہ نے اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں حکومت عدلیہ والا ہے۔

وہم انہی بحر اللہ سے ہیں کہ دینے واجب ہوگی کیونکہ واجب علیات نہ پڑا خدا و دہستہ ہوتے تو انی بیچارہ میں صحت
الاحسان ہو گیا۔

امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے جواب: ظہورِ لب و لہجہ ہوتا ہے نگرانِ کی وجہ سے اور بے چراغِ علم گمراہی و گمراہی (گمراہی) کے لئے حجت نہیں ہے۔

(فـو)

اگرچہ مکہ، مدینہ میں یہ مظلوم لوگ دور کرتے ہیں اور کلام کرتے ہیں۔ لیکن کیا کرکرت راج ہے تو یہ: اعزاء کی تدوین کی علامت ہے۔
غیر ایسی صورت میں، لا اتفاقیہ: بیت کاملہ: رجب ہوگی۔

موسیقی کے صدمہ کی وجہ سے عقل پاس کے ہاں جوتے رہے تو

۳۱۔ کما تھا والے یورپی دیتے ہیں داخل ہوگا

و دخل الرجل موضعاً اذ هبت عنه و شعر راسه في الدية و ان ذهب سمعه او بصره او ثقفه لا هذا عندنا
عند و قد لا يدخل في ذهاب العقل و الشعر ايضا لان كل واحد جناية على حدة قلت الرأس محل العقل و
الشعر فالجنايات كلها على الرأس فيدخل بعض الدية في النكاح و الرقاس ليس محل السمع و البصر
فالجناية عليهما لا تستحب الموصحة

[illegible]

تشریح: یہ اصطلاح صورتِ منسوب ہے کہ روپ لے کر دھواؤں جو زخم اکابر۔ نہ کے بعد۔ مٹی سے اس کی عقل یا سر کے بال

جاتے رہے۔ اب موصو کا ۲۰ دان آدمی کی پوری دیت میں داخل ہوگا۔ کیونکہ عقل کے زائل ہونے کی وجہ سے تمام اعضاء کی مختلف افعال ہو جاتی ہے تو کوئی دوسرا وہ جو کو ایسا نہیں اس میں اضافہ ہے۔

۱۸۔ جو عینہ دم مذکور دیتے ہیں کہ: عقل برقی۔

۱۹۔ مقررہ حراعت لہر نے جس کہ عقل نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر ذہنیت کا ارشاد ہے۔ بلکہ واجب ہوگا کیونکہ ہر نباتات کا عقلی مادہ ان نفس سے ہے جہاں مدخل نہیں ہوگا۔

۲۰۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب عقل اور باں دونوں کا عقل ایسا ہے کیونکہ دونوں ہی میں واقع ہیں۔ اور ایک نعل میں مختلف واقع ہو جانے کی صورت میں اقل اکثر میں داخل ہوتا ہے۔ (لے: ہم و انہ: ص ۶۶۷)

۲۱۔ اور اسناد صورت مستند ہے کہ تیرہ نے عمر کو سر میں پوشہ زخم دیا۔ کسی وجہ سے عمر کی قوت سماعت یا چٹائی یا کون کی پائی رہی۔ اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مدخل نہیں ہوگا کیونکہ ان کا عقل ایک نفس ہے کیونکہ ہر عضو کا عقل ہر ۲۰ دانہ سے کمال کاں اور چٹائی کا عقل آٹھ دانہ کون کی کون زبان سے اور یہ بریک سر سے مختلف ہے۔ لہذا یہ تلفف معاد میں واقع ہوں گی۔ اور ایسی صورت میں مدخل نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک مستقل بنیاد ہوتی ہے۔

اگرچہ وضوح سے دونوں ہتھکھوں کی پرنالی ختم ہو جائے تو اس میں قصاص ہوگا یا دیت..... اقوال فقہاء

و لا فود ان ذمت عینہ بل الذیہ فیہما ای فی الموضحة و العین الذیہ و هذا عند ای حبیة و لا فی الموضحة القصاص و فی العین الذیہ و لا یقطع اصبح شن جوارہ هذا عند ای حبیة و عندہما و عند زفر بقصص من الاول و فی الذیہ ریشہا

ترجمہ: اور اگر وضوح سے دونوں ہتھکھوں جاتی ہیں تو قصاص نہیں ہوگا۔ بلکہ دونوں میں دیت ہوگی یعنی پوشہ اور آٹھوں دونوں میں دیت ہوگی اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ موصو کی قصاص ہوگا اور آٹھوں میں دیت۔

تشریح صورت مستند یہ ہے کہ خالد نے عمر کو سر پر زخم دیا۔ اس وجہ سے عمر کی دونوں ہتھکھوں کی پرنالی ختم ہو گئی۔ اب اس صورت میں خالد پر قصاص ہوگا یا دیت؟ اس میں اختلاف ہے۔

۱۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موصو کا ۲۰ دانہ اور دونوں ہتھکھوں کی دیت واجب ہوگی۔

صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ موصو میں قصاص اور آٹھوں میں دیت واجب ہوگی۔

اگر کئی ہوئی انگلی کے ساتھ دلی انگلی ہو کھ جائے تو اس میں کیا واجب ہوگا..... اقوال فقہاء

و فی اصبح قطع مفصلہ الا عسی عقل ما بقی بل ذیہ المفصل و النکومة فی ما بقی و لا نکسر نصف من اسود باقیہا: ان کل ذیہ السن و یجب الارش علی من افاد سنة ثم ینتفی فث سن من افاد فعلم بعد افاد بغیر

حق و کمال واجب ان یستانی حولہ لم یفقص و لما کان یغیر حق ینفی ان یجب القصاص لکن سقط للمشیء فیجب الارض

ترجمہ: ... اور اس انگلی کے کاٹنے سے تعارض نہیں ہوگا جس کے ساتھ دانی خف (خون) ہوگی) یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔
اور صالحین اور نام زد و کرم اللہ کے نزدیک اول میں تعارض اور دوسرے میں تاویں ہوگا (اسی طرح اس انگلی میں جس کا پیر کاہن ہوگا۔ جس باقی سوکھ گئی بلکہ چرک دیت ہوگی۔ اور باقی میں حکومت بدل ہوگی۔ اور اسی صورت توڑنے سے پھر باقی سیاہ چڑھ کر اس میں تعارض نہیں ہوگا بلکہ عمل و انت کی دیت واجب ہوگی۔ اور اس شخص پر تین روپے ہوگا جس نے دانت کو تعارض یا پھر زیادت اس کی جگہ بدل لی) لیکن اس شخص کا دانت نکل آئے جس نے تعارض کیا۔ پس معلوم ہوگا کہ اس نے بغیر کسی حق کا تعارض کیا۔ اس حال میں کو اس پر ایک سال تک انتظار کرنا واجب تھا پھر تعارض لیتا۔ جب تعارض کسی حق کے بغیر تھا تو اس سے تعارض لینا کفارہ تھا مگر تعارض شرکی جہ سے نہ تھا۔ اور جس میں تاویں ہوگا۔

تشریح: پہلا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے خالد کی ایک انگلی کاٹ دی۔ اور اس کے برابر میں دوسری انگلی سوکھ گئی۔ اب اس میں کیا واجب ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

۱۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعارض نہیں ہوگا۔

صالحین و کرم اللہ فرماتے ہیں کہ اول میں تعارض اور دوسرے میں دیت واجب ہوگی۔

مفتی یہ قول امام حرانہ کا قول مطلق ہے۔

والصحيح قل ابي حنيفة وجمعه الله و عليه منى الامام البه هاني والنسفي و غيرههما (المصباح و فروع ۳۹۰)

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے خالد کی انگلی کا پیرا پورا (توڑ) کاٹ دیا جس کی جہ سے چوڑی انگلی سوکھ گئی یا پھر امام احمد شمس ہو گیا تو اس میں بالاتفاق تعارض نہیں ہے کیونکہ اختلاف و کرم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب عضو واحد کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے اور باقی سوکھ جائے تو اس میں تعارض نہیں ہوگا بلکہ اس صورت میں پہلے جوڑی دیت اور دوسرے حصے کا تاویں لازم ہوگا۔

تیسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمر کے دانت کا کچھ حصہ توڑ دیا جس کی جہ سے باقی دانت سیاہ چڑھ گیا تو یہاں بھی بالاتفاق تعارض نہیں ہوگا بلکہ پورے دانت کی دیت واجب ہے۔

چوتھا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد نے شامہ کا دانت اکھاڑ دیا۔ پھر شامہ کا نیا دانت اسی جگہ نکل آیا۔ اب دانت نکلنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ خالد نے شامہ کا دانت باقی اکھاڑا ہے۔ لہذا شامہ پر خالد کے دانت کا تاویں ہوگا کیونکہ شامہ نے اس طرح غلطی کی کہ اس کو ایک سال انتظار کرتا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ دانت واپس اسی جگہ نکلتا ہے یا نہیں۔ لہذا اسی وجہ سے اس پر تعارض ہوگا۔

اگر ایک شخص نے دوسرے کا دانت اکھاڑ کر کے پھینکا پھر اس نے اٹھا کر جھالیا

اور اس پر گوشت پیدا ہوا اب قاطع پر تاویں واجب ہوگا

او قلھا لحدوت الی ما کنھا و نیت علیہ اللعیم الی یجب الارض علی من قلع س غیر و خود صاحب المسن منہ

انہی مکانہا قنیت علیہا الخیم و انما یجب الارض لان نبات الخیم لا اعتبار له لان الغروقی لا یغرق (۶) نہ
قلعت قنیت اخرى فانه لا یجب الارض علی الفالغ عند ابی حنیفہ لان الحنوبۃ اعلت معی کما ان قلع
من صبی قنیت اخرى لا یجب الارض علی الفالغ بالاجماع و معهما الارض لان الجذبة قد تحققت و
الحادث لعمۃ مبتدأ من فہ تعالیٰ۔

ترجمہ۔ (۱) اس طرح کو ایک شخص نے دوسرے کو دانت اٹھا دیا۔ پھر اس نے اٹھ کر بیٹھا۔ اور اس پر گوشت پیا ہوا شنی میں ٹھس پر
تاوان اور جب ہوگا ٹھس نے دوسرے کو دانت اٹھا دیا اور دانت والے نے اپنی دانت اپنی پکڑ لیا۔ اور اس پر گوشت پیا ہوا۔ درخت کے
ساتھ اس میں تاوان لازم ہے کیونکہ گوشت کے پیا دوسرے کو دانت اٹھا دیا۔ (۲) اور دانت اٹھا دیا اور اس کی جگہ دوسرے
اور دانت اٹھا دیا۔ اس میں دانت نہیں ہوگی (کیونکہ اٹھا دینے والے پر تاوان نہیں ہوگا۔ تاہم جو حنفیہ دوسرے اٹھ کے نزدیک کیونکہ دانت معنی کے
اعتبار سے عدم ہوتی۔ جس کی جگہ پکڑنے والے کو دانت اٹھا دینے والے پر تاوان ہوتا ہے۔ بلکہ دانت تاوان نہیں ہوگا۔ اور
ساتھ تاوان دانت کے نہ کیونکہ تاوان لازم ہوگا کیونکہ جہاں دانت نہیں ہوئی۔ تاوان دانت اٹھانے کی طرف۔ ہے ایک قنیت ہے۔

مقررہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ عمر کا دانت اٹھا کر پھینکا۔ اور دوسرے نے یہ دانت اٹھا کر شنی میں دھکا دیا اور دانت سے اس پر
گوشت پیا ہوا۔ اب اٹھا دینے والے پر تاوان ہوگا کیونکہ گوشت پیا ہوا نے فاعل و مفعول نہیں ہے۔ بلکہ اصل مفعول نہیں اور دانتیں جب ایک
بار کٹ جاتی ہیں تو دوسری نہیں کٹتیں۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے خالد کا دانت اٹھا دیا۔ مگر ایک میسرہ بعد انی جگہ اور دانت نکل آیا بسبب مریض جو ان کو دھا
پائیا۔ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ہوگا کیونکہ جب دوسرے دانت نکل آیا تو جہاں دانت کا مٹی ختم ہو گیا۔ اور یہ بچہ کے دانت
کی شنی ہے۔

صالحین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں تاوان ہوگا کیونکہ ہر طرف سے تو کامل جہت ہے۔ اور اس عمر میں دانت کا نکلنا عام
ہو جاتا ہے۔ شنی کی طرف سے ایک حد یہ ثابت ہے۔ اس عمر پر ہر شخص دانت اٹھا دیا۔ (شنی پانچ وقت)۔ (المبانی و الصلح ۱۳۶۵ء)

اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کو زخمی کیا بعد میں وہ زخم بھر گیا اب مجرم پر کیا ہوگا۔۔۔ اقوال فقہاء

او التجمعت شحۃ او حرج بعض و انما یبقی له اثر فانه یسقط الارض عند ابی حنیفہ کما قال الشیخ الموجب
و عند ابی یوسف علیہ السلام و هو حکمۃ العدل قبل بغیر ان الانسان یکرم یعرج نفسه مثل هذه
الجراحة فان بعض الناس یعرج نفسه و یأخذ علی ذلك حینا و عند محمد تعجب اجمرة الطیب و نس
الدواء۔

ترجمہ۔ (۱) یا عمر کا زخم بھر گیا۔ اور زخم جہاں سے پکڑا ہوا تھا۔ اور اس طرح ٹھس پر دھا کر کے اس کا اثر باقی نہیں رہا۔ (۲) یا عمر ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کے نزدیک دانت اٹھا دینے والے کو دانت اٹھا دینے والے کی جگہ دھا کر دیا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس پر دھا

کا تاراج واجب ہے۔ اور وہ تو ان حکمت عملی ہے۔ وہ کمالی جہاد کا کچھ جانے۔ تو ان میں اس طرح کے زہم سے کتنے عیسائیوں نے غلطی کی ہے۔ آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ لیکن بعض لوگ اپنے آپ کو "میں" کہتے ہیں۔ "میں" اس پر ہمارے ہیں۔ اور ہم خود اللہ کے نزدیک اس میں عیب کی اجازت اور وہ ان کے پیچھے ازہم ہوں گے۔

تقریر: صورت مندرجہ ہے کہ زید نے عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا زہم لیا۔ بعد عمر فاروق نے اس کے زہم کو باطل سمجھا اور اسے روک رکھا۔ دوسرا اثر بھی قسم ہے کہ کیا یہ زید پر کچھ ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ربیع بن حویم نے اس کی سب سے مثلاً واجب زہم کو بھی وہ عیب پر اس قسم اور کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ربیع بن حویم نے اس کی سب سے مثلاً واجب زہم کو بھی وہ عیب پر اس قسم اور کیا ہے۔ لیکن یہ سب زہم کا حق و حرم ہے۔ یہ تکلیف نہیں ہے۔ اور اس سے اس کی صحت متاثر نہیں ہے۔ لہذا حکومت میں اس کی جہاد ہوگی۔ نام کچھ دوسرا ہے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ اگرچہ یہ سارا تاراج کرنے کے زہم کے لئے نہیں کیا جہاں سے ہر وقت کیا ہے۔

فقہی یہ قول امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

قال النجاشی: لا یظهر لی: رجحان الاستحسان قال الفقیہ القزوی علی قول محمد بن الخ: لا یجوز۔ (۲۰۰، ۲۰)

زہم کا قصاص اس کے ٹھیک ہونے کے بعد لیا جائے گا

ولا یغادر جرح الا مدبراً، هذا عندنا وعند الشافعی ینص فی المدخل کما فی القصاص فی النفس.

ترجمہ: ۱۔ زہم کا قصاص اس کے ٹھیک ہونے کے بعد لیا جائے گا اور ہمارے نزدیک ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی کہ اس قصاص کو لیا جائے گا جس کے قصاص میں۔

تقریر: صورت مندرجہ ہے کہ زید نے عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا زہم لیا۔ یہ عمر فاروق سے قصاص لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ربیع بن حویم نے اس کی سب سے مثلاً واجب زہم کو بھی وہ عیب پر اس قسم اور کیا ہے۔ لیکن یہ سب زہم کا حق و حرم ہے۔ یہ تکلیف نہیں ہے۔ اور اس سے اس کی صحت متاثر نہیں ہے۔ لہذا حکومت میں اس کی جہاد ہوگی۔ نام کچھ دوسرا ہے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ اگرچہ یہ سارا تاراج کرنے کے زہم کے لئے نہیں کیا جہاں سے ہر وقت کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قصاص فی انفس سے کہتا ہے کہ اگر کوئی اس شخص کو قتل کرے تو وہاں بھی فی انفس قصاص ہوگا۔ فقہ ہے۔ لہذا یہ بھی صحیح ہے۔

بچے اور بائبل کا مد خط ہے اور دیت اس کے مد نگار بر اور نی پر واجب ہوگی

وعمد الصبر المحزون عطاء وعلى عاقلة الدابة لا تغارة فيه ولا حرم من مبراث.

ترجمہ (جینکس باگل کا افسانہ ہے اور اس کی نگار برادری پر ہے۔ اب ہوئی اور اس میں گنہگار نہیں ہے اور نہ میراث سے محروم ہوگا۔)

عبرت مورخہ مسطور ہے کہ عمر کوئی پچھلے یا اہل سنت والجماعت نے عمر (یا خلافت) کی تو اس پر تصانیف نہیں ہو سکتی کہ وہ مختلف نہیں۔ بلکہ ان کے آثار پر ان کی زندگی حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ جنھوں کا نام اور نسل اور ان کے بزرگ ہیں۔ اور آپ نے انھیں سبکی کیا کہ جنھوں کی رویت عاقل و عوام نے نہیں۔

اگر کسی نے حاملہ عورت کو پیٹ پر، راجس کی وجہ سے اس کا حمل ساقط ہوا تو غرہ پانچ سو درانہم ضرب کے عاقبہ پر ہوں گے

و من ضرب بطن امرأة فالقت جنينا تجب غرة خمس مائة درهم على عرقلة ان القت ميتا و دية ان حيا
ماتى يجب مائة و دية ان حيا فمات اي تجب الدية الكاملة ان القت حيا فمات لانه موته بسبب الضرب و
اعلم ان الغرة عندما تجب في سنة فانه عليه السلام جعل للغرة عني العاقلة في سنة و يجب هي بدل العوض
من وجهه و ما كان بدل العوض يجب في سنة ان كان ثلث الدية او اقل تصف العشر و عند المالكي يجب
الغرة في ثلث سنتين كالتنية و غرة .

[illegible]

تشریح: پیرا سٹارک: صورت مندرجہ ذیل کے نمونے ٹائالو، کوکریٹ پتھر اور گروت ہے۔ پیتھ پر ٹائالو اور اس کی لائنوں کی وجہ سے اس کو محسوس کیا جاتا ہے۔ یہاں پر صوفیہ قیاس ہے۔

(۱) تین مرتبہ پڑھو تو اس صورت میں لڑکی ہر کار و کاری (کوئی ناپاگہ نہ ہو) میں آجائے

الشيخ رسول الله صلى الله عليه وسلم والعرف على العقلة في الآية "والمعتق منكم" العبادات ورفع سبحانه 1: 1074

٥٧٩ هـ: من كتاب فضيلة أبي بكر

ترجمہ کی وجہ سے فیصلہ فرما کر خود کلمہ سہارے میں عاقلہ پر ہونے کے بعد خود لازم ہو گا۔

{ در غرور کی تقدار پانچ سو دریم ہے کیونکہ وہ پٹ سہار کے مگھائی ہے

[illegible]

۱۴۰۰ھ کی جنگ کے فرائض میں غزوہ بیت المقدس کے لیے جہازیں خریدنے کی قیست پانچ سو روپے ہوئی۔

۳) ختمین: تہذیب و ادب پھر مرتجعاں سے ملتا ہے۔ اس میں اپنی دینت و ادب کو بھی بچھڑھڑاتا ہے۔ اس کا اثر ہے۔ اور یہ کہ اس کا مرنے والے کے لیے بعد میں لکھا اس میں اپنی دینت و ادب کی۔

دوسرے منظر: صورت مرثیہ۔ یہ ہے کہ فرہادی ابا بٹلی کتے اکت میں ہوئی، اس میں اذنا ف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انیس سال تک ادا نہیں کرونی کوئی چیز جنہیں کہتے ہیں۔ ایک اعتبار سے یہ ایک مصلحت ہے کیونکہ ماہ کے ساتھ تسلسل ہے اور اس اعتبار سے علیحدہ و تمیز ہے لہذا غروک اند بھی، باوجود حال جو کہے کہ انیس سال کا یہ ماہ اور ہر شخص کا بدل میں جو ہے ان ماہوں میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اس طرح ہم نے اس کے بدل میں کوئی چیز نہ فرما کر کہ وہ کوئی قرار دیا اور اس شخص کے بدل میں نے کسی وجہ سے ایک سال کی مہلت دے دی۔ لہذا اگر حضور کا بدل نصف عشر سے کم ہو تو اس میں ایک سال کی مہلت ہوتی ہے۔ اور یہ بھی نصف عشر سے کم نہیں ہے۔ اگر ماہ سے ایک سال کی مہلت دی گئی۔

اس شائع رسالہ فرماتے ہیں کہ غزوہ کی انتہائی تین سارٹیں ہوئی کیونکہ غزوہ فقہاء پر ہوا ہے۔ اور نفس کے بدلے میں یا اصول ہے کہ اس کی ۱۰ جنگی تین سال میں قتل و غارت واجب ہوتی ہے۔ نیز اسرائیل بھی اسی طرح مجاہد ہے۔

﴿فاتحه﴾

مہینہ کا یہ قول، اوّل میں نصف العشر اکتوں میں نصف العشر آئیں سے بدل ہے۔ اور اس کا معنی یہ ہے کہ ٹکٹ
اور اس سے کچھ مقدار نصف عشر سے زیادہ واصل نہیں ہو سکتا۔ آج کے دن سے۔ (۱) بعد علیہ السلام (۱۹۸۵ء)

اگر زمین مردہ پیدا ہو تو دیت اور غزوہ واجب ہوگا

وحرمة ذیہ ان کان مینا فعدت الام و ذیہ الام فقط ان ماتت فانثت مینا لان یمكن ان یکون موته بسبب احتراقه بعد موتها و عد الشافعی "يجب الثمرة أيضا بدنان ان ماتت فانثت حیا فعدت و ما يجب فی الجبین لو دنته سوى حماربه ای ان كان الضارب او قاتل الجعین لا يكون له شیء مما وجب اذ لا هیراث للقاتل.

توجہ۔ (غزوہ) ایسے مواقع ہیں جن میں سرحدیں بند ہوں۔ پھر ان کی طرف بھی نہ صرف اس کی رہت ہوگی تو اس میں بھی پھرتا ہے۔ یہ امر وہ بچہ ذرا دل آویز لگتا ہے کہ نہ کہ یہ بات کھینچ کر کہہ دے کہ اس کی موت کے بعد اس کی موت ہو گئی ہے جسے یہ کہتا ہے۔ اور اس میں بھی دماغ فرماتا ہے کہ اس طرح غزوہ بھی ہوگا (غزوہ) یعنی اس کی موت ہو گئی ہے۔ اور اس میں بھی دماغ فرماتا ہے کہ اس طرح غزوہ بھی ہوگا۔

واجب ہو گا اس نے درم کے لیے دس دانت ملے اور جو کھیتی کر رہے وہ انہیں دانت تو تھاں کے لیے اس چڑ سے جو کھیتی کر رہا
تھیں ان کے لیے واجب ہو گا اور کھیتی کرنے کے لیے ہر دانت کھیتی

تشریح: صورتِ صلیبیہ نے دس دانت کو بیٹ پر مارا مٹی دس دانت کی وجہ سے مردہ جنہیں باپ یا اور موت اس مائے کی
ہوت تھی اس پر واجب ہو گا ایک فرد واجب ہو گا دس دانت اس میں ایک دانت اور انہیں نے جنہیں میں ایک دانت موت (اس) کے
عوض ہوئی۔

اور مسئلہ: صورتِ صلیبیہ نے ایک فرد کو بیٹ پر مارا اور مٹی ہوتی ہے اس کی عمر کے بعد اس کا ایک فرد
ہو چکا ہوگا۔ یہ بیٹ کے دل اور دھڑا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: صورت کے عوض دس دانت کے عوض چھ سو دانت کا ہو گا۔ یہاں یہ کہہ دینے کے واجب ہو سکتے ہیں۔
(بعد آمد) اس کی وجہ: عامر کیا ہے۔

(ب) اس کے عمر کے لیے: یہ صورت کو مر گیا ہو تو نو دانت اس کے عوض دس دانت کے عوض مائیں ہوتے ہیں۔ ہذا یہاں یہ شک ہے کہ
کیا مال موت کا جبر ہو یا نہ ہو۔ اس ملک کی وجہ: جنہیں نہیں ہو گا۔
اور مثالی مردانہ فائدے ہیں کہ اس کے عوض دس دانت کے عوض فرد کو جو کہ بچہ عامر کا ظاہر ہو۔ اس کی وجہ: یہ ہے۔

تیسرے مسئلہ: صورتِ صلیبیہ نے ایک فرد کو بیٹ پر مارا اور دس دانت کی وجہ سے مٹی اس کے بعد
اس کا فرد بچہ پیدا ہو اس کے بعد اور اس کا اب خالہ یا اور مٹی اس کی آپ دس دانت کے عوض ہوئی ہو گی بچہ کا مرد ہو گیا
جو مٹی کے ٹرے سے ہے اور چھ سو دانت کے عوض اس کا مرد ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے پوری بیٹ واجب ہوئی اور ایک بیٹ موت کے
عوض واجب ہو گا۔

چوتھا مسئلہ: صورتِ صلیبیہ نے جنہیں کے دس دانت کی وجہ سے ہذا مرد دس دانت کے عوض ہے اور اس کے بعد اس کا
تعمیم کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بدلے اس کا مرد دس دانت کی وجہ سے ایک فرد ہو گا۔ یہ ہے۔ یہ مرد ہو گا کیونکہ اس کا مرد دس
دانت ہو گا۔

باندی کے جنہیں میں شام کی قیمت کا نصف ہے اگر وہ لڑکا ہو اور
اگر لڑکی ہو تو اس کی قیمت کا عشر ہے

وہی جنس الاثم نصف عشر قیمت فی الذکر و عشر قیمت فی الانثی اعلم ان المجرم اذا کان حراً اصابه
خمس مائة درهم سواء ذکر او انثی اذا لا تعاقب فی الجنین بین الذکر و الانثی و وہی نصف عشر من
دینہ الذکر و عشر من دینہ الانثی و اذا کان رقیباً اصاب ان لکون نصف عشر قیمت علی تقدير ذکوره و
عشر قیمت علی تقدير اوله لان دینہ الرقيق نصف دینہ الحر بقدر من دینہ الحر بقدر من قیمتہ فان قیمت بلزوم

يكون الواجب لى الاثنى اكثر من الواجب فى الذكر قلت لا يلزم لان لى العادة قيمة، الغلام زائد على قيمة الحاقية يكتفى حتى ان قومت حارمة بالغ فروعهم يقوم الغلام الذى مثلها فى الحسن بالغى درهم نصف قيمة لجس ان كان ذكرا لا يكون اقل من قيمته ان كان انثى و عند ابنى يوسف يجب التفحص لو انقضت الام بالغاتها كما فى البهائم فان انصفان فى نقل الفرق ضدان مال عنده و عند الشافعى يجب عشر قيمة الام

ترجمہ :- (اور بائى کے جنس میں غلام کی قیمت کا نصف عشر ہے اگر وہ لڑکا ہو اور اس کی قیمت کا عشر ہے اگر وہ لڑکی ہو) یہ بات جی لو کہ جنس اگر آزاد ہو اس میں باغی سو درہم لازم ہوں گے خود؟ ہو بالائی کیونکہ جنس میں لڑکا اور لڑکی کے دو سالانہ فرق نہیں ہے۔ ہر نصف عشر فرق کی قیمت ہے۔ اور ہر عشر لڑکی کی قیمت ہے۔ اور اگر جنس غلام ہو اس کی قیمت کا نصف عشر ہوگا اگر لڑکا ہو اور اس کی قیمت کا عشر ہوگا اگر لڑکی ہو کیونکہ غلام کی قیمت تمام کی قیمت ہے۔ اور عمر کی قیمت سے مقدار ہو گا وہ غلام کی قیمت سے مقدار ہوگا اگر وہ بچہ ہے۔ لہذا کہ ماعت میں واجب ہوئے والی چیز کا اکثر ہونا لازم آئے گا کہ میں واجب ہونے والی چیز سے تو کم کہتے ہیں کہ لازم نہیں ہوتا ہے کیونکہ اذ غلام کی قیمت باندی کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر آپ باندی کی قیمت بڑا کر دے لگائیں تو غلام جو حسن میں اس کی مثل ہوگا وہی قیمت اور بڑا درہم ہوگی۔ یہی جنس کی آدھی قیمت اگر لڑکا ہو تو نہیں ہوگی یعنی جسم کی قیمت سے لڑکی ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نقصان لازم ہوتا ہے اگر اس کی ہڈی جنس کے کرنے سے نقص ہوتی ہے جو پاؤں میں کیونکہ اس کے نزدیک غلام کے مارنے میں حنان مال کا نقصان ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہڈی کی قیمت کا عشر واجب ہوگا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خاندان نے ایک حاملہ باندی پر زنا کا جرم سے بائى نے مردہ جنس ڈال دیا۔ اب اس میں کیا واجب ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنس کو دیکھا جائے لڑکا ہے یا لڑکی اگر لڑکا ہے تو لڑکے کی قیمت کا سواں حصہ واجب ہوگا اور اگر لڑکی ہو تو اس کی قیمت کا سواں حصہ واجب ہوگا کیونکہ اصل لحاظ سے جنس کی قیمت کاٹل کا ہوگا نہ کہ ماں کی کیونکہ یہ حنان نفس جنس کا نقصان ہے۔ اور ماں کے عضو کا نقصان نہیں ہے کیونکہ جہاں طرف کا نقصان واجب ہوتا ہے وہ اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ اصل میں کتنا نقصان پیدا ہوا ہے۔ مگر اتنا ہی نقصان واجب کیا جاتا ہے جتنا کہ یہاں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا بلکہ مطلق بتا دیا گیا کہ ماں کی قیمت کا عشر ہوگا۔ ہذا اگر موت کا کوئی نقصان اس کی وجہ سے نہ ہوا تو پھر کوئی نقصان واجب نہیں ہونا چاہیے۔ جس سے بات معلوم ہوئی کہ یہ نقصان نفس ہے نہ کہ نقصان طرفہ اور جب یہ نقصان نفس ہے تو اس کی قدر نفس کی قیمت کے لحاظ سے ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ماں کی قیمت لگائی جائے گی نہ کہ جنس کی۔ اور ماں کی قیمت کا عشر واجب نہ ہو جائے گا کیونکہ یہ ماں کا جرم ہے جیسے یہ بات پہلے گزر گئی۔ اور جہاں اجزا کا نقصان ہوتا ہے وہاں اس میں حدود کا حساب اصل سے لگتا ہے اور اصل اس سے لہذا ہم نے اس سے حساب لگا کر عشر قیمت واجب کر دی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باندی جو غوروں کی مثل ہے اس طرح کیا کر کسی نے کسی شخص کی ماں کو مارا جس کی وجہ سے اس کا چکر کر گیا تو اگر اس کی وجہ سے گائے میں نقصان ہوا تو نقصان واجب ہوگا اور نہ نہیں۔ اسی طرح باندی کا مسئلہ ہے کیونکہ دونوں مال ہیں نہ ایک دوسرے پر قریب کرنا صحیح ہوگا۔

دوسرا مسئلہ ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر جنس میں طریقیہ ہو اور اس کے بعض اعضاء چار ہو گئے ہوں تو وہ جنس عام کے درجہ میں ہے (اور یہ تمام عام میں جنس عام کی طرح ہے) کیونکہ حدیث میں مطلق جنس کا ذکر ہے جن میں دونوں کو شامل ہے۔

تیسرا مسئلہ ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالہ دے حمل کے دوران اسقاطِ حمل کی خاطر زوج کی اجازت کے بغیر کوئی کھائی یا قصداً کوئی ایسا کام کیا جو اسقاطِ جنس کا سبب بناتا تو اس وقت عورت فحشاء و زانیہ برادری پر غلامِ لازم ہوگا کیونکہ عورت کی طرف سے زنا و فحشاء پائی گئی جس کی وجہ سے غلامِ لازم ہو۔

باب ما یحدث فی الطریق

باب ہے ان چیزوں کے بیان میں جو راستے میں ہی بنائے جاتے ہیں۔

عام راستے میں بیت الخلاء، پر تال، جرمین یا چھو ترہ بنانا جائز ہے

بشرطیکہ لوگوں کے لیے مسخر نہ ہو۔

من احدث فی طریق العامة کیفاً او میزاً او حوصاً و ذکاً و معاً ذلک ان لم یصر بالناس الکلیف المستوح و المیزاب مجری الماء و الخوضین البرج و لیل مجری الماء برکب فی الحائط و عن الیودی جذع یمخرج من الحائط لیس علیہ و لکل نقضہای فی صورۃ لم یضر بالناس العاصی ان یصر بالناس لا یحوز لہ ان یفعل و ان لم یضر بہم یحوز لکن مع ذلک یکون لکل واحد نقضہ لانہ تصرف فی حق العشرک فکل نقضہ کما فی الملک المشوک مع اقلہ لم یضر۔

ترجمہ ۔ (میں نے عام، بے بیت الخلاء، پر تال، جرمین یا چھو ترہ بنانا یا کسی کے لیے جائز ہے اگر لوگوں کے لیے مسخر نہ ہو) کیف بیت الخلاء عام، میز آب پر تال اور جرمین پر تال ہے اور کچھ بھی ہے کہ پانی کی دھالی جو دروازے میں ہے، اور بڑھوئی سے منقول ہے کہ کڑی کا وہ حصہ جس کو وہ پائے باہر تال دیا گیا ہو اس پر کچھ چیز بنانے کی خاطر (اور ہر ایک کوڑنے کا حق ہے) یعنی اس صورت میں کہ لوگوں کے لیے مسخر نہ ہو جس سے حمل پڑے کہ اگر لوگوں کے لیے مسخر ہو جائے اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر لوگوں کے لیے مسخر نہ ہو تو ہم اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے مگر اس کے ساتھ ہر ایک کوڑنے کا حق عاص ہے کیونکہ ہر شخص حق شرعاً عرف کرنا ہے تو وہ اپنے کے لیے قرآن کا حق ہے جسے شرک ملک میں اس کے ساتھ کہہ کر مسخر نہیں۔

تشریح: ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ، حج، نماز، بیت الخلاء، پر تال، جرمین یا چھو ترہ بنانا جائز ہے اس کو اس کے بنانے کا حق حاصل ہے اس میں تفصیل ہے۔

(۱) اگر یہ عام لوگوں کے لیے مسخر ہو جائے اس کے لیے اس کا بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ آقا کا ارشاد مبارک ہے

”لا ضرر و لا ضرار فی الاسلام“ رواہ ابن ماجہ میں (الحکم: ۱۶۶) و (الموطا میں (التبصیر: رقم الحديث ۲۶) و (۲۷) و (۲۸) و (۲۹) و (۳۰) و (۳۱) و (۳۲) و (۳۳) و (۳۴) و (۳۵) و (۳۶) و (۳۷) و (۳۸) و (۳۹) و (۴۰) و (۴۱) و (۴۲) و (۴۳) و (۴۴) و (۴۵) و (۴۶) و (۴۷) و (۴۸) و (۴۹) و (۵۰) و (۵۱) و (۵۲) و (۵۳) و (۵۴) و (۵۵) و (۵۶) و (۵۷) و (۵۸) و (۵۹) و (۶۰) و (۶۱) و (۶۲) و (۶۳) و (۶۴) و (۶۵) و (۶۶) و (۶۷) و (۶۸) و (۶۹) و (۷۰) و (۷۱) و (۷۲) و (۷۳) و (۷۴) و (۷۵) و (۷۶) و (۷۷) و (۷۸) و (۷۹) و (۸۰) و (۸۱) و (۸۲) و (۸۳) و (۸۴) و (۸۵) و (۸۶) و (۸۷) و (۸۸) و (۸۹) و (۹۰) و (۹۱) و (۹۲) و (۹۳) و (۹۴) و (۹۵) و (۹۶) و (۹۷) و (۹۸) و (۹۹) و (۱۰۰) و (۱۰۱) و (۱۰۲) و (۱۰۳) و (۱۰۴) و (۱۰۵) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۸) و (۱۰۹) و (۱۱۰) و (۱۱۱) و (۱۱۲) و (۱۱۳) و (۱۱۴) و (۱۱۵) و (۱۱۶) و (۱۱۷) و (۱۱۸) و (۱۱۹) و (۱۲۰) و (۱۲۱) و (۱۲۲) و (۱۲۳) و (۱۲۴) و (۱۲۵) و (۱۲۶) و (۱۲۷) و (۱۲۸) و (۱۲۹) و (۱۳۰) و (۱۳۱) و (۱۳۲) و (۱۳۳) و (۱۳۴) و (۱۳۵) و (۱۳۶) و (۱۳۷) و (۱۳۸) و (۱۳۹) و (۱۴۰) و (۱۴۱) و (۱۴۲) و (۱۴۳) و (۱۴۴) و (۱۴۵) و (۱۴۶) و (۱۴۷) و (۱۴۸) و (۱۴۹) و (۱۵۰) و (۱۵۱) و (۱۵۲) و (۱۵۳) و (۱۵۴) و (۱۵۵) و (۱۵۶) و (۱۵۷) و (۱۵۸) و (۱۵۹) و (۱۶۰) و (۱۶۱) و (۱۶۲) و (۱۶۳) و (۱۶۴) و (۱۶۵) و (۱۶۶) و (۱۶۷) و (۱۶۸) و (۱۶۹) و (۱۷۰) و (۱۷۱) و (۱۷۲) و (۱۷۳) و (۱۷۴) و (۱۷۵) و (۱۷۶) و (۱۷۷) و (۱۷۸) و (۱۷۹) و (۱۸۰) و (۱۸۱) و (۱۸۲) و (۱۸۳) و (۱۸۴) و (۱۸۵) و (۱۸۶) و (۱۸۷) و (۱۸۸) و (۱۸۹) و (۱۹۰) و (۱۹۱) و (۱۹۲) و (۱۹۳) و (۱۹۴) و (۱۹۵) و (۱۹۶) و (۱۹۷) و (۱۹۸) و (۱۹۹) و (۲۰۰) و (۲۰۱) و (۲۰۲) و (۲۰۳) و (۲۰۴) و (۲۰۵) و (۲۰۶) و (۲۰۷) و (۲۰۸) و (۲۰۹) و (۲۱۰) و (۲۱۱) و (۲۱۲) و (۲۱۳) و (۲۱۴) و (۲۱۵) و (۲۱۶) و (۲۱۷) و (۲۱۸) و (۲۱۹) و (۲۲۰) و (۲۲۱) و (۲۲۲) و (۲۲۳) و (۲۲۴) و (۲۲۵) و (۲۲۶) و (۲۲۷) و (۲۲۸) و (۲۲۹) و (۲۳۰) و (۲۳۱) و (۲۳۲) و (۲۳۳) و (۲۳۴) و (۲۳۵) و (۲۳۶) و (۲۳۷) و (۲۳۸) و (۲۳۹) و (۲۴۰) و (۲۴۱) و (۲۴۲) و (۲۴۳) و (۲۴۴) و (۲۴۵) و (۲۴۶) و (۲۴۷) و (۲۴۸) و (۲۴۹) و (۲۵۰) و (۲۵۱) و (۲۵۲) و (۲۵۳) و (۲۵۴) و (۲۵۵) و (۲۵۶) و (۲۵۷) و (۲۵۸) و (۲۵۹) و (۲۶۰) و (۲۶۱) و (۲۶۲) و (۲۶۳) و (۲۶۴) و (۲۶۵) و (۲۶۶) و (۲۶۷) و (۲۶۸) و (۲۶۹) و (۲۷۰) و (۲۷۱) و (۲۷۲) و (۲۷۳) و (۲۷۴) و (۲۷۵) و (۲۷۶) و (۲۷۷) و (۲۷۸) و (۲۷۹) و (۲۸۰) و (۲۸۱) و (۲۸۲) و (۲۸۳) و (۲۸۴) و (۲۸۵) و (۲۸۶) و (۲۸۷) و (۲۸۸) و (۲۸۹) و (۲۹۰) و (۲۹۱) و (۲۹۲) و (۲۹۳) و (۲۹۴) و (۲۹۵) و (۲۹۶) و (۲۹۷) و (۲۹۸) و (۲۹۹) و (۳۰۰) و (۳۰۱) و (۳۰۲) و (۳۰۳) و (۳۰۴) و (۳۰۵) و (۳۰۶) و (۳۰۷) و (۳۰۸) و (۳۰۹) و (۳۱۰) و (۳۱۱) و (۳۱۲) و (۳۱۳) و (۳۱۴) و (۳۱۵) و (۳۱۶) و (۳۱۷) و (۳۱۸) و (۳۱۹) و (۳۲۰) و (۳۲۱) و (۳۲۲) و (۳۲۳) و (۳۲۴) و (۳۲۵) و (۳۲۶) و (۳۲۷) و (۳۲۸) و (۳۲۹) و (۳۳۰) و (۳۳۱) و (۳۳۲) و (۳۳۳) و (۳۳۴) و (۳۳۵) و (۳۳۶) و (۳۳۷) و (۳۳۸) و (۳۳۹) و (۳۴۰) و (۳۴۱) و (۳۴۲) و (۳۴۳) و (۳۴۴) و (۳۴۵) و (۳۴۶) و (۳۴۷) و (۳۴۸) و (۳۴۹) و (۳۵۰) و (۳۵۱) و (۳۵۲) و (۳۵۳) و (۳۵۴) و (۳۵۵) و (۳۵۶) و (۳۵۷) و (۳۵۸) و (۳۵۹) و (۳۶۰) و (۳۶۱) و (۳۶۲) و (۳۶۳) و (۳۶۴) و (۳۶۵) و (۳۶۶) و (۳۶۷) و (۳۶۸) و (۳۶۹) و (۳۷۰) و (۳۷۱) و (۳۷۲) و (۳۷۳) و (۳۷۴) و (۳۷۵) و (۳۷۶) و (۳۷۷) و (۳۷۸) و (۳۷۹) و (۳۸۰) و (۳۸۱) و (۳۸۲) و (۳۸۳) و (۳۸۴) و (۳۸۵) و (۳۸۶) و (۳۸۷) و (۳۸۸) و (۳۸۹) و (۳۹۰) و (۳۹۱) و (۳۹۲) و (۳۹۳) و (۳۹۴) و (۳۹۵) و (۳۹۶) و (۳۹۷) و (۳۹۸) و (۳۹۹) و (۴۰۰) و (۴۰۱) و (۴۰۲) و (۴۰۳) و (۴۰۴) و (۴۰۵) و (۴۰۶) و (۴۰۷) و (۴۰۸) و (۴۰۹) و (۴۱۰) و (۴۱۱) و (۴۱۲) و (۴۱۳) و (۴۱۴) و (۴۱۵) و (۴۱۶) و (۴۱۷) و (۴۱۸) و (۴۱۹) و (۴۲۰) و (۴۲۱) و (۴۲۲) و (۴۲۳) و (۴۲۴) و (۴۲۵) و (۴۲۶) و (۴۲۷) و (۴۲۸) و (۴۲۹) و (۴۳۰) و (۴۳۱) و (۴۳۲) و (۴۳۳) و (۴۳۴) و (۴۳۵) و (۴۳۶) و (۴۳۷) و (۴۳۸) و (۴۳۹) و (۴۴۰) و (۴۴۱) و (۴۴۲) و (۴۴۳) و (۴۴۴) و (۴۴۵) و (۴۴۶) و (۴۴۷) و (۴۴۸) و (۴۴۹) و (۴۵۰) و (۴۵۱) و (۴۵۲) و (۴۵۳) و (۴۵۴) و (۴۵۵) و (۴۵۶) و (۴۵۷) و (۴۵۸) و (۴۵۹) و (۴۶۰) و (۴۶۱) و (۴۶۲) و (۴۶۳) و (۴۶۴) و (۴۶۵) و (۴۶۶) و (۴۶۷) و (۴۶۸) و (۴۶۹) و (۴۷۰) و (۴۷۱) و (۴۷۲) و (۴۷۳) و (۴۷۴) و (۴۷۵) و (۴۷۶) و (۴۷۷) و (۴۷۸) و (۴۷۹) و (۴۸۰) و (۴۸۱) و (۴۸۲) و (۴۸۳) و (۴۸۴) و (۴۸۵) و (۴۸۶) و (۴۸۷) و (۴۸۸) و (۴۸۹) و (۴۹۰) و (۴۹۱) و (۴۹۲) و (۴۹۳) و (۴۹۴) و (۴۹۵) و (۴۹۶) و (۴۹۷) و (۴۹۸) و (۴۹۹) و (۵۰۰) و (۵۰۱) و (۵۰۲) و (۵۰۳) و (۵۰۴) و (۵۰۵) و (۵۰۶) و (۵۰۷) و (۵۰۸) و (۵۰۹) و (۵۱۰) و (۵۱۱) و (۵۱۲) و (۵۱۳) و (۵۱۴) و (۵۱۵) و (۵۱۶) و (۵۱۷) و (۵۱۸) و (۵۱۹) و (۵۲۰) و (۵۲۱) و (۵۲۲) و (۵۲۳) و (۵۲۴) و (۵۲۵) و (۵۲۶) و (۵۲۷) و (۵۲۸) و (۵۲۹) و (۵۳۰) و (۵۳۱) و (۵۳۲) و (۵۳۳) و (۵۳۴) و (۵۳۵) و (۵۳۶) و (۵۳۷) و (۵۳۸) و (۵۳۹) و (۵۴۰) و (۵۴۱) و (۵۴۲) و (۵۴۳) و (۵۴۴) و (۵۴۵) و (۵۴۶) و (۵۴۷) و (۵۴۸) و (۵۴۹) و (۵۵۰) و (۵۵۱) و (۵۵۲) و (۵۵۳) و (۵۵۴) و (۵۵۵) و (۵۵۶) و (۵۵۷) و (۵۵۸) و (۵۵۹) و (۵۶۰) و (۵۶۱) و (۵۶۲) و (۵۶۳) و (۵۶۴) و (۵۶۵) و (۵۶۶) و (۵۶۷) و (۵۶۸) و (۵۶۹) و (۵۷۰) و (۵۷۱) و (۵۷۲) و (۵۷۳) و (۵۷۴) و (۵۷۵) و (۵۷۶) و (۵۷۷) و (۵۷۸) و (۵۷۹) و (۵۸۰) و (۵۸۱) و (۵۸۲) و (۵۸۳) و (۵۸۴) و (۵۸۵) و (۵۸۶) و (۵۸۷) و (۵۸۸) و (۵۸۹) و (۵۹۰) و (۵۹۱) و (۵۹۲) و (۵۹۳) و (۵۹۴) و (۵۹۵) و (۵۹۶) و (۵۹۷) و (۵۹۸) و (۵۹۹) و (۶۰۰) و (۶۰۱) و (۶۰۲) و (۶۰۳) و (۶۰۴) و (۶۰۵) و (۶۰۶) و (۶۰۷) و (۶۰۸) و (۶۰۹) و (۶۱۰) و (۶۱۱) و (۶۱۲) و (۶۱۳) و (۶۱۴) و (۶۱۵) و (۶۱۶) و (۶۱۷) و (۶۱۸) و (۶۱۹) و (۶۲۰) و (۶۲۱) و (۶۲۲) و (۶۲۳) و (۶۲۴) و (۶۲۵) و (۶۲۶) و (۶۲۷) و (۶۲۸) و (۶۲۹) و (۶۳۰) و (۶۳۱) و (۶۳۲) و (۶۳۳) و (۶۳۴) و (۶۳۵) و (۶۳۶) و (۶۳۷) و (۶۳۸) و (۶۳۹) و (۶۴۰) و (۶۴۱) و (۶۴۲) و (۶۴۳) و (۶۴۴) و (۶۴۵) و (۶۴۶) و (۶۴۷) و (۶۴۸) و (۶۴۹) و (۶۵۰) و (۶۵۱) و (۶۵۲) و (۶۵۳) و (۶۵۴) و (۶۵۵) و (۶۵۶) و (۶۵۷) و (۶۵۸) و (۶۵۹) و (۶۶۰) و (۶۶۱) و (۶۶۲) و (۶۶۳) و (۶۶۴) و (۶۶۵) و (۶۶۶) و (۶۶۷) و (۶۶۸) و (۶۶۹) و (۶۷۰) و (۶۷۱) و (۶۷۲) و (۶۷۳) و (۶۷۴) و (۶۷۵) و (۶۷۶) و (۶۷۷) و (۶۷۸) و (۶۷۹) و (۶۸۰) و (۶۸۱) و (۶۸۲) و (۶۸۳) و (۶۸۴) و (۶۸۵) و (۶۸۶) و (۶۸۷) و (۶۸۸) و (۶۸۹) و (۶۹۰) و (۶۹۱) و (۶۹۲) و (۶۹۳) و (۶۹۴) و (۶۹۵) و (۶۹۶) و (۶۹۷) و (۶۹۸) و (۶۹۹) و (۷۰۰) و (۷۰۱) و (۷۰۲) و (۷۰۳) و (۷۰۴) و (۷۰۵) و (۷۰۶) و (۷۰۷) و (۷۰۸) و (۷۰۹) و (۷۱۰) و (۷۱۱) و (۷۱۲) و (۷۱۳) و (۷۱۴) و (۷۱۵) و (۷۱۶) و (۷۱۷) و (۷۱۸) و (۷۱۹) و (۷۲۰) و (۷۲۱) و (۷۲۲) و (۷۲۳) و (۷۲۴) و (۷۲۵) و (۷۲۶) و (۷۲۷) و (۷۲۸) و (۷۲۹) و (۷۳۰) و (۷۳۱) و (۷۳۲) و (۷۳۳) و (۷۳۴) و (۷۳۵) و (۷۳۶) و (۷۳۷) و (۷۳۸) و (۷۳۹) و (۷۴۰) و (۷۴۱) و (۷۴۲) و (۷۴۳) و (۷۴۴) و (۷۴۵) و (۷۴۶) و (۷۴۷) و (۷۴۸) و (۷۴۹) و (۷۵۰) و (۷۵۱) و (۷۵۲) و (۷۵۳) و (۷۵۴) و (۷۵۵) و (۷۵۶) و (۷۵۷) و (۷۵۸) و (۷۵۹) و (۷۶۰) و (۷۶۱) و (۷۶۲) و (۷۶۳) و (۷۶۴) و (۷۶۵) و (۷۶۶) و (۷۶۷) و (۷۶۸) و (۷۶۹) و (۷۷۰) و (۷۷۱) و (۷۷۲) و (۷۷۳) و (۷۷۴) و (۷۷۵) و (۷۷۶) و (۷۷۷) و (۷۷۸) و (۷۷۹) و (۷۸۰) و (۷۸۱) و (۷۸۲) و (۷۸۳) و (۷۸۴) و (۷۸۵) و (۷۸۶) و (۷۸۷) و (۷۸۸) و (۷۸۹) و (۷۹۰) و (۷۹۱) و (۷۹۲) و (۷۹۳) و (۷۹۴) و (۷۹۵) و (۷۹۶) و (۷۹۷) و (۷۹۸) و (۷۹۹) و (۸۰۰) و (۸۰۱) و (۸۰۲) و (۸۰۳) و (۸۰۴) و (۸۰۵) و (۸۰۶) و (۸۰۷) و (۸۰۸) و (۸۰۹) و (۸۱۰) و (۸۱۱) و (۸۱۲) و (۸۱۳) و (۸۱۴) و (۸۱۵) و (۸۱۶) و (۸۱۷) و (۸۱۸) و (۸۱۹) و (۸۲۰) و (۸۲۱) و (۸۲۲) و (۸۲۳) و (۸۲۴) و (۸۲۵) و (۸۲۶) و (۸۲۷) و (۸۲۸) و (۸۲۹) و (۸۳۰) و (۸۳۱) و (۸۳۲) و (۸۳۳) و (۸۳۴) و (۸۳۵) و (۸۳۶) و (۸۳۷) و (۸۳۸) و (۸۳۹) و (۸۴۰) و (۸۴۱) و (۸۴۲) و (۸۴۳) و (۸۴۴) و (۸۴۵) و (۸۴۶) و (۸۴۷) و (۸۴۸) و (۸۴۹) و (۸۵۰) و (۸۵۱) و (۸۵۲) و (۸۵۳) و (۸۵۴) و (۸۵۵) و (۸۵۶) و (۸۵۷) و (۸۵۸) و (۸۵۹) و (۸۶۰) و (۸۶۱) و (۸۶۲) و (۸۶۳) و (۸۶۴) و (۸۶۵) و (۸۶۶) و (۸۶۷) و (۸۶۸) و (۸۶۹) و (۸۷۰) و (۸۷۱) و (۸۷۲) و (۸۷۳) و (۸۷۴) و (۸۷۵) و (۸۷۶) و (۸۷۷) و (۸۷۸) و (۸۷۹) و (۸۸۰) و (۸۸۱) و (۸۸۲) و (۸۸۳) و (۸۸۴) و (۸۸۵) و (۸۸۶) و (۸۸۷) و (۸۸۸) و (۸۸۹) و (۸۹۰) و (۸۹۱) و (۸۹۲) و (۸۹۳) و (۸۹۴) و (۸۹۵) و (۸۹۶) و (۸۹۷) و (۸۹۸) و (۸۹۹) و (۹۰۰) و (۹۰۱) و (۹۰۲) و (۹۰۳) و (۹۰۴) و (۹۰۵) و (۹۰۶) و (۹۰۷) و (۹۰۸) و (۹۰۹) و (۹۱۰) و (۹۱۱) و (۹۱۲) و (۹۱۳) و (۹۱۴) و (۹۱۵) و (۹۱۶) و (۹۱۷) و (۹۱۸) و (۹۱۹) و (۹۲۰) و (۹۲۱) و (۹۲۲) و (۹۲۳) و (۹۲۴) و (۹۲۵) و (۹۲۶) و (۹۲۷) و (۹۲۸) و (۹۲۹) و (۹۳۰) و (۹۳۱) و (۹۳۲) و (۹۳۳) و (۹۳۴) و (۹۳۵) و (۹۳۶) و (۹۳۷) و (۹۳۸) و (۹۳۹) و (۹۴۰) و (۹۴۱) و (۹۴۲) و (۹۴۳) و (۹۴۴) و (۹۴۵) و (۹۴۶) و (۹۴۷) و (۹۴۸) و (۹۴۹) و (۹۵۰) و (۹۵۱) و (۹۵۲) و (۹۵۳) و (۹۵۴) و (۹۵۵) و (۹۵۶) و (۹۵۷) و (۹۵۸) و (۹۵۹) و (۹۶۰) و (۹۶۱) و (۹۶۲) و (۹۶۳) و (۹۶۴) و (۹۶۵) و (۹۶۶) و (۹۶۷) و (۹۶۸) و (۹۶۹) و (۹۷۰) و (۹۷۱) و (۹۷۲) و (۹۷۳) و (۹۷۴) و (۹۷۵) و (۹۷۶) و (۹۷۷) و (۹۷۸) و (۹۷۹) و (۹۸۰) و (۹۸۱) و (۹۸۲) و (۹۸۳) و (۹۸۴) و (۹۸۵) و (۹۸۶) و (۹۸۷) و (۹۸۸) و (۹۸۹) و (۹۹۰) و (۹۹۱) و (۹۹۲) و (۹۹۳) و (۹۹۴) و (۹۹۵) و (۹۹۶) و (۹۹۷) و (۹۹۸) و (۹۹۹) و (۱۰۰۰) و (۱۰۰۱) و (۱۰۰۲) و (۱۰۰۳) و (۱۰۰۴) و (۱۰۰۵) و (۱۰۰۶) و (۱۰۰۷) و (۱۰۰۸) و (۱۰۰۹) و (۱۰۱۰) و (۱۰۱۱) و (۱۰۱۲) و (۱۰۱۳) و (۱۰۱۴) و (۱۰۱۵) و (۱۰۱۶) و (۱۰۱۷) و (۱۰۱۸) و (۱۰۱۹) و (۱۰۲۰) و (۱۰۲۱) و (۱۰۲۲) و (۱۰۲۳) و (۱۰۲۴) و (۱۰۲۵) و (۱۰۲۶) و (۱۰۲۷) و (۱۰۲۸) و (۱۰۲۹) و (۱۰۳۰) و (۱۰۳۱) و (۱۰۳۲) و (۱۰۳۳) و (۱۰۳۴) و (۱۰۳۵) و (۱۰۳۶) و (۱۰۳۷) و (۱۰۳۸) و (۱۰۳۹) و (۱۰۴۰) و (۱۰۴۱) و (۱۰۴۲) و (۱۰۴۳) و (۱۰۴۴) و (۱۰۴۵) و (۱۰۴۶) و (۱۰۴۷) و (۱۰۴۸) و (۱۰۴۹) و (۱۰۵۰) و (۱۰۵۱) و (۱۰۵۲) و (۱۰۵۳) و (۱۰۵۴) و (۱۰۵۵) و (۱۰۵۶) و (۱۰۵۷) و (۱۰۵۸) و (۱۰۵۹) و (۱۰۶۰) و (۱۰۶۱) و (۱۰۶۲) و (۱۰۶۳) و (۱۰۶۴) و (۱۰۶۵) و (۱۰۶۶) و (۱۰۶۷) و (۱۰۶۸) و (۱۰۶۹) و (۱۰۷۰) و (۱۰۷۱) و (۱۰۷۲) و (۱۰۷۳) و (۱۰۷۴) و (۱۰۷۵) و (۱۰۷۶) و (۱۰۷۷) و (۱۰۷۸) و (۱۰۷۹) و (۱۰۸۰) و (۱۰۸۱) و (۱۰۸۲) و (۱۰۸۳) و (۱۰۸۴) و (۱۰۸۵) و (۱۰۸۶) و (۱۰۸۷) و (۱۰۸۸) و (۱۰۸۹) و (۱۰۹۰) و (۱۰۹۱) و (۱۰۹۲) و (۱۰۹۳) و (۱۰۹۴) و (۱۰۹۵) و (۱۰۹۶) و (۱۰۹۷) و (۱۰۹۸) و (۱۰۹۹) و (۱۱۰۰) و (۱۱۰۱) و (۱۱۰۲) و (۱۱۰۳) و (۱۱۰۴) و (۱۱۰۵) و (۱۱۰۶) و (۱۱۰۷) و (۱۱۰۸) و (۱۱۰۹) و (۱۱۱۰) و (۱۱۱۱) و (۱۱۱۲) و (۱۱۱۳) و (۱۱۱۴) و (۱۱۱۵) و (۱۱۱۶) و (۱۱۱۷) و (۱۱۱۸) و (۱۱۱۹) و (۱۱۲۰) و (۱۱۲۱) و (۱۱۲۲) و (۱۱۲۳) و (۱۱۲۴) و (۱۱۲۵) و (۱۱۲۶) و (۱۱۲۷) و (۱۱۲۸) و (۱۱۲۹) و (۱۱۳۰) و (۱۱۳۱) و (۱۱۳۲) و (۱۱۳۳) و (۱۱۳۴) و (۱۱۳۵) و (۱۱۳۶) و (۱۱۳۷) و (۱۱۳۸) و (۱۱۳۹) و (۱۱۴۰) و (۱۱۴۱) و (۱۱۴۲) و (۱۱۴۳) و (۱۱۴۴) و (۱۱۴۵) و (۱۱۴۶) و (۱۱۴۷) و (۱۱۴۸) و (۱۱۴۹) و (۱۱۵۰) و (۱۱۵۱) و (۱۱۵۲) و (۱۱۵۳) و (۱۱۵۴) و (۱۱۵۵) و (۱۱۵۶) و (۱۱۵۷) و (۱۱۵۸) و (۱۱۵۹) و (۱۱۶۰) و (۱۱۶۱) و (۱۱۶۲) و (۱۱۶۳) و (۱۱۶۴) و (۱۱۶۵) و (۱۱۶۶) و (۱۱۶۷) و (۱۱۶۸) و (۱۱۶۹) و (۱۱۷۰) و (۱۱۷۱) و (۱۱۷۲) و (۱۱۷۳) و (۱۱۷۴) و (۱۱۷۵) و (۱۱۷۶) و (۱۱۷۷) و (۱۱۷۸) و (۱۱۷۹) و (۱۱۸۰) و (۱۱۸۱) و (۱۱۸۲) و (۱۱۸۳) و (۱۱۸۴) و (۱۱۸۵) و (۱۱۸۶) و (۱۱۸۷) و (۱۱۸۸) و (۱۱۸۹) و (۱۱۹۰) و (۱۱۹۱) و (۱۱۹۲) و (۱۱۹۳) و (۱۱۹۴) و (۱۱۹۵) و (۱۱۹۶) و (۱۱۹۷) و (۱۱۹۸) و (۱۱۹۹) و (۱۲۰۰) و (۱۲۰۱) و (۱۲۰۲) و (۱۲۰۳) و (۱۲۰۴) و (۱۲۰۵) و (۱۲۰۶) و (۱۲۰۷) و (۱۲۰۸) و (۱۲۰۹) و (۱۲۱۰) و (۱۲۱۱) و (۱۲۱۲) و (۱۲۱۳) و (۱۲۱۴) و (۱۲۱۵) و (۱۲۱۶) و (۱۲۱۷) و (۱۲۱۸) و (

(ترجمہ) اسلام میں نہ ضرور ہے اور نہ ضرور یعنی یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی کسی کو اجازت دے کہ وہ نقصان پہنچائے اور نہ ضرور ایف واجب سے ہوتا ہے اور ضرور لا واجب سے ہوتا ہے۔ یعنی ضرور مضارۃ کے معنی میں ہے جس نے آپ کو نقصان پہنچایا یہ بھی ضرور ہے اور تعاضد وغیرہ میں اپنے حق سے زیادہ وصول کرنا بھی ضرور ہے۔

(۴) اگر یہ مام ہوگوں کہ لیے معترض ہو تو پھر اس کا جانا جائز ہے کیونکہ جانے والے کو اس میں گمراہی کا حق حاصل ہے۔ اسی لیے اس کے گمراہی سے کسی کو نقصان نہیں ہے تو جس چیز کے جانے سے لوگوں کو نقصان نہ ہو تو وہ ضرور کے درجہ میں ہے اور ضرور جائز ہے تو یہ جانا بھی جائز ہے۔

لیکن جانے کے بعد پھر بھی ہر ایک کو (جس کے لیے اس راستہ میں گمراہی کا حق ہو) کے لیے اس جانا توڑنا جائز ہے کیونکہ یہ مشرک حق میں تصرف کرنا ہے جیسے مشرک ملک میں اگر کوئی ایسا تصرف کرے تو اس کو وہ در کیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہے۔

خاص گلی میں یہ چیزیں شرکاء کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے

وهي خير نافع لا يسهه ملا اذن البشر كاه وان لم يضر بالناس و صمن عاقلته دله من عات بسقو طها كسا نو
وضع حجرا او حفر بئر افي الطريق فلفف القفس فان تلف به بهيمة هو ان لم ياذن به الامام فان النقصان في
جميع ما ذكره باحداث شئ في طريق العامة انما يكون اذا لم ياذن به الامام.

ترجمہ اور خاص گلی میں شرکاء کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے اور چلوگوں کے لیے معترض ہو اور اس شخص کی بیت کا مکان ہوگا جو بھیجے کے گرنے سے مرگیا ہو۔ اور یہ بیت جانے والے کی دگر برداری ہوگی جیسے کسی چیز رکھے یا کوں کھودے راستے میں اس میں کوئی شخص تک ہو جائے اور اگر اس کی وجہ سے چوپایہ ہلاک ہو تو نقصان جانے والے پر ہوگا اگر یہ جانا اس کی اجازت کے بغیر ہو (کیونکہ حق مذکورہ ماری ضرورتوں میں مام گمراہ بھی غلطی کے جانے کی وجہ سے ہوا ہے یہ تحقیق کے ساتھ یہ ثابت ہے اگر امام نے اس کو جانے کی اجازت نہیں دی ہو۔

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے خاص گلی میں (جو عام نہ ہو) کوئی چیز جانا یا قابو بنانا اس کے لیے جائی شرکاء کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے خواہ وہ شرکاء کے لیے معترض ہو یا نہیں البتہ اگر سب شرکاء (جن کے لیے راستہ میں ضرور کا حق ہو) نے اجازت دے دی تو قب زید کے لیے جانا جائز ہے کیونکہ یہاں تمام شرکاء کی ملک ہے اور مشترک چیز میں شرکاء میں سے کسی کے لیے تصرف کرنا جائی شرکاء کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ اور اجازت کے ساتھ ہر چیز ہے۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے خلاف ذہن والا چیزوں میں سے کوئی چیز دھیر کی اجازت کے بغیر راستہ میں جانی اور بدھشتی سے دو کئی شخص پر کرتی جس کی وجہ سے وہ شخص مر گیا تو زید کے (جو جانے والا ہے) مالک پر اس کی اہمیت واجب ہوگی یہ ایسا ہے جیسے زید نے غیر ملک زمین میں کنواں کھودا یا پھر کھدیا جس میں کوئی انسان یا کوئی چوپایہ یا گھرا کر مر گیا تو وہ لوگوں ضرورتوں میں حضانہ واجب ہوگا کیونکہ یہ اس کی زیادتی ہے کہ اس نے راستہ میں ایسی حرکت کی ہے جس سے آدمی کی ضرورت میں دیت مالک پر ہوگی اور چوپایہ کی ضرورت میں حضانہ اس کے مال میں ہوگا کیونکہ برادری میں کاٹش نہیں کرتی صرف شخص کا کرتی ہے۔

اگر ایک شخص نے کسی کی ملکوت زمین میں کنواں کھودا جس میں عمر گزر کر بھوک یا غم کی وجہ سے مر رہا ہے کھودنے والے پر رمضان لازم ہے یا نہیں؟.....! قتوال فقہاء

فإن أدن الإمام أو مات واقع في غير طريق جو عا أو عفا فلا هذا عبد الله حبيبة أو عند أبي يوسف أن مات عما يجب الضمان لأن العلم بسبب الوقوع والعواد بل علم هبها الاعتناق من هو ابه البير .

ترجمہ :... (اگر ایک مرتبہ اس کو اپنا زندگی میں کوئی بھوک یا غم کی وجہ سے مر گیا تو پھر ضمان نہیں دیا گیا) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے کہ اگر کافر سے مراد تو ضمان واجب ہے کیونکہ غم دانہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ (ابو یوسف رحمہ اللہ)۔ (ابو حنیفہ رحمہ اللہ)۔

فتوح :... صورت مسند یہ ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کی ملکوت زمین میں کنواں کھودا اور عمر اس میں گزر کر گیا اور مرنے کا سبب غم یا بھوک یا غم تھا تو اس پر ضمان لازم ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضمان اس میں نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا ہے کہ خود مر۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موت اگر بھوک کی وجہ سے ہو تو پھر ضمان نہیں اور اگر غم کی وجہ سے ہو تو پھر ضمان واجب ہے کیونکہ غم کا سبب صرف یہی گناہ ہے کہ بھوک اور۔

مفتی بقول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول سختی ہے۔

والقنوی علی قولی الامام کما فی القہستانی عن الخلاصة (۱)۔ حنفی (۲۰۴)۔

اگر کسی شخص نے وہ پتھر جس کو کسی نے رکھا تھا اٹھایا پھر اس سے

کوئی شخص ہلاک ہوا تو ضمان اٹھانے والے پر ہوگا

ومن نعی صحرا وصحة الآخر فخط به رجل ضمن لأن فعل الاول انفسخ بفعل الثاني فالضمان على الثاني . كمن حمل شيئا في طريق بسقط به على اخر .

ترجمہ :... (اگر ایک شخص جس نے اٹھایا وہ پتھر جس کو کسی نے رکھا تھا پھر اس سے کوئی شخص ہلاک ہوا تو ضمان اٹھانے والے پر نہیں دیا گیا) کیونکہ پھر اس سے جس سے غم ہوا تو ضمان دوسرے پر دیا جائے کسی شخص نے کسی چیز کو اٹھا لیا تو پھر اس سے دوسرے کو ضرر پہنچا تو ضمان دوسرے پر دیا جائے۔

مسند ہاک ۱۸۰

فتوح :... صورت مسند یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کو ہلاک کیا اور اگر کسی نے کسی کو ہلاک کیا اور اس سے مر گیا اور اس سے مر گیا اب غم پر ضمان نہیں ہے کیونکہ غم کے فعل کی وجہ سے راستہ تو مشغول ہوا تھا لیکن اس کا

خالد الجعفری کہتا ہے کہ اس کے لئے جسے خدا نے دیکھا نہیں اس میں اس طرح تقسیم ہے کہ نہ تو اس میں سے کسی ایک کو اللہ میں نہ ہے۔
نہیں۔ جس کو اللہ نے دیکھا نہیں اس میں سے تو بالذات حق میں نہیں ہوگا اور اگر مجھے والوں میں سے نہیں تو اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خدا میں ہوگا کیونکہ مسجد کے امیر کا انتظار اہل عہد پر ہے نہ کہ غیر اس پر اس وجہ سے لیجئے فعلی مطلق
مبارک نہیں بلکہ یہ فعلی بارع مقید جو وصف ملاحت ہوگا اور یہاں اس کا کام سناحتی سے نکالی ہے جو ضامن ہوئے کا موجب ہے۔

ساحمیں رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خدا میں نہیں ہوگا کیونکہ یہ سب ثواب کا کام ہے اور وہ آپ کا کام کرنا یا نہیں کو اجازت دیتی ہے۔
اور قربت کی ادائیگی میں سزا دینی نہیں۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ ہے کہ زید غار پر ہنسی کا طعن مسجد میں بیٹھا تھا اسی حالت میں کہ جہاں وہ ہے نشانہ ہے۔ نہ کرنا کرنا
اب کیا پید پر نشان ہے یہ نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خدا میں ہوگا کیونکہ مسجد نماز کے لیے بنی ہوئی ہوتی ہے اور نماز کے لیے بیٹھا سہارا ہے جب وصف
ملاحتی کے ساتھ مشید ہو۔ اور یہاں اس کا فعل ملاحتی سے نکالی ہے اس وجہ سے ضامن ہوگا۔

ساحمیں رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خدا میں نہیں ہوگا کیونکہ مسجد نماز اور اللہ کے ذکر کے لیے بنی ہوئی ہوتی ہے اور نماز پر جہاں
کرنے کے لیے ہوگا انتظار کرنا پڑا ہے جو نماز کی ضرورت ہے اور نماز کی صورت میں ضامن نہیں ہوگا تو ضرورت بات کی صورت
میں بھی ضامن نہیں ہوگا۔

مفتی پیر قول ساحمیں رحمہ اللہ کا قول ملتی ہے

وقد علمت ان لا يظهر ما قاله (۱۰۰۰) من غير ان يكون من المحلوه ان لا يكون المصنف اخلوا بقوله و
عليه الفتوى۔ (رد المحتار ۱۰۰۰)

تیسرا مسئلہ صورت مسئلہ ہے کہ اگر کوئی چیز اور اگرچہ رہا تھا اور اس سے وہی چیز کرنا اور ہر گز کسی کی وجہ سے خالد جعفری۔
اب امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی چیز ان چیزوں میں سے ہو جو عداوت کی جاتی ہیں تو ضامن نہیں ہوگا اور ضامن ہوگا کیونکہ اس
صورت میں یہ شخص چاہے وہ کس بھی حال کی طرح ہے اور حال ہلاک کی صورت میں ضامن ہوئے سے تو یہ بھی ضامن ہوگا۔

اگر راستے کی طرف بھی ہوئی اور اگرچہ مالک سے مسلمان یا زنی نے سرائے کا مطالبہ کیا اور اس نے
نہیں گرایا بعد میں وہ کسی شخص پر گر گئی جس سے وہی شخص مر گیا اب دیوار کا مالک ضامن ہوگا

و رب حائط مال ابی طریق العامة و طلب نفقة مسلم او ذمی معن یمنک نفقة کالراہ بعک وھنہ وھ
یسک نفقہ فقک وھنہ و اب البطل و الوحی و الصکب و العیہ الناحر فمع یمنک فی مدہ تمکن بعنہ
حمن ملا تلف مہ عافقہ النفس و صورة الطلب ان یقول ان حائطک هذا مائل فادھمہ و صورة الاستیذان ان
یقول استیذان ذمی نفقت الی هذا المرحل یمد حائطہ و اعلم انہ ذکر و فی الکتاب الطلب و الاستیذان لکن

الاشہاد بھی بشرط و اسناد ذکر فیصلہ عند الامکار مکان میں ماب الاصلیہا ط .

ترجمہ : (اور اس درود کا مطلب یہ عام گناہوں کی طرف بھٹکنے اور مسلمان دنیا سے اس شخص سے توڑنے کا مطالبہ یا چار توڑنے کا مطالبہ ہے) (جیسے : کین مرہون پھرنے کے ، کیونکہ کین مرہون پھرنے سے توڑنے کا مالک ہے) (اور بچے کا باپ ، دینی کا کاتب اور جو غلام) (مجھ اس لئے آتی ہے کہ میں کسی قول یا جو جس میں اس کا ذکر ہو لیکن تھا تو اس میں اس کا خاص ہوگا جو دوار کے کرنے سے ٹھک جاتا ہے۔ اور عاقل جان کا خاص ہوگا) (اور طب کرنے کی سورت یہ ہے کہ اس سے کہہ کر آپ کی یہ دوا چھٹ گئی ہے آپ اس کو توڑا اور گواہ قلم کرنے کی صورت یہ ہے کہ کہے کہ میں کوئی چیز ہوں کہ میں اس شخص سے پس دوا توڑنے کے واسطے میں کیا۔ اور جان کو کو کتابوں میں طب اور اشہاد ذکر ہے مگر شہادہ شریف میں ہے اور فقیر نے ساتھ ساتھ ذکر دوا ہے تاکہ وہ اس سے یاد کرنے سے وقت اس کے اہمیت پر کار ہو جائے تو اشہاد اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

تحریر : صورت : تلخ پہننے کے لیے ایک دوا خانی کچھ مرصہ خود نے بعد وہ عام گناہوں کی طرف بھٹکنے میں اس دوران قاعدہ کے پاس آیا اور اس کو بتایا کہ آپ کی یہ دوا چھٹ گئی ہے۔ لہذا آپ اس کو توڑیں۔ کچھ مرصہ (جس میں زہریدہ دوا توڑ سکتا تھا اگر چہ جانا گناہ کرنے سے بعد یہ دوا توڑ گئی اور اس سے کوئی چیز بلاک نہ ہوئی۔ اب یہ دوا کا کٹنا اس کے گناہ کی نگرانی کی اور اس نے مسلمانوں کے راستے کی چیز زانیہ کی ہے۔ تاکہ اس کو گناہ یا تو یہ تھا کہ اس کو گناہ چھٹ کر اس نے بھٹک نہیں رہا تو وہ متدنی اور تجاوز کرنے والا انسانی ہے۔ اس پر حق ان ازم اور جس امر یہ بلاک شدہ چیز جان ہے تو خدا اس نے عاقل پر ہوگا کیونکہ خط کی صورت میں دیت عاقل پر وہ اس بات سے اس صورت میں یہ دوا دلی (اسب) کی کیونکہ یہ جہالت نقل کھانے کے ذم سے ملتی ہے۔ اور اگر مال ہے تو پھر یہ پر ہوگا۔

﴿فانصتہ﴾

(۱) مصنف نے اس عبارت میں دوسری باتیں ہیں جس سے گناہ کا مطالبہ ہو سکتا ہے اور پھر یہاں مندرجہ اہل ہیں۔

الف : وہاں نے اپنے گھر کسی کو نہ کرنے کے طور پر دیا اس کے بعد اس کی دین اور جھٹ گئی اور عمر نے اس سے گناہ کا مطالبہ کیا اور اس کا مطالبہ کرنا صحیح ہے کیونکہ کین مرہون پھرنے کی صورت یہ تو ہے۔

ب : چشم سے تھری دوا چھٹ گئی اور عمر نے چشم کے دوا سے کرنے کا مطالبہ کیا تو یہ مطالبہ صحیح ہے کیونکہ دوا باپ کا قائم مقام ہے۔ ج : کچھ نے گھر کی دوا چھٹ گئی اور عمر نے اس سے گناہ کا مطالبہ کیا۔ تو یہ مطالبہ کرنا صحیح ہے کیونکہ توڑنے کا حق اس کو ہے اور اس نے اس کا مقام ہے۔

(۲) سوال : بعض حضرات میں مطالبہ کے ساتھ گواہ توڑنا بھی ذکر ہے تو اس سے یہ سنو، دین ہے کہ مہربان کے لیے مطالبہ اور گواہ توڑنا کہ وہ ضروری ہے۔ یہ مصنف کو اشہاد ذکر کرنا پتا ہے تو

جواب : اگر وہ ذکر کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ جن کے لیے اشہاد ضروری ہے اور بعض کتابوں میں عاقل و اصیاف ذکر ہے کہ بنا پر ضرورت اس طرح کہ کہتے ہیں اپنے مطالبے پر گواہ توڑنا کہ وہ ضروری ہے تاکہ وہ گناہ کا عمل ادا نہ کر سکے۔

مگر جھکی ہوئی دیوار کے مالک جس سے گرانے کا مطالبہ ہوا تھا اپنا گھر بیچ دیا اور مشتری کے ہاں وہ جھکی ہوئی دیوار کسی پر گر گئی اور وہ اسی سے مر گیا اب جھکا ہوا مشتری اور نہ بائع پر ہے

لا س اھد علیہ فباخ و قبضہ مشتری قبضت و طلب ممن لا یملک نقض کالموتین و المستاجر و المودع و ساکن الذرائع مال الی ثراء حل فله الطلب فیصح تأجیبه و ہذا وہ منہا لان مال الی المطریق فاحلہ القاضی او من طلب لاند حق العتمة فلا یكون لھما ابطالہ

ترجمہ۔ اور وہ شخص جس پر کوئی کام ہوتا ہے اس نے گھر کو بیچ دیا اور مشتری نے اس کو قبضہ کیا۔ مگر وہ دیوار گئی یا اس شخص سے چھپ کر گرانے کا مالک نہیں تھا جسے مر گیا اور وہ مودع اور مستاجر بنے اور اگر کسی شخص کے گھر کی طرف دیوار جھکی گئی تو گھر کے مالک کے لیے مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اور اس کو موت دینے اور نہ موت جانے کا حق حاصل ہے اور اس سے دوسرے قائل بعد میں دیوار اس کی طرف جھکی گئی تو پھر وہی اس شخص سے اس کو موت دینی یا اس شخص سے اس کو موت نہ جانے کا حق ہے۔ پس قاضی کو عام طور پر اس کے حق کو مٹانے کا حق حاصل نہیں ہے اس طرح مالک کو۔

قرع۔ پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ گرنے لگی دیوار جھکی ہوئی تھی اور انکوں نے اس سے گرانے کا مطالبہ کیا تھا مگر بکرنے اپنا گھر ختم کر بیچ دیا اور خاتمہ نے اس کو قبضہ کیا۔ اب یہ دیوار گری اور نہ دیوار کی وجہ سے مر گیا اب کیا آخر مر جانا ہے تو قلعہ اور خمر افشہ فرماتے ہیں کہ اگر پریشان نہیں ہوگا کیونکہ دیوار ان کے قبضے سے نہ گئی تھی اور ضمان کرنے سے ہوا ہے نہ کہ ٹھکے سے ہونے کا علم پر ضمان ہے کیونکہ اس سے توڑنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ گرنے لگی دیوار جھکی تھی ای حالت میں زید نے وہاں کو گھر دان کے طور پر دے دیا یا اس نے کسی کو جرت پر دیا یا کسی کو امانت کے طور پر دے دیا۔ اب اگر زید نے مر گیا۔ مستاجر یا مودع سے کہا کہ یہ دیوار گر اور ان کے بعد یہ دیوار گر گئی جس سے شواہد ہلاک ہوئے۔ اب اس صورت میں زید پر ضمان نہیں ہے کیونکہ اس سے گرانے کا مطالبہ نہیں ہوا ہے۔ اور نہ ان تینوں میں سے کسی کو گرانے کا حق نہیں ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے دیوار کے گرنے کی طرف جھکی تھی۔ اب صرف بکر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زید سے دیوار گرانے کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ صرف بکر کا حق ہے نہ کہ کسی اور کو۔ اب بکر کو حق حاصل ہے کہ زید کو سہلت دے۔ اور اگر اس کو سہلت دے اور وہی دیوار گر اور بکر مر گیا۔ تب مر گیا تو زید پر ضمان نہیں ہوگا کیونکہ جس شخص کا حق تھا انہوں نے ہی سہلت دے دی اور اسی طرح بکر کو حق بھی حاصل ہے کہ وہ زید کو اس سے بری کر دے (یعنی کائنات راج کو موت نہ دے)۔

چوتھا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کی دیوار عام گھر کی طرف جھکی تھی قاضی کو اس کی اطلاع ملی اس نے زید کو بلا دیا اور اس نے اس کو سہلت دے دی تو یہ سہلت بیکار ہوئی ہے کیونکہ سہلت دینا قاضی کا کام نہیں بلکہ یہ عام لوگوں کا حق ہے اور قاضی کو عام لوگوں کے حق باطل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

پانچواں مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کی دیوار عام گھر کی طرف جھکی تھی مرنے آگیا اس سے گرانے کا مطالبہ کیا تو زید نے

کوئی غرض نہیں کرے۔ مگر کوئی کوئی ایسا ہوگا کہ وہ یہ کہتا ہوگا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ نام تو کون کا حق ہے۔ یہ خاص نے بہت سے ایسے لوگوں کو نہیں ہوا۔

اگر دیوار شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا

ہوئی ہوئی دیوار شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔

ترجمہ: (یہ کہہ کر وہ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔)

تشریح: سب سے پہلے یہ کہنا ہے کہ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔

اگر بجلی ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا
اگر بجلی ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا
اگر بجلی ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا

حافظ میں خیمہ طلب بعضہ من قطعہ علیہ حل ضم الفاعلة خمس العید کما حسنوا نجھا ان حفر احد ثلثہ فی دارہم یروا فی حافظ ای ممن عاقذہ من طلب من خمس الذی لان الطلح صح فی الخمس و خمس عاقذہ حفر السرو۔ ہی الحافظ ثلثی الذی لان العاقذ و الی فی الخمس مجد و حد عند ای حقیقہ و قالوا حسنوا التفت فی الحافظ و الحفر و الباء اما فی الحافظ فلان الخمس منسب من معتز و فی نصب غیر لا وکی قسمی کہ فی عقر الاسد و ہش الحی و حرج الاسد و فی مسئلہ الحفر و الباء فلان التفت بنصب العائک لا یروا حصر الحصر و بہ بعد انصاف و بہ فی قسم قسمین و انہ اعلم بالمصوب

ترجمہ: (یہ کہہ کر وہ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔ شروع ہوئی ہو تو پانی پر طلب کرنے کے بغیر نشان ہوگا۔)

اور جانے میں نصف کے نصف ہوں گے۔ دیوار میں اس وجہ سے کوئی کھڑا نہیں کر سکتا جس سے مستتر ہے کہ اس سے طلب ہوا تھا۔ اور اس کے علاوہ کچھ حصوں میں مستتر نہیں ہوگا۔ پس یہ دو قسم ہو گئے ہیں۔ جسے شریعت نے اس کے ذریعے کرنے میں منع کر دیا اور ماننے کے مسئلہ میں کھنگ ماک کے حصہ سے کھنگ ماک کو لازم نہیں کرنا۔ غاصب کے حصہ سے لازم ہوتا ہے۔ پس یہ دو قسم ہو گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک جنگی ہوئی دیوار پانچ بندوں کے درمیان مشترک تھی ان میں سے ایک سے زید نے گرانے کا مطالبہ کیا۔ باقی چار سے نہیں کیا۔ اب یہ دیوار گر گئی جس کی وجہ سے گھر گر گیا۔ اب صرف اس ایک پر دیت کا پانچواں حصہ ہوگا کیونکہ اس کی ملکیت اسی صاحب سے ہے۔ اور دیت کا یہ پانچواں (۱/۵) حصہ ان کی برادری پر ہوگا نہ کہ جتنی چاہے کیونکہ ان سے مطالبہ نہیں ہوا ہے۔ یہاں سے جیسے تین زندہ تھے۔ دھیمان ایک گھر مشترک ہے۔ ان میں سے ایک زید نے باقی دو خاندانوں کو شریعت کے بغیر اسی گھر میں کٹوا دیا۔ اس میں دیوار پڑی اور اس کو تینوں میں شائد کر کر کیا یا یہ دیوار کر کر شہد اس سے مر گیا۔ عہدید پر کیا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر دیت کے دواکٹ ہوں گے کیونکہ مرنے والے کی موت کی نفی (کتوب کی خصوصیت) کی و دیوار کا مخصوص قتل (ایک ہے نہ کہ چند)۔ لہذا اسی کی جانب موت کی اضافت ہوگی۔ پھر گھر کے مالکوں پر ایک علت قدر ملک تقسیم کر دی جائے گی۔ لہذا پہلی صورت میں قسمت مذکورہ کے نتیجہ میں اس ایک پر دیت کا ۱/۵ حصہ واجب ہوگا کیونکہ اس کی ملکیت اتنی ہی ہے۔ اور دوسری صورت میں جب علت واحدہ تین پر تقسیم کی گئی تو کٹواں کھونے والے کو دراجا رہنے والے کا قبضہ نظر دواکٹ میں ہے۔ اور اپنے قتل میں اسی کی جانب سے کوئی تجاوز نہیں ہوا ہے۔ پس اس کا خاندان بھی اس پر واجب نہیں ہوگا۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں نصف دیت کا ضمان ہوگا کیونکہ یہاں ایک سے طلب ہوا ہے نہ کہ پانچوں سے تو اس پر ضمان ہوگا نہ کہ پانچوں پر۔ اسی طرح جس نے کٹواں کھودا انہوں نے کوئی قبضہ نہیں کیا۔ لہذا ان دونوں صورتوں میں مثل دو قسم کے ہو گئے ایک وہ فعل جس میں قبضہ ہے۔ اور دوسرا وہ فعل جس میں قبضہ نہیں ہے۔ لہذا طحاوی بھی دو حصوں پر تقسیم ہوگا۔ تو نصف کا دارا کرنا تجاوز کرنے والے فریق پر ہوگا اور باقی دارا ہوگا یہ عہدید ہے جیسے بکر کو شیر نے جھاڑا یا سانپ نے اس کو ڈسا۔ اور کسی شخص نے اس کو زخمی کیا اور ان تینوں کی وجہ سے گھر گر گیا تو چار حصے طحاوی پر آدھا خاندان واجب ہوگا۔

باب جنایۃ البہیمۃ و علیہا

یہ باب ہے جانور کی جنایت اور اسی پر جنایت کرنے کے بیان میں۔

اگر چوپائے نے کسی کو روندنا یا تلف کیا یا ہاتھ پاؤں یا سر سے یا

منہ سے کاٹ دیا تو سوار ضامن ہوگا

ضمن الراکب ما وطلعت ذابنہ او ما اصابہ بینہما او رجلاہما او راسہما او کلبہ او حبلہ او صفتہ او لا ما

نصحت سر خطبہ او فتنہا فان الاحقر ذی عن الرطبی و ما بشایہو ممکن یخالف البعۃ بالموجہ و الدب
ہذا عسما و عند الشعمی بضمین مائیفۃ ایضا لان لعلہ یضاد انی الی اکب .

ترجمہ : زاور اس چیز کا ضامن ہوگا جس کو وہ پائے گا نہ مال کا نہ بیابا نہ وہ پاؤں یا سر سے نہ نہ نکات دیو یا کسی کو ہاتھ سے نہ را
یا سر کو مگر یہ ارادہ تو نہیں کرے گا کہ اسے تیرا کام سے دھاک دے گا کیونکہ اگر وہ نہ دے گا تو اسے لگن ہے اس سے اسے ہاتھ پاؤں سے
عکاف ہے یہ عکاف نزدیک ہے اور اگر اس کا فنی رسد نہ دے گا تو اسے نہیں کہ اسے کسی بھی حالت میں کا کیا کہ کر دے گا فصل اکب کی طرف
مناف ہوتا ہے۔

تقریر: پہلا مسئلہ : صورت مسئلہ ہے نہ ماہ اپنا اونٹ پر بار اٹھائیں گے اونٹ نے کمر کو جوہر دانتے کمر پر بار اٹھ کر دیا
اس طرح کہ (۱) : کیا اس نے اس کو پاؤں سے دھکا (۲) : کیا اس نے اس سے دھکا (۳) : کیا اس نے اس سے دھکا (۴) : کیا اس نے اس سے دھکا
ت کا (۵) : کیا اس نے اس سے دھکا (۶) : کیا اس نے اس سے دھکا۔

پہلی صورت میں نہ دھکا اس لیے کہ یہ ایک قاتل و کلب ہے کہ جس پر دھکا سے بچا ممکن ہوتا ہے اس میں اس کی شرع
نہ دھکا کر شخص نہ دھکا دے کہ پانا صاف ہے اور اس کا فنی نہ دھکا ہونے کی صورت میں ضامن ہوگا
دوسرا مسئلہ : صورت مسئلہ ہے کہ اگر اونٹ نے کمر دھکا اور پلٹے پلٹے کمر کو دھکا تو اس سے دھکا اس کی وجہ سے کمر کیا دھکا
کمر پر دھکا دھکا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ اگر ضامن نہ ہوگا اس لیے کہ چنے کی حالت میں ان چیزوں سے احتراز کرنا ممکن نہیں ہے۔
اس میں اختلاف ہے کہ اگر ضامن ہوگا اس لیے کہ اونٹ کا فصل و کمر کی طرف منسوب ہوگا۔

اگر چو پائے نے کھڑے ہونے یا چلنے کی حالت میں لید کیا اور
اس میں کوئی انسان ہلاک ہوا تو سوار شخص ضامن ہوگا

او عطب انسان معارفت او بالثقی الطریق مسافرۃ او اوقفہا لدلک فان اوقفہا لعیبرۃ عمنہا فان واثت
او بالثقی الطریق حائلۃ لیسیر لا یغنی اما اذا اوقفہا لمرؤث او لیول لا یغنی ایضا لان بعض الدوام لا
یغنی ذلک الامعد الموقوف و ای اوقفہا لعیبرۃ ذلک یغنی لانه متعدا لالغلاف

ترجمہ : اگر کوئی انسان کو لید کر دے کہ ہلاک ہو جائے یا سفر کرنے یا قتل ہونے کی حالت میں کیا تھا اور کوئی اور کام کے لیے
کوئی اور قاتل نہ ہوگا اس لیے کہ یہ پائے یا چلنے کی حالت میں ہے کہ اس کی حالت میں کرے تو ضامن نہیں ہوگا اور کوئی اور کام کے لیے
چھاپ کر دے کہ اسے دھکا دے تو اس کی حالت میں ہے کہ اس کی حالت میں کرے تو ضامن نہیں ہوگا اور کوئی اور کام کے لیے
ہوت میں اور اگر اس کے ہاتھ میں اسے دھکا دے تو اس کی حالت میں ہے کہ اس کی حالت میں کرے تو ضامن نہیں ہوگا اور کوئی اور کام کے لیے

تقریر: صورت مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص اونٹ پر دھکا دے تو اس سے دھکا اس کی وجہ سے کمر کیا دھکا اس کی وجہ سے کمر کیا دھکا

اب اس صورت میں زہر پر نشان نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح زہر نے دواؤں پر پڑنے کی حالت میں پیشاب بلیہ کرنے کا مادی نہیں تھا اس کو پیشاب کرنے یا لہر کرنے کے لیے کھڑا کیا اور اس نے اپنی ضرورت بھائی جس میں سر پھسل کر مر گیا تو اس صورت میں زہر نماں ہوگا۔ یہ کھڑا نہ کر کے ضرورت نہیں تھی۔

اور اگر اذیت پڑنے کی حالت میں بھی ضرورت بھائی نے سے روئے نہیں کرنا کر زہر نے اس کے کرنے کے لیے کھڑا کیا تو کوئی چیز لینے کے لیے اس کو روکا اس حالت میں اس نے پیشاب یا لہر کر دیا جس میں سر پھسل کر مر گیا تو زہر یہ اس صورت میں ضامن ہے کیونکہ یہ کھڑا کر ضرورت کے بغیر تھا اس وجہ سے زہر اس کو کھڑے کرنے میں تجاوز بنا جس کی وجہ سے دوا ضامن ہے۔

اگر اس کے پاؤں سے کنکر یا یا گھٹلی یا پھل گئی یا اس نے غبار زہر یا یا چھوٹا پتھر اور اس نے کسی کی آنکھ پھوڑ دی یا کوئی کپڑا بگاڑ دیا تو سوار ضامن نہیں ہوگا۔

انصابت بیدھا او رجلبھا حصافہ او موالہ او الثلوث غبارا او عجزا صغیرا لفقاعا عیا او السد ثوبا لا یضمن وضمن بالکثیر لان الاحقر از عن الاول معتدلا بخلاف الثاني۔

ترجمہ: (اگر اس کے پاؤں سے کنکر یا گھٹلی یا پھل گئی یا اس نے غبار زہر یا یا چھوٹا پتھر اور اس نے کسی کی آنکھ پھوڑ دی یا کوئی کپڑا بگاڑ دیا تو ضامن نہیں ہوگا اور بلاے پھرے ضامن ہوگا) اس لیے کہ اول سے پہلے اعلیٰ نہیں ہے بخلاف دوسری صورت سے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خاتمہ کھڑے پر ٹھیک جا رہا تھا راستے میں اس نے گھوڑے کو تیز کیا سی دوران دوڑنے کی وجہ سے کنکریاں یا گھٹلی یا سر غبار یا چھوٹے چھوٹے پتھر اسے جس سے کر کے آنکھ پھوٹ گئی تو خاتمہ پر ضامن نہیں ہوگا کیونکہ سوار کی ہلنے کے دوران یہ مٹھوریہ چیزیں سانسے آتی ہیں گریبان سے چٹا لیکن نہیں ہے۔ اور اگر بڑا پتھر یا بڑا کر کے کر کے آنکھ پھوٹ گئی تو خاتمہ پر ضامن ہوگا کیونکہ عادتاً ایسا نہیں ہوتا ہے لہذا اس سے بچنا ممکن ہے۔

قائد اور سائق اس چیز کا ضامن ہوگا جس سے سوار ضامن ہوتا ہے

وضع السائق و القائد ما ضمنه الراكب و عليه الكفارة لا عليهما ای ان كان مكان الراكب سائق او قائد يضمن كل منهما ما ضمنه الراكب و يجب على الراكب الكفارة لا على السائق و القائد و الراكب يحرم عن العبارة لا القائد و السائق۔

ترجمہ: اور قائد اور سائق اس چیز کا ضامن ہوگا جس سے سوار ضامن ہوتا ہے اور سوار پر کفارہ ہوگا نہ کہ قائد کی طرف سے یعنی اگر سوار کی جگہ قائد یا سائق ہو تو جہاں اس سے بچنا ممکن ہوگا جس سے سوار ضامن ہوتا ہے اور سوار پر کفارہ لازم ہوتا ہے نہ کہ سائق اور قائد اور سوار میراث سے محروم ہوگا نہ کہ قائد اور سائق۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ بچنے سے یا ٹھیکے اور ٹھیکے سے کھینچنے والے پر ہر اس جگہ ضامن ہوگا جہاں سوار چل رہا ہے اس

لئے کہ مجھے سزا

حکومت کا سب سے اسی طرح سائنس دانوں کا کام بھی ہذا کے اسباب ہیں کیونکہ ان دونوں کی طرف سے وہ سب پایا گیا، مرنے سے اور کوئی نہایت کے قریب کیا

اگر دو گھوڑا سوار آپس میں آمنے سامنے آکر ٹکرائیں اور دونوں مرجائیں تو ہر ایک کی برادری پر دوسرے کی دیت واجب ہوگی

وحيث عاقله كل فارس ديد الاخر ان يعطى ما عاقله عند انشأه فيضمن كل نصف ذية الاخر لان هلاكه بفعلين فعل نفسه وفعل صاحبه فيبطل نصفه ويعتبر نصف صاحبه قلنا فعل كل منهما باح و المباح في حق نفسه لا يضاف اليه الهلاك وفي حق غيره يضاف .

ترجمہ: (لہذا ہر گھوڑا سوار کی راہرونی پر مضامین کو دیکھ کر دوسرے گھوڑے سوار کی دیکھ کر کانگروں کی آہٹ میں گرا نہیں اور مر جائیں گے۔ ہمارے نزدیک ہمارا کام شناختی فرماتے ہیں کہ ہر ایک کی راہرونی پر دوسرے کی نصف دیت واجب ہوگی کیونکہ ہر ایک کی حکامات و اظہار سے کوئی ہے۔ اپنے آپ کو مر قی کے شخص سے۔ جس اس کا نصف جو دہا کا اور اپنے ساتھی کا نصف ستر ہوگا۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک کا اصل مہاجر ہے اور مہاجر اپنے وطن میں اس کی طرف چلا کر تہ مضامین نہیں ہوگی اور دوسرے کے وطن میں مضامین ہوگی۔

قشری: صورت سنہ پ ہے کہ مراد کردہ دونوں گھوڑے پر آئے سرائے اور ہے تجھ خود قسمتی سے دونوں کے آگے میں مگر ہوگی جس کی وجہ سے دونوں مر گئے۔ اب دونوں کی پروری پر کیا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کی برادری پر دوسرے کی ولایت ہوگی کیونکہ یہاں امر چہ مرتے میں دونوں کے فضل کا خصل ہے مگر ایسے وقت میں ولایت کی اضافت اپنے فضل کی طرف نہیں ہوتی ہے بلکہ دوسرے کے فضل کی طرف ہوتی ہے اس لیے کہ اپنا ذاتی فضل تو ہر ایک کے لیے مباح ہے جو ضلالت کا سبب نہیں ہوتا ہے (اس لیے کہ مدت میں چنانہ مباح ہے بالایت دوسرے کا خصل سبب خدشہ نہ ہوگا اگرچہ اس کا خصل بھی مباح ہے کیونکہ مباح خصل جب کسی پر واقع ہو جائے تو وہ ضلالت کا سبب نہ ہوتا ہے۔

اگرچہ ہاتھی رحمت اللہ فرماتے ہیں کہ عمر کی برادری پر عمر کی آؤ بھی راست اور عمر کی آؤ بھی راست مگر کی برادری پر وادب ہے کہ کوئی ہر ایک کے مرنے میں خود اس کے اور اس کے ساتھ کسی شخص کا دشمن ہے اس لیے کہ ہر ایک کی نگرانی کے لیے ہر اس کے ساتھی کے لیے مسخر ہے اسی وجہ سے یہ بزرگواروں کا اور نصف مستحق ہونا۔

اور ایسی سوہرائ کا ہاتھ لگنے والا جس کی زمین کسی پر گر گئی پھر وہ اسی سے مرا تو سوارِ ضامن ہوگا

و سائق دابة وقع اذيتها على رجل فصارت وقائد قطار وعلى بعض منه رجلا ضمن العدة وان كان معه سائق ضمنه فان قيل يعبر على قطار بلا علم قائد رجلا ضمن عاقلة القائد الذة ورجعوا بها على عاقلة اربط

جس نے کتاب پر بندہ چھوڑ لیا اس کو ہانکا نہیں وہ چوستے ہی نقصان

کیا تو کہتے ہیں ضامن ہو گا نہ کہ پرندے میں

و من ارسل کلبا او طيرا و سافه فاصاب فی لورده صمى لى الکلب لا فی الطیر و لا فی کلب لم یسغه
الاصحاب انه لا یضمن فی الطیر ساق او لم یسق و یضمن فی الکلب ان ساق و ان لم یسق لا یضمن فی الکلب
بیشغل الفعل الیه بسبب السوق و ان لم یسق لا یشغل الیه لانه لا یعمل مختار و لا یضمن فی الطیر اذا لم یسق و
کذا ان ساق لان بدنه لا یطبق السوق فوجوده کعدمه فقول نعم لا یطبق الضرب اما سوله فبأنزجر و الصباح
بمخلاف الصيد فانما یحمل الصيد بمجرد الارسال للضرورة و عن ابی ہریرہ انه اوجب الضمان فی هذا کله
احتیاطا و المشایخ اختلفوا بقوله .

ترجمہ . (۱) جس نے کتاب پر بندہ چھوڑ لیا اس کو ہانکا۔ ابھی میں نے جو سنے ہی نقصان کیا تو کہتے ہیں ضامن ہو گا نہ کہ پرندے میں اور نہ کہ
اس کے میں جو ساق نہیں ہوا تھا حاصل یہ ہے کہ پرندے میں ضامن نہیں ہو گا کیونکہ ہانکنے کی وجہ سے اس کی جانب غصہ ہو گا اور اگر اس کو نہ
ہانکے تو اس کی جانب غصہ نہیں ہوتا کیونکہ کتاب خود مختار ہے۔ اور پرندے میں ضامن نہیں ہو گا اگر اس کو نہ ہانکا ہو اور اسی طرح اس کو ہانکا ہو
کیونکہ پرندے کا۔ ان ہانکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا جو عدم کی طرح ہے۔ میں سمجھا ہوں کہ جی ہاں مادہ کے کی طاقت نہیں دیکھتا۔ اور اس کا
ہانکا دانے اور دانہ کا نہ سے ہوتا ہے اس سے شکار مخالف ہے کیونکہ شکار صرف بھیجے سے طلال ہوتا ہے ضرورت کی وجہ سے۔ اور لہذا اس پر
یوسف رحمہ اللہ سے یکہ قول یہ متحمل ہے کہ ان سب صورتوں میں احتیاط ضمان ہے اور متضاح نے ان کا قول لیا ہے۔

تقریر:

پہلا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالہ نے اپنا بڑا چھوڑ دیا۔ اور اس نے اس کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا اور کہتے ہیں ان
دوران کسی کو مارا والا تو خالہ پر ضمان ہو گا کیونکہ سون کی وجہ سے کہے کا غصہ خالہ کی طرف منسوب ہو گا۔

دوسرا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالہ نے اپنا بڑا چھوڑا اور اس نے بڑا کو ہانکا اسی حالت میں بانہ نے کسی کے کھوکھارے کو کھوکھارے
کیا۔ اب ضمان خالہ پر نہیں ہو گا کیونکہ ہانکا سون کی سبب نہیں کیونکہ ہانکا سون کا فعل نہیں رکھتا۔ پس یہ سون نہ ہونے کے برابر ہے۔
تیسرا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی نے اپنا کتاب چھوڑا۔ اور اس کو گھسا ہانکا۔ اسی حالت میں کہنے نے کسی کو قتل کیا۔ اب اس
میں ضمان ہو گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زید پر ضمان نہیں ہو گا کیونکہ کہنے کا فعل زید کی طرف منسوب نہیں ہو گا کیونکہ کتاب کا ایسا چرچا یہ
ہے جو اپنے فعل میں اختار ہے جو عمل کے نائب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ لہذا کہنے کا فعل کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں ہو گا اور اگر
کہنے کو خالہ کی طرف منسوب کیا جائے اور کہنے سے خالہ کو بڑا ملا تو یہاں کہنے کا فعل مجبوراً چھوڑنے والے کی طرف منسوب ہو گا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احتیاطاً ضمان ہو گا۔

منفی یہ قول۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول منافی ہے۔ وان المعنى به الطمان مطلقا. (رد المحتار . ۱/ ۲۶)

ہجرت سے ہوا ہے اور چاند کو روکنے کے لئے کسی کی جانب سے ہوا ہے۔ لہذا اہل ایمان دونوں پر واجب ہوگا اور اگر خاتمہ کی اجازت سے کی ہو تو بحر عالم پر مومن ہوگا نہ کہ بحر پر کیونکہ اب غرض کا فعل راکب کی جانب منتقل ہو جائے گا گویا کہ راکب نے یہ کام خود کیا ہے۔

قصائی کا بکری کی کچھ پھوڑنے کی صورت میں بقدر نقصان ضمان ہوگا

وفي قفاه عين شاة القصاب ما نفقها وفي عین بقرة الجزار و حذو دة والحمار والمخل و الفرس ربع القيمة لانه تعدا بممكن لامة العمل بما ذابح عين عيها و عیى المستعمل وعند الشافعى يجب النقصان كما فى شاة القصاب قلنا فى شاة القصاب المتصور النقصان.

ترجمہ۔ (۱) قصائی کی بکری کی آنکھ پھوڑنے کی صورت میں بقدر نقصان ضمان ہوگا اور قصائی کی بیل کی آنکھ دو اس کے اوتھ، گھوڑے، بکری اور گھوڑے میں قیمت کی چوتھائی ہوگی اگر اس لیے کہ ان سے چار آنکھوں کے ساتھ کا سر کے نقصان سے رو چھوڑے اور دکاندار نے دالے کی سارا سامہ ضائع کیا ہے۔ (۲) اس میں نقصان واجب ہے جیسے تھاب کی بکری میں۔ ہم کہتے ہیں کہ قصاب کی بکری میں کوشت متصور ہوتا ہے۔

شرح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ قصائی کی بکری کی آنکھ پھوڑ دی۔ اب خاتمہ بقدر نقصان ضمان واجب ہوگا اس لیے کہ قصائی کی بکری سے مخصوص نہ ہو کوشت ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ خاتمہ نے قصائی کے اوتھ دالے گئے، گھوڑا، گھوڑے کی آنکھ پھوڑ دی۔ اب خاتمہ پر کیا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

اہل امام متقدمہ حضرات فرماتے ہیں کہ خاتمہ پر جس کی قیمت کی چوتھائی کا ضمان واجب ہوگا اس لیے کہ وہ بچے کے کام چار آنکھوں سے ہوتا ہے اس طرح کہ وہ ان کی اور دو سنتوں کرتے دالے نقص کی ہوتی ہیں تو گویا وہ چار آنکھوں والا بین یا قریب آنکھ کے جاننے سے گویا آنکھ کی پونچھا حصہ یا لہذا اس کی قیمت لازم ہوگی

اہل شافعی اس میں متفق فرماتے ہیں کہ یہاں بھی نقصان کی دائیں واجب ہوگی جس طرح قصائی کی بکری میں ہوتی ہے۔

باب جنایۃ الرقیق و علیہ

یہ باب غلام کی جنایت اور اس پر جنایت کے بیان میں ہے۔

اگر کسی غلام نے تھا کوئی جنایت کی تو اس کا مالک اس کو اس جنایت کے بدلہ میں ویدے

فان حسی عند حذل و دفعہ سبہ بھائی نہ تھانیر سلفک و لہا ار قد ہ باوشجا حالہا عند اسی حقیقہ و عند الشافعی الجنایۃ فی رقبۃہ یا ع فیہا الا ان یتیمی المولی الارض و لعمرة الخلاف یظهر فی الباع الجنائی بعد الحق فان المجتم علیہ یتبع العاصی اذا عقی عند ذلک نفس.

ترجمہ: (اگر کسی غلام نے خطا کوئی نہایت کی تو اس کو اس کا مالک میں سے بدلہ یعنی جزیہ (عمر دے۔ جس وہ اس کا مالک بن جائے گا یا نہ اس کے ادا کرنا کا عوض دے۔) یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام شافعی کے نزدیک جزیہ اس کی گردن پر ہوگی جس کے عوض اس کو بچا جائے گا مگر یہ کہ مولیٰ تاراج ہو کرے۔ اور اختلاف کا قاعدہ آزاد کرنے کے بعد حرام کے پیچھا کرنے میں ظاہر ہوگا کیونکہ نجی علیہ (جزیہ) زدہ جاہلی کا بیٹھا اس کے آزاد کرنے کے بعد مولیٰ شافعی کے نزدیک کرے گا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ غلام نے عمر کو خطا نقل کیا مثلاً یا اس نے کوئی اور حرام کیا۔ اب اصل جزیہ کس پر ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ و مرافقہ فرماتے ہیں کہ مالک کو اختیار ہے چاہے جزیہ کے بدلہ میں ملک کو دے دے (اس صورت میں ولی جزیہ اس کا مالک بن جائے گا) یا جو ہے فی الغل اس کی ادیت کا ذریعہ ہے اس لیے کہ خطا جزیہ میں ضامن جاتی کی برادری پر ہوگا (اگر اس کے لیے عائد ہو) یا اس کے اس میں (اگر اس کے لیے عائد نہ ہو) اور یہاں نہ غلام کے عائد ہے اور نہ اس کا مال اور نہ نجی علیہ (حرم) کا اور یہاں نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے اس کی گردن اس جزیہ کا عوض ہوگا۔ البتہ آزاد کرنے کے بعد اس کو اختیار حاصل ہے کہ اس کا حق بالکلیہ غلام میں قسمت ہو جائے۔ (مجمع الامہ ۱: ۳۸۲)

امام شافعی و مرافقہ فرماتے ہیں کہ غلام کی جزیہ تمام کی گردن سے وابستہ ہوگی (یعنی غلام کو فروخت کر کے اس کا حق ادا کیا جائے گا) اس لیے کہ یہ ایک مسلم اصل ہے کہ حرم جو حرم کرے تو وہ اسی کا ذمہ ہوگا یہ اور بات ہے کہ اس کی برادری ہو وہ اس کو برداشت کرے۔ اس طرح یہاں بھی ہوگا کہ اصل وجوب غلام پر ہوگا کیونکہ غلام کی برادری موجود نہیں ہے (اور آقا اس کی برادری میں سے نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ برادری کا دار و مدار قرابت پر ہے اور یہاں ان دونوں کے درمیان کوئی قرابت نہیں ہے)۔

﴿خلاصہ﴾

اس اختلاف کا ثمر اس صورت میں ظاہر ہوگا جس غلام کو آزاد کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں ہمارے نزدیک نجی علیہ اس غلام کو بچا کرے کیونکہ اصل وجوب غلام پر نہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک چونکہ اصل وجوب اس غلام پر تھا تو آزادی کے بعد اس کا بیٹھا کر جائز ہے۔

اگر مالک نے جزیہ کا عوض دے دیا اس کے بعد غلام نے کوئی اور جزیہ کی تو یہ پہلی جزیہ کی طرح ہے

فان فسخه فجنى فلهي كلالولي فانه اذا فدى مله عن الاولوي فصول الاولوي كان لم تكن فوجب بالتفدية المذبح او الفداء.

ترجمہ: (جس نے مالک کے عوض دے دیا اس کے بعد غلام نے دوبارہ کوئی اور جزیہ کی تو یہ پہلی جزیہ کی طرح ہے) اس لیے کہ مولیٰ نے جب ذریعہ دیا تو غلام پہلی جزیہ سے صاف آزاد نہیں پہلی جزیہ ایسی ہی کہ بالکل ہی نہیں ہوئی تھی تو دوسری جزیہ کی

رجوع سے غلامی کا یہاں کیا مفاد ہے؟

[illegible]

اگر غلام نے دو جنازات کیس تو آقا اس غلام کو ان دونوں کے اویسے کو ان دو جنازوں کے بدلے دے دے جس کو وہ اپنے حق کے بقدر تقسیم کر لیں گے

فإن حتى جثائيس دفنوا بهما إلى وليهما يقسمهما على قدر حقيقتها أو هلالة يار شيما فإن رغبة أو بدعة أو غشقة أو ديرة أو استولادة أي الأمانة الحباية ومن يعلم بها ضمن الأقل من قيمته ومن الأرض فإن علم بها عزم الأرض فإن العموى قبل هذه التصرفات كان محتجراً بغير المنفع والمساء والمسلم بين تطبيع بلا علم المولى بالاحتياية لمعسر محتجراً للأرض فصار القبة مقام العبد ولا تائدة هي التحجير بين الأقل والأكثر فحبب الأقل بخلاف ما أو اعلم فإنه لم يمتنع محتجراً للأرض

[illegible][illegible]

اسرار و اسرارِ صورت و اسرارِ جگر کے خاصہ کرم۔ نہ چاہت کی۔ نہ چاہت کرنے کے بعد عمر نے اپنے غلام کو ڈال دیا، وہ بڑا بڑا دیو دیو بن گئے۔ پھر وہ اسرارِ عالم، اسرارِ صحت سے نکلے، ان کی ایک دھم دھم تھیں ہیں۔

- $$-m_1 \ddot{x}_1 = -m_1 g + T_1 - T_2 \quad (1)$$

- (۲) . کہو آواز اترے وقت عزت کا غم نہ ہو۔

جس کی صورت میں عورت کو نہ کرنے کی وجہ سے فدیہ کا اختیار کرنے والا ہو جائے گا اس لیے کہ اب غلام کا دنیا بھٹکنا اور دوسری صورت میں شرا کر کے نہ کرنے کی وجہ سے فدیہ کا اختیار کرنے والا شرا کرنا ہوگا۔ ایک ایسی صورت میں غلام کی ایت اور نہایت کے دائیں میں سے جو جگہ کم ہو وہ کوئی نہ ہوگا اس لیے کہ سختی جرم کا حق نہیں دیا جاتا ہے جس کو قاتلے غلام نام زد تو کر کے فوت کر دیا جائے گا اس کا قصاص ہوگا اور مگر جائے الفیہ فدیہ کا اختیار کرنے والا ثابت ہوگا۔

اگر آقا غلام کا آزاد کرنا زید کے قتل کرنے یا اس کو تیرہ مارنے یا زچہ

کرنے سے معلق کر دے اور غلام نے اسی کو کیا تو غلام آزاد ہوا

كَمَا كَوْنُ هَلْقٍ عَفْوَ فَعَلِ زَيْدٌ وَرَمِيَهُ أَوْ سَجَّهَ فَعَلِ أَيْ قَاتَلَ أَوْ قَتَلَ زَيْدًا فَانْتَ حَرٌّ فَقَتَلَ أَوْ قَتَلَ أَوْ رَمَيْتَ زَيْدًا فَانْتَ حَرٌّ فَرَمِيَهُ أَوْ سَجَّهَ فَانْتَ حَرٌّ فَسَجَّهَ عَرَمَ الْأَرْضِ لَا مَهْصِرَ مَحْذَرًا لِلْعَدَاءِ حَيْثُ اعْتَفَى عَلَى نَفْسِهِ وَجُودَ الْإِجَابَةِ كَمَا لَوْ قَالَ إِذَا مَرِمْتَ زَيْدًا طَلَّقَ نِظَامًا فَإِذَا عَرَضَ بِصِيرٍ فَارًا وَعَنْدَ زَوْجٍ لَا بِصِيرٍ مَخْتَارًا لِلْعَدَاءِ إِذْ لَا جُنَايَةَ وَقْتُ تَكْلِمِهِ وَلَا عِلْمَ بِوُجُودِهَا.

ترجمہ:۔ (اچھا قاتل کا آ، اور کرنا دے قتل کرنے یا اس کو تیرہ مارنے یا زچہ کرنے سے معلق کر دے اور غلام نے اسی کو کیا یعنی قاتل نے کر دیا تو آپ نہ ہو کر، رہنے کے تو آپ آزاد ہیں۔ میں نامہ سے آزاد ہو گئی یا۔ یہ اس نے کیا ہے۔ تیرہ سے نہ مارا تو آپ آزاد ہیں۔ اگر غلام نے اسی طرح کیا تو اس نے کیا تو کوئی اور ہے، یہ اس کا اختیار کرنے والا ہوگا۔ نہ مصلحت سے نہ اس نے نہایت کے اجوکے فدیہ پر غلام کو آزاد کرنا ہے۔ دیکھئے کہ اگر آپ مریض ہو تو آپ طلاق سے قتل ہوا۔ جس اگر بیمار ہو تو یہ اس کے مرض سے طلاق ہو گئی اور شوہر اس مرض سے مریض ہو تو شوہر آزاد ہو جائے گا۔ اور امام زادہ رحمہ اللہ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص بیمار ہو کر مر گیا تو اس کا غلام نے اس مرض سے مریض ہو کر اسے آزاد کر دیا۔

شرح صورت مسئلہ یہ ہے کہ عورت اپنے نام نہ لے کر کہ اگر آپ زید کو زینا یا اس کو تیرہ مارے یا اس کا غلام بھڑا دے یا آپ آزاد ہیں۔ غلام نے اسی طرح کیا تو غلام آزاد ہو گیا اس کے بعد عامہ دینی جماعت کے احوال کے ہونے کا کمال نہیں، اسباب خیرات فعل کی وجہ سے فدیہ کا اختیار کرنے والا ہو گیا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس فعل کی وجہ سے فدیہ کا اختیار کرنے والا ہو گیا کیونکہ قاتل کی جانب سے غلام کا آزاد کرنا جماعت کے بعد شمار ہوگا (اور جماعت کے بعد آزاد کرنے کی صورت میں آقا فدیہ کا اختیار کرنے والا ہوتا ہے) کیونکہ ہمارے حضور و اسول میں سے ہے کہ تخلیق جب کے اللہ کا مانع ہے تو گویا ابھی آقا کا قول "اسی طرح کیا تو نہیں کیا بلکہ شرا میں جو ہونے کے بعد اہل حرکت شمار ہوگا جیسے خاندان اہل بیوی سے کہے کہ جب میں بیمار ہو جاؤ تو مجھے قتل نہ ملے۔ پھر جو عورت نے اپنے کے بعد دوسرے کو زچہ تو عورت کو طلاق پڑتی اور شوہر اسی مرض سے بیمار ہو گیا تو شوہر آزاد ہو جائے گا۔ اگر عورت نے اپنے کو بیمار کر دیا ہے تو عورت سے پہلے۔

امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں عورت آزاد کرنے کی وجہ سے فدیہ کا اختیار کرنے والا نہیں ہوگا کیونکہ قاتل کے کہنے کے وقت (اگر آپ نے نہایت کی تو آپ آزاد ہو گئے) اور نہ ہی عورت کے وجود کو اس جماعت کے بعد شمار کیا جائے گا۔ لہذا جماعت سے پہلے فدیہ کا اختیار

اگر ماؤن مقروض غلام نے خطاً بنائیت کی پھر مالک نے اس کو نا علمی میں آزاد کیا تو اس پر قرض خواہ کے لیے تاوان ہوگا غلام کی قیمت اور اس کی دیت میں سے کمتر کا اور اولیاء بنائیت کے لیے اس کی قیمت اور ارش میں سے کمتر ہوگا

فان جنی ماؤن ملبون خطاً فاعطه مبدہ ملا علم بها غرم لرب الدين الاقل من قيمته و من دینہ و لولہا الاقل منها و من الارش فان السبد اذا اعطى المأدون الصليون فعليه ثوب العين الاقل من قيمته و من الدين و اذا اعطى العبد الجاني جملته خطاً فعليه الاقل من قيمته و من الارش فكذلك عند الاجتماع اذا لا يراحم احدهما الاخر لانه لو لا الاعتاق يدفع الى ولي الجنانية ثم باع للدين.

ترجمہ: (اگر ماؤن مقروض غلام نے خطاً بنائیت کی۔ پھر مالک نے اس کو نا علمی میں آزاد کیا تو اس پر قرض خواہ کے لیے تاوان ہوگا غلام کی قیمت اور اس کی دیت میں سے کمتر کا اور اولیاء بنائیت کے لیے کمتر ہوگا اس کی قیمت اور ارش میں سے (کمتر ہوگا۔ جب مالک نے غلام ماؤن مقروض کو آزاد کیا تو مالک پر اس کی قیمت اور دین میں سے اقل ہوگا۔ اور اگر اس غلام کو آزاد کیا جس نے خطاً کوئی بنائیت کی تو مالک پر اس کی قیمت اور ارش میں سے اقل ہوگا اسی طرح اجتماع کے دوران کو نکال میں سے ایک دوسرے کے مزاحم و قریب نہیں ہوتا کیونکہ اگر آ، الی نہ ہوتی۔ جو حکم الی الجنایہ کو دیتے ہیں: ہوتا پھر ان کے لیے چھا۔

تقریر: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خاند کے ماؤن غلام ہونے خطاً کوئی بنائیت کی اور اس پر ۲۰۰ روپے قرض بھی ہے۔ خاند کو بنائیت کے بارے میں علم نہیں تھا اس نے فکر کو آزاد کیا۔ اب خاند پر وہ غلام ہوں گے ایک ولی بنائیت اور ایک صاحب دین کے لیے اس طرح اس غلام کی قیمت اور تاوان (ارش) میں سے جو کم مقدار ہو وہ ولی بنائیت کے لیے واجب ہوگی اور صاحب دین کے لیے اس کی قیمت اور قرض میں سے جو کم مقدار ہو واجب ہوگی کیونکہ اگر بن دین و دین حقوق میں سے صرف ایک حق ہوتا تو مالک پر ایک حصہ ہوتا تو جب وہ حقوق کا اجتماع ہوگا تو اب وہ حق کا حصہ واجب ہوگا کیونکہ ان دونوں سے ایک دوسرے کے متضاد نہیں کیونکہ انظر ان کی صورت میں غلام ولی بنائیت کے مالک کیا جاتا۔ اور قرض کے بدلے میں اس کو فروخت کیا جاتا۔

اگر مقروضہ ماؤن نہ بانڈی بچہ جسے تو اس کے ساتھ بچہ بیچا جائے گا قرض کی بابت اور اس کے ساتھ بچہ نہیں ویا جائے گا اس کی بنائیت کی بابت

لان ولدت مأدونة ولما يبا معها لدینها و لا يدفع معها لجنيتها لان الدين في ذمة الامة متعلق برخصتها فمسرى الى المولود و الى الجنابة الدفع في ذمة المولى لا في ذمتها و انما يلاقها اثر الفعل الحظي و هو المدفع و السراية في الامور الشرعية لا الحظيية.

ترجمہ: (اگر مقروضہ ماؤن نہ بانڈی بچہ جسے تو اس کے ساتھ بچہ بیچ جائے گا قرض کی بابت اور اس کے ساتھ بچہ نہیں ویا جائے گا اس کی

جناہت کی بات ہو کیونکہ اور اوصاف باندی کی قسم میں اس کے گردن کے ساتھ تعلق ہے تو یہ بچہ کی جانب سرائیت کرے گا۔ اور جناہت میں مالک کے لئے اس کا دھنسا ہے نہ کہ باندی کے لئے اور باندی کے ساتھ فعل قتل کا اثر طائی ہوا اور وہ رہتا ہے۔ اور اوصاف شرعیہ میں سرائیت ہوتی ہے نہ کہ اوصاف حقیقی میں۔

تشریح..... پہلا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر کی باندی شہادہ دہی کو عمر نے قمارت کرنے کی اجازت دی تھی، جس میں اس پر فرض بھی نہ تھا اور اٹھا کا بچہ پیدا ہوا۔ اب باندی کو اس بچہ کے ساتھ فروخت کیا جائے گا کیونکہ یہاں مال کا تخم بچہ کی طرف سرائیت کرے گا کیونکہ فرض ایک اصف علی ہے جو باندی کے ذمہ واجب ہوا ہے۔ جس کو باندی فروخت کر کے اس کی گردن سے وصول کیا جائے گا۔

دوسرا مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر کی حاملہ باندی نے جناہت کی اس کے بعد اس کا بچہ پیدا ہوا۔ اب عمر نے اس باندی کو ولی جناہت کو دیا یا پھر جواب باندی کے ساتھ اس کا بچہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اصل وجوب باندی پر نہیں ہے بلکہ اس کے مالک پر ہے۔ اس مالک اس وجوب کو اپنی طرف سے باندی دینے سے ارادہ کرے گا تو آگاہ اس باندی کو دیا و صف علی نہیں بلکہ فعل قتل ہی ہے چنانچہ فعل قتل میں سرائیت ہو سکتی۔

اگر غلام نے ایسے آزاد آدمی کا ولی قتل کیا جس نے اقرار کیا تھا کہ اس کو اس کے

مالک نے آزاد کیا ہے تو اس آزاد کے لیے اس غلام پر کچھ نہیں ہوگا

فلان قتل عبد خطا ولی حر زعم ان سیدہ اعتقه فلا شی للمحر علیہ ای قال وجعل هذا العبد قد اعتقه مولاه
لفعل ذلك العبد شخصا خطا وذلك الرجل ولی جنایة فلا شی له لانه لما قال ان مولاه اعتقه فادھی الذیة
علی العتلة فیراء العبد و المولی عن موجب الجنایة

ترجمہ..... (نور اگر غلام نے اپنے آزاد آدمی کا ولی قتل کیا جس نے اقرار کیا تھا کہ اس کے مالک نے آزاد کیا ہے تو اس آزاد کے لیے اس غلام پر کچھ نہیں ہوگا) یعنی ایک شخص نے کہا کہ اس غلام کو اس کے مولیٰ نے آزاد کیا ہے۔ مگر اسی غلام نے ایک شخص کو خطا قتل کیا۔ اور یہی شخص ولی جناہت تھا تو اس کے لیے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ جب اس نے کہا کہ اس کے مالک نے اس کو آزاد کیا ہے تو اس نے دیت کا دعویٰ غلام کی برادری پر کیا اور اس نے غلام اور اس کے مالک کے بری ہونے کا جناہت۔ جو موجب۔ دعویٰ کیا۔

تشریح..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر کا ایک غلام بکرہ نے کہا کہ عمر نے اس کو آزاد کیا ہے۔ اتفاق سے بکرہ نے شہادہ دہی کو خطا قتل کیا اب غلام بکرہ پر شہادہ کے لیے کچھ نہ ہوگا کیونکہ شہادہ نے اپنے قول اور خیال سے یہ ثابت کیا کہ عمر اور بکرہ کو ولی جناہت نہیں بلکہ اس کی برادری پر ہے تو عمر اور بکرہ کے بارے میں اس کا قول سبوتا ہوگا اور ان دونوں پر کچھ نہیں ہوگا۔ اور ان کے کہہ پر بھی کچھ نہیں ہوگا کیونکہ دیت شرعیہ کے بغیر ماضی کے خلاف شہادہ کا دعویٰ قابل قبول نہیں ہوگا۔

اگر غلام نے کہا کہ میں نے زید کے بھائی کو اپنی آزادی سے پہلے قتل کیا اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ آزادی کے بعد قتل کیا تو اول کا قول معتبر ہوگا

فان قال قلت انما زيد قبل عظمي خطأ قال زيد بل بعده صديق الاول فانه اسند قتله الى حاملة منافقة للضمان
فكان منكرا فالقول قولك كما اذا قال العاقل البالغ طلقت امرئتي او بعت داري و اتا صبي او اتا مجنون و
كان جنونه معروفا فانقول قوله فان قلت يبطل ان لا يكون لقول العبد اعتبار لان معنى قول الاخ ان دية
القتل على عاقبتك و معنى قول القاتل ان الواجب على مولاي الال من قيمتي و من الدية ان لم يعلم
بالحجامة و الدية ان كان عالما بها فلا اعتبار بقول العبد في حق المولى قلت الاخ يدعى على القاتل القتل
بالخطأ بعد الحق و لا يثبت له فالقاتل ان اقر بذلك لزمه الدية لان ما يثبت بالاقراء لا يصحمله العاقلة فهو
منكر ذلك بل يقول لثبته قبل الحق فيعذر قوله في نفي ثبته بعد العتق لا في انه يثبت على المولى شي لان
قوله لا يكون حجة على المولى .

ترجمہ: اگر غلام نے کہا کہ میں نے زید کے بھائی اچھی آزادی سے پہلے قتل کیا اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ قزادی کے بعد قتل کیا تو قول کا قول مستحب ہوگا کیونکہ قاتل نے اس کا قتل ایسی حالت کی طرف متصاف کیا جو انسان کے ساتھ عسانی ہے تو وہ منکر ہوا۔ جس اس کا قول مستحب ہے جیسے ایک عاقل بالغ نے کہا کہ میں نے ایلہا پیری کو طلاق دی یا میں نے اپنا مقررہ وخت کیا نہیں یا جنوں کی حالت میں اور اس کا بیٹن معلوم خاتو اس کا قول مستحب ہوگا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ وہ سب یہ ہے کہ غلام کے قول کا اعتبار نہیں کیونکہ حصول کے بھالی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ قتل کی دیت اس کے عاقل پر ہے اور قاتل کے قول کا مطلب یہ ہے کہ میرے ایک پر میری دیت اور قیمت سے کمتر واجب ہے۔ اگر مالک کو حیثیت معلوم نہیں تھی اور دیت ہے اگر بیعت اس کو معلوم تھی۔ پس غلام کا قول مالک سے حق میں مستحب نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حصول کا حصولی قاتل پر لازم ہونا کرنے کے بعد قتل تھا کا وجہ وہ ہے اور اس کے لیے کو انہیں۔ پس مالک اگر آزادی سے پہلے قتل کا اقتدار نہ تو دیت کا لازم ہوگی کیونکہ وہ چیز جو اس کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اس کا قتل عاقل نہیں کرتے اور مالک میں کے وجہ سے منکر ہے بلکہ وہ کچھ ہے کہو نے اس کو آزادی سے پہلے قتل کیا ہے۔ پس غلام کا قول آزادی کے بعد قتل کے بابت میں مستحب ہوگا اس میں کہ وہ مالک پر کچھ ثابت نہ ہو ہے کیونکہ اس کا قول مالک پر دلیل نہیں ہے۔

تفہیم: صورت مستطیہ یہ ہے کہ کمرے اپنے غلام شاہد کو ڈاکو کیا اس کے بعد شاہد نے عمر سے کہا کہ میں نے تیرے بھائی اور کو خطا قتل کیا جب میں غلام تھا اور عمر نے کہا کہ نہیں تو نے اس کو آڑی ہانے کے بعد قتل کیا۔ اب یہاں شاہد کا قول مستتر ہے کہ عمر کا کیونکہ یہاں شاہد منکر ہے اس لیے وہ اپنے لہر چنان کے وجہ کا ذکر کر رہا ہے کیونکہ قتل کی نسبت یہی جانب کر رہا ہے جس میں اس پر ظن وجہ نہیں کیا جاسکتا جیسے ایک عاقل بالغ شخص کہتا ہے کہ جب میں بچہ تھا اس وقت میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی تو اس کا قول مستتر یہ ہوا کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنا گھر بچہ میں بچہ تھا تو اس کا قول مستتر ہوگا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نکل ہوئی کی حالت میں اور دو واقعہ پاگل رو چکا ہے جس کی وجہ سے اس کا خون معروف اور مشہور ہے تو ان تمام صورتوں میں اس کا قول مستتر ہوگا کیونکہ یہ ظن سے منکر ہے اور مردی ہے۔ اور اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہاں تیرے اوپر ہے اور ایسے موقع پر منکر کا قول یہی

کے ساتھ معتبر ہے۔

﴿فندہ﴾

سوال: غلام کا قول معتبر نہیں ہوگا کیونکہ معتزل کا بھائی کہتے ہیں کہ روایت غلام کی برادری پر لازم ہے اور غلام کہتا ہے کہ نہیں مالک۔
جواب: یہاں غلام کا قول مالک۔ کے بارے میں معتز نہیں ہے بلکہ معتزل کے بھائی کا قول معتبر ہے۔

جواب: غلام کا قول ہی معتبر ہوگا کیونکہ غلام کے قول کی دو جانب ہیں۔ (۱) وجہ سولی پر مازم ہے۔ (۲) ... کہ وہی کے بعد نقل نہیں آوا ہے۔ لہذا یہاں دوسری صورت میں غلام کا قول معتبر ہے نہ کہ اول میں۔

اگر آقاؐ نے کہا کہ میں نے اس کا ہاتھ اس کی آزادی سے پہلے کاٹ دیا اور بوٹدی

نے کہا کہ نہیں آزادی کے بعد کاٹ دیا ہے تو اونٹنی کا قول معتبر ہوگا

فان قال قطعت يدها قبل اعتاقها و قالت بل يده مبدلت و كذا هي اعلم العال منها لا هي الجماع و العلماني
ابن ابراهيم قال ليا قطعت يده او اخذت منك هذا العال قبل ما اعتقك و قالت بل يده مبدلت لولها
عند ابني حنيفة و ابني يوسف و عند محمد الطوق قوله و هو القياس لانه ينكر الضمان باسناد الفعل الى
حالة مبدلة متناهية للضمان فلما لم يسمه الى حالة متناهية لانه يضمن لو فعل و هي مبدولة على ان الاصل
في هذه الامور الضمان فقد اضر سب الضمان ثم ادعى البرائة عنه بعرفاء ما اذا قيل جامعها قبل الاعتاق
او اخذت الغلة قبل الاعتاق فان تلك الحالة متناهية للضمان سب الجماع و اخذ الغلة و ايضا الظاهر
كونهما في حالة الوقف .

ترجمہ: (اور اگر اس نے کہا کہ میں نے اس کا ہاتھ اس کی آزادی سے پہلے کاٹ دیا اور اس نے کہا کہ نہیں آزادی کے بعد کاٹ دیا ہے تو
اونٹنی کا قول معتبر ہوگا۔ اسی طرح، عیسیٰ نے کہا کہ میں نے اس کا ہاتھ اس کی آزادی سے پہلے کاٹ دیا اور اس نے کہا کہ نہیں آزادی کے بعد کاٹ دیا ہے تو
معتبر ہوگا۔ شیخین و دیگر ائمہ کے نزدیک۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک۔ آقا کا قول معتبر ہوگا۔ درمیان میں اس سے کیونکہ مالک غلام سے انکار کر رہا
ہے کیونکہ وہ ایک ایسی اہم حالت کی طرف تعلق کی مخالفت کر رہا ہے جو غلام کے ساتھ متعلق ہے۔ ہمارے حکم میں ہے کہ آقا نے فعل کیا اسکی
موت کی طرف متعلق نہیں کیا ہے جو غلام کے متعلق ہو کیونکہ مالک غلام کے ہاتھ کاٹنا اس کا ہاتھ کاٹنا ہے اور حالانکہ وہ مبدل
ہے اور اس کے بعد اصل مالک اس چیز میں ضمان ہے۔ اور عقیدت کے ساتھ مالک نے ضمان کے سبب کاٹ کر رکھا۔ مگر اس نے جی دے گا دوسری
کیا۔ خلاف اس کے کہ مالک کہے گا میں نے اس سے اس کی آزادی سے پہلے خارج کیا۔ میں نے اس کی آزادی سے پہلے اس کی کھلی لی کیونکہ
یہ حالت دلی اور کوئی لینے کی وجہ سے ضمان کے متعلق ہے۔ اور اسی طرح یہ ہے کہ یہ دونوں حالت میں ہوئے ہیں۔

تشریح: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ عد نے اپنی باپ کی خالہ کو آزاد کیا اس کے بعد خالہ نے خالہ سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ

باندی ہونے کی حالت میں کاٹ دیا۔ اور خالد نے کہہ کر نہیں بلکہ مجھے آزادی دینے کے بعد آپ نے کاٹ دیا۔ اب کس کا قول مستبر ہے اس میں اختلاف ہے۔

شیخین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باندی کا قول مستبر ہوگا کیونکہ مالک نے یہاں فصل کی استناد ایک ایسی حالت کی طرف نہیں کی ہے جو غلام کے متعلق ہو کیونکہ یہ ممکن ہے کہ باندی ہوتے ہوئے بھی آپا کر اس جرم کا جہان وادب ہو سکتا ہے (یعنی وجوب جہان اور ملک ہونے میں کوئی منافات نہیں ہے) کیونکہ اگر مالک نے اپنی باندی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اور اس پر کسی کا قرض تھا تو باندی کے ہونے کے باوجود مالک پر ضمان واجب ہوگا۔ اور اسی طرح مالک نے اولاً ایک ایسی چیز (ہاتھ کاٹنا) کا اقرار کیا جو غلام کو زرم کرتا ہے اور بعد میں ایسی چیز (باندی ہونے کا) کا دعویٰ کیا جو اس کو ضمان سے بری کرتا ہے تو اس کے اقوال میں تضاد ارض آگیا۔ اس وجہ سے اس کا قول مستبر نہیں ہوگا۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مالک کا قول مستبر ہوگا کیونکہ مالک مستبر ہے اس لیے اس نے فصل کی استناد ایک ایسی حالت کی طرف کی ہے جو مستبر اور غلام کے متعلق ہے کیونکہ وہ اس کی باندی تھی۔ اور باندی مدیدہ ہے۔ اور مستبر کا قول مستبر ہوتا ہے۔

ملفوظ بقول شیخ محمد رحمہ اللہ کا قول مستبر ہے جس طرح صاحب مہد لیس کے منہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ جلد ۱۸ ص ۱۶۶ (۱) ص ۱۶۶۔
دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اپنی باندی کو آزاد کیا اس کے بعد زید نے باندی سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ دہلی کی جب آپ میری باندی تھی یا میں نے آپ سے اسی حالت غلامی میں آپ کی کافی لی اور باندی نے کہا کہ نہیں بلکہ آزادی کے بعد آپ نے دہلی کی یا میری کائی لی تو یہاں مالک کا قول استناد مستبر ہے کیونکہ مالک نے فصل کی استناد اس معلوم حالت کی طرف کی ہے جو غلام کے ساتھ متعلق ہے۔

اگر مجبور غلام یا بچہ نے کسی بچہ کو کسی کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر بچہ نے اس کو قتل کیا تو دیت قاتل کی برادری پر ہوگی اور قاتل کی برادری اس کے بعد غلام پر اس کی آزادی کے بعد رجوع کرے نہ کہ بچہ پر

قال امر عبد المجبور او وصی صبا بقتل رجل لفضله فالدية على عاقلة القاتل و رجوا على المجد بعد حظه لا على العسی الامر لان المباشر هو العسی المأمور ليعصم عاقله لم يرجعوا على العبد لان اعتق لانه اوقع العسی لی هذه الورقة لكن فونه غير معبر لحق المولى ليعصم بعد العتق و لا يرجعوا على العسی الا بعد القصور اهلية۔

ترجمہ: ... (اگر مجبور غلام یا بچہ نے کسی بچہ کو کسی کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر بچہ نے اس کو قتل کیا تو دیت قاتل کی برادری پر ہوگی اور قاتل کی برادری اس کے بعد غلام پر اس کی آزادی کے بعد رجوع کرے نہ کہ بچہ پر) کیونکہ مباشر مأمور ہے۔ پس اس کی برادری ماسک ہوگی مجبور غلام پر رجوع کرے جب وہ آزاد ہو جائے کیونکہ اس نے بچہ کو اس شکل میں پھنسا دیا کہ اس کا قول مالک کے حق کی وجہ سے مستبر نہیں

جیسا کہ آواز ہونے کے بعد کسی عورت اور برادری حرم میں داخلے پر پرجہ نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس کی طبیعت میں نقصان ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر غلام یہ ہے اس نے ایک بچے شہر کو ایک بچے کے ساتھ جو حکم دے دیا کہ خالد کو قتل کر دو اور اس نے اس کو قتل کیا۔ اب حاکم کسی پر ہے غلام پر یا قاتل پر یہ دونوں صورتوں میں ان کا قاتل بچے کی برادری پر لازم ہوگی کیونکہ قاتل اس سے جدا ہوا ہے اور اس کا علم اور نہایت ایک ہے۔ اب اگر غلام ہو تو اس پر غلام کی حالت میں ضمان نہیں کیونکہ وہ مالک کے حق میں مشغول ہے اور جب اس سے فرار ہو جائے گا اور آزادی حاصل کرے گا تو پھر قاتل بچے کی برادری اس سے دلی ہوئی دیت و پھس لے کیونکہ اس سے بچے کو اس تکلیف میں پھنسا ہے۔ اور اگر آرمی ہو تو اس پر پھل نہیں ہے کیونکہ وہ قاتل ہے اور اس کا قول مستتر ہے کیونکہ اس کی طبیعت میں نقصان ہے۔ پس جب اس کا قول مستتر نہیں تو اس کی برادری پر ضمان نہیں ہوگا۔

اگر مجبور غلام کا مالک غلام کی مثل تھا تو قاتل کا مالک غلام میں قاتل کو حوالہ کرے یہ
فدیہ دیدے اور سال میں آمر پر رجوع کے بغیر اور اس کی آزادی کے بعد رجوع
کرنا اس مقدارتے واجب ہے جو قیمت اور فدیہ میں سے کمتر ہو

فان كان مأمور العبد مثله دفع السيد القاتل او فداء في الخطأ ولا رجوع في الحال فيجب ان يرجع بعد عفا
بافل من قيمته ومن الفداء ان امر عبد موجود بقتل لرجل فقتل الخطأ دفع السيد القاتل فداء ولا
رجوع على العبد الامر في الحال وانما قال ولا يرجع بعد العفو لا رواية لذلك فينبغي ان يرجع
بافل من قيمته ومن اهداء لان قيمته اذا كانت اقل من الفداء فالعفو غير مضطر الي اعطاء الزيادة على
القيمة بل يدفع العبد اقول ينبغي ان لا يرجع بل ينبغي لان الامر لم يصح والامر لم يرفع في هذه الورقة
لكمال عقل العاصم بخلاف ما اذا كان المأمور صا.

ترجمہ: (اور اگر مجبور غلام کا مالک غلام کی مثل تھا تو قاتل کا مالک غلام میں قاتل کو حوالہ کرے یا فدیہ دے اور حال میں آمر پر رجوع
کے بغیر اور اس کی آزادی کے بعد رجوع کر دے اس مقدارتے واجب ہے جو قیمت اور فدیہ میں سے کمتر ہو) لیکن اگر مجبور غلام نے مجبور غلام کو قتل
کے بارے میں حکم دیا تو مالک قاتل کا مالک غلام کو حوالہ کرے یا فدیہ دے۔ اور اگر اس نے آمر غلام پر رجوع نہیں ہوا تو اگر غلام نے صرف نے
فرمایا واجب ان امر بعد العفو۔ کیونکہ اس پر رجوع کرنے کے بارے میں کوئی روایت نہیں۔ لیکن من سب یہ ہے کہ مالک اس کی قیمت و فدیہ
میں سے کمتر سے رجوع کرے کیونکہ مالک اس کی قیمت و فدیہ سے کم ہو تو مالک مجبور نہیں کہ وہ قیمت سے زیادہ دے بلکہ غلام کو دے۔ جس کی مثال
کو مناسب ہے کہ کسی چیز کا رجوع کرے کیونکہ یا اس میں کمی ہے اور نہ اس کے مالک کو اس شکل میں پھنسا ہے کیونکہ مالک اس کی مثل کمال
ہے بخلاف اس کے کہ مالک اس پر ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ فدیہ کے مجبور غلام فدیہ نہ کر کے مجبور غلام کو قتل کر دے یا فدیہ دے یا اگر اس نے شہر کو قتل
کر لیا۔ اب حاکم کسی پر ہے تو مصنف فرماتے ہیں کہ حاکم آمر پر ہو گا مگر کو اختیار ہے چاہے اس کو شہر کے دیہات کے حوالہ کرے چاہے

شارح کی ایت دے۔ اور اب مکر حامد سے کچھ نہیں لے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کے حق میں مشغول ہے۔ البتہ اگر وہ آزاد ہو جائے تو مکر حامد سے وہ مقدار لے جو قاتل غلام کی قیمت اور فدیہ (دیت) میں سے کم ہو اور اگر اس نے اکثر دیا ہو تو پھر وہ اکثر حامد سے نہیں لے سکتا کیونکہ جب مکر پر اکثر لازم نہیں تھا تو پھر اس نے اکثر کیوں دیا کیونکہ شرعاً ملک کو اختیار تھا چاہے قیمت دے دیتے یا فدیہ دیا کرتے (یعنی مالک کو اکثر دینے پر مجبور نہیں تھا)۔ (فتاویٰ: ۱۸۲/۹)

﴿فائدہ﴾

(۱)۔ سوال: مصنف نے جگہوں کیا؟ جواب: کیونکہ آخر سے یہ مقول نہیں کہ مکر حامد پر جو جر کرے تو مصنف نے یہ صورت پہلی صورتوں پر قیاس کی کہ جس طرح پہلی صورتوں میں جر ہے اسی طرح اس صورت میں بھی ہے۔

(۲)۔ سوال: کیا مصنف کا یہ قول مقبول ہے؟ جواب: مصنف کا یہ قول مقبول نہیں ہے کیونکہ یہاں ما سور کا عمل عین مداریت ہے اور مکروہ نہیں ہے (جو قاتل نفس سے ذرا بہتر) تو اس صورت میں خود ما سور ذمہ دار ہے نہ کہ آخر۔ البتہ آخر پر امر کا مکنا ہے اور اس صورت کا مکمل پر قیاس کرنا مشکل ہے کیونکہ پہلی صورت میں ما سور کا عمل مکمل والا نہیں تھا۔

قول معتبر: شارح کا قول معتبر ہے اور مذہب کے اصول کے موافق ہے نہ کہ مصنف کا قول۔

اگر قاتل عمدہ میں قاتل غلام چھوٹا ہو تو اس کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر بالغ ہو تو قصاص ہوگا

و كَذَا فِي الْعَمْدِ اِنْ كَانَ الْعَبْدُ الْقَتْلُ صَغِيرًا اَوْ اِنْ كَانَ كَبِيرًا اَلْقَتْلُ اِیْ فِی الْعَمْدِ دَفْعَ الْعَبْدِ الْقَاتِلِ اَوْ فِدَاهُ لَمْ يَرْجِعْ عَلٰی الْعَبْدِ الْاَصَرِ بِالْقَتْلِ مِنْ قِیمَتِهِ وَ مِنْ الْفِدَاءِ اِنْ كَانَ الْعَبْدُ الْقَاتِلُ صَغِيرًا كَالْعَبْطَانِ اَوْ اِنْ كَانَ كَبِيرًا كَبْرًا اَلْقَتْلُ الْعَصَاصُ.

ترجمہ: ... (اود ای طرح قتل ہو میں اگر قاتل غلام چھوٹا ہو اور اگر بالغ ہو تو قصاص ہوگا) لیکن ہر میں مالک کا قاتل تمام کو حوالہ کرے یا جلدان دے کر اس کو چھڑائے۔ مجرماً و عمدہ غلام پر اس کی قیمت داریت اور اس میں سے کمتر سے جر کرے۔ اگر قاتل غلام چھوٹا ہو کیونکہ بچے کا مصروف کی طرح ہے۔ اور اگر بڑا ہو تو اس سے قصاص لینا واجب ہے۔

تشریح: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ مکر کے تمام اہم نے مکر کو قاتل کیا۔ اب اہم پر قصاص ہو گا یا نہیں؟ اس میں تخیل ہے۔ اگر اہم بالغ نہیں ہے تو عمر اہم کو مکر کے اولیاء کو دے یا مکر کی دیت دے۔ کیونکہ بچے کا مصروف خطا ایک پیسے ہے اور اگر اہم بالغ ہو تو مکر قصاص کیا جائے گا۔

اگر غلام نے دوا آزاد ہندوں کو تصداً قتل کیا اور ہر ایک کے دو دلی ہیں۔ پس ان میں سے ہر ایک نے معاف کر دیا تو نصف غلام دوسرے دو کو حوالہ کیا چاہے بے پادیت دے کر اس کو چھڑائے

فلان فليس من عمله حزين لكل واحد ولكن فعفا احد ونسى ككل منهما دفع نصفه الى الاخرين فو فعفا يديته
ومسحط حل من عفا في الذبابة وانقلب حصه من لم يعف مالاً وان يدفع نفسه او الذبابة الى واحدة .

ترجمہ: (پورا مکرظام نے) دو کڑھوں کو قصداً اُٹل کیا اور ہر ایک کے دو دلی ہیں۔ پس ان میں سے ہر ایک نے سٹاف کر یا تو نصف مکرظام دوسرے دو کو کھانے کی بجائے دیتے دے کر اس کو پیچھا کرے اور جس نے مخالفت کیا اس کا حق سناٹا ہو گیا۔ اور جس نے سٹاف نہیں کیا اس کا حق بالین کیا۔ اور بالین نظام کے نصف کا دے سے پاک کا دل دیتے۔

قرآن ... صورت مستند ہے کہ خالد بن ولید جو کربلا کا قاتل ہے اس نے شہید اور غریبوں کو قصہ آنکارا اور شاہ کے دو بھائی احمد اور حامد کو بھی اور عمر کے بھائی کو اور عبد اللہ کو بھی۔ اب خالد اور عامر نے خالد کو معاف کیا تو خالد نے تعاضد نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ کربلا کو اختیار ہے چاہے غلامان اور غریبوں کو معاف کرے یا اس کو بد دے۔ اس لیے قرطام حوالہ داتا ہے جو کہ غلام دیا جائے نکلیں یا کچھ اسی طرح اگر بد دے دینی ہے کئی اس میں قصص ہیں۔

اب اگر غلام ہوا ہو تو صرف آدھا دیا ہوگا کیونکہ آدھا معاف ہو چکا ہے۔ اور اگر غلام ہو کر تین دنوں کو ایک پوری دیت (دس ہزار روپے) ہوئی، جس کو اسے اور علیحدہ آدھا دیا تھا تیس کر رہی کیونکہ اگر چار دن دیت لینا چاہتے ہیں تو ان کو کسی ہزار روپے ملے کیونکہ وہ مخصوص کی دیت اتنی ہوتی ہے لیکن جب چار دن سے دو نے بچا تو معاف کر دیا تو نصف حق ساتھ ہو کر صرف نصف حق باقی رہ گیا اور وہ نصف حق کامل دیت ہے۔

اگر ان میں سے ایک کو عمر اُقتل کیا اور دوسرے کو نوحۃ اُقتل کیا اور عمر کے ایک ولی

نے اس کو معاف کر دیا تو یوری دیت دے کر چھڑائے خطائے کے دونوں اولیاء سے

فإن قيل أحسبنا عبداً والآخر خطأً وعفا أحد وليي العمد فدى بديا لولي الخطأ وبصمها لأحد وليي العمد أو دفع اليهم وقسم الألاعولاً عند أبي حنيفة وأرباعاً منازعة عندهما أما طريق المقول فإن ولي الخطأ يدفعان الكل واحد وليي العمد يدعي النصف فيضرب هذان بالكل وذلك بالنصف أصله الحركة المسعوفة بالنسب وهذا عند أبي حنيفة وقالوا يدفع لوليها ثلاثة أرباعه لولي الخطأ وربعه لولي العمد بطريق المنازعة ليسلم النصف لولي الخطأ بلا منازعة وبقي منازعة الغريبتين في النصف الآخر فيصاف فلهمنا يقسم الأرباعاً .

قر مجید... (اور اگر ان میں سے ایک کو کھواق آتش کباب درود سے کو خطا نقل کیا، اور وہ کسی ایک دینی نے اس کو محافظ کر دیا تو یہ دلی ہمت ہے کہ

اور معائنہ کرتے ہیں کہ اس نے غلام کو معاف کیا ہے یا نہیں اور اپنے بھٹے کا نصف اور سب کو سب کو بھڑا کر دیتے ہیں کہ

تشریح۔ صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جو کدو اور مرغ کے درمیان عین مشترک غلام ہے زیادہ تر کے باپ قتل کیا تو ان دونوں کو قصاص کا حق حاصل ہے مگر کدو کو معاف کیا۔ اب مگر کا حق باطل ہو گا اس خراج کہ وہ نہ قصاص کے مستحق ہے اور نہ وہ باپ کا قتل نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام طہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مگر کا حق بھی باطل ہو گیا کیونکہ معافی سے پہلے دونوں کا حق قصاص تھا اس میں مشترک ہونے کی وجہ سے عینِ قربانیت میں شمول ہوتا ہے اور جب کدو نے معاف کیا تو مگر کا قصاص باطل بن گیا۔ اور مگر کا قصاص نصف ہے مگر اب اس میں تردد ہو گا کہ تو مالِ مگر کو دے دیا جائے گا یہ قول سے نصف کا بدلہ لےنا میں با احتمال ہے کہ شاید یہ کدو کے نصف کا بدلہ دیا اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ نصف شدہ نصف کا بدلہ ہو۔ بہر حال اس میں تردد کیا۔ اور نصف اور دہ کی وجہ سے مالِ نکاح نہیں ہوتا ہے۔

حاجتین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس مالک نے قصاص معاف کیا ہے وہ اپنا جو قصاص دوسرے مالک کو دینا چاہتا ہے دیتا ہے۔

فصل پنجم

غلام کی ویت اس کی قیمت ہے پس اگر یہ ویت آزاد شخص کی ویت تک پہنچ جائے گی اور باندی کی قیمت آزاد عورت کی ویت تک پہنچ جائے گی تو ہر ایک کی قیمت سے دس درہم کم کر لیں گے

دبۃ العبد قیمۃ فان بلغت ہی دبۃ الحر و قیمۃ الامۃ دبۃ الحرۃ نقص من کل عشرۃ ہذا عند امی حیفۃ و عند محمد اطہار الاصلۃ رقة النعمۃ عن الحر و عند امی یوسف و احمد لغی یحب قیمۃ بالعدۃ ما بلغت ترجمہ۔ (غلام کی ویت اس کی قیمت ہے۔ پس اگر یہ ویت آزاد شخص کی ویت تک پہنچ جائے گی اور باندی کی قیمت آزاد عورت کی ویت تک پہنچ جائے گی تو ہر ایک کی قیمت سے دس درہم کم کر لیں گے) یہ نامِ نعم روضۃ کے نزدیک ہے اس سے مراد جو کدو آزاد ہے کہ ویت کو ظاہر کرنے کے لیے۔ اور امام داؤد اور یحییٰ فرماتے ہیں کہ اس کی قیمت دواہب ہے جس تک نہ ملے پہنچ جائے۔

تشریح۔ صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جو کسی غلام یا باندی کو قتل کرے تو اس کی ویت کی قیمت اس کی قیمت واجب ہوگی۔ یہ یہ قیمت ملے گی یا خیر ان کے ساتھ اس میں اختلاف ہے۔

طریقین پر جہاں اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے ایسا شرط ہے کہ اس کی ویت آزاد کی ویت سے بڑھنے نہ پائے۔ بلکہ اگر اس کی قیمت بالعرض اس بڑا دیا اس سے زیادہ ہو تو ویت اس درہم کم کرے اور جو مطلقہ درہم ہوں گے اس لیے کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ غلام کا ویت آزاد کے رتبے سے کم ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مطلقہ اس کی قیمت دواہب ہوگی خواہ آزاد کی ویت سے کم ہو یا زیادہ کیونکہ ایسی صورت (مثلی

[illegible]

تشریح .. بصورت مسئلہ یہ ہے کہ مادہ نے کبر کے غلام اندر کچھ حادثہ دیا اس کے بعد کبر نے اس کو آزاد کیا اور آزادی پانے کے بعد زخم برایت کرنا، اس سے اس کو دور لگانا، نہ رخصت ہوا، اب غلام پر کچھ ہو چکا۔ اس کی انجمنوں میں ہیں۔

(۱) احمدی کلمہ کے علاوہ اور دلائل موجود ہے۔ اس صورت میں بالاتفاق نقصان واجب نہیں ہوگا۔ بلکہ باوجود اجماع، ان اور قرآن کریم سے یہ قطعاً کیا جاتا ہے جو نقصان ہو یا نہ ہو واجب ہوگا۔

(۲) مجھے گئے لیے کچر گئے، ہاں، کچر گئے اور ہار گئے۔ ہے۔ میں۔ اظہار ہے۔

تکلیفیں دیکھ، اندر سے ہیں کہ خالد سے اقصاء اور بدلتا دکھائی دے گا۔ یہاں حق و مضامین ہیں، وہاں سہولت کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور یہاں حق و مضامین سے جاتا ہے۔ درحقیقت یہ مسئلہ ہے جو اقصاء سے ہے۔

امام محمد رضاؑ فرماتے ہیں کہ نقصاں نہیں ہیں بے کا کیا نکل یہاں اختلافی۔ کہ سبب (جنس کی وجہ سے نقصاں کا حق دار ہی ہے نہ ہے) اختلاف موجود ہے کیونکہ خشتی اگر چہ مالک حق ہے لیکن وقت جوع کے اعتبار سے اختلاف ملکیت کے اعتبار سے ہے۔ نہ ہوت
کے وقت کے لحاظ سے اختلاف ہوتا ہے اعتبار سے ہے۔ لہذا یہاں مسلمہ نہیں کہ مالک کسی سبب کی وجہ سے نقصاں کا مستحق ہوتا ہے اور
سبب کی بہر امت مستحق کی حیثیت سے ہوتا ہے۔

مضیٰ پر تو ای شہنشاہِ جبرائیل بے قول ملحق ہو۔ محمد و قریبہما صحیح (نور المصنف: ۱/۲۹۷)

اگر کسی شخص نے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا اور دونوں غلام زخمی کئے گئے۔ پھر مالک نے ان میں سے ایک کو آزادی کے لیے متعین کیا تو دونوں کا مالک مالک کے لیے ہوگا اور اگر کسی نے دونوں غلاموں کو قتل کیا تو آزادی دیتے اور غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر ایک ایک شخص نے ہر ایک کو قتل کیا تو ان دونوں کی قیمت نہ رہے گی۔

فإن اعطى أحد عبديه فلجأ فعين أحدهما فأرسلهما للسيد فإن فتنهما وحل خطا نجب ذبة حر وقيمة عذو

ان لعل کل وجہ ففہمۃ العبدین ای قال لعبدہ احدکما حر ثم شجعا فہین المسعد ان العواد باحدہما ہذا المعین فلرہمۃا للسید لما عرف ان الہیان اظہار من وجہ و انشاء من وجہ و بعد الشجعة یبقی محللا للاشاء فاعتبر انشاء و بعد الموت لم یبق محللا للہیان فاعتبر اظہار فکانہ دعنی وقت الہیان۔

ترجمہ (اگر کسی شخص نے وہ خاص میں سے ایک کا آزاد کیا اور دونوں غلاموں میں سے ایک کا زادی کے لئے معین کیا تو دونوں کا تادان مالک کے لئے ہو گا اور اگر کسی نے دونوں غلاموں کو قتل کیا تو آزادی دیت اور غلام کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر ایک ایک شخص نے ہر ایک کو قتل کیا تو ان دونوں کی قیمت لازم ہوگی) یعنی اگر اس نے وہ غلاموں کو کہا کہ آپ میں سے ایک آزاد ہے اور دونوں بخروج ہوئے۔ پھر مالک نے یہ بیان کیا کہ دونوں میں سے ایک معین ہوئے تو دونوں کا تادان مالک کے لئے ہو گا کیونکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ مالک کا بیان کن بیجا تھا وہ ہے درکن چنانچہ ہے۔ اور اگر کسی نے بعد بیان کا قتل نہیں کیا۔ پھر تو بیان کو غلام و مکتوب کیا۔ اور موت کے بیان کا کمال باقی نہیں رہا تو اگھر مکتوب کیا کہ کیا وہ بیان کے وقت آزاد ہوا ہے۔

فہرنا: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ بکر کے وہ غلام جس احمد اور حامد ایک دن بکر نے دونوں سے کہا کہ آپ میں سے ایک آزاد ہے اور اگلی تک بکر نے اپنی مراد واضح نہیں کی تھی کہ شاید۔ نے دونوں کا سر پہنڈ دیا (جس میں ارش و واجب ہے) اب تادان کو ان کے لئے تو مصعب نے فرمایا کہ دونوں کا تادان مالک لے گا (یعنی دونوں وہ غلام بن کر جائے گا) کیونکہ مالک کے کہنے کے بعد جب ان میں سے ایک کو تحسین کرے گا تو اس کا یہ بیان میں بیجا تھا حق ہے۔ اور میں بیجا تھا حق ہے اور سر پہنڈ نے کے بعد بیان انشاء ہے گویا اس سے پہلے حق معدوم ہے کیونکہ دلم کے بعد غلام کل حق ہے اور اگر مثلاً نے دونوں کو قتل کیا تو یہاں ہر ایک کو غلام نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ایک کو غلام جس کی ویت واجب ہوگی اور ایک کو آزاد سمجھا جائے گا جس کی ویت واجب ہوگی کیونکہ قتل کے بعد بیان انشاء ہے (یعنی اس سے پہلے حق ہو چکا ہے) کیونکہ غلام موت کے بعد کل حق نہیں رہا ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اپنے دو غلاموں احمد اور حامد سے کہا کہ آپ میں سے ایک آزاد ہے اپنی مراد بیان کرنے سے پہلے ارشہ نے احمد کو اور زید نے حامد کو قتل کیا۔ یہاں دونوں کو غلام سمجھ کر دونوں کی قیمت واجب ہوگی کیونکہ یہاں کسی کے بارے میں یقین نہیں ہوا ہے کہ آزاد کو نہ پہلا ہر قاتل اپنے حصول کو غلام سمجھتا ہے اور اس کی حریت کا منکر ہے۔ لہذا مجبوراً دونوں کو غلام قرار دے کر اس کی قیمت واجب کر لی گئی۔

اگر خالد نے بکر کے غلام احمد کی دونوں آنکھیں پھونڈ دی تو مالک اگر چاہے تو غلام کو جانی کے حوالے کرے اور اس کی قیمت جانی سے لے لے۔ اور اگر چاہے تو غلام نقصان لینے کے بغیر اپنے پاس رکھے

و فی لقاء عینی عبد دفعہ سیدہ واحد قبضہ او امسکہ فلا اخذ النقصان ای ان شاء السید دفع العبد الی الطجانی و اخذ القیمۃ و ان شاء امسکہ فلا اخذ النقصان و هذا عند ابی حنیفۃ و لا یابغیر ہین الدفع والامساک مع اخذ النقصان و مال الشاعری حنہ القیمۃ و امسک الجفۃ العمیاء فانہ یجعل الضمان فی

مقابلة التحدث فليجابي على ملكه كما اذا فقاء احدي عنيه و فلا التعانية معتبرة في حق الاطراف و اما سقطت في حق الذات فقط و حكم الامايل ما ذكرته كما في الخوي الناحش و قال ابو حنيفة العالية او كانت معتبرة فالادمية غير مهيضة فاعمل بالشهين ووجب ما ذكرنا

[illegible]

تشریح: صورتِ خلاف ہے کہ نہ نئے نگر کے خلاف اور نہ ان کے انھیں چھوڑ دیں۔ اب میں تمام نوکلین قوتِ ادب کوئی یونکہ آگاہی نہ صرف یہ ہوگی کہ ان کو آزادی کی ممانعتِ غلام میں نہ صرف قوت ہے بلکہ ان کے یہاں ہو کہ ان میں اختلاف ہے۔

ماہِ اوسطیہ محمد اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی اختیار ہے جو ہے غلامِ عام کے خلاف اور نہ غلام کے ان کی پوری قوت سے چاہے غلام اپنے پاس دے کہ ان مسائل کا کچھ نہ ہو انھوں نے یونکہ قوتِ غلام اور ان کے اصرار میں۔ اہلِ معترضہ کے اس مطلب پر نہیں ہے کہ

آریت: اہلِ ان دنوں میں رہنماں کو کہ آریت کی طرح ہے۔ اور آریت اور ان کے اور ان کے ہیں۔ اور غلام میں دونوں

حقیقت (آریت اور اہل) کا اجتماع ہے۔ لہذا دونوں کوئی خاطر رہی ہے کہ دونوں میں بہتوں پر نہیں ہو سکتے۔

مساحقین و کرکمانان فرماتے ہیں کہ اگر کو انصاری نہ ہے چاہے نہ وہ کو کونہ کرے اور بدی قوت لے چاہے نہ جتنے چاہے پس رہے۔ اور جہد نقصان بخشنے کے لئے نہ کہ امر افس میں ثابت ہوتا ہے۔ پس ثابت کو تو یہ ۱۰۰ سال پر کیا اس کرکمانان۔ و در تمام ۱۰۰ سال میں یہ ثابت بخشتی ہے کہ انصاری کو وہ ہے اور نقصان و صحتان لے لیجئے ذیہ کے عمر و کینہ انجلی میں پیدا دیں۔ ہذا اب محرم و نوبال و دو مستیار میں جو ہے کینہ اچالانے والے کو کہ۔ اور اس سے لے کر قوت لے۔ چاہے کینہ کو نہ ہے اس رکھے۔ ہذا اس کے ہفتہ نقصان و صحتان ہے۔

نامہ شائع ہونے کے بعد قربات میں کہ تم کو ماس کی چوری قسمت — اور غلام کو اپنے پاس بھی رکھے ٹیوٹکا، میں صرف اس کا یہی ہے جو نامہ نے نقصان پہنچایا ہے۔ اور اگر کر اس نے فتنے کو روکنا ہے (مختصر دو دن تک) اس فتنہ کی چوری قسمت ہے کہ نامہ کو ماس کی ملکیت پہنچا دے گا جیسے نامہ نے کر کے نامہ لے لیکے مکتویہ کی دہلی پہنچا کر کو خالد روکے گا کہ نامہ اور اس کے پاس رہے جو وہ بھی جی ٹرن ہے۔

مفتی یہ قول اور یہ خبریں دہلی کے خلاف مکتویہ سے

وهذا الرقعة مضافي لا، لأن فيما قلا، اعتبار جواب المالية فقط. ربيع الثاني ٢٠١١م - ٢٠١٢م

فصل پنجم

اگر مرد پر اور ام ولد نے کوئی جنایت کی تو مالک اس کی قیمت اور جنایت کے ارش میں سے اقل کا فاسق ہوگا

فان منی مدبر و ام ولد صحر السید لاقفل من القیعة و من الاوہل ان لاقفل لولہی المحتاجة فی اکثر من الاوہل
ولا منع من العولی فی اکثر من القیعة .

ترجمہ (اور اگر مرد پر اور ام ولد نے کوئی جنایت کی تو مالک اس کی قیمت اور جنایت کے ارش میں سے اقل کا فاسق ہوگا) کیونکہ ولی
جنایت کا ارش سے ان لوگوں کو بھی ۱۰۰ مالک کی جانب سے قیمت سے زیادہ ۱۰۱ مالک کو ملی جائے گی۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کا دہر نام ۱۰۰ مالک کی قیمت ہے اور ام ولد نے کوئی جنایت کی تو زید کا دہر نام کی قیمت اور ارش میں
سے کم ہو کیونکہ ولی جنایت کا ارش ہے۔ حالانکہ میں نہیں ہے۔ اگر قیمت ارش سے زیادہ ہو اور مالک نے قیمت سے زیادہ ۱۰۱ مالک کو بھی (یعنی
خریدت ارش سے کم ہو تو ولی جنایت کا ارش لینے سے مالک کو بھی روکا ہے کہ ولی بذیت کو ارش لینے سے خریدت خارج کرتی ہے)۔

اگر اس نے پھر جنایت کی تو دوسرے کا ولی پہلے کا اس قیمت میں شریک ہوگا جو اس کو قفسہ سے ملی ہے

فان حی اخری مدبرک ولی الثانیہ ولی الاولی فی قیعة دھت الہ عطاء ان لیس فی الا قیعة واحدة و تبع السید
و الرلی ان تھت بلا قضاء هذا عبد ای حیفہ و علفہ لا یباع السید لان العتابة الذیة لہ تھن ہو جودہ عدد
دفع علفہ الی ولی الاولی فقد دفع کل الواجب الی مستحقہ و لہ ان الذیة مفزرة لاولی من وجہ و لہذا
بشراک ولی الاولی فان دفع الی الاول هو عاک صامہ محال ما زاد دفع عبر طلع محکم القاضی .

ترجمہ (اور اگر اس نے پھر جنایت کی تو دوسرے کا ولی پہلے کا شریک ہوگا اس قیمت میں جو اس کو قفسہ سے ملی ہے) کیونکہ اس میں
عرف یکہ قیمت ہے۔ (دوسرے بھی علیہ کے مالک کا بیچا کرے یا پتہ بھی سب کے مال کا بیچا کرے کر قفسہ کے بیچ دہر نام کو لے کر
اور علفہ کے ذریعہ ہے۔ اور اس میں فرماتے ہیں کہ مالک کا بیچا کرے کہ عتابة دہر نام جنایت لینے والی قیمت لینے کے وقت سرجو
نہیں بھی دے اور مالک نے پورا حق اس کے حق کی طرف دیا۔ اور ام ولد نے مالک کے ذریعہ دہر نام و ذریعہ ام ولد کی جنایت کے ساتھ
مذہب سے ایسا ہی ہے۔ ولی کوئی جنایت کا شریک ہوگا اور اگر اولیٰ فوت ہو گئی ہے تو مالک نے اس کو لے لیا۔ لیکن عتابة اس نے دہر نام
دھاندلی کے کاغذی لئے لکھ رہا ہے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کے دہر نام و ام ولد دہر نامی صاحبہ نے کوئی بذیت کی زید نے اس کی قیمت دہر
جنایت کو لے لی اس کے بعد اس نے دوسری جنایت کی البتہ وہ پرتخت یا نہیں؟ اس کی وضاحت نہیں ہے۔

(۱) مالک نے یہ قیمت قاضی کے حکم سے دی ہو تو اس صورت میں زیادہ (مالک) پر کچھ نہیں کیونکہ مالک یہاں قیمت دینے پر مجبور ہے۔ اور یہی قیمت دونوں ولی جماعت (پہلی جماعت دوسری جماعت) کے درمیان مشترک ہوگی۔ اور دوسری قیمت نہیں ہوگی کیونکہ مالک نے ہی ایک غلام کو دے دیا مگر حضور اللہ ﷺ فرمودہ ہے دیا۔

(۲) ... مالک نے یہ قیمت قاضی کے حکم کے بغیر ولی الجمایہ کو دی ہو اس صورت میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسری ولی جماعت کو اختیار ہے چاہے مالک کا چچا کرے چاہے پیلے ولی جماعت کا چچا کرے کیونکہ دوسری جماعت کی جانب میں من وہ پہلی جماعت کے ساتھ متصل ہے جس کی وجہ سے بہت سی صورتوں میں جانی بھی اول کا شریک ہو کر دے میں حصہ پاتا ہے اور میں مبدع سو خرچ ہے (جس کی وجہ سے دوسری جماعت میں وہ قیمت معتبر ہوگی جو دوسری جماعت کے دینے والی تھی) لہذا اس اتصال کی وجہ سے مالک سے حناں لے سکتا ہے پس اگر مالک نے اپنی رضامندی سے قیمت دی ہو تو اسی وجہ سے مالک مجرم ہے کیونکہ اس نے دوسری ولی جماعت کا حق اول کے پر دینا ہے۔ اسی وجہ سے جانی کو اختیار ہے کہ وہ حناں اگلے سے لے۔ اور اگر مالک نے اپنی رضامندی کے بغیر قاضی کے حکم سے دیا ہو تو یہاں مالک مجرم نہیں ہے اسی وجہ سے جانی حناں نہیں لے سکتا۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مولیٰ پر کچھ نہیں ہے کیونکہ مالک نے پہلی جماعت کے ولی کو جس وقت قیمت دی تھی اسی وقت یہ دوسری جماعت موجود نہیں تھی۔ اور مولیٰ نے مستحق کا حق اس کو پہنچا دیا مگر دینے والے اس کا خواہاں نہیں تھا اور جیسے قاضی کے حکم سے دیا ہے۔

مفتیؒ یہ قول امام رحمہ اللہ کا قول مفتیؒ یہ ہے جس طرح کہ حسب الہدایہ کے صنم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کی دلیل مؤخر کی ہے جو یہی اس کے نزدیک وہاں ترجیح ہے۔ (مدونة ۶۱/۶۱)

اگر کسی نے ایسا غلام غصب کیا جس کا ہاتھ مالک نے کاٹ دیا تھا۔ پھر زخم نے سرایت کیا تو غاصب ہاتھ کٹے ہوئے غلام کی قیمت کا ضامن ہوگا

و من غصب عبدا قطع سیده فسرى طين فبینه اقطع لان قطعہ سیده فی يد غاصبه فسرى فی يده ای فی يد الغاصب کم یضمن فلان الغاصب اذا غصب مقطوع الید یجب وده کفلیک فاذا اتع غصبه لیمنه اقطع و ان قطع المولى فی يد الغاصب استولى علیه فصار مسروفا فبیرا الغاصب عن الضمان مع انه مات فی يده

ترجمہ۔ (اور اگر کسی نے ایسے غلام غصب کیا جس کا ہاتھ مالک نے کاٹ دیا تھا۔ پھر زخم نے سرایت کیا تو غاصب ہاتھ کٹے ہوئے غلام کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی نے غصب کیا تو غاصب کے ہاتھ میں مالک نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر زخم نے اس کا ہاتھ کٹ دیا تو غاصب ضامن نہیں ہوگا کیونکہ جب غاصب نے مستطوع غلام کو غصب کیا تو اس کا اس طرح نہ کہ غلام غصب ہوا۔ اور جب اس نے دیکھیں کیا تو اس پر مستطوع غلام کا خون ہوگا۔ اور جب مالک نے غاصب کے قبضہ میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس نے اس قبضہ پایا تو غاصب اس کو رد کرنے والا نہیں کیا تو اس نے غاصب کو ضمان سے بری کر دیا اس کے ساتھ کہ وہ اس کے قبضہ میں رہ گیا۔

تقریباً۔۔۔ چلا سکتا۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زخم نے اپنے غلام کو کاٹ دیا اسی حالت میں اگر اس کو بزدل ہاتھ لے

کہا۔ مگر نکر زخموں کا تاب نہ لاتے ہوئے احمد کے پاس مر گیا۔ اب احمد پر مغضوب یہ غلام کی قیمت ہوئی کیونکہ غصب بیع کی طرف ملک کے سبب ہے اور سبب ملک آجانے سے سرایت فسخ ہوگئی کیونکہ اب یہاں جو کسی جیسے خود بخود کسی آسانی آفت کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ لہذا احمد کے ہونے غلام کی قیمت واجب ہوئی۔

دوسرا مسئلہ ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے احمد کے غلام کو غصب کیا اسی قبضے کی حالت میں احمد نے نکر کا ہاتھ کاٹ دیا اور زید کے قبضے میں ڈھم کی سرایت کی وجہ سے نکر مر گیا۔ اب اس صورت میں زید پر ضمان نہیں ہے کیونکہ زید کے قبضے میں کوئی قطع نہیں پایا گیا کیونکہ جب مالک نے غلام کا سب کے قبضے میں دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا ہے تو گویا آفت نے اس غلام پر قبضہ کیا۔ پھر اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا تو یہ ضمانت مالک کے قبضے میں ہوئی تو سرایت بھی اسی کے قبضے میں شریک ہو جائے گی۔

وہ مجبور غلام ضامن ہوگا جس نے اپنی مثل کو غصب کیا بعد میں اس کے پاس مر گیا

وضمن عبد مجبور غصب مثله فمات معه فان المجبور اعاد بالفعاله فان كان الغاصب ظاهرا باع فيه وان لم يكن ظاهرا بطل اقراره لا يباح فيه بل يزاعله به اذ لا عتق

ترجمہ..... (مجبور وہ مجبور غلام ضامن ہوگا جس نے اپنی مثل کو غصب کیا۔ پھر اس کے پاس مر گیا) کیونکہ مجبور غلام اپنے فعل میں مآخوذ ہوتا ہے۔ بل اگر یہ غصب ظاہر ہو تو یہ غلام اس میں فروخت کیا جائے گا۔ اور اگر ظاہر نہ ہو بلکہ اس مجبور غلام نے اس کا اقرار کیا ہو تو یہ غلام اس میں فروخت نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ مجبور غلام آزاد ہوئے کے بعد مآخوذ ہوگا۔

تشریح ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کے مجبور غلام نے دوسرے مجبور غلام کو غصب کیا۔ پھر وہ اس کے قبضے میں مر گیا تو غاصب غلام ضامن ہوگا کیونکہ مجبور غلام اپنے فعل میں مآخوذ ہوتا ہے۔ اب مجبور غلام پر کیا ضمان ہوگا؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) مجبور غلام نے لوگوں کے حضور میں دوسرے مجبور غلام کو غصب کیا ہے تو اس صورت میں یہ مجبور غلام کو بیع کر مجبور غلام غصب کے مالک کے حوالہ کیا جائے گا۔

(۲) ... اور اگر اس نے لوگوں کے حضور میں غصب نہیں کیا ہو۔ بلکہ اس نے غصب کرنے کا اثر نہ کیا۔ پھر اس واقعہ سے اس کا غصب ثابت ہوا تو اس صورت میں مجبور غلام نہیں بچا جائے گا کیونکہ اس کا اقرار خود اس پر ثابت ہے نہ کہ مالک پر کیونکہ اس کا یہ اقرار اس کے مالک کے لیے سزا ہے۔ اور یہ اقرار اسی حیثیت سے مالک پر ثابت ہے (اس بات کا کہ مالک پر ضمان ہے) اور غلام کی ضمانت مالک پر مستتر نہیں۔ لہذا اس غلام پر آزادی دینے کے بعد ضمانت سے رجوع کیا جائے گا۔

ہے جب غلام نے اس نے قتل کی جہالت کی اسی وقت اس کا کوئی مورخاتم نہیں تھا اور تختہ تختہ سے ساتھ یہ دوسرے حرام کے سوجھ بونے سے انفس و داور جب مالک کے قصہ میں غلام کے بدل میں سے کوئی چیز سوجھ رہی تو پہلی جہالت کے دلی اسی بدل کو مالک سے لے گا کہ نہ دانا حق عمل نے اور جب پہلی جہالت کے دلی نے اس بدل کو مالک سے لیا تو مالک دسی چیز غاصب سے والیں لے گا کیونکہ مالک غاصب سے اس چیز پر سے لیا ہے جو دسی غاصب کے ہاں سوجھ رہی تھی۔ اور اس کے برعکس صورت میں جو چیز نہیں کرے گا کہ نہ پہلی جہالت مالک کے قصہ میں سوجھ رہی ہوگی۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کرنے زید کا دہر غلام شہر کو غصب کیا غصب کرنے کے بعد شاہجہ نے کر کے قبضے میں ہوئے کوئی جہالت کی اس کے بعد کرنے سوچا کہ یہ غلام باقی ہے اور جہالت بھی کرے گا تو اس نے اس کو زید کے سپرد کیا۔ اس کے بعد شاہجہ نے اور جہالت کی اب اس کا کیا حکم ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

شیخین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زید شاہجہ کی چوری قیمت دونوں جہالتوں کے اولیا ہوئے۔ آدمی پہلی جہالت کے دلی کو اور آدمی دوسری جہالت کے دلی کو اور زید شہر آدمی قیمت بکرتے لے گا اور وہ بھی پہلی جہالت کے دلی کو لے جائے گی اور زید باقی اور آدمی قیمت بکرتے لے گا۔ اور یہ زید کے پاس رہے گی کیونکہ پہلی جہالت کے دلی دہر کے مکمل قیمت کا مستحق تھا کیونکہ اس کے حق میں ابدانہ کوئی حراست کرنے والا نہیں تھا۔ بلکہ حرام (دوسری جہالت) کی موجودگی کی وجہ سے اس کا حق گت کر نصف رہ گیا۔ لیکن جب مالک کے ہاتھ میں اس دہر غلام کا بدل دوسری جہالت کے دلی کے حق سے فارغ ہو کر آیا تو یہ بھی پہلی جہالت کے دلی کا ہو گا تا کہ اس کا حق پورا ہو جائے۔

اور جب پہلی جہالت کے دلی نے اس آدھے کو مالک سے لے لیا تو اب مالک اس نصف کے سلسلہ میں غاصب سے دوبارہ نصف لے گا اور یہ نصف مالک کے پاس محفوظ رہے گا کیونکہ یہ آدھا جو پہلی جہالت کے دلی نے دوبارہ مالک سے لیا ہے یہ اس جہالت کے پاداش میں سے ہے جو غاصب کے قبضے میں دہر سے صادر ہوئی تھی اس لیے مالک دوبارہ لینے کا حق دہر ہوگا۔

واممگر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب دہر کے مالک نے دہر کی پوری قیمت دونوں دلیوں کو اے چکا ہے تو آدمی قیمت جو غاصب سے والیں لے گا اور اس کے پاس رہے گی کیونکہ مالک نے پہلی جہالت کے دلی کو لے لیا ہے اسی کے عوض وہ غاصب سے لے گا۔ اب اگر یہ آدھا بھی پہلی جہالت کے دلی کو دیا جائے تو وہ بدل اور مبدل دونوں کا مالک ہو جائے گا۔ اور یہ اصول سے مخالف ہے۔

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ دہر نے لانا مالک کے پاس جہالت کی بھر کر کے اس کو غصب کیا اور اس کے پاس بھی جہالت کی اب اس صورت میں مالک غاصب سے دوبارہ نصف قیمت نہیں لے سکا کیونکہ پہلی جہالت خود ہی اس کے پاس واقع ہوئی ہے نہ کہ غاصب کے پاس۔

اگر دہر کی جگہ دونوں صورتوں میں غلام ہو تو مالک غلام دہر سے اور غاصب سے غلام کی آدمی قیمت والیں لے لے۔ اور مالک کے پاس یہ نصف محفوظ ہوگی

یدفع اتقی لیرجع ینصف قیمته علی الغاصب و یسلم للمالک عند محمدؐ و عندہما لا یسلم لہ بل یدفع الی الاول لافذ دفعہ الی الاول یرجع فی الفصل لاون علی الغاصب و فی الثانی لا مدبر غصب مرتین فی کل مرۃ حسن سیدہ قیمته نہما و رجع قیمته علی الغاصب و دفع مہفہا الی الاول و رجع بہ علی العاصی مدبر غصبہ فیجعی عندہ نہ وہ علی المالک تم غصبہ فیجعی عندہ یعنی المالک قیمته ینہما نصیر لانہ مع رقبۃ واحدۃ بالتدبیر فیجب علیہ قیمته تم یرجع بتسک القیمۃ علی الغاصب لان الجنابین کانتا عندہ فیدفع مہفہا الی الاول و یرجع بہ علی الغاصب قبل دفع النصف الی الاول و هذا مضط علیہ و قبل لہ خلاف محمدؐ کہ فی ذلک المسئلۃ

ترجمہ :- (اور غلام، دولت، افسوس میں مدبر کی مرتبت ہے مگر مالک غلام کو دفع کرتا ہے اور مدبر کی قیمت کا حق اگر مدبر کی جہ دونوں صورتوں میں غلام ہو گا مالک غلام سے دے اور غاصب سے غلام کی رقم قیمت دہاں لے لے اور مالک کے پاس یہ نصف محفوظ ہوگی۔ امام کو حق کے نزدیک اور شیعین کو خراج میں کہ یہ مالک کے پاس محفوظ نہیں ہوگی بلکہ یہ کل قیمت کے دہی ہو، دہی جاتے گی۔ اس کے بعد پہلی صورت میں مالک غصب سے دہاں لے گا کہ دوسری صورت میں اگر مدبر اور غاصب ہوں اور اس نے ہر دو بیعت کی تو اس کو مالک ان دونوں جانتوں کے دایاں کے ساتھ اس کی قیمت کا نصف دہاں ہوگا اور وہ مدبر کی قیمت غاصب سے دہاں لے لے گا یعنی وہ غلام کو کسی نے غصب کیا اس کے بعد اس نے غاصب کے پاس دہی بیعت کی۔ پھر غصب نے مالک کو بھی غلام خود کر دیا۔ پھر اس نے کین مدبر غلام غصب کیا اس کے بعد اس نے اس کے پاس دہی بیعت کی تو ایک طرف پھر مدبر کی قیمت واجب ہوگی جو دونوں جانتوں کے دایاں کے دو مہاں آدھی آدھی ہوا مالک کی ہر مالک کی قیمت غاصب سے دہاں لے لے گا کہ جہ میں غصب کے پاس سوز دہاں نہیں۔ پھر مالک کی کسی دہی قیمت پہلی بیعت کے دہی کے خلاف کرے اور یہ ارادہ وہ غاصب سے دہاں لے لے گا کہ نصف دینے سے پہلے۔ اور یہ متفق ہے یہ ہو گیا کیا ہے اس سے میں اس کو مخالف ہے یہ میں اس کی طرف ہے۔

مقرر :- صورت مستحبہ ہے کہ یہ سے اس سے غلام شاید کو غصب کیا۔ اس کے بعد شاید نے بیعت کی جس کے بعد یہ نے اس کو احصاء کے پھر کر دیا۔ کچھ احمدیوں نے اس کے بعد یہ نے اس کو پھر غصب کیا تو اس کے پاس رہتے ہوئے اس نے ایک اور بیعت کی۔ اب صحت پر اس غلام کی قیمت اپنی ہوگی کیونکہ اولیاً کا حق غلام کے دفع کرنے میں تھا۔ مگر مالک نے اس کو مدبر بن کر دایاں کا حق باطل کر دیا۔ پس اس سے قیمت واجب ہوگی۔ پھر یہ قیمت دونوں کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہوگی۔ پھر اس میں سے پوری قیمت وصول کرے کیونکہ یہ دونوں بیعت غصب کے قبضہ میں سوز ہوئی ہیں۔ اور مالک پہلی بیعت کے دہی کو قیمت کا نصف دینے سے کیونکہ وہ پوری قیمت کا مستحق ہوا تھا۔ اس لیے کہ پہلی بیعت پانے پانے کے وقت اس کے غیر کا حق نہیں تھا۔

جس نے آزاد ہو کر کو غصب کیا اور وہ اس کے پاس اچانک یا بخار سے مر گیا تو ضامن نہیں ہوگا اور اگر بجلی گرنے یا سانپ ڈسنے سے مر گیا تو اس کی برادری دیت دینے کی ضامن ہوگی

ومن غصب صبا حرا اعمات معہ فاجلۃ او یحیی لم یضمن وان مات مصاعفۃ او بھش حیا ضمن عاقبہ

الدية والغياص ان لا يضمن بالغصب وهو قول ولز و الشافعي لان الغصب لى الحر لا يتحقق وجه الاستحسان انه لا يضمن بالغصب بل بالاختلاف نسبيا بقله الى مكان فيه الصواعق او الحيات ترجمہ۔ (اور جس نے آزاد پر کو غصب کیا۔ اور وہ اس کے پاس یہ تک یا بھار سے مراد تو غسان نہیں ہوگا اور اگر کھلی کرنے یا سائب اٹنے سے مراد تو اس کی برادری است دینے کی غسان ہوگی اور قیاس یہ ہے کہ غصب کی وجہ سے غسان نہ ہو۔ اور یہ قول امام زکریا اور امام شافعی و محمدانہ کے ہے کیونکہ آزاد غص میں غصب نہیں ہوتا ہے اور اگر غسان کی دلیل یہ ہے کہ غصب کرنے سے غسان نہیں ہوگا بلکہ تلف کرنے کی وجہ سے غسان ہوگا جس کا سبب اسکی جبرئیل کرنا چاہی اور اسکی مال ہوگا۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے ایک آزاد پر کو غصب کیا اور وہ بچہ زید کے قبضہ میں رہے نہ مر گیا۔ اب زید غسان ہوگا یا نہیں اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

- (۱) بچہ اپنی است سے مرایا بخار کو وجہ سے تو اس صورت میں زید پر غسان نہیں ہوگا کیونکہ تمکائی موت اور بخار کا آثار چھوڑ چکا ہے۔
 - (۲) بچہ کھلی کرنے یا سائب اٹنے سے مر گیا تو زید پر است واجب ہوگی یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔
- قیاس زید نہ کر نہ ہوگا کیونکہ آزاد غص میں غصب نہیں ہوتا اور غصب غسان ہوتا ہے اور یہی امام زکریا اور امام شافعی کا مذہب بھی ہے۔

اختصاص زید غسان ہوگا اور یہ ضامن ہوگا غصب کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف کی وجہ سے ہے اس لیے کہ زید خلاف کا سبب ہے کیونکہ بھلیاں تمام بھلیوں میں نہیں کھنکھارتی اور نہ سائب ہر جگہ ہوتے ہیں۔ نیز اسکی مگر لے جانے سے موت کا سبب بنالذاتی نہیں باسبب ہے۔ اور قفس باسبب میں قافل کی برادری پر مدت زنی ہوگی۔ اور یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

اگر بچے کے پاس غلام و وصیت رکھا گیا اور بچے نے اس کو ہلاک کیا تو بچے کی

برادری پر وصیت واجب ہوگی

كما في صبي أودع عبدًا فقتله فان النصف مالا دالا يداع ضمن و ان اتلف بعلة لا الايداع بدعوى الم المفعولين يقال أودعت زيد درهمًا فانفعل المجهول و هو أودع اسند الى المفعول الاول و هو الصبي فالودععة عنده ان كان عبدًا ضمنه بالقتل و ان كان مالا غيره لا يضمنه عند ابى حنيفة و محمد و يضمن عند نبي يوسف و الشافعي لانه اتلف مالا معصوما فلما عبر العبد معصوم لعق السبد و قد قوته حيث وضعه في يد المصني و اما العبد لمضمنه لعنه اذ هو مضي على اصل الحرية في حق الدم.

ترجمہ۔ (جس طرح اس بچے میں جس کو کوئی غلام پر دیا گیا جو اس نے اس کو قتل کیا اور اگر اس نے مال کتب کیا یا بچہ کی کسی چیز رکھنے کے تو غسان ہوگا۔ اور اگر برادری کرنے کے بدخلف کیا تو غسان نہیں ہوگا کیونکہ اسکی طرف سے مادی ہوتا ہے جس نے زید کو درہم خوار کر دیا۔ اور غص مجہول آدمی ہے جس کی استاء منقولہ مال کو ہوتی ہے اور وہ بھی ہے۔ جس کو وصیت ہے کہ اس غلام کو قتل کرنے سے غسان ہوگا اور

اگر غلام کے ملازم دہلی ہو تو خدائے نہ ہو گا یہ امام جو طیف کے نزدیک ہے۔ اور امام جو طیف کے نزدیک غلام اس جگہ کیونکہ اس نے مصروفی کو تکلیف کیا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ غلام کے ملازم کو تکلیف کے لئے اس کی وجہ سے مصروف ہو جاتا ہے۔ اور یہ مصروفیت اس تکلیف سے پہاں ختم کی ہے کیونکہ اس نے اپنے کے باوجود مصروف رکھا ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کے باوجود اس نے اپنے کے کیونکہ غلام اس کے باوجود مصروف رہا ہے۔

تخریج: صورت مستند یہ ہے کہ زید نے بچہ کے پاس کوئی غلام دیا۔ یہ تو دیکھا۔ اور، بچے نے اس کو قتل کیا تو بچے کے مالک پر وراثت واجب ہو گئی اور اگر بچے کے پاس غلام لے لیا، تو کوئی اور مال المائت دیکھا گیا۔ (۱) بچے نے اس کو قتل کیا۔ اب بچہ ضامن ہو گا یا ضامن؟ اس میں اختلاف ہے۔

طریقہ رحمت اللہ فرماتے ہیں کہ بچے پر دھان نہیں کرنا کہ مالک کے حق میں موصوم ٹھہرا کیا جاتا ہے لیکن یہاں مالک نے اپنے مال کی مصمت خود قسم کر دی، اس لیے کہاں سے اجتہاد ایسے بچے کے پاس ادویت رکھنا۔ جو نہ ادویت رکھنے کا اہل نہیں ہے۔

امام ابو یوسف وشافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ بچے پر ضمان بنے کیونکہ یہ مال موصوم ہے اور مالک کے حق کی وجہ سے موصوم ہے اور موصوم کے ہلاک کرنے سے دھان لازم آتا ہے۔

باب القسامة

یہ واجب قیامت کے بیان میں ہے۔

معنی نفوکی، تمامیت مصدر سے، ظاہر ہو جیتے۔

معنی شریف میں حق تعالیٰ کے نام کی قسم شخص مخصوص پر مخصوص طریقہ پر لیا ہے۔ وہ مخصوص کے ساتھ عیب مخصوص کا ہے۔

[illegible]

وہ مردہ جس پر زخم ہو یا مارنے کا اثر ہو یا گلا رہانے کا نشان ہو یا اس کے کان یا آنکھ سے خون بہتا ہو یا کسی محلہ میں پایا گیا یا سر کے بغیر اس کا بدن ملا یا اس کا اکثر بدن یا آدھا بدن سر کے ساتھ ملا۔ اور اس کا قاتل معلوم نہ ہو اور ولی مقتول اس اہل محلہ پر دعویٰ رکھتا ہو یا اس کے بعض پر تو اہل محلہ میں سے ان چچاس ہندوں سے قسم لی جائے

میت به جرح او اثر حرب او خفق او خروج دم افخته او عب و جد فی محله او بدنه بلا رأس او اکثره او
نقصه مع رأسه لا یمن قاتله و ادعی وئی القتل عی انھما او بعضھم حلف خمسین رحلا منهم یختارھم
بالرولی یا قاتله یا قاتلا لا یولی ثم قضی علی اھلھا بالبدنہ ای بدنتھ لالاف و انعم بقوم مقام
ختمیر یمرء الی المبدأ و هو میت هذا عددا و قال الشافعی ان کان هناك ثلث ای علامۃ القتل علی
واحد یمنہ او ظاہر یشھد لعدلی من عدایۃ طاهرۃ او شہادۃ واحد عدل او جماعۃ غیر عدول ان اھل

المحلة قلوه استخلف الأولياء، حصين يميناً إن أهل المحلة قتلوه ثم يقضي بالدية على المدعي عليه سواء كان الدعوى بالعمد أو بالخطأ وقال مالك يقضي بالقول إن كان الدعوى بالعمد وهو أحد قولي الشافعي وإن لم يكن به ثبوت فمنهجه مثل مذهبا إلا أنه لا يكرر اليمين بل يرتها على الولي وإن حلفوا لا دية عليهم لأن الية على المدعي واليمين على من أنكر فاليمين هنا لا يظهر القتل تحرزهم عن اليمين الكاذبة ليقرؤا حجب القصاص فإذا حلفوا حصلت البرائة عن القصاص وإنما تجب الدية لوجود القتل بين أظهرهم وإنه عليه السلام جمع بين الدية والقصاص في حديث رواه سهل وحديث رواه ابن زياد بن مريم وكذا جمع عمر.

[illegible]

تشریح قیامت کا علم کیا ہے؟ ۱۶ ص ۱۷ میں اختلاف ہے۔

ابو عظیم ابو حنیفہ دھڑانہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی علقہ میں کوئی مشغول پایا گیا اور اس پر قتل کے قیام سے اجازت دے دی جائے تو وہ قتل کا بدلہ لے لے گا۔

البينة على المدعى واليمين على من عليه: (تجر) گواہوں اور قسم پر ہے، اگرچہ دھرم داری کو باب ملاء
ادب سے علم کے مدعی و افسر علیٰ مدعی علیہ ۱۶۱۰ء تصدیق ۱۷۱۲ء ص ۴۹۱، کتاب (الرایة) ج ۳۹

یا جانے میاں بے فکر و غم افسانہ۔

تفہیم: صورتِ مندر یہ ہے کہ اگر اعلیٰ محض میں سے کوئی شخص قسم اٹھائے، اسے اٹکارے، تو قاضی اس کو اس وقت تک قید میں رکھے کہ وہ قسم اٹھائے کہ کائنات میں صرف وہی تعویذ ہیں۔ بلکہ زمین بھی مخصوص ہے کیونکہ یہ یوں کی بات ہے جو حیرتِ معظم ہے۔ لہذا یہاں قسم بھی واجب ہے۔ اور ریت بھی واجب ہے۔

بچہ، پاگل اور غلام پر قسامت نہیں ہے۔ اور نہ دیت اس میت میں جس پر زخم کا کوئی اثر نہ ہو یا خون اس کے منہ یا مقام پر اڑا اس کے ذکر سے نکلا ہو۔

ولا لاسامة على عيسى ومحمّد و امرأته وعبد ولا لاسامة ولا ذرية في ميت لا أثر به أو يخرج دم من لحيه أو
 يدبره أو ذكره فإن الدم يخرج من هذه الأعضاء بلا فعل من أحد بخلاف الإذن والخص .

ترجمہ: (اور جی، پاگل اور خاموش قسم کے نہیں ہے۔ اور دوست اس میرٹ میں ہے کہ جس پر ہر نظم کا کوئی اثر نہ رہا، غرض اس کے ساتھ یہ مقام ہرگز اس کے ذکر سے نکلا ہو) کہ جو کچھ ان اعضاء سے طریقہ کسی کے طبع کے خلاف کان اور آنکھ ہے۔

تحریر: پہلا مسئلہ سمورت مسئلہ یہ ہے کہ بچے، زبان اور عقلم پر قسامت میں قسم نہیں سوا کیوں کہ قسم قبول کیجے تو کہتے ہیں۔ اور پہلے وہ افراد قبول کیجے کے قابل نہیں ہیں۔ اور انی طرح قسم ان کو توں پر واجب ہوتی ہے تو حوا کر سکتے ہوں۔ اور یہاں کاغذی و دماغی۔

دوسرا مسئلہ : صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی محلہ میں مرد و بیٹا گیا۔ تحریک میں مرد و بیٹا کا اثر تھا تو یہ مسئلہ بھی بالکل یہی صورت سے گرا ہے۔ اور قیامت اور دینے متعلق میں واجب ہوتی ہے۔ لہذا یہاں نہ قسم مت ہے اور نہ عت کیونکہ یہاں نہ نقل اور نہ اصل نقل ہے۔

تیسرا مسئلہ سبوت مسئلہ یہ ہے کہ روایت کی تحفہ میں مردود یا کمالاں جن میں کہ ان کے مرتبہ یا مقام پر ان کا ذکر سے خون نکلا ہو تو معمول نہ ہوگا کیونکہ ان مقامات سے کبھی عاوداً خود بخود بھی خون نکلتا ہے بغیر دوسرے کے فصل کے۔

کسی محلہ میں وہ بچہ ملا جس کے اعضاء سب مکمل تھے تو یہ بچہ قسامت میں بڑے کی طرح ہے

و ما تم خلفه كالكبيرة اى وجد سقط الدم الحلق به اثر الضرب فهو كالكبيرة.

ترجمہ: (اور ہر کی مخلقت کا کچھ بڑے کی شکل ہے) انہی روپ کی خلقت تمام جہانوں (خبروں) کا پایا گیا، اور اس پر جانے کا کافر جو تصور ہے
کی طرح ہے۔

قرع: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی غلہ میں ایسا بیل جس کے سبب بھد، دیں چکے چمے اور اس پر ہونے کا اثر تھا خواب الہی ہوا

پر قسامت اور دیت ہوگی کیونکہ یہاں کا ہر مہک ہے کہ وہ اپنے پاس سے زکوٰۃ دے ہوا تھا اور اس کو کسی نے مارا ہے۔

ایسے جانور پر جس کا ہاتھ لگنے والا موجود ہو کوئی مردہ پایا گیا تو سائق کی برادری پر
دیت کا ضمان ہو گا نہ کہ اہل محلہ پر اور اسی طرح اگر جانور کا قائد یا اس کا راکب
بھی ہو پس اگر یہ سب جمع ہو جائیں تو وہ سب ضامن ہوں گے

وفي قتل وجد علي ذابة يسوقها وجل ضمن عاقلة دينة لا اهل المحلة و كذا لم يادها او وكها فان
اجتمعوا ضمنوا هي السائق والقائد والراكب.

ترجمہ: (اور ایسے جانور پر جس کا ہاتھ لگنے والا مردہ ہو یا کوئی تو سائق کی برادری پر دیت کا ضمان ہو گا نہ کہ اہل محلہ پر اور اسی طرح اگر جانور کا
قائد یا اس کا راکب ہو پس اگر یہ سب جمع ہو جائیں تو وہ سب ضامن ہوں گے) یعنی ہاتھ لگنے والا قاتل کے لئے جائے والا اور سوار

تفہیم: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید اس گھڑے پر مردہ پایا گیا جس پر کمر سوار تھا پایا گئے والا قاتل آگے سے پہنچنے والا تھا تو اس
صورت میں کون کی برادری پر دیت ہوگی۔ اور اگر تینوں لکھے ہوں (پایا گئے ہوا اور آگے سے پہنچنے والا) تو ان سب پر دیت واجب ہوگی۔

وہ جانور جس پر مقتول ہو اور دو بستیوں کے درمیان ہو تو قسامت قریب والی بستی
پر ہوگی۔ اور اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا گیا تو اس پر قسامت ہوگی اور اس کی
برادری دیت دے گی

وفي ذابة بين قريتين عليها قتل عسى اقر بها. فان وجد في دار محل عليه القصاص و تدى هافقتان ثبت انها
له بالحيضة.

ترجمہ: (اور وہ جانور جس پر مقتول ہو اور دو بستیوں کے درمیان ہو تو قسامت قریب والی بستی پر ہوگی۔ اور اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا
گیا تو اس پر قسامت ہوگی اور اس کی برادری دیت دے گی۔ اور اگر دس سے بڑا گناہ ہو جائے کہ یہ ایک کچھ ہے۔)

تفہیم: پہلا مسئلہ ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک جانور جس پر مقتول ہے خود خود ساقی اور قائد اور راکب کے بغیر چارہ ہے
اس صورت میں قسامت ان گاؤں پر ہوگی جو اس کے قریب ہو کیونکہ حضور ﷺ نے ایسا واقعہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے پانچ کا حکم
قرینا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کون سی بستی قریب ہے تاکہ اس پر دیت واجب ہو سکے (ابو یوسف طو: ۲۱۹۵، ص: ۲۱۹۵)
(۲۲۷/۱۲۲۷۱۲)

دوسرا مسئلہ ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کے گھر میں مقتول پایا گیا تو اس پر قسامت صرف زید پر ہوگی کیونکہ وہ ایک گھر کا مالک ہے تو
ایک اہل محلہ کے حکم میں ہوگا۔ اور دیت اس کی برادری پر ہوگی کیونکہ اس کی والدہ اور بہتر کر: عادلہ کا فریضہ ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں مقتول پایا گیا تو اس کی برادری اس کے ورثاء نہیں

عائلتہ ورثتہ ان وجد فی دار نفسه هذا عند ابی حنیفہؒ فان الدار حال ظهور الفیصل للوثة فالمدیہ علی عائلتہم و عندہما و عند ذلک لا شیء فیہ و الحق هذا لان الدار فی یدہ حال ظهور الفیصل فیجعل کاندہ فعل نفسه لکنان مدیہ ہذا و ان كانت الدار للوثة فانما للوثة انما یحملون ما یجب علیہم تخفیفا لہم و لا یسکن الایجاب علی الورثة للوثة

ترجمہ:۔ (اگر مقتول کی برادری اس کے ورثاء ہیں۔ اگر اپنے گھر میں مقتول پایا گیا) یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے کیونکہ گھر قتل کے ظاہر ہونے کے وقت ورثاء کا ہے تو دیت ورثاء کے لئے قہر واجب ہوگی۔ درصاحبین اور امام زرقا نے ہیں کہ اس میں کچھ نہیں ہے اور بھی قتل (کنج) ہے کیونکہ قتل کے ظاہر ہونے کے وقت وہی مقتول کے جس شخص سے تو یہ باقرا اور پا جائے گا کو یا اس نے اپنے آپ کو خود قتل کیا ہے تو ورثاء ہوں گا اگرچہ گھر ورثاء کے لئے ہو۔ پس مالہ تخفیف کی فرض سے اس چیز کے قتل ہونے میں ہوں گے کہ ورثاء پر واجب ہو۔ اور ورثاء پر ورثاء کے لئے دیت کا واجب ہونا ممکن نہیں ہے۔

مخرج:۔۔۔ بصورت مسئلہ ہے کہ اگر اپنے گھر میں مقتول لحساب اس کی برادری اس کی ریت ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ مرافق فرماتے ہیں مگر کی برادری پر مگر کے ورثاء کے لئے ریت ہوگی کیونکہ قہر مت قتل کے ظہار کے وقت واجب ہوتی ہے نہ کہ حالت جرح میں۔ اور قتل کے ظہار کے وقت مگر گھر کا مالک نہ رہا بلکہ اس کے ورثاء مالک ہوں گے۔ لہذا ریت مگر واپس کے ورثاء پر واجب ہوگی اور ورثاء کو (مگر واپس کو) مل جائے گی۔

صاحبین دجہا اللہ فرماتے ہیں مگر کا خون ہر ہے۔ اور کسی پر کچھ واجب نہیں کیونکہ قہر مت حالت جرح کے دوران واجب ہوتی ہے۔ اور حالت جرح میں مگر کا مالک نہ تھا۔ لہذا کسی اور پر ضمان نہ ہوا۔
منقحی پر قول:۔۔۔ حنین دجہا اللہ کا قول غلطی ہے۔

و بقولہما بقی کما فی المذہب و التوسیر و فیہ بحث لائن الکمال و ذکرلہ ثلثہ۔ (معنی الاصح: ۱۰۲۶)۔ حنفیہ
طحاوی، علی در المحتار: ۴۰۹

قسمت زمین داروں پر ہوگی نہ کہ باشندوں اور خریداروں پر۔ اور اگر تمام مالکوں نے تمام زمین بیچ دی تو خریداروں پر ہوگی

و القسامة علی اهل الخطة دون السكان و المشتري فان باع کلہم فلی المشتري من هذا عند ابی حنیفہؒ و محدث لان نصرة البقعة علی اهل الخطة و عند ابی یوسفؒ فی ہلہم جمیعہ لان ولایة العہد کما یكون بالملک و یكون بالسکی و المشتري و اهل الخطة سواء فی العہد و قبل ذلک ابو حنیفہؒ بنی هذا علی ما شاهدہ بالکوفة۔
ترجمہ:۔۔۔ (اور قسمت زمین داروں پر ہوگی نہ کہ باشندوں اور خریداروں پر۔ اور اگر تمام مالکوں نے تمام زمین بیچ دی تو خریداروں پر ہوگی

یہ امام یحییٰ رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے کیونکہ ملاقاتی حضرت زین الدین پر ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک قسامت سب پر ہو
کیونکہ عذرہ جری وایت جس طرح تک کے ذکر و ایت ہوئی ہے اسی طرح رہنے کے از روئے سے جیسا سوئی ہے غریب اور رہنے والا تاج میں
ہو رہے۔ اور کیا کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اسی حالت پر بنیاد رکھی ہے جس کا انہوں نے ذکر میں شائع کیا تھا۔

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک اور مرد پر چڑھا دیا۔ سب ہاں پر مظاہرین غمناک کے لوگ رہتے ہیں۔

(۱) زین الدین (وہ لوگ جن کو یہ خلاف واقعہ ہونے کے وقت امام نے روکا تھا۔

(۲) رہنے والے (کراپ وار)۔

(۳) خریدار اب اس صورت میں قسامت کس پر ہوگی؟ ان میں اختلاف ہے۔

طرفین برابر اللہ فرماتے ہیں کہ قسامت صرف اہل غلو والوں پر ہوگی کیونکہ تعارف یہی ہے کہ اس علاقہ کی حفاظت کے ذمہ دار کبھی
دکھ دیتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں تینوں پر قسامت ہوگی کیونکہ قسامت اور ایت کا تحقق یہ ہے کہ وہ اس میں سب برابر ہیں۔
مفتی پر قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

فقہی عموماً عسی المستقر لان التنبیہ لہم کما ذکرہ الفقہستانانی وغیرہ (درمستقر ۱: ۱۱۱)

اور امام احمد رحمہ اللہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر اہل غلو میں سے کوئی بھی وہاں پر شہداء یا گواہ سب خریدار ہوں تو اب خریدار و مرد و لڑکیوں
کے سب ان پر قسامت اور ایت واجب ہوگی کیونکہ جو ان کے مواضع تھے اور جو ان سے مقدم تھے وہ اب خریدار ہے تو ایت اب عامش ان
ہی کے لیے ہوگئی۔

اگر مشترک گھر میں مقتول ملا اس میں بعضوں کا حصہ زیادہ ہے اور بعضوں کا کم تو

قسامت دوس کے مطابق ہوگی

عبارت: فان وجد فی دابین قوم لبعض ذنب فہی علی الراس لان صاحب القلب والکثیر سواء فی الجعظ و
التقصیر۔

ترجمہ: اور اگر مشترک گھر میں مقتول ملا اس میں بعضوں کا حصہ زیادہ ہے۔ اور بعضوں کا کم تو قسامت دونوں کے مطابق ہوگی کیونکہ
صاحب جس اور کثیر غلط ہو تو قصیم بھی برابر ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جو کئی گھر میں مرد ملا نہ ہو یہ تین بنداں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے بعض کے حصے
بعض سے زیادہ ہیں اسی طرح کو ایک آدمی کا مالک ہے۔ اور دوسرا آدمی اور تیسرا آدمی کا مالک۔ چنانچہ یہاں قسامت سب پر مساوی ہوگی
کیونکہ تیسری وایت میں سب برابر ہیں۔ تو جس کے ترک کی صورت میں اور قصیم میں سب شریک ہیں۔

اگر مکان فروخت کیا گیا اور قبضہ نہیں کیا گیا تو قسامت بائع کی برادری پر ہوگی اور بیع بالاختیار میں قسامت کے عاقبہ پر

فان بيعت و لم تقبض لعلی عاقلة البائع وفى البيع بخيار على اقله دى المدة هذا عند ابي حنيفة و قالوا ان لم يكن فيه خيار فليس لعاقلة المشتري وان كان فعلى عاقلة من نصبه له سواء كان الخيار للبائع او للمشتري .
ترجمہ . اور اگر مکان فروخت کیا گیا اور قبضہ نہیں کیا گیا تو قسامت بائع کی برادری پر ہوگی۔ اور بیع بااختیار میں قسامت کے عاقبہ پر یا اسباب قبضہ و شرائط کے بغیر ایک ہے۔ اور صاحبین نے خبر مذکورہ سے کہتے ہیں کہ اس میں خيار نہ ہو تو مشتری کی برادری پر ہوگی۔ اور اگر خيار ہو تو پھر اس شخص کی برادری پر ہوگی۔ ہر ایک کا دونوں یہ خيار بائع کے لئے ہے ہر بائع کی لئے ہے۔

شرح . صورت مسئلہ یہ ہے کہ زمین نے اپنا گھر گھر پر فروخت کر کے کر لئے ابھی تک قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس میں مقتول بنا۔ اب اسے زمین کی برادری پر ہوگی نہ کہ گھر کی برادری پر۔ اور اگر مکان کی فروخت کسی ایک کے لئے نہ ہو تو عثمان کس پر ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں سے کسی برادری پر ہوگا جس کے قبضہ میں مکان ہے (خدا و تعالیٰ بائع و یا مشتری) کیونکہ عاقبت دراصل قبضہ سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر قبضہ ہو اور ملک نہ ہو تو عاقبت وہ کتنی ہے لیکن ملک ہو اور قبضہ نہ ہو تو عاقبت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ترمذی کا اعتبار ہوگا نہ کہ ملک کا۔

صاحبین نے جواب دہ فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ زمین کی برادری پر ہوگی جس کے لئے مکان کی ملکیت ثابت ہوئے واثق ہے کیونکہ قاضی کو اس میں سے قاضی ظہور ہے کہ اس نے عاقبت میں کوئی بھی کی ہے تو جس کے لئے ولایت ملے ہوگی اسی پر دیت واجب ہوگی۔ اور ولایت حنفیہ ملک سے مستقلاً ہوتی ہے لہذا ملک کا ہی اعتبار ہوگا۔

منقول یہ قول: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول منقول ہے۔ جیسے کہ یہی رائے صاحب (بعد ازیں کے نسخے سے معلوم ہوتی ہے وہ اس طرح کہ انہوں نے صاحب ابوبکر دکنی کو فرمایا کہ اگر کسی نے زمین ایک خرچ کی ہے۔ (رد المحتار: ۲۲۷۱)

اگر مقتول کشتی میں ہو تو پھر قسامت ان لوگوں پر ہوگی جو کشتی میں ہوں اور اگر مکملے کی مسجد میں ہو تو پھر اسی اہل محلہ پر ہوگی

ولی المذکور علی من فیہ و فی مسجد حجة علی اهلها و من العربی علی اقربہ و ولی سوق مملوک علی المالکھذا عند ابي حنيفة و محمد و عبد الله یوسف عنی المسکان .

ترجمہ . (اور اگر مقتول کشتی میں ہو تو پھر ان لوگوں پر ہوگی جو کشتی میں ہوں اور اگر مکملے کی مسجد میں ہو تو پھر اسی اہل محلہ پر ہوگی۔ اور اگر

انہیوں کے سامنے جو قریب اعلیٰ یعنی پرہوگی اور ان پر ارض ہوگی فاعطوف ہوگا مگر ہرگز پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک رہنے والوں پر ہوگی۔

تشریح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ پرنشکی میں مقبول نہ تو قسامت اور بیت النہوٹوں پر ہوگی پرنشکی کے اندر ہیں کیونکہ کشتی ان کے قبضہ میں ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید کی کھلے کی مسجد میں مقبول نہ تو قسامت اور بیت النہوٹوں پر ہوگی کیونکہ کھلے کی مسجد کی حرمت اور نہ ہی اہل جہنم کا بیڑہ ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ غریب بازار میں مرد و عورت اب بازار کو دیکھتا ہے کہ یہ کسی کا ملک ہے یا نہیں؟ اگر کسی کا ملک ہے تو بکس پر قسامت اور بیت النہوٹوں پر ہوگی۔ اس میں اختلاف ہے۔

غریبوں کے لئے اللہ فرماتے ہیں کہ ای بازار کی، کوئی پقسامت اور بیت النہوٹوں پر ہوگی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان لوگوں پر ہوگی جو بازار میں رہتے ہیں۔ اور غریبوں کے دلائل پہلے گئے تھے اور اگر بازار کسی کا ملک نہ ہو تو قریب بیت النہوٹوں پر واجب ہوگی۔

غیر مملوک اور شارع عام اور جلیل اور جامع میں قسامت نہیں ہوگی اور بیت النہوٹوں پر ہوگی

و فی غیر مملوک و الشارع و المسجن و الجامع لا قسامة و النذبة علی بیت العان اما عند ابی یوسف قال لا قسامة علی اهل المسجن لانہم مسکان

ترجمہ۔ (غیر مملوک و شارع عام اور جلیل اور جامع میں قسامت نہیں ہوگی اور بیت النہوٹوں پر ہوگی) اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قسامت اہل مسجد پر ہوگی کیونکہ وہ باطنیہ۔ مگر پہلے۔ اور ہیں۔

تشریح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید جو بی بی مسجد میں یا امام مملوک پر مقبول نہ تو قسامت میں قسامت نہیں ہوگی البتہ بیت النہوٹوں پر ہوگی کیونکہ کوئی جامع مسجد یا عام مملوک کسی خاص شخص سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ چیزیں عام مملوکوں کی ہیں اور بیت النہوٹوں کا مال بھی عام مسلمانوں کا ہے ان کے مال۔ بیت النہوٹوں پر ہوگی۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید قید خانے میں مقبول نہ تو قسامت اور بیت النہوٹوں پر واجب ہوگی ان میں اختلاف ہے۔

طریقہ جہرا اللہ فرماتے ہیں کہ بیت النہوٹوں پر واجب ہوگی کیونکہ قیدی کو ایک مملوک میں وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود ہی لوہے کے سخت ہیں۔ لہذا ان کی صحت کی وجہ سے جو قسامت اور بیت النہوٹوں پر واجب ہوتی ہے وہ ان پر نہیں ہوگی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیت النہوٹوں پر واجب ہوگی کیونکہ بیت النہوٹوں پر واجب ہوتی ہے۔ اور قید خانے کے۔ کان

فیہی ہیں۔ لہذا اسے ہی ولایت میں ملنا حاصل ہوگی۔

مفتی بہ قول عربین کا قول مفتی ہے۔

وقال الامام عبدی و الصحيح قولهما: الصحيح والشریح ۳۹۹

اس قوم میں جو کمزوروں کے ساتھ بڑھ گئی اور ایک مقتول چھوڑ کر

ان سے دور ہو گئی تو دیت اہل محکمہ پر ہوگی

والی قوم النواہانسیوف و اجلوا علی قتیل ذی انکشفوا عہ علی اهل المحلة ۶۰ ان ہدای الوسی علی الفورم او علی معین منہم۔

ترجمہ ۱۱۱ اس قوم میں جو کمزوروں کے ساتھ بڑھ گئی اور ایک مقتول چھوڑ کر ہوا ہوئی (یعنی ان سے ۶۰ روپے کی دیت اہل محکمہ پر ہوگی) عربی کا ناؤ ان لوگوں پر ان میں سے ایک زمین پر مبنی کرتا ہے۔

تقریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک قوم، ہر صیبت جس میں کمزوروں کے ساتھ (جنگ کے لئے) بڑھ گئی۔ اور یہ وہاں تک سے رہ گئی تو ان میں سے ایک مقتول ملاقات اس کی دیت کس پر ہوگی۔ اس میں تفصیل ہے۔

(۱) ان کا وہی کسی پر دھاری نہ کرے تو دیت اہل محکمہ پر واجب ہوگی کیونکہ مقتول ان کے دوسریں ملے ہے۔ حالانکہ ان پر اس کی طاقت لازم نہیں۔

(۲) اس کے وہی نے ان ہی لوگوں پر یہ ان میں سے ایک زمین پر مبنی پر مبنی کیا تو اہل محکمہ پر دیت نہیں ہوگی کیونکہ وہی کے اس پر دھاری نے اہل محکمہ کو قسامت سے بری کر دیا۔

اگر مقتول ایسے جنگل میں ملا جس کی کے قریب آبادی نہ ہو یا چاری پانی میں ملا تو وہ

رائیگاں ہے

قائ و جد فی بوجہ لا عمارۃ بقربہا او ماء یوم بہ فہدر

ترجمہ (اگر مقتول ایسے جنگل میں ملا جس کی کے قریب آبادی نہ ہو یا چاری پانی میں ملا تو وہ رائیگاں ہے)۔

تقریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیادہ ایک ایسے جنگل میں ملا جس کے قریب کوئی آبادی نہ تھی۔ اور نہ کسی کی ملک میں تھی اور نہ پانی میں ملا تو اس کا خون رائیگاں ہے۔ تو قسامت اور دیت کسی پر نہیں ہوگی کیونکہ یہاں ایسا نہ نہیں ہے جو قتل کے کاظم مقام ہو جائے۔

اگر قسم والے نے کہا کہ اس کو زید سے قتل کیا ہے تو قسم اس طرح دی جائے گی
بھدرائیں سے قسم نہیں کیا ہے۔ اور نہ میں اس کا قاتل زید کے علاوہ جانتا ہوں

مستحلف قال قتلہ زید حلف باذنه ما قنلت ولا عرفت لا قتلا غیر زید و مطلق شہادۃ بعض اهل المحلفۃ
بقتل غیرہم او واحد منهم۔

ترجمہ: (اور قسم والے نے کہا کہ میں کو۔ یہ نے قتل کیا۔ چنانچہ قسم اس طرح دی کہ میں نے قتل نہیں کیا ہے۔ اور نہ میں اس کا
قاتل زید کے علاوہ جانتا ہوں اور بعض اہل عدالت نے کہا کہ اس قسم پر قتل ہے یا نہیں۔ اس کی ایک قسم ہے۔

قشر: پہلا مسئلہ۔ صورت مستحبہ ہے کہ اگر (مستحب ہے) کے متعلق نہ تو قسم کی کسی قاعدہ نے اس طرح کہا کہ اگر
تو شام نے قتل کیا ہے تو بھی یہ قسم پوری نہیں ہوگی۔ بلکہ (مستحب ہے کہ شام نے قتل کیا تو قسم کے ساتھ یہ خود اور غیر بھی شامل ہو۔
جس کو اس نے چھوڑ دیا وہ قسم کی تکمیل کے لیے وہاں سے وہ حصہ نہیں جاتا۔ نہ میں نے قتل کیا ہے۔ اور نہ میں شام کے علاوہ کسی اور
قاتل کو جانتا ہوں۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مستحبہ ہے کہ کسی قاعدہ کے متعلق نہ تو اس نے ایک قسم نہیں کہہ دے جس میں وہی جانتا ہو کہ کون سے
اس طرح کہ اس نے متحمل ہو گیا یا نہ ہو۔ کوئی قسم نہیں ہے۔

فائدہ:

پہا قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔ صاحبین رحمہ اللہ کا اس کے کسی قول پر اس کی کوئی حاکمیت نہیں ہے۔
یعنی بقول امام ابو یوسف رحمہ اللہ قانونی نہیں ہے۔

و اصحیح قولہ و علیہ تتمد المحبوبی و الشفی وغیرہم۔ (یعنی امام ابو یوسفؒ)۔

اگر کسی شخص کو کسی گاؤں میں زخمی کیا گیا پھر اس کو منتقل کیا گیا لیکن صاحب فراش
رو کر اسی سے مر گیا تو دیت ان ہی محلہ والوں پر ہوگی

ومن حرج لی حی فقتل بعضی ذافرہ حتی مات فالتسامۃ والدیۃ علی النحی و لی وحشین فی بیت بلا ذلک
وجہا۔ حیہما قتلا فتمت الاخر ذبہ عند ابی یوسفؒ قتلا لا ل محمد فانه لا یضمن عبده لاحتمال امه قتل
نفسه و لابی یوسفؒ ان الظاہر ان الانسان لا یقتل بنفسه

ترجمہ: (اور نہ کسی گاؤں میں زخمی کیا گیا۔ پھر اس کو منتقل کیا گیا لیکن صاحب فراش رو کر اسی سے مر گیا تو دیت ان ہی محلہ والوں پر ہوگی
کی۔ اور ایک طرح میں۔ تو ابھی کسی چیز سے شخص کے رہنے کے اس میں سے ایک کو متحمل ہونا پڑا تو دیت اس کا نہ اس کے ہونے کے علاوہ ہوسکتی ہے۔

کے نزدیک ہے بر خلاف امام محمد کے (کیونکہ یہ شخص اس کے نزدیک ضامن نہیں ہے) کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اس نے خود اپنے آپ کو قتل کیا ہو۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظاہر یہی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی غلطہ والوں نے گم کو قتل کیا۔ پھر اس کو دفن کر اس کے گھر منتقل کر دیا۔ اور وہ پھر صاحب لڑائی یا یہاں تک کہ وہ اس زخم سے مر گیا۔ اب اس اہل غلطہ پر تبصہ واجب ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل غلطہ والوں پر قسامت اور پرت واجب ہوئی کیونکہ زخم جب موت کا سبب بن جاتا ہے تو اس کو قتل ہی کا وجہ پایا جاتا ہے۔ لہذا یہاں موت اسی زخم کی جانب منصف ہوگی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور قسامت کچھ گئی واپس نہیں ہوئی کیونکہ اس غلطہ میں اس کو صرف قتل ہی پایا گیا تھا۔ قسامت اور ایت قتل میں واجب ہوئی ہے نہ کہ غیر قتل میں۔

مفتی یہ قول: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول مطلق ہے ہے اور یہی صاحب الہدایہ کے منہج سے معلوم ہوتا ہے۔ (الہدایہ ۱: ۱۷۰)

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک گھر میں صرف دو شخص رہتے ہیں اور ان میں سے ایک اسی گھر میں قاتل پایا گیا۔ اب دوسرے پر ایت واجب ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوسرا شخص ایت کا ضمان نہیں برٹا۔ کیونکہ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ اس شخص نے اپنے آپ کو قاتل کیا ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے ساتھی نے قتل کیا ہو۔ لہذا یہاں قاتل میں شک پیدا ہوا۔ اور یہی شک کی وجہ سے ایت ساقط ہو جائے گی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایت واجب ہوئی کیونکہ ظاہر انسان اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا۔

اگر کسی عورت کے گاہقوں میں مردہ پایا گیا تو اس پر قسم مکرر کی جائے گی اور ایت عورت کے عاقلہ پر واجب ہوگی

و لی لیل قریۃ امرأۃ تکمر الحلف علیہا و ندی عاتلہ عند ابن حنفیۃ و عند ابن یوسف القسامۃ علی العاقلۃ لیلۃ لان القسامۃ علی اهل النصرۃ و غیر ذلک من اهلہا و اللہ اعلم

ترجمہ: ... (اور اگر کسی عورت کے گاہقوں میں مردہ پایا گیا تو اس پر قسم مکرر کی جائے گی۔ اور ایت عورت کے عاقلہ پر واجب ہوگی) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قسامت ہی عاقلہ پر واجب ہے کیونکہ قسامت اہل نعمت پر واجب ہے اور اگر اس نعمت میں سے نہیں ہے۔ (اللہ اعلم بالصواب۔)

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید زیدہ کے گاہقوں میں مقتول پایا گیا۔ اب قسامت کس پر ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت اہل قسامت میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ اہل نعمت میں سے نہیں ہے۔ اس لیے عورت

میں سے کسی کو کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں سے مدد طلب کرے گا۔ ہذا اگر ان میں سے کسی سے ایسا قصہ سنا اور ہو جائے جس سے بدعت واجب ہوتی ہو تو وہ ان ہی افراد یون پر واجب ہوگی نہ ہر یون سنی رجسٹر ہے (یعنی اس کی کئی کئی لوگ) کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یون مقرر کیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حضور میں اس نے اہل یون پر بدعت مقرر کی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عاقلہ قبیلے والے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کے زمانے میں بدعت صرف خاندان اور قبیلہ پر ہی واجب ہوتی تھی۔ اور اہل یون ان کے زمانے میں نہیں تھے ہذا عاقلہ قبیلہ کے بجائے اہل یون کو ظہر بتایا گیا ہے اور نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس کے بعد کوئی غم منسوب نہیں ہو سکتا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب تھا تو کہ اہل یون ان تعمیر آبادیاں نہیں ہے بلکہ یہ علم اسلی کا اثبات ہے کیونکہ بدعت قائل کے علاوہ کسی اور پر مقرر کرنا حضرت کی غرض موج ہے۔ اور حضرت کی مختلف قسمیں ہیں۔

(۱)۔ قرابت۔ (۲)۔ اولہ المملکات (آپس میں حضرت پر سجادہ کرنے والے)۔ (۳)۔ ہم پیش گوگ۔ (۴)۔ کسی قوم میں رہنے کی وجہ۔

بہر حال حضرت کی یہ مختلف اقسام تھیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی سنی (حضرت) کا لفظ کرتے ہوئے حضرت یون کی وجہ سے مقرر کی۔ (تیسرے بعد از ۲۶۱/۷)

دوسرا مسئلہ۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ بدعت کتنی مدت میں مومن کی جائے گی؟ اس میں تفصیل ہے اس طرح کہ بدعت کس پر واجب ہے

اگر عاقلہ پر ہے تو بلا اختلاف یہ تین سالوں میں وصول کی جائے گی۔ اور اگر قافل پر واجب ہے جیسے ایک شخص نے اپنے بیٹے کو مرگنا۔ اس بدعت قائل سے کتنی مدت میں مومن کی جائے گی؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین سال میں وصول کی جائے گی کیونکہ بدعت کا ثبوت عاقلہ قائل ہے (کیونکہ قائل کا تقاضا یہ ہے کہ شخص کے بدلہ میں مال واجب نہ ہو لیکن یہ بدعت خلاف القیاس ثابت ہوئی) اور خلاف القیاس اور نسخ پر موقوف ہوتا ہے۔ اور اس سے بچنا چاہئے لیکن ہے۔ اور بدعت میں بدعت منحل شروع ہوئی ہے نہ کہ منحل ہو چکا ہو اور اس سے بچنا ہے جو جائز نہیں ہے۔

اگر بیعت المال سے عطا یا تین سال سے زائد میں نکل گئی یا اس

سے کم میں تو اس طرح بدعت لی جائے گی

لأن عمر حب لا يكثر منها أو أقل أخذ منه أي ان أعطيت عطائهم ظلت سنين بعد القضاء بالدية في سنة واحدة مثلاً أو في أربع سنين يؤخذ في سنة واحدة وأربع سنين.

ترجمہ۔۔۔ (اگر بیعت المال سے عطایا تین سال سے زائد میں نکل گئی یا اس سے کم میں تو وہی طرح بدعت لی جائے گی) یعنی اگر بدعت سے

نیک ہونے کے بعد شفا اس کے تیس سال کی عطا یا ایک سال میں دینے یا بار سال میں تو کس وقت ایک سال میں لی جائے گی یا چار برس میں۔

تشریح... صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر عاقل کی اوراق میں سال کے بجائے ایک ہی سال میں تینیں تو چودہ دیت ہی ایک سال کی اوراق سے وصول کرتی جائے گی اس لیے کہ اصل مقصود دیت کا وصول کرنا ہے اس کی اوراق میں سے اور یہاں بھی اسی طرح ہے۔ اور اگر اس کی عطا نہیں سالی کے بجائے چار سال میں دینے کے لیے تو دیت چار سالوں میں ہزار کے حساب سے وصول کی جائے گی۔

حافظہ اس شخص کا جو اہل دیوان میں سے نہ ہو اہل محلہ ہے۔ ہر ایک سے تین سال میں صرف تین یا چار درہم لیے جائیں گے ہر سال میں ایک درہم یا تہائی درہم کے ساتھ

وحیہ لمن لیس منہما من اهل الديوان لاخذ من كل لى ثلث سنين ثلاثة دراهم او اربعة فقط هي كل سنة درهم او مع ثلث هو الاصح ما عاقل هو الاصح لان رواية القدوري انه لا يراد الا واحد على اربعة دراهم في كل سنة لكن الاصح انه لا يراد على اربعة دراهم في ثلث سنين فكذا نص محمد و عند الشافعي "حب علي كل واحد نصف دينار".

ترجمہ: دار عاقل اس شخص کا جو ان میں سے نہ ہو اس کے اہل محلہ ہیں (یعنی اہل دیوان میں سے) تو ہر ایک سے تین سال میں صرف تین یا چار درہم لیے جائیں گے ہر سال میں ایک درہم یا تہائی درہم کے ساتھ اور یہی اصح ہے (معنی شافعی نے اصح کہا جس وجہ سے کہ قدوری کی روایت یہ ہے کہ ہر سال میں چار درہم سے زیادہ ایک سے نہیں لے سکتے ہیں مگر اصح یہ ہے کہ تین سال میں چار درہم سے زیادہ نہیں لے سکتے ہیں اسی طرح امام غزالی نے بھی تصریح کی ہے اور امام شافعی نے ہر ایک پر نصف دينار واجب ہے۔

تشریح... صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیور جو قائل ہے اہل دیوان میں سے نہیں ہے، ہونو اس کی برادری اس کے محلہ والے ہیں کیونکہ اس کے مددگار اس کے محلہ والے ہوتے ہیں اور نصرت کی ہی بنیاد پر عاقل ہونے کا مدار ہے۔ اب دیت کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چوری دیت ان سے تین سالوں میں قسط وار وصول ہوگی اور سالانہ ہر ایک سے صرف ایک درہم لیا جائے گا کہ مجموعہ تین ہو جائے یا ہر ایک سے ایک درہم اور درہم کا تہائی لیا جائے تاکہ مجموعہ چار درہم ہو جائے اس لیے کہ کسی سے چار سے زیادہ لینا جائز نہیں ہے مگر چہ کہ دینے کی گنجائش ہے لیکن زیادتی کی گنجائش نہیں ہے۔ اور یہی اصح ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عاقل یا دار عاقل میں سے ہر ایک پر واجب ہوگا۔

اگر اہل محلہ اس کے لیے وسیع نہ ہوں تو اس قاتل کے محلہ والوں کو قریب تر نسب کے اعتبار سے اہل محلہ والوں کو ملایا جائے اقرب فالاقرب کو عصبہ کی ترتیب کے مطابق۔ اور قاتل عاقلہ میں سے ایک شخص کی طرح ہے

و ان لم یتمع المحي ضم اليه اقرب الاحياء نسبا الاقرب فالاقرب في العصبات والقاتل كاحلهم هذا عندنا وعند الشافعي لا يجب على القاتل شي.

ترجمہ:۔۔۔ (اور اگر اہل محلہ اس کے لیے وسیع نہ ہوں تو اس قاتل کے محلہ والوں کو قریب تر نسب کے اعتبار سے محلہ والوں کو ملایا جائے اقرب فالاقرب کو عصبہ کی ترتیب کے مطابق۔ اور قاتل عاقلہ میں سے ایک شخص کی طرح ہے۔ اور ایک ہے اور امام شافعی کے نزدیک قاتل پر کوئی چیز ہے۔

تحریر: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر اہل محلہ دیت دینے کے لیے کافی نہ ہوں تو دوسرے محلہ والے کو جو اس کے نسب کے اعتبار سے قریب ہوں ملایا جائے کیونکہ دیت کا وجوب عاقلہ پر تکلیف کی غرض سے ہے۔ اور تکلیف اسی میں ہے جو ہم نے بتایا کہ ایک شخص سے پوری دیت کے اندر چار در اہم سے زیادہ نہیں لیا جائے۔ لہذا اقرب فالاقرب کے لحاظ سے اہل محلہ کو عصبہ کی ترتیب سے ملایا جائے گا (یعنی اور انا قاتل کے بھائیوں کو ملایا جائے گا پھر بھائیوں کے بیٹوں کو پھر چچاؤں کو پھر چچاؤں اور بھائیوں وغیرہ کو)۔

دوسرا مسئلہ..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ قاتل دیت دینے میں نہ ملے کے ساتھ شریک ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاتل عاقلہ کے ساتھ شریک ہوگا کیونکہ قاتل اس نے کیا ہے۔ اور برادری کو دیت دینے میں اس نے بھٹلایا ہے تو اب یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ چھٹانے والا قاتل جائے اور اس کے علاوہ اس میں بخش جائیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاتل عاقلہ کے ساتھ دیت دینے میں شریک نہیں ہوگا اس لیے کہ نسب اس پر پوری دیت واجب نہیں تو اس کا بڑ بھئی واجب نہیں ہوگا کیونکہ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بڑ بھئی کا عاقبت نہیں ہوتا۔

آزاد شدہ غلام کی برادری اس کے مالک کا قبیلہ ہے اور مولیٰ مولاۃ کی برادری اس کا مولیٰ اور (اس کے محلہ والے ہیں) اس کا اہل محلہ ہے اور برادری پر وہ دیت ہوگی جو انفس قتل سے لازم ہوتا ہے

وللمعتق حي مبد و لمولى المولاة مولاة وحيه و يتحمل العاقلة ما يجب بنفس الفعل و قتل ارض الموضحة للمساعدة لا ما يجب بصلح او افراز لم تصفه او عمد فقط قوده بشبهة او قتل ابنه عمفا و لا بجناية عمد او عمد و ما دون ارض موضحة بل الجاني.

ترجمہ (اور اگر ارشاد غلام کی برادری اس کے مالک کا شہید ہے اور مولیٰ مولا کی برادری اس کا مولیٰ اور اس کے گھر والے ہیں۔ اور برادری پر وصیت کی جو شخص قتل سے لازم رہتا ہے اور وہ جو شخص کی ارشاد کی مقدار یا اس سے زیادہ ہو۔ اور وہ مالی جو صلح سے واجب ہو جائے واجب نہیں ہوگا اور یہاں پر ارشاد سے وصیت ہو جائے جس کی قصد تہی اس کی برادری نے نشان کی ہو اور نہ وہ جس کا قصد تہی کسی شے سے مراد ہو ہو گیا اس نے اپنے بیٹے کو قصد قتل کیا ہو اور نہ غلام کی جناحت سے نہ رحمہ اور نہ خود کی ارشاد سے نہ مقدار میں بلکہ چالی ہوگا۔

تشریح..... پہلا مسئلہ.. صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ارشاد غلام کا عاقلہ اس کے متعلق کا نہ لانا ہے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ”قوم کا آواز کر وہ غلام ہی قوم میں سے نہ ہوگا“۔

دوسرا مسئلہ.. صورت مسئلہ یہ ہے کہ مولیٰ مولات (یعنی اگر دو شخصوں میں عقد مولات قائم ہو اور اس سے کوئی خط سرزد ہوئی تو اس کا مولیٰ مولات کو مردوں کا نہ لانا اس کی وصیت ادا کرے گا اس لیے کہ جس طرح دلا، عقد کہ باہمی تاحصر کا ذریعہ ہے اسی طرح دلا، مولات بھی باہمی تاحصر کا ذریعہ ہے۔

تیسرا مسئلہ.. صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ نے عمر کو قتل کیا اس کے بعد عمر کے اولیاء نے زید کے ساتھ صلح کیا تو یہ مالی جو صلح سے لازم ہو اور یہ کی برادری نہیں ہوگا کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ عاقلہ پر صلح کی وصیت نہیں ہے۔

چوتھا مسئلہ.. صورت مسئلہ یہ ہے کہ قاتل نے یہ اقرار کیا کہ میں نے زید کو خطا قتل کیا تو وصیت زید کی برادری پر واجب نہیں ہوگی البتہ اگر برادری نے اس کی قصد تہی کی تو جب ان پر واجب ہوگی۔

پانچواں مسئلہ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر وصیت سوسہ کی ارشاد سے کم ہو تو پھر عاقلہ پر واجب نہیں ہوگی کیونکہ وصیت کا وجہ عاقلہ پر اس لیے ہوا ہے کہ قاتل پر بیانیوں میں مبتلا نہ ہو جائے اور یہ بیانی میں مبتلا ہونا اسی وقت ہوگا جب وصیت زیادہ ہو اور اگر قبل ہو تو پر بیانی نہ ہوگی۔



موت کے بعد ایجاب کو وصیت کہتے ہیں اور تہائی مال سے کم میں وصیت کرنا و طاع کے مالدار ہونے کی صورت میں مستحب ہے

ہی ایجاب بعد الموت و نلت من الثلث عند غی وردقہ او اسفانہم بخصنہم کھو کھا بلا احنہما ای ان لم لکن الورثة اغنیاء و لا یصبرون الاغنیاء بخصنہم من الثرکۃ تبرک الوصیۃ الفضل۔

ترجمہ :- موت کے بعد ایجاب کو وصیت کہتے ہیں اور تہائی مال سے کم میں وصیت کرنا و طاع کے مالدار ہونے کی صورت میں مستحب ہے یا اس صورت میں کہ وہ اس حصے سے مالدار بن جائے ہوں جہاں کو وصیت کے بعد ملے گا جیسے وصیت کا چھوڑنا افضل ہے ان دونوں کے ہونے کی صورت میں ایسی اگر ہر دو مالدار بھی خوار نہ کر میں سناپنے حصوں سے مالدار بن جاتے تو اس صورت میں وصیت چھوڑنا افضل ہے۔

تفسیر :- پہلا مسئلہ موت مسئلہ ہے مذکور نے عمر نے کے وقت اپنے ورثہ میں سے عمر سے کہا کہ اگر کو میری وصیت کے بعد ۵۰۰ روپے رہا ہے۔ اور عمر نے کہا ہاں میں دے دوں گا تو زید کی وصیت کے بعد میری رہنا ضروری ہے۔ اور اگر عمر نے کہا انشاء اللہ میں دے دوں گا تو اس صورت میں عمر پر رہنا ضروری نکلا ہے۔

دوسرا مسئلہ موت مسئلہ ہے کہ عمری کے لیے پورے مال کے ٹکٹ سے کم میں وصیت کرنا مستحب ہے اگر اس کے ورثہ مالدار ہوں یا

میراث کے اس حصے سے جنہوں کو ذکر سے ملے گا مالدار ہو جائیں اس لیے کہ وصیت کرنے میں جو مال دیا جائے گا وہ محدود ہوگا۔ اور وصیت نہ کرنے کی صورت میں مال کی تہائی اور دے کے لیے بیس کی طرف سے بہرہ ہوگا اور ایسی پر محدود کرنا رش و ادراں پر بہرہ کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ محدود کا مسئلہ انفرادی کی خوشنودی حاصل کرنا ہے اور اگر اس کے ورثہ وغریب ہوں اور میراث کی وہ مقدار جو اس کو ملے گی اس سے دو ٹوٹیں بن جائیں تو اس صورت میں اس کے لیے وصیت نہ کرنا افضل ہے اس لیے کہ قرب کو دینے کی صورت میں اس کو دو ٹوٹیں ملے۔

(۱) محدود کا ٹوٹ۔ (۲) ملحق کا ٹوٹ۔

اور خیرا کو دینے کی صورت میں اس کو ایک ٹوٹ ملے گا جو محدود کا ہے۔

اگر حمل وصیت کے وقت سے کم مدت میں جنے تو اس کے لیے وصیت کرنا صحیح ہے اور اسی طرح حمل سے وصیت کرنا

و صحت للحمل و بدان ولدت لافل من مدته من وقتها ای اما لصح الوصیۃ لافل من مدۃ ظہر من وقت الوصیۃ و الفرق بین اقل مدۃ الحمل و بین اقل من مدۃ من الحمل فایقن الاول مدۃ اظہر من وقت الوصیۃ و الثاني اقل من مدۃ اظہر۔

ترجمہ: (اور میں نے لیے وصیت کرنا صحیح ہے اور اسی طرح محل سے وصیت کرنا اگر وصیت کے وقت سے کم مدت میں ہے یعنی ممکن کے ساتھ وصیت کرنا صحیح ہے اگر محل وصیت کے وقت سے چھ ماہ سے کم مدت میں ہے۔ اور فرق محل کی کم مدت اور محل کی مدت سے کم مدت میں ایک ہے اول وصیت کے وقت سے چھ مہینے ہے اور دوسرے میں چھ مہینے سے کم ہے۔

تفہیم: پہلا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس کے لیے وصیت کرنا جائز ہے اس لیے کہ وصیت فی الحال مالک مالک ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ میراث کی طرف اس میں اختلاف ہوا ہے جس جیسے میراث ہونا ہے تو اسی طرح وصیت کرنا بھی جائز ہے کہ نہ کہ وصیت اور میراث توکل میں ایک دوسرے کی نظیر ہیں لیکن وصیت کرنا اس وقت جائز ہے جب محل پیسہ میں موجود ہو جس کی علامت یہ ہے کہ وصیت کے وقت سے چھ مہینے سے کم مدت میں بچہ پیدا ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ محل سے وصیت کرنا جائز ہے مثلاً ذیہ کہو کہ میراثی باغی کے بیٹے میں ۵۰ بچہ ہے یہ باغی کسی کے بعد یا تو یہ کہنا صحیح ہے اس شرط کے ساتھ کہ وصیت کے وقت سے چھ ماہ سے کم مدت میں بچہ پیدا ہو جائے۔

وصیت اور استثناء صحیح ہے اس صورت میں جب کہ وہ باندی سے ہوں نہ کہ اس کا محل

و هي والاستثناء الذي تصح الوصية والاستثناء من وصية بائنة الا حملها فان كل ما يصح المراجعة بالعقد يصح استثناء من العقد فلا تصح الوصية بالحمل صح استثناء الحمل من الوصية.

ترجمہ: (وصیت اور استثناء یعنی وصیت اور استثناء صحیح ہے اس صورت میں جب کہ وہ باندی سے ہوں نہ کہ اس کا محل اس لیے وجہ جس کا مالک کہہ گا عقد میں جو اس کا عقد سے استثناء نہ کرے صحیح ہے اور جب محل سے وصیت صحیح ہو تو اس کا استثناء وصیت سے ممکن صحیح ہے۔

تفہیم: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ذیہ نے اپنی باندی سے وصیت کی اور باندی کے محل کو مستثنیٰ کیا تو یہاں کہنا صحیح ہے۔ لہذا محل وصیت میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ جہاں جس چیز کا عقد ہوگی وہ تو اس کا عقد سے استثناء نہ کر سکیں گے۔ اور جہاں اس کا عقد صحیح ہوگا وہ تو اس کا عقد سے استثناء نہ کر سکیں گے۔

مسلم کی وصیت کرنا ذیہ کے لیے جائز ہے اور اسی طرح اس کے برعکس

ومن المسلم والنفی وعلیہا قبلہ بالندمی لان الوصية للمحرری لا تحوز.

ترجمہ: (اور مسلم کی وصیت کرنا ذیہ کے لیے جائز ہے۔ اور اسی طرح اس کے برعکس) معنی نے ذیہ کی قید لگا کر اس لیے کہ وصیت حرابی کے لیے جائز نہیں ہے۔

تفہیم: صورت مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کا ان کے لیے ارازی کا مسلمان کے لیے وصیت کرنا جائز ہے اس لیے کہ وصیت آپ تحریر ہے اور اہل ذمہ بھی تحریر اور احسان کے اہل ہیں۔ البتہ مسلمان حرابی کا لزوم اور لہر میں آپا ہوں کے لیے وصیت نہیں کر سکتے۔ لہذا اس کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور صحابی ذیہ کے حکم میں ہے۔

(۳) صورتِ مندر یہ ہے کہ حکومت کے لیے (صحت، آب و فضا، تعلیم، کھیل، تفریح اور انسانی امور) کے لیے کوئی علیحدہ ادارات ہیں۔

[illegible]

(7) $\frac{1}{2} \leq \frac{1}{2} \leq \frac{1}{2}$

یہ کہ وہ اس کے لیے ایک نیا ہیرو بن جائے۔

الإلا أن محيضة الموزونة (١) (وغير المحيضة) من أن تكون مملوءة بالماء في ١٠٠٠ ساعة. ينبغي أن يكون الحد الأدنى ٩٩٠ ساعة مملوءة من الماء. كما ينبغي أن يكون الحد الأدنى ٩٩٠ ساعة مملوءة من الماء.

تاریخ: ۱۳۹۵/۰۵/۰۵

بچے کی بصیرت صحیح نہیں ہے اور نہ کتاب کی اگرچہ وہ فارچھوڑ دے۔

وَأَمَّا صِي هَذَا عَسَاوُ وَغَدَّ لَهَا عَمِي تَحَوُّوْ وَ تَكْتَبُ أَنْ تَكْبُ وَفَادَّ وَ قَعَدَ الْبَيْنَ عَيْدَا وَ نَقَلَ عَدَمُولَ وَ بَطَلَ قَوْلَهَا أَوْرَدَ فِي حَبَانِهِ وَ دَهَى بِتَقْدِيرِ لِمَكَّ الْأَدَا حَابَ مَرْجَبِهِ ثُمَّ هَوَى الْعَوْجِي كَمَا عَلَا قَوْلُ فَيُو لَوْلَا نَهَى أَيْ نَوَّاهُ الْمَرْجِي لَهُ

ترجمہ : (۱) بچے کی ہر حرکت بھی کچن ہے کیونکہ اسے ہر لمحہ غلامی کے شکنجے میں جکڑ رکھا جاتا ہے اور اسے اپنے آپ پر قابض کیا جاتا ہے۔ (۲) بچے کی ہر حرکت بھی کچن ہے کیونکہ اسے ہر لمحہ غلامی کے شکنجے میں جکڑ رکھا جاتا ہے اور اسے اپنے آپ پر قابض کیا جاتا ہے۔ (۳) بچے کی ہر حرکت بھی کچن ہے کیونکہ اسے ہر لمحہ غلامی کے شکنجے میں جکڑ رکھا جاتا ہے اور اسے اپنے آپ پر قابض کیا جاتا ہے۔

تشریح: چہرہ نما، مسوٹ، اظہار یہ سب کوئی نئے نئے لفظ نہیں ہیں۔ یہ معجزہ، پہلی ہیئت کیا اب یہ وہی ہے جس کے بارے میں

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت صحیح نہیں ہے اس لیے کہ وصیت کا ایک ثواب ہے اور چھوٹا ثواب کا اثر نہیں ہے۔
 امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت کوڑھ لگے ہوئے ہے اس لیے کہ اگر کسی نے وصیت میں کسی سے اپنے خلیق کے لیے عقیقت ہے کہ تم کو کفر میں لے کر رہے ہو تو اس کی یہ وصیت رد ہے اور اگر کسی نے اپنی وصیت کو دیا ہے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اگر کسی نے اپنی وصیت کو دیا ہے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے۔
 امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اگر کسی نے وصیت میں کسی سے اپنے خلیق کے لیے عقیقت ہے کہ تم کو کفر میں لے کر رہے ہو تو اس کی یہ وصیت رد ہے اور اگر کسی نے اپنی وصیت کو دیا ہے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اگر کسی نے اپنی وصیت کو دیا ہے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے۔
 امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اگر کسی نے وصیت میں کسی سے اپنے خلیق کے لیے عقیقت ہے کہ تم کو کفر میں لے کر رہے ہو تو اس کی یہ وصیت رد ہے اور اگر کسی نے اپنی وصیت کو دیا ہے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اگر کسی نے اپنی وصیت کو دیا ہے تو اس کے لیے اس کا ثواب ہے۔

تیسرا مسئلہ۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ تریہ ہود، جن تھا سر کیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا اور اس نے وصیت بھی کی۔ اب سب سے پہلے دین (قرض) کا ادا کرنا ضروری ہے بعد میں وصیت کا اس لیے زاد حاکم ادا کرنا قرض ہے اور وصیت کا بھالا تا مستحب ہے اور قرض مستحب سے مقدم والا دوا ہے۔

چوتھا مسئلہ۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ موسیٰ ب کے منوک ہونے کے لیے موسیٰ لڑکی جو نب سے قبول کرنا ضروری ہے اس کے لیے کہ وصیت

کرنا ایک عملیک ہے اور عملیک کے لیے قبول ضروری ہے۔ اور یہ قبول موسیٰ کی موت کے بعد ہونا چاہیے۔ اور موسیٰ لڑا کر موسیٰ کی زندگی میں قبول یا رد کرے تو اس کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ وصیت کے حکم کا ثبوت موت کے بعد ہوتا ہے۔ لہذا قبول بھی اسی وقت مستحب ہوگا۔ لہذا بعض ایسی صورتیں ہیں جو موسیٰ ل کے قبول کے بغیر جائز ہیں۔ جیسے موسیٰ کا انتقال اور اس کے بعد موسیٰ ل کے قبول یا رد کرنے کے بغیر اس کا انتقال ہو اس اب موسیٰ ہ موسیٰ ل کے رد یا ملک ہوگا۔

موسیٰ وصیت سے رجوع کر سکتا ہے قول صریح یا ایسے فعل کے

ساتھ جو مالک کا حق مقصوب سے قطع کرتا ہے

و له ان مرجع عنها مقول صریح او فعل یقطع حق المالک عما غصب کما مر له مو فی کتاب الغصب قوله فان غصب و غیر لزال اسما و عظم مصادہ حسه و ملکہ هذا التصریح رجوع عن الوصیۃ.

ترجمہ۔ (اور موسیٰ وصیت سے رجوع کر سکتا ہے قول صریح یا ایسے فعل کے ساتھ جو مالک کا حق مقصوب سے قطع کرتا ہے) جیسے ہے مصنف کا قول "کان غصباً" کتاب الغصب میں گزر گیا۔ اگر کسی نے غصب کیا اور اس میں اس نے ایسا تصرف کیا جس سے اس چیز کا نام اور اس کے بڑے صاف بدل گئے تو وہی مقصوب کا خاصاں ہوگا اور مقصوب غصب کی ملک بن جائے گا تو موسیٰ کا ایسا تصرف کرنا موسیٰ پہنچتا وصیت سے رجوع ہے۔

تفسیر۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ موسیٰ وصیت سے رجوع کر سکتا ہے اس لیے کہ وصیت ایک رجوع ہے۔ اور رجوع جب تک نام نہ ہو تو اس سے رجوع کرنا جائز ہے۔ اور رجوع کے دو طریقے ہیں۔

(۱)۔۔۔ قول صریح سے۔

(۲)۔۔۔ ایسا فعل کن جس سے مالک کی ملک مقصوب چیز سے زائل ہوتی ہو (یعنی جس سے مالک کی ملک زائل ہو جائے) جیسے غاصب نے روٹی غصب کی حلقہ پھر اس نے اس سے کچرا نکالا۔ اب غاصب نے روٹی میں ایک ایسا تصرف کیا جس سے مقصوب کا نام تبدیل ہوا۔ اسی طرح اگر موسیٰ موسیٰ پہنچا ایسا تصرف کرے جس سے موسیٰ کا نام بدل جائے تو ایسا تصرف کرنا وصیت سے رجوع بھی ہے۔

ایسا فعل کرنا جس سے موسیٰ بہ میں ایسی زیادتی آجائے جس سے موسیٰ بہ کی تسلیم اس کے بغیر متنع ہو جیسے ایسے ستو کو گھٹی کے ساتھ ملانا جو موسیٰ بہ ہو

لو یزید فی الموسیٰ بہ ما ینفع لتسلیمہ لا بہ کلفت السویل بسم و البناء فی دار او صی بہا و تصرف یزید ملکہ کالبيع و الہبہ لا یغسل الثوب او صی بہ و لا یصودہا عیلا لابی یوسف فان الجحود و جوع عتله۔ ترجمہ: ... (ابن فضل کرنا جس سے موسیٰ بہ میں ایسی زیادتی آجائے جس سے موسیٰ بہ کی تسلیم کرنا اس کے بغیر متنع ہو جیسے ایسے ستو کو گھٹی کے ساتھ ملانا جو موسیٰ بہ ہو اور ایسے گھر میں عمارت بنانا جو موسیٰ بہ ہو اور ایسا تصرف کرنا جو موسیٰ بہ کو ملک کو انگی کرے جیسے فروخت کرنا یہ کرنا کہ وہ مرنے سے ایسے کپڑوں کا جو موسیٰ بہ ہو اور نہ وصیت سے انکار کرنے کا) بخلاف امام ابو یوسفؒ کے اس ہے کہ انکار کرنا اس کے نزدیک رجوع ہے۔

تشریح پہلا مسئلہ ... مصنف نے ایسے اقوال بتائے ہیں جس سے رجوع ثابت ہو اور اچیز میں نہ ہجرت بل ہیں۔

۱۔ موسیٰ کا موسیٰ بہ میں ایسا اضافہ کرنا جس کے بغیر موسیٰ بہ چھ تسلیم نہیں کی جا سکتی ہے جیسے ستو کو جو موسیٰ بہ ہو گئی میں ملانا، گھر میں عمارت بنانا اور ایسا تصرف کرنا موسیٰ بہ کے رجوع کی دلیل ہے۔

۲۔ موسیٰ کا موسیٰ بہ میں ایسا تصرف کرنا جو ملک کے زائک ہوئے کا سبب بننا ہو تو یہ بھی رجوع کی دلیل ہوگی جیسے موسیٰ بہ کو فروخت کرنا یا اس کا یہ کرنا وغیرہ۔

دوسرا مسئلہ ایسا تصرف کرنا جس سے رجوع ممکن ہو۔

۱۔ کپڑا (جو موسیٰ بہ ہے) موسیٰ نے اس کو دھویا تو یہ دھوا رجوع نہ ہوگا کیونکہ دھوا ایسا ہوتا ہے کہ جو کپڑا دوسرے کو دیتا ہے تو اس کو دھو کر ہی دیتا ہے۔

۲۔ موسیٰ نے وصیت کا سرے سے ہی انکار کیا اب یہ انکار کرنا رجوع ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ رجوع ہے ان لیے کہ جو اس کو کہتے ہیں کہ ماضی میں وصیت کا اثبات ہوا اور فی الحال اس کی نفی متصور ہو اور انکار یا نہیں اس لیے کہ انکار میں ماضی میں بھی وصیت کی نفی ہوتی ہے اور حال میں بھی تو جب انکار حال سے رجوع ہو جاتا ہے تو ماضی اور حال دونوں کی نفی سے رجوع ہو دینا ہی ہوگا۔

نام کو دھوا کر دیتے ہیں کہ یہ رجوع نہیں اس لیے کہ ان کے حقائق ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ رجوع کی حقیقت اثبات ماضی اور نفی حال سے مرکب ہے اور انکار کا یہ بھی نفی ماضی اور نفی حال سے مرکب ہے۔ اب اگر انکار رجوع ہو جائے تو تعین کا اختراع لازم آتا ہے اس طرح کہ ماضی میں وصیت بھی ہوگی (رجوع کی وجہ سے) اور وصیت بھی نہیں ہوگی (انکار کی وجہ سے) اور یہ بالکل ہے

رقعۃ حلبی حاشیہ المنہج ۲۶۶/۹ رد المحتار ۲۶۱/۱

مفتی بہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

قوله: قال فی قضاء الفوائت من المعسر الواقع: و إذا اختلف التصحيح والافتاء فالعمل بما وافق المتن
اولی (بضم الهمزة)

مریض کا بیہ کرنا اور اس عورت کے لیے وصیت کرنا جس کے ساتھ موصی وصیت کے بعد نکاح کرتے باطل ہے

و تبطل حبة المریض ووصيته لمن نكحها بعدها ای واجب العریض لامرأة شیتا او وصی نہا شتی لم
تزوجها ثم ماتت تبطل ثبته والوصية لأن الوصية مباحة بعد الموت و عند الموت هی واریثة له و اما التهمة
فهی و ان كانت منسوبة فھی كالمصدة الی الموت لأن حکمتها بتقوی بعد الموت لا تقری انھا تبطل بالمدن
المستغرق و عند عدم لتین يعتبر من الثلث بخلاف الاقرار فانه ان اقر بها لم تزوجها حیث یصح لانا عند
الاقرار اجنبیه

ترجمہ: (اور مریض کا بیہ کرنا اور اس عورت کے لیے وصیت کرنا جس کے ساتھ موصی وصیت کے بعد نکاح کرے باطل ہے۔ مریض
نے کسی عورت کے لیے کوئی چیز یا مال کی چیز سے اس کے لیے وصیت کی جس میں شادی کی گئی ہو مگر کیا تو یہ وصیت اور بیہ کرنا باطل ہیں
کے اس لیے کہ وصیت موت کے بعد واجب ہوئی۔ بعد موت کے وقت میں موت کی مہلت وارث ہے۔ اور بیہ بھی باطل ہے مگر چلتی
والالہ۔ اور یہ اس لیے کہ شکی میں جو وصیت کی طرف متصف ہو کہ وہ بیہ کی تقریر موت کے وقت ہوتی ہے یا نہیں سمجھتے تھے کہ وہ بیہ اس
دین سے باطل رہے جس نے نماز مال کو کھرا اور مباحہ کر کے بیہ کی وصیت کر لی۔ مگر بیہ کا نکاح اقرار کے لیے اور اس
نہی کے لیے اقرار کیا کہ اس سے شادی کی تو یہ صحیح ہے کیونکہ عورت اقرار کے وقت حیہ ہے

تشریح: پہلا مسئلہ: وصیت مستحبہ ہے کہ وہ بیہ کی موت میں بیہ کے لیے مثلاً ۱۰۰۰ درہم سے وصیت کی۔ یا اس کو
۵۰۰ درہم بیہ کے مورچہ سے دیئے۔ اس کے بعد بیہ نے بیہ کو ۱۰۰۰ درہم دیئے۔ کیا یہ مرگیا۔ اب یہ بیہ اور وصیت دونوں باطل ہیں
کیونکہ یہ وارث کو پہرہ اور وصیت ہے اور وارث کے ساتھ اقرار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وصیت میں موت کا وقت معتبر ہوتا ہے اس لیے کہ
وصیت اس شخص کی کہنے ہیں جو موت کے بعد کی طرف متصف ہو تو وارث نے بیہ کی وصیت کا حکم موت کے وقت ثابت ہو جاتا ہے۔
پس وارث جو بیہ کو ۱۰۰۰ درہم موت کے وقت مرثیہ۔ ہتھ کی وصیت۔ کے وقت اور وصیت نے وقت بیہ کو وارث ہے نہ کہ حیہ۔
اور بیہ کی باطل ہے کیونکہ یہ وصیت بھی سے کسی جو سے بیہ کی طرح نکلتے سے نافذ ہوگا۔ اور وصیت باطل ہے تو حشر بھی
باطل ہے۔

دوسرا مسئلہ: عورت مستحبہ ہے کہ وہ بیہ کی مرض میں بیہ کو ۱۰۰۰ درہم دیئے۔ لیکن کسی چیز کا اقرار کیا۔ بعد میں اس سے شادی کی تو یہ اقرار
کرنا صحیح ہے کیونکہ یہ اقرار وارث کے لیے صحیح ہے۔ اس لیے کہ اقرار فی حیات تکلیف ہے۔ اور اس میں وصیت مانی معتبر ہے نہ کہ باہر۔
اور اقرار کے دوران بیہ واضح ہے نہ کہ وارث۔

اپنے کافر اور غلام بننے کے لیے اس کا اقرار کرنا، وصیت اور بیہ کرنا اگر اس نے
اسلام قبول کیا یا اس کے بعد آزاد ہوا

کافر اور وصیہ وجہ لایہ کفار او عبدا ان اسلام او اعتق بعد ذلک ان اقل المریض او اوصی او وص
لایہ الکافر ثم اسم الی موت الاب بطل ذلک اما الافراد ثلاث السرة فائمة وقت الافراد فاعتر فی
الارث بجملة الابنار واما الہیة و الوصیة فلما مر فکذا ان کان الامین عبدا او مکتوبا ففحق لہ ہذا۔

ترجمہ:۔ (مجھے اپنے کافر اور غلام بننے کے لیے اس کا اقرار کرنا، وصیت اور بیہ کرنا۔ اگر اس نے اسلام قبول کیا یا اس کے بعد آزاد
ہوا یعنی اگر مریض نے اپنے اس بیٹے کے لیے اقرار کیا یا وصیت کی یا بیہ کیا اور کافر تھا یا پاپ کے مرنے سے پہلے مسلمان ہوا تو جو سب باطل
ہو گا کیونکہ افراد کے وقت موت ثابت ہے تو میراث میں ایسا کی تمام متبر ہوگی۔ اور بیہ اور وصیت اگر باطل ہے اسی وجہ سے جو پہلے گناہی۔
اسی طرح اگر اس کا بیہ غلام ہو یا مکتوب ہو یا عیسائی تو آزاد کی قید نہ ہو۔ وجہ سے یہ صحیح نہیں ہے۔

تشریح:۔ ضرورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے مرض موت میں اپنے اس بیٹے کو جو کافر و غلام تھا (پھر پاپ کے مرنے سے پہلے
مسلمان یا آزاد ہوا) کسی چیز کا اقرار کیا کسی چیز کی وصیت کی یا کوئی چیز بیہ کی۔ جس میں مر گیا۔ اب یہ تینوں باطل ہیں۔ بیہ اور وصیت کی
وجہ پہلے گذر گئی۔ اور اقرار اس وجہ سے باطل ہے کہ یہاں دیکھ کر موت آتی ہے کیونکہ اقرار کے دوران سب وصیت (بیہ ہونا) موجود
ہے اور ایسا صحیح نہیں ہے تو وصیت اقرار بھی صحیح نہیں ہے۔ لیکن جس چیز کی وجہ سے موت آنے والے دو بھی صحیح نہیں ہے۔ (مسلم الاہ
۱/۱۶۷، حاشۃ الصحاح ۱/۱۶۷، حاشۃ ۱/۱۶۷)

اس شخص کا بیہ کرنا تمام مال سے صحیح ہے۔ جو پاؤں سے معذور یا فانی زندہ ہو یا اس کا ہاتھ ورہ گیا یا
شل ہو گیا ہو اگر اس کی مدت طویل ہوگی اور موت کا خوف نہ ہو

وصیہ ہبہ فلعقد و مغلوج و شل و کل مال ان طالی مہتہ و لم یحلف مہتہ و الا ففسد للثب
ترجمہ:۔ (اگر اس شخص کا بیہ کرنا تمام مال سے صحیح ہے۔ جو پاؤں سے معذور یا فانی ہو یا ہاتھ ورہ گیا ہو یا شل ہو گیا ہو یا اس کی مدت طویل ہوگی
اور موت کا خوف نہ ہو۔ ورنہ ٹکٹ سے متبر ہوگا۔

تشریح:۔ ضرورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر انگڑا، مفلوج، شل، یا کل مال میں مبتلا آدمی نے کسی شخص کو کہہ دیا کہ یہ مال سے معذور
ہو گیا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے۔

(۱) یہ بیماری پیدہ دینے کے وقت سے ایک سال سے کہ جاری تھی۔ اور اسی ایک سال کے اندر دوا کر گیا تو یہ بدیہ کل مال کے بجائے
ٹکٹ مال سے معذور ہو گا کیونکہ یہ مرض مرض موت ہے اور مرض موت میں تبرعات ٹکٹ سے معذور ہوں گے۔

(۲) یہ بیماری پیدہ دینے کے بعد ایک سال سے زیادہ ہو رہی رہی۔ اور اسی بیماری کی وجہ سے ایک سال تک نہیں ہوا تو یہ تبرعات

کل مال سے مستخرج ہونے پر تکفیر یہ بیماری مرض سے نہیں بلکہ بیماری کا شہ ہوگی۔

اگر متعدد وصیتیں جمع ہو گئیں تو فرض وصیت مقدم ہوگی اگرچہ موجبی نے اس کو بعد میں کیا ہو اور اگر قوت کے اعتبار سے مساوی تھیں تو پھر مقدم وصیت معتبر ہوگی

وان جمع الوصایا قدم الفرض وان اخر وان لساوت قوة قدم ما قدمای ان اجتماع الوصایا فضاق عنھا ثلث افعال فان كان بعضها فرضا و بعضها مقلا فقدم الفرض وان كان كلها مرن نص او كلها مرن اقل فقدم ما قدم الموصی۔

ترجمہ ۔ (اور اگر متعدد وصیتیں جمع ہو گئیں تو فرض وصیت مقدم ہوگی اگرچہ موجبی نے اس کو بعد میں کیا ہو۔ اور اگر قوت کے اعتبار سے مساوی تھیں تو پھر مقدم وصیت مستتر ہوگی) یعنی اگر چند وصیتیں جمع ہو گئیں اور نہائی مال پر لے کر کافی نہیں تھا۔ پس اگر ان میں سے کوئی فرض اور باقی غرض تو فرض وصیت مقدم ہوگی۔ اور اگر ان میں فرض ہو یا غرض ہو تو فرض وصیت مقدم ہوگی اور باقی غرض کے لئے پہلے کی جائے گی۔

تشریح: صورت مسأله یہ ہے کہ اگر موصی نے چند وصیتیں کیں۔ اور ثلث مال اس کے لئے کافی نہیں تھا۔ اب کن کو پہلے بخلافت ہے؟ مصنف اس کی تفصیل فرماتا ہے۔ پس اگر اس وصیت کو اول کرنا چاہئے۔

- (۱) اگر سب قوت کے اعتبار سے مختلف ہوں (یعنی کچھ فرضی ہوں اور کچھ غرضی ہوں) تو سب سے قوی کو پہلے بخلافت کرنا چاہئے۔ جیسے ذیہ پر ذکوۃ یا باقی غرضی سے ذکوۃ دینے کی وصیت کی اور غرض کے لئے کسی کو ذیہ کی وصیت کی اور ایک مسجد کے لئے ایک لڑکی کی وصیت کی تو اولاً ذیہ کے لئے سب سے پہلے ثلث مال سے اس کی ذکوۃ دلا کر دیں۔
- (۲) اگر سب قوت کے اعتبار سے ایک جیسے ہوں (سب فرضی یا سب غرضی ہوں) جیسے ذیہ پر ذکوۃ یا باقی غرضی تو ذیہ کے دونوں کے لئے دوا دینے کی وصیت کی اور ذیہ کی موت کے بعد دو کر دیں جس کے لئے ذیہ کے لئے پہلے وصیت کی تھی۔

اگر اس نے حج کرنے کی وصیت کی تو اس کی طرف سے اس کے شہر سے سواری کی حالت میں حج کیا جائے گا اگر نفقہ سواری کے لئے کافی ہو اور اگر کافی نہ ہو تو جس شہر سے کافی ہو وہاں سے کیا جائے

ان اوصی یحج عہ را کذا من بلدہ ان بلغ مہنتہ ذلک والا فمن حیث تبلغ فان مات حاج فی طریقہ واوصی بالبحر یحج من بلدہ یحج من بلدہ عند ابی حنیفۃ ان بلغ نفقۃ ذلک والا فمن حیث تبلغ و عندہما یحج من حیث مات وان لم تبلغ النفقۃ ذلک فمن حیث تبلغ۔

ترجمہ۔ (اگر اس نے حج کرنے کی اہمیت کی قواس کی طرف سے اس کے شہر سے ہوائی کی حالت میں حج کیا جو نے کا اگر فقہ سوہلی کے ہے کوئی ہو، اور اگر کافی ذریعہ قریبی شہر سے کوئی ہو وہاں سے کیا جائے تو اگر نہ ہو، اسے میں مر گیا۔ اور اس نے حج کرنے کی اہمیت کی قواس کے شہر سے حج کیا جائے (یعنی اس کے شہر سے امام یوسفیہ صاف کے نزدیک۔ اگر قرین اس کی تو وہی ہو، اور جہاں سے کوئی ہو وہاں سے کیا جائے اور مائلین، مگر نہ کفر ایک یہی نہ ہو وہاں سے کیا جائے۔ اگر قرین اس کی تو وہی ہو، ورنہ جہاں سے کوئی ہو وہاں سے کیا جائے۔

تشریح: پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے سرے کے وقت یہ وصیت کی کہ میری طرف سے حج ادا کرو۔ اب اس کے وقت کے بعد حج اس کے شہر سے کیا جائے یا کسی اور شہر سے۔ اس میں تقصیر ہے۔

(۱) اگر ٹکٹ مال کا ہو اور وہی کے شہر سے سوہلی کی حالت میں حج کرنے کے لیے کافی ہو تو جہاں کے شہر سے کیا جائے۔

(۲) اگر ٹکٹ مال کا نہیں ہے تو حج وہاں سے کیا جائے جہاں سے ٹکٹ مال کافی ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ مانی حج کرنے جا رہا تھا کہ راستے میں مر گیا۔ اور اس نے حج کرنے کی وصیت کی۔ اب حج کہاں سے کیا جائے۔ اس میں اختلاف ہے۔

امام یوسفیہ صاف فرماتے ہیں اگر ٹکٹ مال ہو تو کسی کی طرف سے اس کے شہر سے حج کیا سکتا ہو تو جہاں کے شہر سے کیا جائے اور اگر کافی نہ ہو تو جہاں سے کافی ہے وہاں سے کیا جائے۔

طرحین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاں کوئی مر گیا ہے وہاں سے کیا جائے اگر فقہ کافی ہو نہ جہاں سے کافی ہو وہاں سے کیا جائے۔
مشنٰی بقول امام یوسفیہ صاف تو سننا ہے۔

ومفادہ ان قوله فباسم وعلیہ الحقون فکان القریب مینا هو المعتمد۔ (۳۷۷/۱) بالصحيح قوله و
اختاره المعصومي والنسفي وصدر الشريعة وغيرهم (الصحيح ومرسج ۳۷۷)

باب ان وصية بالثلث

باب بے ٹکٹ کے وصیت کے بیان میں۔

اگر وہی نے ایک شخص کے لیے ٹکٹ مال کی وصیت کی اور دوسرے کے لیے اس کی مثل اور ورثاء نے اجازت نہیں دی تو ٹکٹ مال ان کے درمیان آدھا ہوگا

فی وصیته بثلث ماله لریبہ و مثله لآخر و لم یجوز ان یبذل الثلث بینہما و یبذل لہ و منہما لآخر بثلث و یبذل لیکر و کلہ لآخر ینصف و لا یربع قال ابو حنیفہ "الوصیۃ ما یجوز من الثلث اذا لم یجز الورثۃ فقد وقع باطلا لکن ان وصی بالثلث لکل واحد ینصف بینہما و فلا یبذل الثلث علی الورثۃ علی الثالث یعنی ان "الوصی لہ لا یمسحہ حقاً للورثۃ لکن یعتبر فی ان الوصی لہ یاخذ من الثلث بحصۃ ذلک المزید اذا لا موجب لابطال

هذه المعنى فمخرج الثنت لثقة كالثالث واحد والمكسر ثلاثة صارت أربعة فيصمم التثنية بهذا السهام فهذا
 مني على أصل مختلف بههم و هم قوله

[illegible]

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیہ نے اپنے ٹسٹ مال سے کمر کے لیے وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے اسی ٹسٹ مال سے عہد کے لیے وصیت کی۔ مجرایہ مزید۔ اب دوبارہ مال کے لیے زیہ کے مال سے کتنا حصہ ملے گا۔ اس میں تفصیل ہے۔

(الف) اگر زیہ کے دو ٹسٹ مال، اس سے مراد بھی وصیت کو جائز قرار دے دیں تو پھر ان کا مالکان دونوں کے درمیان تقسیم ہو گا۔

(ب) اگر اس کا ٹسٹ مال سے مراد بھی وصیت کو جائز نہیں قرار دے دیں تو پھر کمر اور مال کے دو حصہ ٹسٹ مال آدھا آدھا ہو گا کیونکہ حسب اختلاف بھی دونوں مردوں میں اس کو پھر اختلاف نہیں ہو گا کیونکہ دونوں مردوں میں ہوا ہے۔

دوسرا مسئلہ : صورتِ مسلمہ یہ ہے کہ بڑے بکر کے لیے ٹکٹ مال سے وصیت کی اور شام سے بچے حمل کی وصیت کی بجز بڑے مرثیہ

۱۔ مہر و خیر و حسن انداز۔ تھے ہیں آگٹ مائل دونوں کو ملے گا کیونکہ ٹسٹ سے زیادہ کی وصیت کرنا درجہ کی اجازت پر مستحکم ہے اور جب انہوں نے اجازت نہیں دی تو ٹسٹ سے زیادہ میں وصیت باطل ہوگی تو حکومت کی سوس نے دونوں کے لیے ٹسٹ مال سے وصیت کی ہے۔ ۲۔ دونوں جب اشتقاق میں برابر ہیں۔ اس لیے ان دونوں کے درجہ یا ٹسٹ پر برابر تقسیم ہوگا۔

عاصمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کثرت النکاح درمیان چار خصوصیات میں تقسیم ہوگا اس طرح کہ نیک کے لیے ۱۲ اور دوسرے کے لیے ۱۰ اور اگر کچھ سو فی انہی اہمیت سے دو چیزیں کارآمد ہو سکتی۔

(۱) مکمل بن کا ایک گوشہ ملتا ہے، دوسرا غل ہے کیونکہ یہاں دو کام موجود ہیں۔ جنہوں نے اجازت نہیں دی۔

(۲)۔ ”شاہجہان کو کمر بستہ کرتے ہوئے ہے۔ اور اس نے کوئی ہتھیار نہیں لیا۔ لہذا شاہجہان کو ۱۶۵۸ء اور عکبر کو ۱۶۵۹ء میں ملے گا۔“

مطلبی یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا قول مطعون ہے۔

نعم الصحيح قول الإمام كما في تصحيح العلامة فانهم و أشد المنتق من المضمومات وغيره . ر ر : ١٤٠

قال الامام جمال الاسلام والصحيح قول أبي حنيفة و اعتمد الامام البرهاني والتسفي و غيرهما (الصحيح ر
الترجیح ۱۶۶).

﴿خاتمہ﴾

صاحبزادہ حمزہ اللہ کے نزدیک ٹکٹ چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اس طرح کہ کل مال تجویز سے بنتا ہے۔ دو حصے دینا کے لیے اور
آدھ حصہ وصیت کے لیے ہوگا لہذا اس ٹکٹ مال میں ایک کے لیے کل مال کے اعتبار سے تین حصے ہوں گے اور دوسرے کے لیے ٹکٹ ۱
لا سے (تیس سے اس کے لیے وصیت ہوئی تھی) ایک حصہ ہوگا۔ چوں کہ آدھ کے لیے تین حصے اور دوسرے کے لیے ایک حصہ ہوگا تو کل چار
حصے بن جاتے ہیں لہذا ٹکٹ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔

اگر زید نے خالد کے لیے ٹکٹ مال باور عمر کے لئے کل مال سے وصیت کی اور
ورثاء نے ٹکٹ سے زیادہ میں وصیت کو باطل قرار دیا تو اب دونوں موصی لہ
کے لیے مال کا کتنا حصہ ہوگا۔ اقوال فقہاء

ولا يضرب الموصي له باكثر من الثلث عند أبي حنيفة المراد بالضرب المصطلح بين الحساب
فانه اذا وصى بالثلث والكل فعند أبي حنيفة سهام الوصية الثمان لكل واحد نصف يضرب النصف في ثلث
المال فالنصف في الثلث يكون نصف الثلث و هو السدس فلكل واحد السدس الثمان و هنيئها سهام الوصية
اربعة لصاحب الثلث واحد و الواحد من الاربعة ربع فيضرب الربع في ثلث المال فاطربع في الثلث يكون
ربع الثلث ثم لصاحب الكل ثلثه من الاربعة وهي ثلثة ارباع فيضرب ثلثة ارباع في الثلث يعني ثلثة ارباع
الثلث ولصاحب الثلث واحدة من الاربعة فيضرب الواحدة في الثلث و هو ربع يعني ربع الثلث هذا معنى
الضرب و قد نسير فيه كثير من العلماء.

ترجمہ :- (موصی کو چھائی سے زیادہ ٹکٹیں لے گا عام اصول کے نزدیک (ضرب سے مراد ضرب منطقی اور حساب کے نزدیک ہے کہ اگر
جب موصی نے کل ہر ٹکٹ سے وصیت کی تو انام کے نزدیک وصیت کے دو حصے ہر ایک کے لیے ہیں تو آدھا ٹکٹ مال میں ضرب کرے
تو ٹکٹ کا نصف ہوگا۔ چوں کہ ہر ایک کے لیے مال کا دس ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک وصیت کے چار حصے ہیں صاحب ٹکٹ کے لیے
ایک حصہ چار کا ایک حصہ دلی ہے تو ہر ایک ٹکٹ مال میں ضرب کرے۔ اور دلی ٹکٹ میں ٹکٹ کا ربع ہے۔ جس اس شخص کے لیے جس
کے لیے کل مال سے وصیت ہوئی تھی چار حصوں سے تین حصے ہوں گے۔ اور یہ تین دلی ہیں جس میں دلی ٹکٹ میں ضرب کرے تو ٹکٹ کے
تین دلی اور صاحب ٹکٹ کے لیے چار میں سے ایک حصہ ہوگا۔ جس ایک ٹکٹ میں ضرب کرے اور دلی ہے یعنی ٹکٹ کا ربع اور یہ ضرب کا
سفی ہے جس میں اکثر علماء پریشان ہوئے ہیں۔

تشریح :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے خالد اور عمر کے لیے وصیت کی اس طرح کہ عمر کے لیے کل مال سے اور خالد کے لیے

ٹکٹ مال سے پھر تیرہ مر کیا۔ اور وہ ۲۵ لے ٹکٹ سے ڈائمنڈ سمیت کہ جس قدر اودے والا اب ان دونوں مرمیوں کے لیے مال کا تقاضا نہ ہو گیا۔ اس میں اختلاف ہے۔

انہی حقیقتوں سے رابطہ فرماتے ہیں کہ دونوں کے لیے مائل کالٹ ہوگا اور کالٹ سے زیادہ نہیں لے سکتا ہے۔ اور چیکٹ ان انڈس کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اس طرح کہ نصف ٹلٹ میں ضرب ہو کر توچہ حصے بن جائے توچہ حصوں میں ایک حصہ ایک موسیٰ لے لے گا اور دوسرا حصہ دوسرے موسیٰ لے لے گا۔ اور باقی جارہے ۲۰ کے لیے ہوں گے۔

صاحبن جبرائیل القزواتی ہیں کہ دونوں کے لیے، بل کاٹلٹ ہوگا۔ امیٹکٹ کو پڑھیں گروٹیں سے مرنے کے لیے، ورنہ ایک دوسرے کے لیے ہوگا۔ اس طرح کے چار تین میں ضرب گروہ تو بارہ ہیں، ہ گے کا بارہ میں سے تین سے مرنے والے ایک دوسرے کے لیے ہوگا اور اچھے سے باقی دو تار کے لیے ہوں گے۔

مفتی یہ قول امام ابوحنیفہ کا قول منافی ہے۔

وقال الامام حسان الاسلام والصحيح قول ابي حنيفة رحمه الله و اعتماده الامام البرهاني و التمسى
وغيرهما (المحج ١٠٠٠٠)

﴿فاتر﴾:

پہلو مغرب سے مراد مغرب ہے اور اہل مغرب کے نزدیک ہے۔ دوسرے نام کی مراد حاصل ہونا جس کی نسبت احد انصاف دینا کے ساتھ وہیں جو چھٹی دوسری کی نسبت ایک (۱) کے ساتھ ہے جیسے آپ خلفاؤ (۲) کے ساتھ مغرب کریم ہوا اس سے چھ (۶) حاصل ہوتا ہے۔ چھ کی نسبت دو کے ساتھ دو (۲) کا ہے۔ چھ نصف کا۔ اور دوسری نسبت جو احد انصاف دینا ہے ایک کے ساتھ چھ دو کا ہے چھ نصف کا۔ (حاشیہ طوطہ۔ ملاوی۔ عالم دریا۔ ج ۱۔ ص ۲۲۶)۔

الفصل الرابع في الضرب هو تحصيل عدد ٥ نسمة أحد المضروبين المدة كسبة الواحد إلى المضروب الآخر . (رسالة الحساب : ١)

مگر محابات، معایت، و زور و اہم مرسلہ عین

ألا في المحابيات والسعاية والدرهم المرحلة صورة المحاباة ان يكون للرجل عبدان قيمة احدكما ثلثون والاخر ستران فاوصى بان يباع الاول من زيد بعشرة والاخر من عمرو بعشرين ولا مال له سواهما فالوصية في حق زيد بعشرين وفي حق عمرو باربعمائة تقسم الثلث بينهما اثلاثا مباح الاول من زيد بعشرين والعشرة وصية له وباع الثاني من عمرو باربعمائة والدمشقي وصية له فاحد عمرو من الثلث بقدر وصية وان كانت ثلاثة على الثلث.

وصورة السعاية اعطى عشرين قيمتهما ما ذكر ولا مال له سواهما فالوصبة للاول ثلث المال والثاني بثلثي المال فسهام الوصبة بينهما الثلث واحد للاول والثاني للثاني فبقسم الثلث بينهما كذلك فبعتي من الاول

ثلثه وهو عشرة و یسعی فی عشورین و یعتق من الثانی ثلثه و هو عشرون و یسعی فی أربعین فضررب کل بقدر وصيته و ان کان زائد علی الثلث .

و صورة الدارهم المرسلة اوصی فرید بنشین درهما و لایسعر بستی درهما و مائه تسعون درهما بضرب کل بقدر وصيته فضررب الاثین الثلث فی ثلث المال و الثانی الثلثین فی ثلث المال و المرد بالمرسلة مطلقه ای غیر مقیده بانها ثلث ای نصف او نحوهما و اما فرق ابو حنیفہ بین هذه هذه الصور الثلث و بین غیرها لان الوصیه اذا كانت مقدرة بمقارنہ علی الثلث صریحا کالتشف و التلیس و غیرهما و بالشرع اطل الوصیه فی زائد یکوی ذکیرہ لغوا فلا یعتبر فی حق الضرب بخلاف ما اذا لم یکس مقدرہ بانہ ای شی من المال کما فی النصوص الثلث وانه لیس فی العبارة ما یکون مبطلا لوصیه کما اذا اوصی مخصنین درهما و الفی مائه درهم فان الوصیه عبر باطله بالکلیه لامکان ان یتظهر له مال ثانی العائنه و اذا لم یکس باطله بالکلیه یمکن معتبرا فی حق الضرب و هذا فرق دقیق شریف .

ترجمہ : (محررات ، معایب ، درہم سہل میں) محلات کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو مقام ہوں۔ ان میں سے ایک کی قیمت ۱۰ درہم ہو۔ اور دوسرے کی قیمت ساٹھ درہم ہو اب اس کے اس طرح وصیت کی کہ میرا خزانہ میرے ہاتھ میں درہم میں فروخت کیا جائے۔ اور دوسرا رقم میرے ہاتھ میں فروخت کیا جائے۔ اور اس کے لیے ان دو مقاموں کے علاوہ کوئی مال نہ ہو تو میرے حق میں ۱۰ درہم کی وصیت ہوگی اور میرے حق میں ۱۰ کی وصیت ہوگی تو ٹھٹھ کے ان درہم میں خزانہ میرے ہاتھ میں فروخت کیا جائے۔ اور دوسرا رقم میرے ہاتھ میں فروخت کیا جائے۔ اور ۱۰ درہم کی وصیت ہوگی۔ تو میرے مال کی تجارت سے بقدر وصیت لیا۔ اگرچہ ٹھٹھ وصیت سے زیادہ ہو گیا۔

اور معایب کی صورت یہ ہے کہ موصی نے ایسے دو مقام آراء لکھے جن میں سے ایک کی قیمت ۱۰ درہم دوسرے کی ۶۰ ہے۔ اور ان دو مقاموں کے علاوہ اس کا کوئی اور مال نہیں ہے تو اس کے لیے ٹھٹھ مال سے وصیت ہوگی اور دوسرے کے لیے آٹھ سے فروصیت کے حق میں ہے۔ ایک حصہ مال کا ۱۰ حصے دوسرے کے ہونے کے توان کے درمیان ٹھٹھ مال بھی اپنی طرح تقسیم ہونا۔ پس مال تمام کا ٹھٹھ تو دو حصہ کا جو اس درہم ہے اب ۱۰ درہم تھا کی کہ سہا۔ اور دوسرے تمام کا ٹھٹھ آٹھ حصہ کا جو ۱۰ درہم ہے اب وہ چالیس میں علی کرے کہ تو ہر موصی نے بقدر وصیت لی کہ چھٹھ سے زیادہ ہے۔ اور درہم سہل سے مراد وہ رقم جس میں ٹھٹھ یا نصف کی یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی قیمت نہ ہو اور نام نے ان تین صورتوں میں اس کے علاوہ کے درمیان فرق کیا ہے کہ ٹھٹھ اگر وصیت سے آٹھ ٹھٹھ سے زیادہ ہے تو صرف لینے کے حق میں ستر ٹھٹھ نکلا۔ بخلاف اس وصیت کے جو تخمینہ نہ ہوگی ہر اس طرح بھی ہو بل سے چھٹھ ان تین صورتوں میں کہ ٹھٹھ مبادت میں اس کی چیز ٹھٹھ ہے جو وصیت کو باطل کرنے سے بھی ۵۰ درہم سے وصیت کی۔ اور اٹھ اٹھاس دانی ۱۰ درہم سے کہ ٹھٹھ اس کی نہ ہو وصیت بالکلیہ باطل نہیں ہے اس لیے کہ ٹھٹھ میں ۵۰ (۱۰۰) سے زیادہ نہ پایا جائے۔ اور جب بالکلیہ باطل نہیں ہے تو لینے کے حق میں ستر ہوگا اور یا ایک ہر ایک اور ستر فرق ہے۔

شرح : صورت مسل یہ ہے کہ ان تین صورتوں (محلات ، معایب ، درہم سہل) اور باقی صورتوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ

اُمرویت میں نہی کا نصف ہاں۔ تہ زیادہ تنصیح ہے کہ اس صورت میں شریعت ٹکٹ سے زیادہ میں وصیت کو اجازت نہیں دیتی ہے (کیونکہ وہ ظاہر کا حق ٹکٹ۔ تہ زیادہ میں ہے) لہذا انہی ٹکٹ سے زیادہ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اُمرویت میں ٹکٹ الی سے زیادہ نصیحتیں نہ ہوا تو اس صورت میں یہ وصیت باطل نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں وصیت ٹکٹ میں سے نہیں آتی جیسے مذکور ہندوتوں میں ۳۰ اور ۶۰ سے اُمرویت پر ۳۰ اور ۶۰ نصیحتیں ہیں۔ مگر یہاں یہ افسانہ موجود ہے کہ یہ ۳۰ اور ۶۰ ٹکٹ سے زیادہ یا کم ہونے تو یہاں وصیت کے باطل ہونے کا موجب نہیں بن سکتا ہے۔

اپنے بیٹے کے حصے کی مثل کسی کے لیے وصیت کرنا صحیح ہے اور اس کے حصے کی وصیت صحیح نہیں ہے

و بعض نصب ابنہ وصیت و نصب ابنہ لا لان الوصیۃ ما ہو حق الابن لا تصح لغيره و فیہ خلاف: فقہاء ترجمہ: اور اس کے بیٹے کے حصے کی مثل صحیح ہے اور اس کے حصے کی وصیت صحیح نہیں ہے (کیونکہ غیر کے لیے اس چیز سے وصیت کرنا جو بیٹے کا حق صحیح نہیں ہے۔ اور اس میں اسرار نہ کیے گئے ہیں۔)

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیادہ تر کے لیے اس میں وصیت کی کہ۔ وصیت لہ وصیہ ان میں نے عمر کے لیے اپنے بیٹے کے حصے سے وصیت کی۔ اب یہ وصیت صحیح ہے یا باطل؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت باطل ہے اس لیے کہ یہ غیر (بنا) کے ہاں سے وصیت ہے کیونکہ بیٹے کا حصہ وہ ہے جو عمر کے حصے سے جدا ہے۔ امت اور زیادہ اس طرح کہ وصیت نہیں کی (اس نے اس کے لیے بیٹے کے حصے کی مثل سے وصیت کی) تو یہ وصیت کرنا صحیح ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو کسی شخص سے غیر ہونا ہے۔ امام فرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت صحیح ہے جس طرح کہ دوسری صورتوں میں صحیح ہے کیونکہ انہی افسانہ میں بیٹے کا حصہ ہے۔ فقہاء غیر کے مال سے وصیت نہیں کریں

صورت بیان میں اگر موصی کے دو بیٹے ہوں تو موصی کو مال کا تہائی ملے گا اس طرح دیا اس نے موصی کو تیسرا بیٹا قرار دیا ہے

وله ثلث ان الوصی مع ابني و بعض من ماله و لیان ان الوصیۃ ہی یقال للورثة اعطوا ما شئتم لانه مجهول و الجہالہ لا یمنع صحۃ الوصیۃ فالیان الی فقہاء

ترجمہ: (اور اس کے لیے) کہ تہائی حصہ ہوگا اگر موصی کے دو بیٹے ہوں اور بیٹے اس کے تہائی وصیت کا بیان کرنا اور ظاہر ہے (یعنی وہ کہہ گا کہ اسے کہ موصی کو تہائی آپ چاہیں دوں گے)۔ موصی باطل ہے۔ اور اس کی جہالت وصیت کی صحت سے مانع نہیں ہے۔ تو بیان

اگر موسیٰ نے کہا کہ میرے مال کا چھن حصہ فلاں شخص کے لیے ہے پھر اس نے کہا میرے مال کا ثلث اس کے لیے ہے۔ اور ثلث ہے اس کی اجازت دی تو موسیٰ نے کو ثلث ملے گا

فإن فاز سلس مالي له ثم قال كنت له ومحاوروا له فتناهى بگوید السلس داحلا في الثالث فان قلت قوله كنت مالي قل ان كان اخبار فكذلك وان كان انشاء يجب ان يكون له المصعب عنه اجازة لورثه وان كان في السلس حمارا وفي السلس انشاء فيه مصنع ايضا قلنا لا جواز لهذا الموال

[illegible]

تھری صبر سے مسدود ہے کہ توجہ سے غم کے بت ان طریق ہدایت کی کہ پیر سے مل کر اس کے لیے ہے۔ اور وہ اس سے ملنے والی محسوس پائی اور محسوس میں کہ کون کے لیے ہے۔ مل کر نکالے ہے اور وہ گئے ہیں کہ ہدایت کی اجازت بھی دینی تو اب مزید کے لیے مل کا شوق ہو گا کہ نہ وہ تو نکالے ہو گئے ہیں داخل ہے۔

(c) $\frac{1}{2}$

سوائے انہی کے لیے دل کا ٹکٹ نہیں چوکا بلکہ اس کے لیے مار کا تھلہ لگا چکا کیونکہ اس کا یہ قول شہادت دہی اور خبر ہو گیا تھا۔۔۔ اس اخباریوں کو۔۔۔ اور شہادت میں دوسرا سوچو رہے وہ انشاء ہو گا کہ پہلی صورت میں تو یہ ہوا۔۔۔ تو یہ صحت میں اس لیے کہ خیار کے لیے عقلی عذرا دہن ضروری ہے۔ اور یہاں عقلی عذر نہیں ہے اس لیے کہ شہادت (موت کے بعد) انہیں میں ثابت ہوتی ہے اور دوسری صورت میں (ایک اخباردار دوسرے میں انشاء ہو گا) بھی نہیں ہونے پے کیونکہ یہ صحت ہے۔ کہ وہ صحت انشاء ہوتی ہے نہ کہ انشاء ہیے کیلئے شہادت پر مبنی مقرر کی۔ پس یہ معلوم ہو گا کہ یہ دونوں (شہادت۔۔۔ اور بیان یا شہادت) ہیں انشاء ہے۔ اور یہ تاہم ہوئے کہ جب انشاء مقرر ہوئے ہے تو خبر انشاء میں وہاں منع ہو جاتے ہیں تو انشاء بھی نے اس طرح کہا کہ اس شہادت قابل لہ۔ اور دوسرا اور شہادت بھی ہونے کے بعد اس سے دل کا نصف دن رہا ہے۔

جواب اس سوال کا ہے۔

خلاصہ جواب: یہ کہ یہاں موصی کے حکام میں دو قسم کے لوگوں (ٹکٹ ڈلی۔ ورسنڈ) ملی آئیں۔ ایک ممبر ہوئے۔ اور موصی یہ کوٹھ
 ریل سے اندر نہیں گئے۔ ان کے لئے موصی کو آصف تب مقرر موصی کے کچھ ممبر ایک ایسا خط لکھا جو اس شخص پر دلالت کرتا۔ و
 جس شخص کے حکام میں کوئی اور شخص ملتا ہے اسے کیلئے موصی ملے۔ حکام ٹکٹ۔ ورسنڈ میں دونوں حکام ملی ہیں۔ میں میں شائع خط ہیں۔ اور وہ ایک

شائع لفظ کا زیادہ کرنا دوسرے شائع لفظ پر مقدار میں زیادت کا فائدہ نہیں دیتا ہے۔ بلکہ ان میں۔ سے اکثر تحقیق ہوگا ہے۔ خواہیہ اکثر مقدم ہو یا مؤخر اسی وجہ سے غلط کہتے ہیں کہ ثلث سدس میں موجود ہے۔ (مکتبۃ المصطفویٰ مصر ج ۱ صفحہ ۲۶۷)

سوال: مصنف "کاپے قول" و اجازت "لغو ہے کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں مطلقاً موسیٰ لہ کے لیے ثلث ہے خواہ دو بار اس کی اجازت دیں یا نہ دیں تو پھر باتوں کو اس لفظ کے ذکر کرتے سے احتراز کرنا چاہیے تھا جس طرح یہ ثمن کا قاعدہ خاص ہے (طوالت سے بچنے)۔

جواب: کلام میں لکھتے ہیں جب اتنی گراں لفظ کا ذکر کرنا قاعدے سے خالی ہوگا۔ یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ ایک تو ہم کا دلچ ہے۔ تو ہم یہ سوچ رہا تھا کہ موسیٰ لہ کے لیے نصف ہوگا اور دو اجازت دیں تو مصنف نے اس تو ہم کو رفع کرتے ہوئے فرمایا کہ نہیں اس کے لیے ثلث ہوگا اگرچہ دو بار اس کی اجازت دیں۔ (وردہ شمار ۱۰۰-۳۹)

اگر موسیٰ نے سدس مال سے دوبارہ وصیت کی تو اس صورت میں موسیٰ لہ کے لیے سدس ہوگا

ولی مفسر مالی منکرہ لہ سدس لان المعروف اذا اعيدت معرفة مكان الثاني عين الاولى.

ترجمہ: اور جس سدس مال سے دوبارہ وصیت کی تو اس صورت میں موسیٰ لہ کے لیے سدس ہوگا اس لیے کہ وہ بپ معرذ مکرر ہو جائے تو دہرا نہیں بدل ہوگا۔

توضیح: صورت مستحبہ ہے کہ یہ نہ مرنے کے لیے اس طرح وصیت کی کہ میرے مال کا سدس زیادہ کے لیے ہے۔ بعد میں اس نے کسی مجلس میں یا کسی اور مجلس میں دوبارہ کہا کہ میرے مال کا سدس زیادہ کے لیے ہے آگاہ۔ اب زیادہ کے لیے صرف اور صرف مال کا سدس ہوگا کیونکہ جب معرذ مکرر ہو جائے تو کلام عربی میں پیچھے معرذ اور دوسرے معرذ سے ایک ہی چیز مراد ہوتی ہے اور یہاں سدس معرذ ہے کیونکہ اس کی اضافت مال کی طرف ہوئی ہے اور مال یا مال کے حکم کی طرف متضاف ہے جس کی وجہ سے سدس ہی معرذ ہو گیا۔

اگر موسیٰ نے درابہ کی تہائی یا بکریوں کی تہائی یا کیتروں کی تہائی جو مختلف ہوں یا

غلاموں کی پھر وصیت کی بعد میں اس کے وارث تلف ہو گئے تو پہلی دو صورتوں میں اس

کے لیے باقی مانہ ہوگا اور آخری دو صورتوں میں باقی ثلث ملے گا

وثلث لرواحمہ او غنمہ او لبنہ مضارعة او عبدة ان هلك نشاء فله ما بقى في الاولين وثلث البهائم في الاخيرين هذا عندنا وعند رفر له الثلث الباقی فی کل الصور لان حق الموسیٰ له شائع لی الجميع فانه هلك للث المال هلك لتلاحق الموسیٰ له لثا ان حق الموسیٰ له مقدم علی حق الویلة فکل ما یجری فیہ الجبر علی القسمة و يمكن جمع حق احد المستحقين فی الواحد كالدراهم والغنم یجمع حق الموسیٰ له فی مقدمها فجمع فی البهائم بخلاف ما لبس كذلك كالثياب المضارعة والعبدة.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیہ کے لیے پورا ثلث ہوگا کیونکہ بیعت وصیت کا اہل نہیں ہے۔ اور زیہ چونکہ ذمہ ہے اور وصیت کا اہل ہے تو محرک مہرم اہلیت کی وجہ سے زیہ کا مہرم نہ ہوگا۔ اور زیہ کو ٹکٹ دینے والے سے مانع نہیں ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ دو عانت سے خالی نہیں ہے۔

(۱) وصیت کرنے کے وقت اس کو یہ پتہ ہو کہ عمر زندہ نہیں ہے تو پھر مکمل ثلث زیہ کے لیے ہوگا۔ کیونکہ موسیٰ کی یہ وصیت انکسیر کے حق میں لٹو ہے و یا وہ زیہ کو پورا ثلث دینے پر راضی ہے۔

(۲) اگر اس کو عمر کی موت کے بارے میں علم نہ ہو تو اس صورت میں زیہ کے لیے ٹکٹ کا نصف ہوگا کیونکہ یہاں موسیٰ زیہ کے لیے پورا ثلث دینے پر راضی نہیں ہے۔

مفتی بہ قول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول سننی یہ ہے۔

وعلى الظاهر مئى المحموبى و المئى وغيرهما. (مسحیح و ترمذی ص ۱۶۹)

اگر موسیٰ نے کہا کہ زیہ اور عمر کے درمیان مال کا ثلث مشترک ہوگا اور وصیت کرنے سے پہلے عمر مر گیا ہے تو زیہ کے لیے ٹکٹ کا نصف ہوگا

فان قال بينهما حصصه له اى قال لثلث مالى بين زید و عمرو و هو عبت فلزید نصف الثلث لانه مبروح لى ان لزید نصف الثلث.

ترجمہ: (اور اگر موسیٰ نے کہا کہ ان کے درمیان ہے تو زیہ کے لیے ٹکٹ کا نصف ہوگا) یعنی اگر موسیٰ نے کہا کہ زیہ اور عمر کے درمیان اہل کا ثلث ہوگا اور پہلے عمر مر گیا ہے تو زیہ کے لیے ٹکٹ کا نصف ہوگا اس لیے کہ موسیٰ کا قول اس بات کی تصریح ہے کہ زیہ کے لیے نصف ٹکٹ ہے۔

تفہیم: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ موسیٰ نے اس خراج کہا کہ میرے مال کا تہائی زیہ اور عمر کے درمیان مشترک ہے۔ اور ان میں سے صرف زیہ زندہ تھا تو زیہ کے لیے تہائی کا نصف ہوگا کیونکہ موسیٰ نے لفظ: لیکن استثناء کیا ہے جو اس بات کا حکم کرتا ہے کہ وہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو ٹکٹ کا نصف دینا چاہتا ہے۔

اگر موسیٰ نے کہا کہ میرے مال کا ثلث فلاں شخص کے لیے ہوگا اور موسیٰ کا مال نہیں تھا اس نے بعد میں کچھ مال کمایا تو موسیٰ لہ کے لیے موسیٰ کے مال کا تہائی اس کے وقت ہوگا

و بثلث و هو فقیر له ثلث ماله عند موته اى قال لثلث مالى له و لا مال للموصى لما كتب مالا للموصى له ثلث مال الموصى عند موته.

ترجمہ: ... (اور وصیت کی ٹکٹ سے اور موسیٰ فقیر ہو تو موسیٰ لہ کے لیے موسیٰ کی وصیت کے وقت ٹکٹ دینا ہے) یعنی موسیٰ نے کہا کہ میرے مال کا ثلث فلاں شخص کے لیے ہے اور موسیٰ کا مال نہیں تھا اور اس نے بعد میں کچھ مال کمایا تو موسیٰ لہ کے لیے موسیٰ کے مال کا تہائی اس کے

سوت کے وقت ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اپنے مال کے تہائی سے عمر کے لیے وصیت کی اور وصیت کرنے کے اور میں زید فقیر تھا۔ اور بعد میں زید نے ۶۰۰۰ روپے کا لیے تو اب عمر کے لیے اس حیران کاٹھ ہو گا کیونکہ وصیت کے لیے وصیت کرنے کے دوران مال کا موجود ہونا شرط نہیں ہے۔ بلکہ موت کے وقت مال کا موجود ہونا شرط ہے۔ اور یہاں موت کے وقت مال موجود ہے۔

اگر موسیٰ نے بکریوں کی تہائی سے وصیت کی اور اس کے لیے بکریاں نہ ہوں یا اس کے مرنے سے پہلے ہلاک ہوئی ہوں تو یہ وصیت باطل ہے

وَبَشَاءٍ غَنِمَةٍ وَلَا غَنَمٍ لَهُ أَوْ هَلَكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بَطُلَتْ لَوْ لَهُ وَلَا غَنَمَ لَهُ مَعْنَاهُ اللَّهُ لَا غَنَمَ لَهُ عَدَدُ الْوَصِيَّةِ وَلَا يَسْتَلْظَمُ غَنَمًا حَتَّىٰ أَنْ يَسْتَلْظَمَ غَنَمًا فَالْصَّحِيحُ أَنَّ الْوَصِيَّةَ تَصَحُّ.

ترجمہ: (اور بکریوں کی تہائی سے وصیت کی اور اس کے لیے بکریاں نہ ہوں یا اس کے مرنے سے پہلے ہلاک ہوئی ہوں تو یہ وصیت باطل ہے) صحیح ہے (اصح) کے اس لفظ کا مستثنیٰ ہے کہ اس کے لیے وصیت کرنے وقت بکریاں نہ ہوں اور نہ اس کو بکریاں ہیں یہاں تک کہ اگر اس کو بکریاں مل سکیں تو اس کی وصیت صحیح ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اس طرح وصیت کی کہ میری بکریوں کا ٹھٹھ عمر کے لیے ہے۔ اور وصیت کے بعد اس کی سب بکریاں جاگ ہو گئیں یا سرے ہی سے اس کی کوئی بکری نہ تھی تو یہ وصیت باطل ہوگی۔ اس لیے کہ سوت کے وقت موسیٰ (جو وصیت کی صحت کے لیے ضروری ہے) موجود نہیں ہے۔ البتہ اگر وہی کے پاس پہلے بکریاں تھیں تو اس نے سوت کے وقت کچھ بکریاں حاصل کیں تو اب یہ وصیت صحیح ہوگی۔

اگر موسیٰ نے اپنے مال سے ایک بکری یا بکریوں کی وصیت کی اور اس کے لیے بکری نہیں تھی تو بھی مالہ کہنے کی صورت میں اس کی قیمت ہوگی اور بھی غنمی کے کہنے کی صورت میں وصیت باطل ہوگی

وَبَشَاءٍ مِنْ مَالِي أَوْ غَنَمِي وَلَا شَاةَ لَهُ قَبِيضَهَا فِي مَالِي وَبَطُلَتْ فِي غَنَمِي فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ لَهُ شَاةٌ مِنْ مَالِي وَلَا شَاةَ لَهُ حَلَمٌ أَنَّ الْمُرَادَ مَالِيَةَ الشَّاةِ وَإِذَا قَالَ لَهُ شَاةٌ مِنْ غَنَمِي وَلَا غَنَمَ لَهُ بَرَادٌ عَيْنَ الشَّاةِ وَلَيْسَتْ مَوْجُودَةٌ فَيَبْطُلُ الْوَصِيَّةُ وَاعْلَمْ أَنَّهُ قَالَ فِي الْإِهْلَاءِ وَلَا غَنَمَ لَهُ وَلَئِنْ هِيَ أَعْنَى وَلَا شَاةَ لَهُ وَبَيْنَهُمَا فَرْقٌ لِأَنَّ الشَّاةَ فَرْدٌ مِنَ الْغَنَمِ فَلَاذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ شَاةٌ لَا يَكُونُ لَهُ غَنَمٌ لَكِنْ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ غَنَمٌ لَا يَلْزِمُ أَنْ لَا يَكُونَ لَهُ شَاةٌ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَاحِدٌ لَا كَبِيرٍ فَبَيَّارَةُ الْهَدَايَةِ تَتَوَلَّى صُورَتَيْنِ مَا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ شَاةٌ أَصْلًا مَا يَكُونُ لَهُ شَاةٌ لَكِنْ لَا غَنَمَ لَهُ فَفِي الصُّورَتَيْنِ تَبْطُلُ الْوَصِيَّةُ وَغَيْرَةُ الْعَنْتِ لَمْ تَتَوَلَّ إِلَّا الصُّورَةَ الْأُولَى وَلَمْ يَعْلَمْ مِنْهَا الْحَكْمُ فِي الصُّورَةِ الثَّانِيَةِ

لعبارة الجہادۃ الشملی لکن هذه احوط

ترجمہ: (اور جس نے اپنے ماں سے ایک کمری یا کمریوں کی وصیت کی اور اس کے پاس کمری نہیں تھی تو بھی عدلہ کہنے کی صورت میں اس کی قیمت ہوگی اور اپنی کھٹی کہنے کی صورت میں وصیت باطل ہوگی) کیونکہ یہ ماں نے کہا اس کے لیے میرا مال سے نکری ہے۔ اور اس نے چاہ کر لیں تھی تو معلوم ہوا کہ مومن کا مقصد اس کی قیمت ہے۔ امارت میں سے اس طرح نہایت شافعی غرضی اور اس کے پاس کمری نہیں تھی تو اس سے اس کی مراد خود نکری ہے نہ کہ قیمت۔ اور نکری اس وقت ہو جو نکلی ہے تو اس کی وصیت باطل ہوگی۔ اور یہ بات جان لو کہ ہادیہ میں کیا ہے "و لا عیم له" اور صنف نے ضمن (دو) باتیں کہا ہے "و لا عیم له" اور بن دوؤں کا قول کے درمیان فرق ہے اس طرح کہ شافعی کا ایک فرما ہے۔ جب وہ اس کے لیے شافعی نہ تھا تو اس کے لیے فقہ نہیں داتا ہے جتنا اس کے لیے علم نہیں ہے۔ تو اس سے چارہم نہیں آتا ہے کہ اس نے لیے شافعی تھا بھی نہ ہو کیونکہ یہ افعال ہے کہ اس کے لیے ایک ہرگز یاد۔ پس ہادیہ کی عبادت دونوں صورتوں کو شامل ہے کہ اس کے لیے بالکل شافعی نہ ہو چاہے اس کے لیے شافعی ہو مگر غرض یہ کہ اس کی عبادت صرف اول صورت کو شامل ہے۔ اور اس سے دوسری صورت کا حکم معلوم نہیں ہوتا ہے۔ پس ہادیہ کی عبادت ضمن اور متن کا قول اسطرح ہے۔

تشریح: پہلا مسئلہ: صورت مستند یہ ہے کہ عمر نے اس طرح وصیت کی کہ میرے مال سے زیادہ کے لیے ایک کمری ہوگی۔ بعد میں حال میں کمری کو اس کے پاس کوئی کمری نہیں تھی۔ تو زیادہ کے لیے عمر کے مال سے نکری کی قیمت ہوگی کیونکہ عمر نے نکری۔ لیکن طرف مطلق نیا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمری مراد نکری کی قیمت ہے۔

دوسرا مسئلہ: صورت مستند یہ ہے کہ عمر نے اس طرح وصیت کی کہ میری کمریوں میں سے کسی کے لیے ایک کمری ہوگی۔ بعد میں حال میں مر گیا کہ اس کی کوئی کمری نہیں تھی تو عمر کی وصیت باطل ہے کیونکہ مومن نے شافعی کی مخالفت غرض کی طرف کی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مراد خود نکری ہے نہ کہ اس کی قیمت۔

﴿خاتمہ﴾

شارح رحمہ اللہ کا مقصد ہدایہ اور وفایہ کی عبارتوں کے درمیان فرق بتانا ہے کہتے ہیں کہ ہدایہ کی عبارت اصل ہے کیونکہ یہاں اور صریح ہیں۔

(۱) ... مومن کے لیے کوئی نکری نہ ہو۔ (۲) مومن کے لیے صرف ایک کمری ہو اور اس کے لیے ایک سے زیادہ ہو۔

پس ہدایہ کی عبارت "و لا عیم له" میں دونوں کو شامل بناس۔ لہذا اس کے لیے ایک کمری نہ ہو تو بھی یہ عبارت صادق آتی ہے کہ اس کے لیے کمریاں نہیں ہیں۔ اور اگر اس کے لیے ایک کمری ہو تو بھی یہ صورت صادق آتی ہے کیونکہ اس نے کہا کہ میری کمریوں سے۔ اور یہاں اس کی کمریاں نہیں ہیں بن ہادیہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وصیت ان دونوں صورتوں (اس کے لیے ایک کمری نہ ہو چاہے اس کے لیے ایک ہو) میں باطل ہے اور قادی کی عبارت "و لا عیم له" بناس لیے کہ شافعی کو کہتے ہیں (یعنی اس کے لیے ایک نہ آتا ہو) جس وقایہ کی عبارت بالکل صورت کو شامل ہے نہ کہ دوسری صورت کو۔ اور اسی میں اعتقاد ہے۔

اگر موصی نے اپنی امہات اولاد کے لیے مال کے ٹکٹ کی وصیت کی اور وہ تین تھیں
اور فقراء اور مساکین کے لیے تو امہات اولاد کے لیے تین حصے ہوں گے

وبللت مالہ لامہات اولادہ و من ثلاث و للفقراء و المساکین لھن ثلاثہ اقسام هذا عند ابی حنیفہؒ و ابی یوسفؒ و عند محمدؒ بقسم الثلث علی سبعة اسہم فلامہات الاولاد ثلثہ منها لأن المذکور فی الفقراء و المساکین لفظ الجمع و اقلہ فی المہرات الثانی و الوصیۃ اخت المہرات لہما ان الجمع المحلی بالام مراد بہ الجنس و لفظ الجمعۃ یمتثلہ تعالیٰ "و لا یحمل لک النساء" مراد بہ الواحد فبقسم علی خمسۃ و لھن ثلثہا

ترجمہ:..... (اور اپنی امہات اولاد کے لیے مال کے ٹکٹ سے وصیت کی اور وہ تین تھیں اور فقراء اور مساکین کے لیے تو امہات اولاد کے لیے تین حصے ہوں گے) یہ امام محمدؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے۔ اور امام شریعہ کے نزدیک ٹکٹ سات حصوں میں تقسیم ہوگا امہات اولاد کے لیے سات میں سے تین حصے ہوں گے کیونکہ فقراء اور مساکین دونوں لفظ جمع ہیں۔ اور جمع کے فرد اہل مہرات کے باب میں مذکور ہیں اور وصیت مہرات کی نہیں ہے۔ اور شخصین کی دلیل یہ ہے کہ وہ جمع جو دخول ہو دالہ نام کا تو اس سے مراد جنس ہوتا ہے۔ اور اس سے اس کی جمعیت باطل ہوتی ہے جیسے اللہ علی شانہ کا یہ قول "ولا تحمل لک النساء" اس سے مراد ایک ہے۔ پس ٹکٹ پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اس کے لیے پانچ حصوں میں سے تین ہوں گے۔

شرح:..... صورت مسئلہ یہ ہے کہ فیہ نے اس طرح کی وصیت کی کہ میرے مال کا تہائی امہات اولاد اور فقراء مساکین کے لیے ہوگا۔ اور امہات کی تعداد تین ہے۔ اب امہات کے لیے کتنے حصے ہوں گے؟ اس میں اختلاف ہے۔

شخصین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ٹکٹ مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور ان میں سے تین حصے امہات کے لیے اور باقی دو حصوں میں سے ایک حصہ مساکین اور ایک حصہ فقراء کے لیے ہوگا۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ٹکٹ سات حصوں میں تقسیم ہوگا جس میں سے تین امہات کے لیے اور دو مساکین اور دو فقراء کے لیے ہوں گے۔ کیونکہ یہاں مساکین اور فقراء جمع کے الفاظ ہیں اور مہرات کے باب میں جمع کا فرد اہل دو ہیں۔ پس مساکین دو ہونے تو اس کے لیے دو حصے ہوں گے۔ اور فقراء بھی دو ہونے تو اس کے لیے بھی دو حصے ہوں گے۔

شخصین رحمہ اللہ کی طرف سے جواب آپ کی بات سب صحیح ہوتی اگر یہاں مساکین اور فقراء کے الفاظ اپنی جمعیت پر باقی رہے جبکہ یہاں میثاق ہے کیونکہ دونوں ایک لفظ و لام جنسی کا دخول ہے۔ اور الف و لام جنسی سے جمع کی جمعیت باطل ہوتی ہے اور اس سے مراد جنس ہوتا ہے اور جس کو شامل ہوتی ہے اور نہ فی ایک ہے۔ پس یہاں ہر فریق سے ایک ایک فرد مراد ہوگا۔

مفتی بہ قول: شخصین رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے جیسا کہ صاحب مطلق الاموال (۱/۱۶۰) اور صاحب الہدایۃ (۱/۱۶۶) کے نسخ سے معلوم ہوتا ہے۔

اگر موسیٰ نے مال کے ٹکٹ سے فلاں اور فقراء کے لیے وصیت کی تو نصف فلاں اور نصف فقراء کے لیے ہوگا

و جئت له ولفقراء نصف له و نصف لهم هذا عندنا وعد محمد یقسم الثالث اثلاثا و سمانه لزید و مانعة لعمر او بها لزید و خمسين لعمر و ان شریک اخر معهما فله ثلث ما لکل فی الاول و نصفه فی الثاني لان فی الصور الثلاثی نصیب زید و عمرو و سائرین و قد اشترک اخر معهما فهو شریک لاثین فله ثلث ما لکل واحد منهما و لا یسکر مثل هذا فی الصورة الثانية لثلاث نصیب زید و عمرو فهو شریک لکل واحد فله نصف ما لکل واحد منهما .

ترجمہ:۔۔۔ (اور مال کے ٹکٹ سے فلاں اور فقراء کے لیے وصیت کی تو نصف فلاں اور نصف فقراء کے لیے ہوگا) یہ ہر سے ایک ہے اور انہی کو کے نزدیک ٹکٹ جن حصوں میں تقسیم ہوگا اور سات سے ایک ہے ہر سے ہر کے لیے وصیت کی یا سات سے ایک کے لیے اور چھاس سے عمرو کے لیے۔ اور اگر اس کے ساتھ کسی نو کو شریک یا تو مسئلہ اول میں ہر ایک کے حصہ سے ٹکٹ ہوگا۔ اور دوسرے مسئلہ میں اس کے لیے مال کا نصف ہوگا کیونکہ پہلی صورت میں زید اور عمرو کے حصے برابر ہیں۔ اور موسیٰ نے اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو بھی نصف زید اور عمرو کے ساتھ شریک ہوگا پس اس شخص کے لیے برابری کے حصے سے ٹکٹ ہوگا۔ چھاسی طرح۔ دوسری صورت میں ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ زید اور عمرو کے حصے مختلف ہیں۔ پس کسی بھی شخص ہر ایک کے ساتھ شریک ہے۔ اور اس لیے آپ کے حصے کا نصف ہوگا۔

شرح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمرو اور ہر کے لیے وصیت کی بعد میں زید نے خالد کو عمرو اور ہر کے ساتھ شریک کیا۔ اس کے بعد زید نے دار الفیق سے رحلت فرمائی۔ اب خالد کے لیے کیا ہوگا؟ اس میں تفصیل ہے۔

(۱) زید نے دونوں کے درمیان مساوات کی ہے جس طرح اس نے عمرو کے لیے سو اور ہر کے لیے سو سے وصیت کی تو خالد کے لیے عمرو اور ہر کے حصوں کا ثلث ہوگا (اس طرح کہ ۲۳ عمرو کے حصے سے اور ۲۳ ہر کے حصے سے)۔ کیونکہ شرائط مساوات چاہتی ہے۔ ہر یہاں جنوں کے حصے مساوی ہوں گے۔

(۲) زید نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اس طرح کہ عمرو کے لیے سو اور ہر کے لیے چھاس سے وصیت کی ہے تو خالد کے لیے عمرو اور ہر کے حصوں میں سے نصف ہوگا جو چھاس میں پاتا ہے کیونکہ یہاں جنوں کے حصوں کے درمیان مساوات ممکن نہیں ہے اس لیے کہ ہر ایک کا حصہ دوسرے کے حصے سے مختلف ہے۔

اگر موسیٰ نے اپنے ورثاء کو بتایا کہ فلاں شخص کا میرے اوپر ادھار ہے آپ اس کی تصدیق کریں تو ورثاء پر دائن کی تصدیق ٹکٹ تک واجب ہے

و فی له علی دین فصدقه صدق الی الکلف ای امر الورثة بان یصدقوا الدائن فی مقدار الدین بحسب علیہم

ان یصدقوا انی الثلث فاصل الحق دین و مقداره یشت بطریق الوحیۃ و هذا استحسان و فی القیاس لا یصدق لان المدعی لا یصدقی الا بحجة.

ترجمہ۔ (۱) اور کسی کا پتہ کہ میرے اپنے ملکان مجھے کالامداد ہے اس کی تصدیق کرو تو اس کی تصدیق ثلث عقد کی جائے گی (یعنی اس نے ورثہ کو اس طرح غم کیا کہ وہ دکان مقدار میں اس کی تصدیق کر اور تا وہ اپنی ان کی تصدیق ثلث عقد واجب ہے حق اصلی دین سے اور نہ کی عقد و وصیت کے طریقہ پر ثابت ہوئی ہے اور یہ استحسان ہے۔ اور قیاس میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ مدعی کی تصدیق نہیں ہوئی ہے مگر دلیل سے۔

تقریر: صورت مسئلہ یہ ہے کہ میرے اپنی زندگی میں اپنے اور جائیداد کا کرکٹ آپ دکانوں کے پاس آجائے اور فرض کا مظاہرہ کرے۔ آپ اس کی تصدیق کریں۔ جتنی بھی مقدار کا جو بیچ کر مر گیا۔ اس کے بعد بڑا کر عمر کے اور سے ٹکٹ سے زیادہ مقدار سے کم کا مطالبہ کیا۔ اب بکری تصدیق کی جائے گی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

قیاس اس کی بالکل تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ موسیٰ نے اگرچہ اقرار نہ کیا ہے لیکن اس کی مقدار ٹکٹ بھٹی ہے۔ اور بھول سے اقرار کرنا اگرچہ سچا ہوتا ہے مگر اس پر قلم جب مرتب ہوتا ہے جب موسیٰ کی معرفت سے بیان ہے۔ مگر یہاں موسیٰ نہیں ہے تاہم بیان اس کی طرف سے آئے گا۔

استحسان اس کی تصدیق کی ہے۔ کیونکہ یہاں ترک کا مقصد بڑا کر عمر کا ہے۔ اور یہاں اس کا ارادہ نافذ ہو سکتا ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی وصیت کو نافذ کر دیا جائے گا۔

اگر موسیٰ نے اس کے ساتھ کچھ اور وصیتیں کیں تو وصیت والوں کے لیے تہائی الگ کی جائے گی اور دو تہائیاں ورثاء کے لیے۔ اور ہر ایک سے کہا جائے گا جتنے میں چاہے تصدیق کرو

فلان اوصی مع ذلک بوصایا غزل ثلث لہا و ثلثہ نورثہ و قبل لکن صدقہ فی ما شئت و یؤخذ ذلک الثلث بثلث ما اقروا بہ و ما بقی لہم و الورثۃ بثلث ما اقروا بہ و یخلف کل علی العلم بدعوی الریادۃ ای اوصی مع ذلک الثلث الذی مو بتصدیق مقداره بثلث ما لہ لقوم یعزل ثلث المال للوصیۃ و الثلث للورثۃ و قبل للموصی لہم صدقہ فی ما شئت فاذا اقروا بحقدار ثلث ذلک المصدق یكون فی حقیقہم و ہو ثلث المال و ما بقی من الثلث لللموصی لہم و یقال للورثۃ صدقہ فی ما شئت فاذا اقروا بشئ قلنا ذلک لشیء یكون فی حقیقہم و ہو ثلث المال و الذی للورثۃ وحلہ کل واحد من الموصی لہ و الورثۃ علی العلم بدعوی الریادۃ

ترجمہ۔ (۱) اگر اس کے ساتھ کچھ اور وصیتیں کیں تو وصیت والوں کے لیے تہائی الگ کی جائے گی۔ اور دو تہائیاں ورثاء کے لیے۔ اور ہر

ایک سے کہا جائے گا جیسے میں چاہے تعدیٰ کر۔ اور صاحب لکھتے (موسیٰ نہ) اس مقدار کے ٹکٹ سے ماخوذ ہوگا جس کا انہوں نے افراد کیا تھا۔ اور بانی مقدار ان کے لیے ہوئی۔ اور وہ اس مقدار کے دو ٹکٹ سے ماخوذ ہوں گے جس سے انہوں نے اقرار کیا تھا۔ اور ان کے افراد سے زیادہ کے دھاک کرنے کی صورت میں ہر ایک روئے اور دوسری رو میں سے اپنے علم پر قسم اٹھائے گا یعنی موسیٰ نے زمین کی اس مقدار کے ساتھ جس کی تعدیٰ کرنے کا وہ کہہ کر تھا۔ لیکن اس قسم کے لیے وصیت کی تو مال کا تہائی وصیت کے لیے الگ کی جائے گی۔ اور وہ چاہا اور دے کے لیے۔ اور موسیٰ نے کہا جائے گا آپ اس کی تعدیٰ کر تو جتنی مقدار میں آپ چاہیں۔ اور جب وہ کسی مقدار کا اقرار کریں تو اسی مقدار کی تہائی موسیٰ نے علم کے حصوں میں بانٹے گی۔ اور لکھتے سے جو تعداد چاہے وہ موسیٰ نے کہا۔ اور وہ دے سے کہا جائے گا آپ اس کی تعدیٰ کر جتنی مقدار میں آپ چاہیں۔ اور جب وہ کسی مقدار سے افراد کریں تو اسی مقدار کے دو ٹکٹ ان کے حصے لیا جائے گا اور ان لوگوں کا حصہ کر کے دو تہائی کاں ہیں۔ اور اس سے جو تعداد چاہے اور دے۔ کے لیے ہوگا۔ اور وہ دے اور موسیٰ نے اس سے ہر ایک اس پر قسم اٹھائے کہ وہ اس مقدار (جس کا نام نے اقرار کیا) سے زیادہ زمین کا علم نہیں ہے۔

فترخ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ مرنے والے کے ساتھ کہ اس نے چاہا تھا کہ ترک کرے جس کا مطالبہ کرے تو آپ اس کی تعدیٰ کر کے خالص کے لیے لکھتے سے وصیت کی اس کے بعد عمر شریف پر پورے ترک کو جس حصوں میں بانٹ لیں وہ حصے ۱۲۰ روپے کے لیے ہر ایک حصہ موسیٰ کے لیے۔ اس لیے کہ ان دونوں کا حق معلوم ہے نہ کہ وصیت کے لیے ایک لکھ روپے کے لیے مال کی دو تہائیاں ہیں۔ زور پر کا حق مہول ہے اور مہول معلوم کا مزارع نہیں نہ سکنا۔ اب موسیٰ کے لیے فرض کی جتنی مقدار کا اقرار کرے اسی مقدار کا ایک لکھ ترک کر دیا جائے گا۔ اور وہ دے جتنی مقدار کا اقرار کریں اس کا دو ٹکٹ کر دیا جائے گا۔

اب اگر خالص چیز کا موسیٰ کرتا ہے کہ میرا حق ۳۰۰۰ روپے ہے اور یہ دونوں ۲۰۰ روپے کا اقرار کرتے ہیں اور موسیٰ ۱۰۰ سے ۲۰۰ روپے اور وہ ۱۲۰ سے ۳۰۰ روپے کرے گا۔ لکھ کر ۶۰۰ روپے کا دے گا۔ اب موسیٰ اور وہ سب سے اس طرح قسم لینی چاہیے والہ نہیں اس سے زیادہ کا علم نہیں ہے۔

اگر موسیٰ نے کسی عین سے وارث اور اجنبی کے لیے وصیت کی تو اجنبی کے لیے اسی چیز کا دے دیا ہوگا اور وارث کو کچھ نہیں ملے گا

و بعدن الوارث واجنبی لہ نصف وحاب الوارث وانما یكون للاجنبی النصف لان الوارث اهل الموصیة بخلاف ما اذا وصی بہ للجنبی و العیب فان العیب لیس باهل

ترجمہ: (اور اگر اس نے کسی عین سے وارث اور اجنبی کے لیے وصیت کی تو اجنبی کے لیے اسی چیز کا دے دیا ہوگا۔ اور وارث کو کچھ نہیں ملے گا) اور تحقیق سے اجنبی کے لیے نصف ہوگا نہ کہ وارث وصیت کا اہل نہیں ہے بخلاف اس صورت کے جب وہ زندہ اور مردہ کے لیے وصیت کرے کیونکہ مردہ وصیت کا اہل نہیں ہے۔

فترخ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اپنے وارث اور اجنبی فقیر بکر کے لیے کچھ چیز سے وصیت کی۔ اب یہ وصیت وارث ہر کے حق میں باطل ہوگی۔ اور بکر کے لیے اسی چیز کا نصف ہوگا۔ اور وارث کے لیے جو وصیت ہوئی۔ ہے وہ باطل ہے۔ اسی وجہ سے اس کا

منصوب مقرر ہو دی۔ اور اگر باقی مردان میں سے کسی کو چاہتے ہیں تو یہی وصیت جائز ہو سکتی۔

اگر موصی نے متفاوت کپڑوں سے وصیت کی ہر ایک کپڑے سے ہر ایک شخص کے لئے اور ان میں سے ایک کپڑا ضائع ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ کون سا ضائع ہوا ہے اور درثناء دہشتی ہم میں سے ہر ایک کو کہتے ہیں کہ آپ کا حق ضائع ہوا تو یہ وصیت باطل ہوگی مگر یہ کہ درثناء باقی ماندہ کو موصی بہم کو تسلیم کرے

وثلثة أبواب متفرقة بكل نرجل فضاع لوب و نه يدري اى هو الورثة فعول لكن هيك حقت بطلت
 ولكن ان سلموا ما بقى فاحد دو الحيد ثلثي الآخر ودر ادرى ثلث الاحس رزو المستوسط ثلث ثلث اى
 الارضى مثله. ابواب متفرقة جدر مستوسط و ردى و قال الحيد لزيد والمستوسط لعمر و البردى لسكر فهيك
 و واحد و لا يدري اى هو و الورثة فعول لكن و اخذ هلك حقت فانه حصة باطلة لكن الورثة ان تسامعوا
 اسلموا التوبس الباقيس اى زيد و عمر و بكر اخذ زيد ثلث الاجود من الثوابين و اخذ بكر ثلثي. لودى
 و عمر و ثلث كل واحد

[illegible]

فصل ثانی۔ صورتِ مندرجہ کے گڑبڑ کے تحت آدمیوں میں رعب، اثر اور کفر کے لیے جنس پُڑوں میں عدمِ متوسط اور بگڑنا ہے اس طرح ہیبت و کفر و توبہ کے لیے عدمِ اثر کے لیے متوسط ملا کر کے لیے گھڑپائیں گے۔ اب ان گپڑوں میں سے ایک کپڑا ہلاک ہوا اور وہ معلوم نہیں کہ کون سا ہلاک ہوا اور دوسرا، مگر اس لحاظ سے ہر ایک کو کہتے ہیں کہ کپڑا کا حق نہ لیا ہوا تو اس صورت میں یہ ہیبت باہر ہوگی کیونکہ یہاں یہ معلوم نہیں ہے کہ مستحق کون ہے۔ البتہ اثر سوچنے کے باعث ہوتی ہے و نیز یہ دینے پر رضی ہوں۔ اور یہ پڑے سوچی نہیں کہ دے دیں۔ کیا یہ ہیبت بھی ہوگی تو توبہ کے لیے باقی و عدم پڑوں میں سے عدم پڑے کا سوا دوسرا چلے گا نہ کہ گھڑپا ہے اس لیے کہ غصہ کپڑے میں روا تھا نہیں۔

(۲) مگر یہی تفسیر کرنے کے بعد یہ کرنا ہی کے حصہ میں نہیں آیا۔

نہایت دونوں صورتوں میں اختلاف ہے۔

شعین و کرماء فرماتے ہیں کہ پہلی صورت میں یہ کہ، خالد کا بیٹا اور دوسری صورت میں اسی کر کے کو آپ کر کے متعین کر کے اس کی پائش ہو جائے اس کے بعد یہی خالد کو ملے گی۔ اس لیے کہ یہی نے اپنی چیز سے وصیت کی ہے جس میں اس کی ملکیت تقسیم سے ہم جاتے کی۔ کیونکہ یہی ہے کہ موصی نے اپنی ملک کے حصہ کا قصد کیا ہے جس سے ہر اعتبار سے نفع حاصل ہو سکے۔ اور اس سے پورا نفع اپنا تقسیم ہی سے ہو سکتا ہے کیونکہ شارع سے نفع لینا قاصر ہے۔

امام محمد و حرافہ فرماتے ہیں کہ پہلی صورت میں خالد کو مکمل نصف ملے گا۔ اور دوسری صورت میں نصف کر کے کی وصیت کی جائے گی۔ اس لیے کہ وصیت کرنے کے دوران یہ مکمل گھر زید اور عمر کے درمیان مشترک تھا اور تہ کے تمام اجزاء مشترک تھے۔ لہذا موصی یہ کہہ بھی مشترک ہے۔ اور مشترک کا مطلب یہی ہے کہ زید اس نے نصف کا مالک ہے۔ اور عمر دوسرے نصف کا مالک ہے تو زید کی وصیت کچھ اپنی ملک میں ہوئی ہے اور کچھ عمر کی ملک میں ہوئی ہے تو زید کی وصیت اس حصہ میں نافذ ہوگی جس کا زید مالک ہے۔ اور باقی نصف میں وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

مفتی بہ قول شعبین جہمہ شاہ کا قول مفتی ہے جس طرح یہ بات صاحب ہمدانی (۲۶۵/۲) اور صاحب الرضی کے مضامین سے معلوم ہو رہی ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے کسی مشترک گھر کے ایک معلوم حصہ سے خالد کے حق میں اس طرح اقرار کیا کہ یہ اس کی ملکیت ہے اس صورت میں خالد کو یہی کر کے مکمل ملے گا یا اس کے بقدر زمین ملے گی۔ اور امام محمد سے دو قول منقول ہیں۔

(۱) پورا کر دیا اس کو ملے گا یا اس کے بقدر زمین ملے گی۔

(۲) اس کے نصف کر دیا اس کے بقدر زمین ملے گی۔

﴿فائدہ﴾

شعین اس مسئلہ میں امام محمد کے ساتھ ہیں اور یکم قول بخار ہے۔ مجمع الزوائد (۱۲۱/۱)

اگر موصی نے غیر کے مال سے معلوم ہزار روپے کی وصیت کی تو اس غیر کے لیے

یہ اختیار ہے کہ موصی کی موت کے بعد اس کی وصیت کو جائز قرار دے

و مایف عین من مال غیرہ لہ الاجازۃ بعد موت الموصی و المصحح بعد ما ہی بعد الاجازۃ فانہ ان اجاز فلا اجازہ لیرغ فله ان یمنع من التسلیم۔

ترجمہ:..... (اور دوسرے کے مال سے معلوم ہزار روپے سے وصیت کی تو دوسرے کے لیے یہ اختیار ہے کہ موصی کی موت کے بعد اس کی

ہوئے اور فرار ہو۔ اور اجازت دینے کے بعد اس کو کھانچ کر نکالتے تھے۔ اس لیے کہ اس کی اجازت نہ تھی۔ یہ ایک شہر ہے اور شہر اور تعمیر کرنے سے منع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

تحریر: صورت مسلم یہ ہے کہ عمر نے خالد کے پاس کچھ قرابات کے طور پر رکھی۔ اس کے بعد خالد نے شہر کے لیے اسی رقم سے دو ہزار دی وصیت کی۔ یہی یہ وصیت عمر کی اجازت پر موقوف ہے اس لیے کہ یہ فیہ کے مال سے وصیت ہے۔ اگر عمر نے عمر کی موت کے بعد اس وصیت کو جائز قرار دے دیا تو فیک ہے ورنہ یہ وصیت باطل ہوگی اور ہوا کے لیے یہ ضروری ہے کہ عمر موصی یا کاشف کے قبضہ میں نہ رہے اس لیے کہ عمر کا

مذکورہ فیہ کے وصیت میں ہے۔ اور یہی وصیت کے لیے قبضہ شہر ہے۔ اور اگر عمر نے اسے دیا لیکن اس نے ابھی تک موصی یا کاشف کے قبضہ میں نہیں تھا تو عمر (عمر) کو دینے سے انکار کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ یہاں خالد کی وصیت دوسرے کے مال سے ایک تحریر ہے اور عمر اس تحریر کی تحریر پر موقوف ہوگا۔ اور جب اس نے اجازت دے دی تو یہی اسی تحریر کی جانب سے بھی تحریر قرار کیا جائے گا۔ یہی تحریر (عمر) کا اقرار کا حق حاصل ہے۔

اگر وہ بیٹوں میں سے ایک نے تقسیم کے بعد ماں کی تہائی میں باپ کی وصیت کرنے کا اقرار کیا تو اس بقدر کے حصہ کی تہائی دیا جائے گا

فان اقر احد الابن بعد الفسحة بوصية ابيه بالثلث دفع ثلث نصيبه هذا غلبا والقباس ان يعطيه نصف ما في يده و هو قول زهر لان الفرار بالثلث يوجب مساواة الاباء ووجه الامتصاص ان الفرار بالثلث ضائع فيكون حفر الثلث ما في يده.

ترجمہ: (اور اگر وہ بیٹوں میں سے ایک نے تقسیم کے بعد، ان کی تہائی میں باپ کی وصیت کرنے کا اقرار کیا تو اس بقدر کے حصہ کی تہائی دیا جائے گا۔ اب ہمارے مزاحمت ہے اور قباس یہ ہے کہ وہ اس مال کا آٹھواں حصہ دے گا اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہی امام زہری کا قول ہے کہ وہ تہائی سے مفر کا اقرار اپنے ساتھ مساوی کرنے کو واجب کر دے۔ اور امتحان کی دلیل یہ ہے کہ عمر نے ذکر میں سے شائع تہائی کا اقرار کیا ہے تو وہ اپنے قبضہ میں ثلث کا اقرار کرنے والا ہے۔)

تحریر: صورت مسلم یہ ہے کہ عمر کے دو بیٹے شام و رات تھے اس کے بعد عمر دیا سے رخصت ہوا۔ پھر ان کے دونوں بیٹوں نے شہر کو بلے اور میان تقسیم کیا۔ اس کے بعد شام نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس کے والد کا حصہ ہے اپنے مال کے ٹکڑے سے عابد کے لیے وصیت کی تھی۔ اب شام پر کیا ہوگا؟ اس میں اختلاف ہے۔

امتحان: حکم میں ہے جو مقدمہ شہر کو مل گئی وہی مقدمہ کی تہائی عابد کو دے کی اس سے کہ شام نے کل ہر حکم میں شہر کے طریقے پر ٹکڑے سے موصی (عابد) کے لیے اقرار کیا ہے اور پورا ہر حکم کو دونوں چاہیں گے قبضے میں ہے جس نظر اپنے حصہ کے ٹکڑے سے اقرار کرنے والا شام ہوگا۔

قیاس بنکر (شہد) اپنے حصہ سے آخر مقررہ (عابد) کو دے اس لیے کہ شہد کے عابد کے لیے مال کے ٹکٹ سے اقرار کر کے مال کا مطلب یہ ہے کہ ترکہ کے ٹکٹ حصے ہوں گے۔ بیوی اور موسیٰ لہ کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ پس ٹکٹ سے اقرار کرنا اس بات کو محض ہے کہ مقررہ اس طرح اقرار کیا ہے کہ موسیٰ لہ میرے حصہ میں میرے مساوی ہے۔ درمساوات کا یہ تقاضا ہے کہ جہاں کے قبضے میں ہوں گا وہ جہاں کی گورہ دے تاکہ دونوں کے درمیان مساوات آجائے۔

اگر موسیٰ یہاں باندی نے موسیٰ کی موت کے بعد بچہ جنا تو یہ دونوں موسیٰ لہ کے لئے ہوں گے اگر یہ دونوں مال کے ٹکٹ سے نکلے

ان ولدت الموصی بها بعد مرنه فمما له ای الامه الموصی بها وولدھا ان خرجا من الثلث و الاخذ الثالث منها لم منه هذا عند ابی حنیفہ لان النسخ لا يزاحم الاصل و عندھما یاخذ من کل واحد بالحصصه فاذا کان له ست مائۃ ذرہم رابعۃ تسدوی ثلث مائۃ فولدت ولدا یساری ثلث مائۃ ذرہم بعد موت الموصی حتی صار مائۃ الف و مائتین فثلث المال اربعۃ مائۃ فعد ابی حنیفہ لموصی له الام وثلث الولد و عنھما ثلث کلھما۔

ترجمہ: (اور اگر موسیٰ بھلا بھلی نے موسیٰ کی موت کے بعد بچہ جنا تو یہ دونوں اس کے لیے ہوں گے) یعنی وہ باندی جس سے میریت ہوئی تھی اور اس کا بچہ (ذکر) دونوں تہائی سے نکل جاتے اور یہ پہلے باندی سے ٹکٹ لیا جائے گا اگر اس کے بچہ سے (یہ) نام اور حنیفہ کے نزدیک ہے کیونکہ تابع اصل کے ساتھ حرام نہیں ہو سکتا اور صاحبین نے ذکر ایک ہر ایک میں سے حصہ لے لیا۔ پس اگر موسیٰ کے لیے ۳۰۰ درہم در ایک ہی باندی جس کی قیمت ۳۰۰ درہم تھی۔ پھر اس نے موسیٰ کی موت کے بعد ایک بچہ جس کی قیمت تھی سو درہم تھی جہاں تک کہ موسیٰ کا مال ۳۰۰ درہم تھا کیا تو اس کی تہائی (۱۰۰ درہم) ہوں گے۔ اور نام اور حنیفہ کے نزدیک موسیٰ لہ کے لیے باندی اور تہائی ۱۰۰ درہم ہوں گے اور نام اور حنیفہ کے نزدیک موسیٰ لہ کے لیے باندی اور اس کے بچہ کا تہائی ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک ہر ایک کی تہائی ہوگی۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالہ نے عمر کے بے اپنی باندی سے وصیت کی۔ اور باندی نے خالہ کی موت کے بعد بچہ جنا۔ باندی اور بچہ کی قیمت اتنی ہے کہ دونوں ترکہ کی تہائی سے نکل جاتے ہیں (یعنی ترکہ اور ان کے دو ٹکٹ یا اس سے زیادہ موجود ہو) اور باندی اور بچہ دونوں عمر کوئٹس کے اور اگر اس اور بچہ دونوں ترکہ کی تہائی سے نہیں نکلے (یعنی ان دونوں کی قیمت کے علاوہ دو ٹکٹ یا اس سے زیادہ باقی نہیں بچتا) تو موسیٰ لہ کے لیے لیا ہوگا ۱۰۰ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ دونوں ترکہ کی تہائی سے نکل جاتے ہیں (اس طرح کہ باندی کی قیمت ۱۰۰ اور بچہ کی قیمت بھی ۱۰۰ ہے۔ اور کل ترکہ ۸۰ یا اس سے زیادہ ہے) تو یہ دونوں موسیٰ لہ کے لیے ۱۰۰ ہوں گے۔ اور اگر یہ دونوں ترکہ کی تہائی سے نہیں نکلے (اس طرح کہ ترکہ مثلاً ۱۲۰ ہو) تو اس صورت میں موسیٰ لہ کے لیے باندی سے مال کا ٹکٹ ہوگا ترکہ بچہ سے کیونکہ مال اصل ہے۔ اور بچہ تابع ہے۔ اور یہ مسلم اصول ہے کیونکہ اصل کے ساتھ حرام نہیں ہو سکتا اور یہاں بچہ بھی اس کے ساتھ حرامت نہیں کر سکتا اس لیے کہ اگر میریت (اس صورت میں کہ دونوں مال کی تہائی سے نہیں نکلے ہیں) دونوں میں ان کا مال لیا جائے تو بچہ (تابع) مال (اصل) کے ساتھ

مراست کر کے مال کے کچھ حصہ میں وصیت کو یہ طے کر دے گا۔ اور یہ جائز ہے۔ پس اگر بعد کی سے ٹکٹ ٹکٹ ہوا تو نہ ٹکٹ کی کسی مال کے کچھ حصے پر دینی کر دینی ہو سکتی۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مال اور بچہ دونوں سے مال کا تہائی وصول کیا جائے کیونکہ بچہ بھی وصیت میں داخل ہو چکا ہے (اگرچہ مال وصیت میں صاف داخل ہے اور بچہ صاف داخل ہے۔ بہر حال جیسے بھی داخل ہو دونوں داخل ہیں) اس لیے کہ جب بچہ اتصال (مال کی بیٹ میں ہونے کے دوران) کے وقت سے وصیت میں داخل تھا تو اب مال سے لگے ہوئے کے بعد (یعنی پیدا ہونے کے بعد) وصیت سے خالی نہیں ہوگا۔ لہذا اب یوں سمجھ جائے گا کہ مال اور بچہ دونوں وصیت میں برابر داخل ہیں۔ پس مال کو بچہ سے مقدم رکھنے کے قول کے لیے کوئی وجہ نہیں رہی۔

مفتی بہ قول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول نفی ہے۔

واختاره البرہانی والشمس وغیرہما۔ (المصباح، ۱/۱۸۸ جمیع لسان السبع، ۳/۱۶۸)

باب العنق فی المراض

باب۔ ہر مرض موت میں داخل نہ کرنے کے بیان میں

مخیر تصرف میں حالت عقد معتبر ہے۔ پس اگر یہ تصرف حالت صحت میں ہو تو اس کے مال سے معتبر ہوگا ورنہ مال کی تہائی سے معتبر ہوگا۔ اور جو تصرف موت کی طرف مشاف ہو تو وہ مال کی تہائی سے نافذ ہوگا اگرچہ حالت صحت میں ہو

الخبرۃ لعل العقد فی التصرف المجز فان کان فی الصلۃ فممن کل مالہ والافمن ثلثہ والمضاف الی موتہ من الثلث وان کان فی الصلۃ التصرف المجز ہو الذی اوجب حکمہ فی الحال والمضاف الی الموت ما اوجب حکمہ بعد موته کانت حر بعد موتی و ہذا لایذ بعد موتی ففی المجز یحضر حالۃ التصرف فان کان صحیحاً فی ثلث الحال مر کل مالہ و ان کان مریضاً یقتضی من الثلث فالمراد التصرف الذی ہو افشاء ویكون فیہ معنى التبرع حتی ان الاقرار بالبین فی العرض یقتضی کل الحال والکراج فی المرض یعمو الحال یقتضی کل الحال واما المضاف الی الموت فیحضر من الثلث سواء کان فی من الصلۃ او من المرض۔

ترجمہ:۔ (مخیر تصرف میں حالت عقد معتبر ہے۔ پس اگر یہ تصرف حالت صحت میں ہو تو اس کے مال سے معتبر ہوگا۔ ورنہ مال کی تہائی سے معتبر ہوگا۔ اور جو تصرف موت کی طرف مشاف ہو تو وہ مال کی تہائی سے نافذ ہوگا اگرچہ حالت صحت میں ہو) مخیر تصرف ہر وہ تصرف ہے جو فی الحال صحت میں ہو اور تصرف موت کی طرف مشاف ہو تو وہ تصرف ہے جو ایسے حکم موت کے بعد ثابت کرتا ہے جیسے کہ کلمہ میری موت، کے بعد گزارا ہے میری موت کے بعد یہ کہ جس شخص میں حالت تصرف صحت میں ہے۔ پس اگر تصرف کے وقت میں وہ تصرف ہو تو یہ تصرف پورے مال سے نافذ ہوگا۔ اور اگر کسی وقت میں وہ مال کی تہائی سے نافذ ہوگا۔ پس تصرف سے وہ تصرف مراد ہے جس میں ایک مقدار کا مال ہو اور اس میں

اس میں خود تخریب کا کوئی پایا جاتا ہے یہاں تک کہ مرض میں دین سے اقرو کر پایا قرار ملے۔ مستحق ہوگا۔ اور نکاح مرض میں گرام مرض سے نافذ ہوگا کل میں سے۔ اور وہ تصرف بہ موت کی طرف منہاں ہو تو وراثت سے نافذ ہوگا خود بہ موت کی حالت میں گرامے یا مرض کی حالت میں۔

تشریح: ... یہاں مصنف ایک قاعدہ کلیہ بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: "مستحق کہ باوجود حالت سے خالی نہیں ہوگا۔"

(۱) ... موت کے بعد کی طرف منہاں ہو جیسے وصیت، تدبیر وغیرہ تو ایسا تصرف مال کی تہائی سے مستحق ہوگا۔ ... وہ تصرف کے وقت مریض ہو یا تندرست کیونکہ اس صورت میں حالت عقد کا اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ اس میں حالت انصاف کا اعتبار ہے۔

(۲) ... موت کے بعد کی طرف منہاں نہ ہو بلکہ اس کو بطور تحبیب کیا ہے عیاق، ایہ ذریعہ، اس میں حالت عقد مستحق ہے۔ لیکن اگر وہ ایسے تصرف کرنے میں عقد کے دوران تندرست ہو تو وہ پورے مال سے مستحق ہوگا۔ اور اگر عقد کے دوران مریض ہو تو مال کی تہائی سے مستحق ہوگا۔

وہ مرض جس سے مریض صحت یاب ہو جائے حالت صحت کی طرح ہے اس کا آزاد کرنا، کم قیمت میں بیچنا، ہبہ کرنا اور اس کا ضمان یہ سب وصیت ہے

و مرض صحیح منہ كالصحة والعقل ومحبته وجبته وصحته فان حلی فاعق فی حق واما فی حکمہ سواء حضور ف المصالحہ ثم الاعتاق باع عبدا فبعته مائتان بعاثة ثم اعق عبدا فبعته مائة ولا مال له سواء اصاب صرف الفلث فی المحاباة وبعی المصنف فی کل فبعته و مودرة انعکس اعق العبد الذی فبعته مائة ثم باع العبد الذی فبعته مائتان بعاثة فبسم الفلث وهو المائنة بهما نصفین فلفظ المفضل یعق نصفه عذرا ویسعی فی نصف فبعته و صاحب المحاباة باخذ العبد الاخر بعاثة وخمسين و قال اعطه اولی فیہما لانه لا یلحقه الفسخ لہ ان المحاباة اقوی لانہ فی ضمن عقد المملوۃ لکن ان وجد لا و هو لا یحمل الدفع فیراحم المحاباة .

ترجمہ: ... (اور وہ مرض جس سے مریض صحت یاب ہو جائے حالت صحت کی طرح ہے۔ اس کا آزاد کرنا، کم قیمت میں بیچنا، ہبہ کرنا اور اس کا ضمان یہ سب وصیت ہے۔ پس اگر اس نے عیاق کرنے کے بعد آزاد کیا تو عیاقات مقدم ہوگی۔ اور وہ عیاقات جو آزاد کرنے کے بعد و توبہ دونوں برابر ہوں گے) عیاقات کے بعد آزاد کرنے کی صہرت یہ ہے کہ جس غلام کی قیمت ۱۰۰ روپے تھی اس نے ۵۰ روپے سے خرید لیا پھر اس نے اس غلام کو جس کی قیمت ۵۰ روپے تھی آزاد کیا۔ اور موسیٰ کے لیے ان دونوں غلاموں کے علاوہ کوئی زور مال نہیں تھا۔ لہذا اس کی تہائی سب سے پہلے عیاقات کی طرف صرف کی جائے گی اور آزاد شدہ غلام ہر ایک کی قیمت میں کوٹیشن کرے گا۔ اور حق کے بعد عیاقات کی صورت یہ ہے کہ سو روپے والے غلام کو آزاد کیا پھر اس نے ۵۰ روپے والے غلام کو سو روپے سے بیچ دیا تو گمشدہ مال جو سو روپے ہے ان دونوں کے درمیان آدھا ہوگا۔ پس آزاد شدہ غلام کا نصف مفت میں آزاد کرنا اور کسی غلام اپنے آدھا میں کوٹیشن کرے گا۔ اور صاحب عیاقات دوسرے غلام کو بیچ دے روپے میں لے گا۔ (اور صاحبین کے نزدیک وہاں صورتوں میں حق مقدم ہوگا اس لیے کہ حق کو ترجیح الحق نہیں ہو سکتا ہے۔ اور ان صاحبین کے نزدیک عیاقات اقویٰ ہے کیونکہ یہ عقد معاوضہ کے ضمن میں ثابت ہوتی ہے۔ پس آزاد کرنا حق پایا گیا اس حال میں کہ وہ عیاقات دوسرے کا اخراج نہیں دیکھا تو وہ عیاقات کے ساتھ حرام ہوگا۔

تشریح: صورتِ مندرجہ ہے کہ عکالت اور حق دونوں بیچ ہو جائیں اور کثرتِ دونوں کے لیے کافی نہ ہو انکی صورت میں کوئی مقدمہ ہو کہ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مرضی نے کوئی عکالت کی ماس کے بعد کسی غلام کو فروزہ کیا تو ایسی صورت میں عکالت حق سے اولیٰ ہے اور اگر اس نے پہلے کر لیا اس کے بعد عکالت کی تو انکی صورت میں دونوں برابر ہیں۔ اس لیے کہ عکالت مقدمہ معاوضہ (مقدوع) کے ضمن میں ثابت ہوتی ہے۔ اور انکی صراحت عکالت اپنے ہی مقدمہ درمیان کے اعتبار سے ترجیح نہیں ہے بلکہ حق کے اعتبار سے یہ مستثنیٰ ہے البتہ حق کے اعتبار سے ترجیح ہے۔ اور انکی کثرت اور کثرتِ دونوں کے اعتبار سے ترجیح ہے۔ جس اس سے معلوم ہوا کہ عکالت حق سے ترجیح دہاتی ہے کیونکہ مقدمہ و مرضی شریعت سے مضبوط ہوتا ہے۔ تو عکالت قوی ہونے کی وجہ سے مقدمہ ہوگا۔

اور اگر پہلے حق دیا گیا بعد میں عکالت تو حق ضرور ہونے کی وجہ سے عکالت نہیں ملتا۔ ہذا ان دونوں کے درمیان مزاحمت مانجھ ہوئی جس کی وجہ سے دونوں میں سے کسی کے۔

سابقین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حق برحق میں عکالت سے اولیٰ ہے کیونکہ حق کثرت سے زیادہ مضبوط ہے۔ اس لیے کہ حق بیچ نہیں ہو سکتا اور عکالت بیچ ہو سکتی ہے (یعنی اگر حق کو بیچ کر چاہے تو بیچ نہیں کر سکتا ہے۔ اور عکالت اگرچہ بالغ کی طرف سے بیچ قبول نہیں کر سکتی ہے مگر مرضی کی طرف سے بیچ قبول کر سکتی ہے۔ مثلاً مرضی نے چار روپے اور ان کی چیز ایک ڈار درام میں خرید لی۔ اور مرضی بالغ کے پاس اس چیز کے علاوہ کوئی اور سامان نہیں ہے۔ اور اس نے عکالت نہیں دی تو مرضی نے کہا جائے کہ اگر آپ مرضی سے بیچ کر لیں تو بیچ کر لیں۔ اور باقی قیمت بیعت کے روزہ کے لیے چوری کرنے پر توفیق۔ ورنہ بیچ کر لیں۔ اور مرضی کو عکالت ہے چاہے باقی قیمت دے چاہے بیچ کر لیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ عکالت ایک ایسی چیز ہے جس کو بیچ کر لیں تو بیچ کر لیں اور حق ایک ایسی چیز ہے جس کو بیچ کر لیں تو بیچ کر لیں۔ اور عکالت کی طرف سے بیچ کر لیں نہیں کر سکتے۔

قول چنار، امام ابو حنیفہ کا قول بخیر ہے۔

و اختار لول الامام ابو حنیفہ والنسفی و ہذا الفریعہ و غیرہم۔ (المصحح والمراجع ۱۶۶)

(خاتمہ)

عکالت اور حق برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کثرت میں دونوں شریک ہوں گے۔ اور عکالت مقدم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کثرت کے بعد پہلے عکالت کو جاری کیا جائے۔ اور باقی بیعت کی صورت میں حق نافذ ہوگا۔

مگر دو محالوں کے درمیان ایک حق واقع؛ و گیا تو پہلے عکالت کی طرف نصف
ثلث صرف کیا جائے گا اور باقی دونوں کی طرف

لفی عتقہ بین المحاباتین نصف ملائمی و نصف للاخیرین و لہی مبداء بین عتقین لہا نصف التلت و لہما
نفس و العتق اولیٰ عندہما لیہما و وصیۃ بان یعنی بیلہ المانۃ عبد لا یفقد بعد بقی ان ملک درہم بحلال

الصحيح هذا عند ابي حنيفة و عندهما بنفہ المعنى بما بقى كما فى الصحيح لانه ان الفرة تطاولت بطاوت ليلحة
العقد مصلح الصحيح.

ترجمہ: پس اگر وہ عداوتوں کے درمیان ایک حق واقع ہو یا تو پیسے جو بات کر طرف اسلف صرف کیا جائے گا۔ اور باقی نصف دونوں کی
طرف۔ اور ان کتابتوں میں جو درختوں کے درمیان واقع ہو جائے وہ نصف ہوتے ہیں اور نصف دو حصوں میں صرف کیا جائے گا۔ اور
صالحین کے لئے اللہ کے فضل سے سو فیصد میں بھی حق عظیم ہوگا۔ اور وصیت کرنا اس طرح کہ اس سے پورا اہم سے ایک قدر کم کر دیا
جائے تو وصیت باقی ماندہ رقم سے نافذ نہیں ہوگی اگر ان در اہم میں سے ایک اور اہم نافذ ہو جائے۔ خلاف حق کرے گا۔ یہ امام ابو حنیفہ کے
نزدیک ہے۔ اور صاحب کے نزدیک حق باقی ماندہ رقم ہے۔ ہذا ہو گا بھیجے گا میں۔ اور اہم صاحب کی انجس ہے کہ تمام کی قیمت کے تفاوت
سے گراتے تھے۔ اور باقی ہے خلاف حق کرے گا۔

مشرق . ہلامسند:

(۱) میں نے (مرضیہ) موت میں آیا یہ شخص کے ساتھ نماز کی ذمہ داری اٹھائی۔ ۲۰۰ روپے کے غلام کو ۲۰۰ روپے میں فروخت
کیا (اس کے بعد اس نے ایک درویش کے ساتھ غلام کو آزاد کر دیا پھر اس نے کسی اور شخص کے ساتھ عداوت کی (یعنی ۱۰۰ روپے الے
غلام کو دو میں فروخت کر دیا۔ اور وہ مال اس کے لیے کافی نہیں تھا۔ اب مال کا تہ لی رو جھول میں پائے باجائے عداوت
میں پیسے عداوت کے لیے ہو گا اس لیے اس کے ساتھ کوئی حرام نہیں ہے۔ اور در نصف حق اور دوسری کتابت کے
درمیان تقسیم کیا جائے گا کیونکہ حق کر پے دوسری کتابت سے پیسے یا بے مگر کتابت سے قوی ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ
حرام واقع ہوا۔ اور حق اس کو نہیں دیا سکتا ہے۔ اس وجہ سے نصف حق دونوں کے درمیان مشترک ہو گا۔

(۲) اور اگر کتابت دو حصوں کے۔ پان واقع ہوئی تو نہ تو اہم حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور حصہ پہلے حق کر پے۔ جو نے گا اور
دوسرے نصف کتابت کر پے گا۔ اور یہ نصف کتابت اور حق باقی کرے گا۔ یہاں مشترک نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ کتابت حق سے
مقدم ہے اور اس سے قوی ہے۔ اس وجہ سے وہاں نصف میں اس کے حرام باقی نہیں ہو سکتا ہے بلکہ نصف اول دوسرے اور
پہلے حق کے درمیان مشترک ہو گا کیونکہ یہ دونوں مشترک ہیں۔

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ موسیٰ نے یہ وصیت کی کہ اس سے پورا اہم سے نو اعتراف کر اس کو آزاد کر دے۔ اور میں عداوتی۔ سے
ان در اہم میں سے ایک اور بزرگ ہو گیا۔ اور نہ تو اسے در اہم روٹھے۔ اب اس باقی رقم سے تمام آزاد کیا جائے گا یا نہیں۔ اس میں
اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ باقی رقم سے تمام اعتراف کر دے اور انجس یہ جائے گا۔ بلکہ موسیٰ مال و غلام ہے جس کی قیمت سے در اہم
ہے۔ اب اگر غلام سے کسی تمام کو خرید کر آزاد کیا جائے تو موسیٰ اس میں جو فیصد ہے۔ اور نہ تو موسیٰ سے عداوتی نہیں کرے گا حق حاصل
نہیں ہے۔ اور اگر میں نے اس سے وصیت کی کہ اس سے پورا اہم سے میری طرف سے سچ کر اور پانچ قسمی سے اس میں سے ایک در اہم
بلکہ ہوا تو وہ در اہم سے موسیٰ کی طرف سے سچ کر اور اہم ہے۔ اور جہاں سے یہ رقم کر کے لیے گا باقی وہاں سے سچ کر لیا
جائے گا کیونکہ حق کی وصیت میں نہیں بدلتا کیونکہ حق ایک خاص قیمت اور اللہ جس شانہ لائق ہے تو حق کا مستحق اللہ

حقانی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے۔

صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ باقی رقم سے غلام خرید کر کے اس کی جانب سے آزاد کیا جائے جیسے حج کی وصیت کی صورت میں کیونکہ اطلاق کی وصیت یہ قربت کی ایک قسم کی وصیت ہے لہذا اس نکتہ کی وصیت کا فائدہ ترک نہیں ہوگا اس کو فائدہ کرا واجب ہے۔

قول النسخ الماسہ من الفداء قول صحیح ہے جسے صاحب عدہ یہ نسخی سے معلوم ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ ۱۴: ۶۷۸)

اپنے غلام کی آزادی سے وصیت کرنا باطل ہوگا اگر غلام نے موصی کی موت کے بعد ایک ایسی جنایت کی جس کے بدلہ میں یہ غلام دیا گیا

وتعطل الوصیۃ بعقل عذہ ان جسی بعد موتہ فدفع و ان فدی لا اوصی بان یعنی الورثۃ عیدہ بعد موتہ فجسی العبد فدفع بطلت الوصیۃ لان الدفع قد صح فخرج عن منکحہ فطلبت الوصیۃ بان ان فدی الورثۃ کان الفداء فی عالمہم لانہم المنزوع و فحلزت الوصیۃ لاند طہر عن العبدۃ.

ترجمہ (اور اپنے غلام کی آزادی سے وصیت کرنا باطل ہوگا اگر غلام نے موصی کی موت کے بعد ایک ایسی جنایت کی جس نے بدلہ میں دیا گیا۔ اور اس کے مرضی قلم پر لکھا گیا ہو کہ اس نے اپنے ورثہ سے یہ وصیت کی کہ اس کی موت کے بعد اس کو تمام آزاد کرے۔ مگر تمام نے قبلہ ان کی جنایت کی جس کے بدلہ میں غلام دیا گیا تو یہ وصیت بطل ہوگی کیونکہ یہ فعل کرنا صحیح ہے۔ جس موصی کی ملک سے خارج ہو کر یہ وصیت بطل ہوگی اور اس کے لئے اس جنایت کا کفارہ ہے یا قید یا عتق یا دوسرے کار سے آزاد کرانے کی چیزوں سے لے کر یہ پانچ چیزیں جو اس وقت تک کہ موصی اس لئے غلام نہ دیتا ہے وہی ہوں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ نے اپنی بھاری کھڑا اس طرح وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے غلام کو آزاد کر دینا اس کے بعد وہ رانگہ سے چلا گیا۔ پھر غلام نے کوئی ایسی جنایت کی جس کے بدلے میں غلام جائز تھا۔ اب یہ وصیت بطل ہوئی یا نہیں اس میں شک ہے۔

(۱) اگر ورثہ نے اس غلام پر اپنی کوئی جنایت کی ہو تو اب یہ وصیت باطل ہوگی اس لئے کہ کوئی جنایت کا حق موصی اور موصی کے حق سے قائم ہے۔

(۲) اگر ورثہ نے غلام کو عتق کر دیا تو اب یہ وصیت باطل نہیں ہوگی اس لیے کہ نبیوں نے خود اپنی التزام کیا ہے کہ وہ عتق نہ کریں۔

اگر موصی نے مزید سکے لیے اپنے مال کے تہائی سے وصیت کی اور اس نے ایک غلام چھوڑا جس کا مزید نے موصی کی حاست محنت میں اس غلام کی آزادی کا دعویٰ کیا۔ اور وارث نے اس کے مرض میں تو وارث کا قول معتبر ہوگا اور مزید کے لئے کچھ نہ ہوگا مگر یہ کہ تہائی سے کچھ بچ جائے

فان اوصی لثوب بثلث ماله و ترک عبدہ فادعی زہد عتقہ فی صحبہ و الوارث فی موصہ صدق الوارث

و حرم زید الا ان یفصل علی ثلثہ شیئ او یرہل علی دعوایہ ای او عسی تریبہ بثلث مالہ و عقی عبدہ فادعی زید ان العیت قد اعتق العبد فی الصحۃ لئلا یرکب و صحۃ فیتعذ و عیدہ من ثلث المال و قال الواوٹ : اعتقدہ فی مرضہ العتق لی المرض مقدم علی الوصیۃ ثالث الثعلب فالقول للواوٹ لانه بتکر استحقاق زید لبحرہ زید الا ان یرکب لثالث المال رائدہ علی حصۃ العبد فیتعذ الوصیۃ لیرید لی ما راد الثالث علی الفصۃ او یرہل زید علی ان العتق کان فی الصحۃ فیتعذ لہ لانه خصم فی اثبات ذلک لیثبت لہ الوصیۃ ثالث.

ترجمہ : (واوٹ) میں نے زید کے لیے اپنے مال کے تہائی سے وصیت کی اور اس نے ایک سال چھوڑ دیا۔ میں نے زید کے لیے وصی کی حالت صحت میں اس کی خدمت آزادی کا دعویٰ کیا اور اس نے اس کے مرض میں۔ اور اس کا قول معتبر ہوا۔ اور زید کے لیے کوئی بھی ہوگا۔ مگر یہ کہانی میں سے نکال جائے۔ وہ اپنے دعویٰ پر گواہوں کو کرے۔ یعنی کہ۔ میں نے اپنے مال کی تہائی سے زید کے لیے وصیت کی۔ اور میری وصی نے تمام آزادی اس کے بعد زید نے یہ دعویٰ کیا کہ وصیت نے تمام گواہت صحت میں آزاد کیا تاکہ یہ وصیت نہ ہو جائے تو جب اس کی وصیت دلی کی تہائی سے نافذ ہوگی اور اس نے کہہ نہیں سکتا کہ اس نے اس مرض میں آزادی کی ہے۔ اور حقیقی حالت مرض میں مال کی تہائی سے وصیت کرنے سے مقدم ہوتا ہے۔ پس وارث کا قول معتبر ہے۔ کیونکہ زید کے استحقاق ہونے سے انکار کرتا ہے۔ پس زید حرم ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کے تہائی تمام پہلی قیمت سے زیادہ ہو تو میرے اس مقدمہ میں وصیت نافذ ہوگی جو قیمت پر اندیشہ۔ یا زید نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے۔ تو اس کا گواہ قابل قبول ہوگا۔ کیونکہ ہم صحتی الابیات سے انکار اس کے لیے تہائی سے وصیت ثابت ہو جائے۔

توضیح : صورت مسئلہ یہ ہے کہ مرنے والے کے لیے اپنے مال کے تہائی سے وصیت کی۔ اور مرنے والے کا نام چھوڑا جس کی قیمت ۴۰۰ روپے تھی۔ اور ۴۰۰ روپے نقد چھوڑ دیا۔ اور اس نے متعلقہ وارثوں کو زید کا اقرار ہے کہ مرنے والے کو آزاد کر دیا تھا۔ لیکن تہائی کے وقت وارث وادارہ کے درمیان اس طرح اختلاف پڑ گیا کہ زید کہتا ہے کہ یہ تمام تر کس مال میں ہے کیونکہ مرنے کا نام کو حالت صحت میں آزاد کیا ہے۔ سبب اس امر کہ میں ۴۰۰ روپے شامل ہے جس سے ثلث میں میرا حق ہے۔ اور وہ جو بچے جس کو جس طرح ہوتا کہ میں داخل ہے کیونکہ اس نے اس کو حالت جاری میں آزاد کیا۔ بعد ازاں ۲۰۰ روپے میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ سب کس کا قول معتبر ہوگا اس میں تفصیل ہے۔

- (۱) آزاد زید سے پاس اپنے دعویٰ پر گواہوں کو دودھ کا قول معتبر ہے۔ اور اس کو کوئی نہیں ملے گا۔ کیونکہ زید نے اس سے گواہی کرتا ہے کہ حقیقی کو نافذ کرنے کے بعد جو ترک چھاتا اس کی تہائی میں میرا حق ہے۔ اور وارث اس سے منکر ہے۔ اور یہی منکر کا قول معتبر ہے (موسیٰ) کے پاس گواہ ہونے کی صورت میں ا۔
- (۲) اگر ظاہر کو آزاد کرنے کے بعد حث سے سے کوئی چاہے۔ تو اس صورت میں پاس کوئی رقم زید کا حق ہوگا۔ اور اس میں اس امر زید کے پاس اپنے دعویٰ پر گواہوں کو دودھ کا قول معتبر ہوگا۔

اگر کسی شخص نے میت پر قرض کا دعویٰ کیا اور اس کے غلام نے میت کی حالت
صحّت میں آزاد کرنے کا دعویٰ کیا۔ اور ورثاء نے دونوں کی تصدیق کی تو غلام
اپنی قیمت میں کوشش کرے گا

قال ادعی رجل دیناً علی میت و عدّ عتاقه فی صحته و صدقهما وارثه سبی العید فی قبضته هذا عند ابی
حنیفه و قال بعض ولا یسمی فی سبی لان الذین والعق فی الصحۃ ظہراً معاً یصنفق الوارث فی کلام و بعد
فصر کاتهما ولما معاً والعق فی الصحۃ لا یوحّد العید لہ ان الاقرار بالذین اقوی لانه فی المعرض یعتبر
من کل المال والافتران بالعق فی المعرض یعتبر من کل المال والافتران بالعق ہی المعروض یعتبر من الثلث
فیجب ان یبطل العقد لکھ لا یحتمل البطلان فیبطل منی ما یجاب السجایہ .

ترجمہ۔۔۔ (اگر کسی شخص نے میت پر قرض کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے غلام نے میت کی حالت صحّت میں آزاد کرنے کا دعویٰ کیا اور ورثاء
نے دونوں کی تصدیق کی تو غلام اپنی قیمت میں کوشش کرے گا) یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ
غلام اپنی قیمت کمانے کے لیے آزاد ہو گا کیونکہ وارث کے ایک کلام میں تصدیق کرنے کی وجہ سے میت صحّت میں قرض اور حق دونوں ایک
ساتھ ظاہر ہونے پر کوئی ردّ و جواب نہیں دے سکتا ہے۔ اور حالات صحّت میں آزاد کرنے کا کوئی جواب نہیں دے سکتا ہے۔ اور آزاد کرنے کا اقرار مرض کی
یہ ہے کہ اقرار کا قرض سے اقویٰ ہے اس لیے کہ قرض مرض کی حالت میں پورے مال سے مسترد ہوتا ہے۔ اور آزاد کرنے کا اقرار مرض کی
حالت میں ٹوٹ جاتا ہے۔ پس حق کا باطل ہونا واجب دو کثیر حق باطل ہو جانے کا احتمال نہیں بلکہ قسری کی حیثیت سے حق
کوئی کرا واجب کرنے کے ساتھ باطل ہو گا۔

تقریر بصورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ مرگیا۔ اس کے بعد ایک شخص نے زید پر قرض کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے غلام نے اس طرح دعویٰ کیا
کہ زید نے مجھے حالت صحّت میں آزاد کیا۔ اور ورثاء نے دونوں کی تصدیق کی۔ اب تمام فقہاء کی شرط کے آزاد ہو گا یا کسی شرط کے ساتھ؟ اس
میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غلام پر اپنی قیمت کمانا واجب ہے۔ اس لیے کہ قرض حق سے قویٰ ہے کیونکہ اگر قرض کا اقرار
کرے تو یہ قرض قرض پورے مال سے مسترد ہو گا۔ اور اگر مرض میں آزاد کرنے کا اقرار کرے تو یہ اقرار اس کی تمہائی سے مسترد ہو گا۔ پس اس
سے معلوم ہوا کہ قرض حق سے اقویٰ ہے۔ اور اقویٰ منصف و باطل قرار دیتا ہے۔ مگر حق باطل میں ہو گا اس لیے کہ یہ مسلم اصول
میں سے ہے کہ جب حق واضح رہے تو وہ بطلان کا احتمال نہیں رکھتا۔ البتہ مسنون اعتبار سے حق کو اس طرح باطل کیا جا سکتا ہے کہ غلام پر
کمالی کرا واجب کر دیا جائے۔ لہذا اس سے بھی طریق اختیار کیا کہ غلام آزاد ہو گا مگر اس پر اپنی قیمت کمانا واجب ہے۔

صاحبین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ غلام کمانے کے بغیر آزاد ہو گا کیونکہ حق اور قرض دونوں کا غلبہ ایک ساتھ حالت صحّت میں ہوا ہے
اس لیے کہ ورثاء نے دونوں کی تصدیق کی۔ ایک کلام میں کہی۔ پس دین اور حق دونوں کا تعلق نہ میت سے ہے۔ اور یہ مسلم اصول میں

ہے جو حق مالک محبت میں، حق و غلام پر رحمت کی تائی کو واجب نہیں کرتا ہے۔

مفتی بہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

فقد توفیحة لہوی و عندهما مواء و الاصح ما ذکرنا به لولا و به یطقی روح الجامع الصغیر آہ (مسند الانہر ۱: ۱۶۵)

باب الوصیۃ للفقارب و غیرہم

بہ شدائدوں کو وصیت کرنے کے بیان میں ہے۔

موصی کی پڑوسی وہ ہے جو اس کے گھر کے ساتھ متصل ہو۔ سسرال کے لوگ وہ ہیں جو اس کی بیوی کے رشتہ دار محرم ہوں۔ اس کی اہل اس کی بیوی ہے

جاءہ من لعلی بہ هذا عند ابی حنیفۃ و عندهما الملاصق و غیرہ سواء فیہ و صہرہ کل ذی رحم محرم من عرسہ و حشہ زوج کل ذات رحم محرم منہ و قد عرسہ هذا عند ابی حنیفۃ و عندهما کل من یولیہم و یھیہم نفقتہ لقولہ تعالیٰ: و التونی باہلکم جمعین: لہ انہ حقیقۃ فی الزوجیۃ لال اللہ تعالیٰ و سار باہلہ: و یقال لالہ فلان۔

ترجمہ: موصی کا پڑوسی وہ ہے جو اس کے گھر کے ساتھ متصل ہو۔ یہ لازم ابوحنیفہ کے نزدیک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک چڑھی اور اس کے غیر میں براہ ہیں۔ اور سسرال کے لوگ وہ ہیں جو اس کی بیوی کے رشتہ دار محرم ہوں۔ اور انہ وہ ہے جو اس کی بیوی کے رشتہ دار ہوں۔ اس کی اہل اس کی بیوی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک یہ ان لوگوں کو شامل ہے جن کا اختتام پر واجب ہو کر کوئی وٹہ مل جائے۔ جن کو تونی باہلکم "توپ برست پاس اہل مل لے آئی۔ اور امام کی مثال یہ ہے کہ اہل حقیقہ بیوی کو کہتے ہیں یہی اللہ اہل شدائد ہوتے ہیں" اور باہلہ وہ اپنی اہل کے ساتھ چلتے۔ اور عرب میں باہلہ ہوتے "ناہل فلان" جب اس کی بیوی ہو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ زیاد نے اپنے چڑھیوں کے لیے وصیت کی۔ اب اس وصیت میں کون شامل ہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سے مراد وہ چڑھی ہیں جس کا گھر موصی کے گھر کے ساتھ متصل ہو۔ اس لیے کہ یہ دیوارت سے مشفق ہے اور دیوارت حقیقہ صافقت کو کہتے ہیں۔

صاحبین دیگر اللہ فرماتے ہیں کہ میرا ان سے مراد ان شخص اور اولاد ہیں جو جس کے محلہ میں رہتے ہوں۔ اور اس کی مسجد کے قریبی ہوں کیونکہ عرف میں میرا ان تمام لوگوں کو کہتے ہیں جو ایک محلہ میں رہتے ہوں۔ اور ایک مسجد کے قریبی ہوں۔ مفتی بہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

(قلت) و قد قدم المصنف قولہ اعتمدہ فی التویر و غیرہ فکان قول قول صاحب المذہب (دفعہ ۱۶۱) و الصحیح قول ابی حنیفہ و حمہ اللہ و علیہ مشی الامام الیرہانی و السنلی و صدر الشریعہ و

عبرہم الصبیح والنصر جمع ۱۶۶

دوسرا مسئلہ۔ صورتِ صمدیہ ہے کہ زیہ نے اپنے اہل کے لیے وصیت کی۔ اب وہ وصیت کن قوموں کے لیے ہوئی؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہی ہے جس نے کاشف علی شانہ فرماتے ہیں "فلما قضی موسیٰ الایمل و سار ماہلہ الایمل" "لہذا الاستدلال یہ ہے کہ اس وقت تک کہ وہی اہل بنی وعلیہ اسلام کے ساتھ ان کی بھئی کے علاوہ دیگر اقرباء میں سے کسی کا ہونا مقبول نہیں ہے۔

ماضی میں فرمایا تھا کہ ان کے بیٹے کو ان سے مراد مخلوق کے علاوہ دیگر شخص ہے۔ انہوں نے خیال نہ رکھا کہ میں انہیں ان کے لیے وصیت کرنا ہی نہیں کرتا۔

آل اس کے گھر واسلے اس کا باپ ہیں اور اس میں دوا بھی داخل ہے۔ اور
اقارب، اقرباء اور وہی قرابت یا ذوی انساب اس کے دویہ اس سے زیادہ رحم محرم
ہیں جو قریب تر یا بچہ قریب تر ہیں والدین اور ولد کے علاوہ

والد اہل بیت واحد و جدد مہم و اعمام و اہل مائتہ و ذو قرابتہ و اسانہ محرماتہ فصاعداً من ذوی رحمہ
الاقرب فلا قرب غیر الوالدین و الولد و نساقا محرماتہ ذلک اہل الجمع ہیئۃ شہادۃ اعتباراً بالقریبہ کما فی
العبیرات و هذا عند ابی حنیفہ و قالوا الوصیۃ مکمل من ربہ الیہ انقصی اب لہ اسلمہ و بدخل الایمل مع
وجود الاقرب لہ لا یدخل غیرہ الی لادۃ و حد فیل من قال لہو الذی غیر ما جہو عاق

ترجمہ۔ (ذوال اس کے گھر واسلے اس کا باپ ہیں۔ اور اس میں دوا بھی داخل ہے۔ اور اقرب اقرباء اور ذوی قرابت یا ذوی
انساب اس کے۔ اور اس سے زیادہ رحم محرم ہیں جو قرابت یا ذویہ اس کے علاوہ اور ذویہ اس کے علاوہ اور ذویہ اس کے
اس کے لیے قرابت کے ذریعہ قرابت کی بات نہیں اور قرابت کی بات نہیں اور قرابت کی بات نہیں اور قرابت کی بات نہیں
فرماتے ہیں کہ وصیت ہر شخص کے لیے ہوئی ہے جو اس میں باپ کی طرف سے وصیت ہوئی ہے اور اس میں باپ کی طرف سے وصیت ہوئی ہے
وہ اہل خانہ کے ہیں انہیں ان کے لیے وصیت کی ہے جو اس میں باپ کی طرف سے وصیت ہوئی ہے اور اس میں باپ کی طرف سے وصیت ہوئی ہے
اس میں قرابت کی بات نہیں اور اس میں باپ کی طرف سے وصیت ہوئی ہے اور اس میں باپ کی طرف سے وصیت ہوئی ہے
چشمہ قرآن ص ۶۰

تشریح۔ صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اس نے اپنے اقرباء کے لیے وصیت کی۔ اب اس وصیت میں من شامل ہیں اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں وہی کے ذریعہ رحم محرم اہل ہوں گے خواہ وہ باپ کی جانب سے ہوں یا ماں کی جانب سے۔
اور اس وصیت کا صرف وہ شخص مستحق ہو گا جو باپ کی طرف سے ہو۔ لیکن اس میں قریب تر یا قریب تر کا لفظ جو کہ مذکور اقرب کی موجودگی میں

بعد از دارنیکس ہوگا کہ وصیت کے متعلق دویا اس سے زیادہ ہوسکتے (اس لیے کہ اقرب واجب کا میثاق ہے۔ جس کا فرد اہل میراث کے باب میں دو ہیں کہ دویا اس وصیت میں والدین و اولاد اہل نہیں ہوں گے۔ (رد المحتار ۱۰/۲۱۳)

مساکن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وصیت میں ہر وہ شخص اہل ہوگا جو اسلام میں آخری باپ کی طرف منسوب ہو۔ اور یہ آخری باپ بیابان ہو کہ جس نے اسلام پایا ہو اگرچہ قبل نہیں کیا ہو۔

بعض مشائخ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس وصیت میں ہر وہ شخص اہل ہے جس کی نسبت اسلام میں اس آخری باپ کی طرف ہوتی ہو جس نے خود اسلام قبول کیا ہو۔

مفتی پہ قول لازم بوصیفہ مراد اللہ کا قول مفتی ہے۔

قال فی زاد الفقہاء و الزاہدی : الصحيح قول امہ حنیفہ رحمہ اللہ و علیہ اعتمد الحویمی و السیوطی و غیرہما . (المصحح والتمیح ۱/۶۸) و قول الامام حر المصنوع کما فی تصحیح القندوری و الدر المنقذ . (رد المحتار ۱۰/۲۱۳)

اگر مزید نے اپنے اقرباء کے لیے وصیت کی اور اس کے اقرباء میں دو چچا اور دو ماموں موجود ہوں تو یہ وصیت چچاؤں کے لیے ہوگی

فان کننہ عمان و خلان فذا المعیہ علیا عندہی حیۃ و لا یقسم بینہم ارباعا لعدم اعتبار الاقریبۃ فی عم و عظمی نصف بہتہ و بینہما لان اقل الجمع اذا کان اشیر قللو احد ینصف بقی النصف الآخر فیکون للخلان و علیہما بقسم الثلاثا و فی عم لہ نصف ہی لرضی الاخر و لہ عم و احد لہ النصف لعمادہ کوفانہما .

ترجمہ: ... (پس اگر اس کے لیے دو چچا ہوں اور دو ماموں تو یہ وصیت چچاؤں کے لیے ہوگی) یہ امام بوصیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اور مساکین رحمہم اللہ کے نزدیک من کے درمیان چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا کیونکہ اقربیت معتبر نہیں ہے۔ اور ایک چچا دو ماموں میں نصف چچا اور نصف دو ماموں کے لیے ہوگا اس لیے کہ جمع کے فرد اہل اگر دو ہوں تو ایک کے لیے نصف ہوگا اور ایک نصف رو جاتا ہے۔ اور دو ماموں کے لیے ہوگا۔ اور مساکین رحمہم اللہ کے نزدیک یہ اس طرحی حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اور ایک چچا میں دو اس کے لیے نصف ہوگا۔ یعنی ہر ماموں نے اپنے اقرباء کے لیے وصیت کی۔ اور اس کے اقرباء میں سے ایک چچا تو اس کے لیے مال کا نصف ہوگا اس وجہ سے حرم نے اجماع ذکر کیا۔

تشریح: ... پہلا مسئلہ: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ مزید نے اپنے اقرباء کے لیے وصیت کی۔ اور اس کے اقرباء میں سے دو چچا اور دو ماموں موجود ہیں۔ اب اس وصیت میں کون کون شامل ہوں گے؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام بوصیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چھکی وصیت دونوں چچا کے لیے ہوگی۔ اور ماموں کو کوئی حصہ ملے گا کیونکہ چچا ماموں سے اقرب ہے۔ مساکین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ماموں یا چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اور ہر ایک دوسرے کے برابر شریک ہوگا۔

مفتی یہ قول امام بوصیفہ رحمہ اللہ کا قول مفتی ہے۔

غالب فی زاد الفقہاء و الزاہدی : الصحیح قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ و علیہ اعتمد الحویسی و النسفی و غیرہما (الصحیح و الترغیب ۱۶۸)

دوسرا مسئلہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اپنے اقربا کے لیے وصیت کی جس میں سے ایک چچا اور دو ماموں موجود ہیں۔ اب اس وصیت میں کون داخل ہوں گے؟ اس میں اختلاف ہے۔

نام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وصیت نصف چچا و نصف دو ماموں کے لیے ہوگی جس لیے کہ اقربا میں یوسف ہے۔ جس کے فرد اہل دہ ہوئے ہیں۔ اور چچا صرف ایک ہے اس لیے کہ نصف کا حق دار ہوگا اور بچے دوئے نصف کا حق دار دو ماموں ہوں گے۔

ما میں رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ سہمی بہ چیز نمی حصول میں تقسیم ہوگی اور ہر ایک کو برابر حصہ ملے گا۔

مفتی بہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول مفتی بہ ہے۔

غالب فی زاد الفقہاء و الزاہدی : الصحیح قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ و علیہ اعتمد الحویسی و النسفی و غیرہما (الصحیح و الترغیب ۱۶۸)

اگر ایک چچا اور ایک پھوپھی ہو تو دونوں برابر ہوں گے۔ اور زید کے اولاد میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں

والعم والعمۃ سواء فی ولد وید الذکر والانثی سواء، وفی ورنہ ذکر کالاتین لائمۃ احسن الوارثۃ وحکم الارث ہذا وفی یتام بنیہ و عمتانہم و زناہم و ازامہم دخل فیکبرہم و عینہم و ذکرہم و انانہم ان اخصوا الا فلانظر لہ منہما سوسی لایتام بنی زید از عمتانہم الی اخرہ فان کانوا قوما یحصون دخل الفقیہ والفسی فقلہ یکرث لعلہم وان کانوا قوما لا یحصون لایکرث لعلہم بل یراد بہ القربۃ وہی فی دفع الحاجۃ لیسرف الی التضرع منہم ای فقراء یتام بنی زید او فقراء عمتانہم و کذا فی الباقی .

ترجمہ :- (اگر ایک چچا اور ایک پھوپھی ہو تو دونوں برابر ہوں گے۔ اور زید کی اولاد میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اور ان کے درجہ کی صورت میں مرد و عورت کی طرف سے ان کے لیے وصیت کرنے کی صورت میں ان کے فقراء اور ان کے ماموں مرد اور عورتوں دونوں داخل ہوں گے۔ اگر یہ سب نہ ہوتے ہوں۔ اور خان میں فقراء کے لیے ہوگی۔ سہمی بہ چیز کے لیے وصیت کی جائے گی ان میں سے انہوں نے لیے آخر تک۔ بھی اگر وہ اپنے مالک ہیں تو دینے جانتے ہوں تو سب اس میں فقراء دونوں داخل ہوں گے اس لیے کہ وصیت ان کے لیے حاکم ہے۔ اور اگر وہ اپنے مالک ہوں جو سب نہیں دیتے ہوں تو یہ وصیت ان کے لیے حاکم نہیں ہوگی بلکہ اس سے ممانعت ہوگی۔ اور قرابت حاجت اور کرنے میں ہوتی ہے۔ تو یہ وصیت ان میں سے فقراء کی طرف لوٹ جائے گی یعنی غریب کے لیے ہوں گے۔ سے فقراء کے لیے ماموں کے لیے ماموں کے لیے اہل دہ ہوں گے۔

محرر :- صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے اپنے اقربا میں سے ایک چچا اور دو ماموں کے لیے وصیت کی ان میں

میں سے غریب بھی، چر ہر لہو لہو بھی۔ یہ روایت دونوں کے لیے ہے مگر؟ ان میں سے صرف غریبوں کے لیے۔ اس میں تفصیل ہے۔

(۱) اگر عذر یہ ایسی قوم ہے جو کبھی جانتی ہے تو حب اس وصیت کیا: دونوں فریق غنی اور غریب شامل ہوں گے۔ اس لیے کہ اس صورت میں سب کو مالک بنادینا ممکن ہے۔ اور مالک بنادینا ہی وصیت ہے۔ جس مال کی تہاں اس لوگوں (یعنی جو غنی و غریب مالدار) کے درمیان برابر تقسیم ہوگی۔

(۲) .. اگر بنو و ایک ایسی قوم ہے جو نہیں گئی جو سکتی تو تب یہ راست صرف ان میں سے غریب لوگوں کے لیے ہوئی۔ اس لیے کہ یہاں موسیٰ کا مقصد قربت ہے۔ اور قربت سے یہاں مقصد یہ ہے کہ ان کو نہ جنت دیا جوتے۔ یہاں ٹکٹ ہائی غریبوں کے لیے ہوگا۔

اگر زید نے بنو فلاں کے لیے وصیت کی تو اس صورت میں عورتیں داخل ہوں گے۔ اور وہ وصیت جو موائی کے لیے ہو اس صورت میں باطل ہوگی جب اس کے لیے دونوں آزاد کرتے والا اور اس کے آزاد شدہ افراد ہوں

وفي بني فلان الاثنى منهم وبطلت الرحمة لمواليه في من له مغيثون و مغثون لان اللفظ مشترك ولا عموم له ولا فريضة على اهلهم وفي بعض كتب الشافعي^{٢١} ان الفريضة للكل .

ترجمہ: ... (اور جو حقان مکے لیے وصیت کرنے کی صورت میں مورثین داخل ہوں گی۔ اور دوسرے جو سواری کے لیے ہوا اس صورت میں باطل ہوگی جب اس کے لیے بدخواں مین فائدہ دے کر نہ دے اور اس کے کافر دشمن افراد ہوں یا اس کے لیے کفار یا سوانی مشرک ہے اور کفار مشرک کے لیے محمود نہیں ہے۔ اور ان میں سے ایک پر قرینہ و جود کشا ہے۔ اور امام شافعی کی بعض کتابوں میں یہ ماحول ہے کہ یہ سب کے لیے وصیت ہوگی۔

تشریح: پہلا مسئلہ صہوت مسئلہ ہے کہ زہرہ نے خون نہ کے لیے وصیت کی اب اس وصیت میں کون داخل ہوں گے۔
 امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنی مرضی دونوں مرد اور عورتیں داخل ہوں گے جیسے مسلمان میں عارضہ بھی داخل ہوتی ہیں۔

دوسرا مسئلہ مصروفیت منہ پر ہے کہ پانے والے ایسے حوالی کے لیے وصیت کی۔ اور اس کے دو قسم کی حوالی موجود ہیں۔

۱)..... فرید خرد غلام تھا پھر اس کے والد نے اس کو آزاد کیا تو یہ شخص زید کے موالی میں سے ہے۔

(۲) ... نے خود کو اپنی پانے کے بعد چھ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ اور یہ گزارشہ غلام بھی بڑے کے حوالی مکہ سے ہیں۔

تب یہ وصیت باطل ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت باطل ہوگی اس لیے کہ موالی ایک فقہ شیعہ کے جو ذیہ کے متفق اور متفق دونوں کو شامل ہے۔ اور لفظ شیعہ کے بارے میں یہ وعدہ ہے کہ جب اس کا استعمال مقام انابت میں ہو تو وہ اپنے خستہ میں داخل ہوئے والے سب افراد کو شامل نہیں کرتا اس لیے کہ محرم شیعہ نہیں ہوتا ہے۔ اور ان میں سے ایک بھی مراد نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اگر مراد وہ ہو جائے تو تہ تیغ یا سرج کا زخم سے جی چوک باطل ہے۔ لہذا یہ وصیت باطل ہوگی۔

اور شافعی رحمہ اللہ کی بعض کتابوں کے مذاہب یہ وصیت سب کے لیے ہوئی۔

باب الوصیۃ بالسکنی و الخدمۃ

باب چہ رہنے (بہائش) و خدمت کرنے کے وصیت کرنے کے بیان میں۔

غلام کی خدمت یا گھر کی رہائش سے معلوم مدت تک یا ہمیشہ کے لیے وصیت کرنا صحیح ہے۔ اور اسی طرح گھر کی آمدنی سے

تصح الوصیۃ بخدمۃ عبده و مکی دارہ مدۃ معیۃ وابدایا وغللتها فان خرجت الرقبۃ من الثلث سلمت الیہ لہای الی الموصی نہ لاجل انہ صیو الا قسم الدار والامان و ہانجا العدد ای یعم الدار و یلم الی الموصی لہ مقدار ثلث الدار لیکن فیہ والعبد یخدم الموصی لہ بحفظار ما وصحت الوصیۃ فیہ و یخدم الووثة مقدار ما تم تصح.

ترجمہ:۔۔۔ (اور) وصیت جو غلام کی خدمت سے ہو، گھر کی رہائش سے جو صحیح ہے معلوم مدت تک یا ہمیشہ کے لیے یا اور اسی طرح گھر کی آمدنی سے۔۔۔ اس کے غلام ہمارے گھر چلی مال، نہ لگ جائے تو وصیت کی ناکست رہا جائے گا۔ یعنی وہ مرنے کی وصیت کی وجہ سے۔ اور اگر ثلث سے نہیں گل سکتا تو کہ نہیں حصوں میں تقسیم کی جائے۔ اور غلام بہادیت کرے یا یعنی گھر تقسیم کرے اور موصی کو گھر کے تیسرے حصے کی مقدار تسلیم کی جائے تاکہ وہ موصی اس میں سکونت کرے۔ اور غلام موصی کی اتنی مقدار میں خدمت کرے جس میں وصیت صحیح ہوئی۔ اور وہ موصی اس مقدار میں خدمت کرے جس میں وصیت صحیح نہیں ہوئی۔

تشریح: صورت مسند یہ ہے کہ خالہ نے بکر کے لیے اپنے گھر پر رہنے کی وصیت کی۔ اس سے اس کے لیے اپنے غلام کی خدمت کرنے کی وصیت کی۔ اب یہ گھر صرف بکر کی سکونت کے لیے ہوتا۔ یہ خالہ کے لیے بھی اسی طرح یہ قائم صرف بکر کی خدمت کے لیے ہوگا۔ وہ موصی کی خدمت کے لیے بھی اس میں تعمیل ہے۔

(۱) اگر خالہ کے لیے اس غلام کے والد مرنے کا وجوہ ہے جس کے ٹھٹ سے یہ گھر اور وہ اس میں جاتے ہیں تو یہ گھر اور غلام بکر پر رہا جائے گا تاکہ بکر میں سکونت اختیار کرے اور غلام سے خدمت کا فائدہ اٹھائے۔

(۲) اگر خالہ کے لیے اس گھر یا غلام کے والد و اہتمام نہیں ہے جس کے ٹھٹ سے یہ گھر یا غلام لگے جاتے ہیں تو اس صورت میں گھر اور غلام کے درمیان اسی طرح فرق موجود ہے کہ گھر میں یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ اس کو اجازت کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے یعنی دو ٹھٹ اور دو کے لیے اور ایک ٹھٹ موصی کے لیے۔ اور غلام میں یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ غلام وہ موصی کی خدمت دو دن کرے اور کوئی ایک دن یہ نہ کرے اور وہ موصی کے ٹھٹ سے اور بکر کا ایک چوٹی۔

اگر موصی کی زندگی میں موصی لہ مر جائے تو موصی کی وصیت باطل ہوگی

و بموتہ فی حیوۃ موصیہ نطف و بعد موتہ یعود الی الورثۃ ای بموت الموصی لہ بعد موت موصیۃ تعد الی ورثۃ الموصی لانہ اوصی بان یتبع الموصی لہ علی ملک الموصی لافان مات الموصی لہ یعود الی ورثۃ الموصی بحکم الملک۔

ترجمہ: (اگر موصی کی زندگی میں موصی لہ کی موت سے وصیت باطل ہوگئی۔ اور موصی لہ کی موت کے بعد موصی کے ورثہ کو لوٹایا جائے گا) یعنی موصی لہ کی موت سے موصی کی موت کے بعد موصی کے ورثہ کو موصی نے لوٹایا جائے گا نہ کہ موصی نے موصی لہ کے لیے اپنی وصیت کی تھی کہ وہ موصی لہ کی طرف سے ہو۔ اور جب موصی لہ مر گیا تو موصی نے ملک کے علم کی وجہ سے موصی کے ورثہ کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

تشریح: پہلا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالہ نے بھرتے کے لیے وصیت کی۔ جو قسمی سے مکرر ہے۔ اب یہ وصیت باطل ہوگی اس لیے کہ وصیت ایک ایسا عقد ہے جس میں ایجاب اور قبول کی ضرورت ہوتی ہے۔ موصی کا قول ایجاب ہے اور اس کی موت کے بعد موصی کے اس قول کو قبول کرنا قبول کرنا تھا ہے۔ اور موصی اپنی زندگی میں ایجاب کرتا ہے۔ اور اس کا موصی لہ کی موت کے وقت نہ ہر دنا ہے۔ اور یہ نہیں جب موصی لہ موصی کی زندگی میں مر گیا تو موصی لہ کی طرف سے قبول نہیں ہوا تو موصی کا ایجاب باطل ہوا۔

دوسرا مسئلہ: صورت مسئلہ یہ ہے کہ بھرتے کے خالہ کی موت کے بعد موصی لہ موصی کے ورثہ کے ہوال کی جانے کی اس لیے کہ خالہ نے بھرتے کے لیے وصیت کی تھی تاکہ موصی لہ موصی کی ملک کے علم پر اس سے ملتا حاصل کرتا ہے۔ اور جب موصی لہ مر گیا تو یہ موصی کے ورثہ کا حق تھا۔

اگر موصی نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی اور موصی کے مرنے کے وقت باغ میں پھل موجود تھا تو موصی لہ کے لیے صرف یہی پھل ہوگا

و بنحوۃ یستأنہ ان مات و فیہ ثمرۃ لہ ہذہ قطع ای للموصی لہ الثمرۃ الکانہ حال موت الموصی لا ما یحدث بعده وان ضم اندا فہ ہذہ وما یحدث کف فی غلۃ یستأنہ ای اوصی بطلۃ یستأنہ سواء جم لفظ الابد او لا فہ ہذہ و ما یحدث

ترجمہ: (اور اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی اگر موصی لہ میں مال میں کو اس میں پھل موجود تھا تو موصی لہ کے لیے صرف یہی پھل ہوگا) یعنی موصی لہ کے لیے وہی پھل ہوگا جو موصی کی موت کے بعد باغ میں تھا نہ کہ وہ جو موت کے بعد پیدا ہوا۔ (اور اگر اس نے اپنا کھانا باغ پر تو موصی لہ کے لیے نہیں ہوگا) اور اگر خالہ پھل بیچا اور وہ بھی مر گیا تو باغ کی آمدنی کی وصیت کی (یعنی موصی لہ کے لیے اپنے باغ کی آمدنی کی وصیت کی تو وہ باکافہ) علیہذا یعنی اس کے لیے یہی ہو گا اور وہ نہ کھاتا ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ بھرتے کے لیے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی۔ اب بھرتے کے لیے صرف وہی پھل ہوگا

موجود اور معدوم دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ اور یہ شامل عموماً ان دونوں کے مفہوم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس قرینہ کی وجہ سے ہے۔

سوال: قرینہ کے موجود ہونے کی صورت میں نذر ہو جو دوا اور معدوم، دونوں صورتوں کو شامل ہوتا ہے۔ اور ان میں ایسا نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ شریعت میں معدوم میں پھر عقوبت ہوتا ہے جیسے کہ مساقت میں۔ اور معدوم بچے اور ان پر شریعت کے دوسرے مصلحت نہیں ہوتی۔ ان دونوں کے درمیان فرق شریعت کی وجہ سے ہے۔ ہر ایک کے جواز کا قائل ہے اور ایک کے عدم جواز کا۔

اگر موصی نے بیعہ اور کنیسہ کی وصیت کی تو دو بیعہ اور کنیسہ جو حالت صحت میں بنایا گیا ہو میراث میں ملے گا

وَنُورَثُ بَيْعَةً وَكُنَيْسَةً جَعَلْنَا فِي الصَّحَّةِ لَإِنْ هَذَا بِمَنْزِلَةِ الْوَقْفِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ ۖ وَالْوَقْفُ يُوْرَثُ عِنْدَهُ وَهَذَا عَلَيْهِمَا فَلَا يَنْفِي هَذَا الْمَعْنَى فَلَا يَصِحُّ

ترجمہ: (اور او بیعہ اور کنیسہ جو حالت صحت میں بنایا گیا ہو میراث میں ملے گا) ان لیے کہ یہ وقف کی طرح ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور وقف میں اس کے نزدیک تو میراث جلدی ہوتی ہے اور ہم عالم صاحبین کے نزدیک یہ نہ دے تو بیعہ صحیح نہیں ہوگا۔

توضیح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کئی یہودی نے بیعہ یا کنیسہ بنایا یا کسی نصرانی نے بیعہ بنایا۔ مگر یہی یہودی یا نصرانی مرگیا تو یہ بیعہ اور کنیسہ میراث میں بلا تخریج دینے والے گائب یہ کیوں ملے گا؟ ان کی درجہات میں مورد تہات میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وجہ سے ملے گا کہ یہودی اور نصرانی نے جب اس کو اپنی زندگی میں بنایا تو یہ وقف ہوگا۔ اور وقف میراث میں تقسیم ہوتا ہے۔

صاحبین رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس وجہ سے ملے گا کہ یہ وقف لازم نہیں اس لیے کہ یہ وقف تب لازم ہوتا ہے جب یہ وقف مصیبت نہیں ہوتا۔ اور یہاں یہ وقف مصیبت ہے اور یہ لازم نہیں ہوتا ہے تو اس لیے یہ درجہات ملے گا۔

عبادت گاہ بنانے کی وصیت کرنا خواہ معین لوگوں کے لیے ہو یا غیر معین کے لیے صحیح ہے

وَالْوَصِيَّةُ بِجَعْلِ أَحَدِهَا مَسْجِدًا أَوْ لَتَصِحَّ فَإِنْ أَوْصَى بِهَرْدَى أَوْ ضَرَأَيْهِ أَنْ يَجْعَلَ لِقَوْمٍ مَسْجِدًا أَوْ كُنْزَةً نَصَحَ ۖ وَتَقْوَمُ غَيْرَ مَسْجِدٍ نَصَحَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ ۖ لَا عَمَلُهَا فَإِنَّ الْوَصِيَّةَ بِالْمَعْنَى لَتَصِحَّ لَهُ أَنَّهُ قَرَمَةٌ فِي مَعْتَقِلِهِمْ وَهَمَّ مَتْرُكُونَ عَلَى مَا يَبْلُغُونَ كَوْصَبَةً مُنْتَظَمَةً لَا رَاثَ لَهُ هَذَا بِكُلِّ عَانَةٍ لِمَسْلَمٍ أَوْ ذِمِّيٍّ فَإِنَّ الْوَصِيَّةَ بِكُلِّ الْعَالِ أَعْدَالًا نَصَحَ لِأَخِي الْوَرُثَةُ وَهَذَا الْمَعْنَى مُرَوِّثُهُ فِي دَارِ الْغَرْبِ وَهَمَّ فِي حُكْمِ الْأَمْوَالِ فَلَا مَانِعَ مِنَ الصَّحَّةِ وَالْأَعْلَمُ بِالْأَصْرَابِ

ترجمہ:۔۔۔ اور عبادت گاہ بنانے کی وصیت کرنا وغیرہ میں لوگوں کے لیے ہر یا غیر میں سے لیے گئے ہیں کہ یہودی یا نصرانی نے میں قوم کے لیے بیوہ یا یتیم بنانے کی وصیت کی تو یہ وصیت صحیح ہے۔ اور غیر مطلق قوم کے لیے امام یا خلیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ کہ عبادت گاہ بنانے کے نزدیک کیونکہ گاہ کی وصیت کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور امام یا خلیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ عبادت گاہ ان کے ساتھ نہ ہو کہ وہ اس کا کام ہے اور وہ ان کے اعتقاد پر چھڑے گئے ہیں اور ایسے مسلمان یا ذمی کے لیے اس میں سے کسی ایک کی وصیت جس کے لیے وارث نہ ہو صحیح ہے اس لیے کہ وصیت کمال مال سے فقیر کے ساتھ دینا دینے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اور مسلمان کے لیے اور اگر وہ مسلمان میں ہیں اور وہ مرد کے حکم میں ہیں تو وصیت کی وصیت سے مانع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

فہرست:۔۔۔ پہلا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہودی یا نصرانی نے اس طرح وصیت کی کہ میرا گھر مشن ہیں یا کتب خانہ بنایا جائے تو یہ وصیت مال کی تہائی سے بالاتر مانع نہ ہوگی۔

دوسرا مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ذمی نے عبادت گاہ بنانے کی غیر میں اور غیر مطلق قوم کے لیے وصیت کی تو اب یہ وصیت جائز ہے یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت جائز ہے اس لیے کہ اس وصیت کے جواز اور عدم جواز کا دار مدار ان کے اعتقاد کے مطابق قربت ہونے اور نہ ہونے پر ہے۔ اور شریعت نے ان لوگوں کے اعتقاد پر چھڑا دیا ہے اور یہاں ان کے اعتقاد میں یہ قربت ہے۔ پس ہم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

صاحبکنز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وصیت باطل ہے اس لیے کہ یہ وصیت بالمعصیہ ہے اگرچہ ان کے اعتقاد میں قربت ہے۔

فیہرست مسئلہ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر عربی مجاہدین نے دارالاسلام میں کسی مسلمان یا ذمی کے لیے قوم، مال سے وصیت کی تو یہ جائز ہے اس لیے کہ ان کے ارتداد و عربی ہیں جو دارالغرب میں رہتے ہیں اور یہ سے ان میں مردوں کی شکل میں جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

باب الوصی

باب ہے وصی کے بیان میں۔

کسی نے زید کے لیے وصیت کی اب اگر وہ اس کے سامنے قبول کرے اور اسی طرح اس کے عدم موجودگی میں تو یہ وصیت مردود نہیں ہوگی البتہ اگر وہ وصی کے سامنے رد کرے تو یہ رد ہوگا

يقال الوصی الی فلان ای فوض الیہ التصرف فی ماله بعد موته و انجم منه الوصایة بالكسر و الضح و المضعض الیہ الوصی ومن الوصی الی زید و قبل عنده فان رد عنده رد والا لا وانما لا یصح الرد بغيره لان اعتماد علیه حیث قبله بحضوره فان رد بجهته یلزم العود.

ترجمہ:۔۔۔ (عرب۔ کی ہاں کہاں جا۔۔۔ جاؤ میں انی فلاںی اس کو اپنے والدین سے اس کی موت کے بعد تعریف کا اختیار دیا۔ اور وصیت۔ نامہ وصیت ہے اور منقذ الیہ وہی ہے اور اگر کسی نے زید کے لیے وصیت کی اور اس نے وصیت قبول کی اور اس نے وصیت اس کے سامنے قبول کی۔ میں اگر اس کے سامنے رو لیا تو وہ جو ہاے اور نہ نہیں بلکہ تقضی کے ساتھ ہوسے کے ہوم حضور میں رو کر نہ سمجھیں جس لیے کہ ہوسے کے ہوسے پاس طریقہ امتناع کیا کہ اس کے حضور میں قہر نہ کیا۔ خواہ کو اس کی ہنس پشت دیکھتے ہو جائے تو وہ کہہ کر بلا زہم نہ کہ۔

تقریح:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے زید کے لیے وصیت کی اور زید نے عمر کے سامنے قبول کر لیا پھر اس کی عدم موجودگی میں زید نے وصیت کو رد کر دیا تو یہ وصیت روئے ہوئی اس لیے کہ عمر خاتمہ پر امتناع کرتے ہوئے اور اللہ سے نہ وصیت ہو چکا ہے تو اگر زید کا رد وصیت ہو جائے تو اس میں فرق نہ ہو کہ رو کر دیا ہے اور حکم نہ چا کر م۔ لہذا زید کا یہ رد وصیت کا لبتہ اگر زید نے عمر کے سامنے وصیت کو رد کیا تو یہ صحیح ہوگا۔

اگر وہی نے یہاں تک سکوت اختیار کیا کہ ہوسے مر گیا تو ہوسے کو رد اور قبول دونوں کا اختیار ہے

فان سكوت فاعت موصيه فله رد و حمله اى العزل.

ترجمہ:۔۔۔ (اور وہی نے یہاں تک سکوت اختیار کیا کہ ہوسے مر گیا تو ہوسے کو رد اور قبول دونوں کا کو جس کا یہی قبول ہے۔

تقریح:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمر نے زید کے لیے وصیت کی اور زید نے قبول کر دیا تو قبول کرنے سے سکوت اختیار کیا یہاں تک کہ عمر مر گیا اب زید کو اختیار ہے چاہے وصیت قبول کرے یا نہ کرے اس لیے کہ ہوسے کو اس پر اہمیت اثر امتناع نہیں۔

اگر وہی ترکہ سے کوئی چیز بیچ دے تو یہ بیچنا صحیح ہے اگر چہ وہی کو ہوسے بنانے کا علم نہ ہو

و لزم بيع ضرر من التركة وان جهل به اى بالاصح فان الموصى اذا باع شيئا من التركة من غير علم بالاصح بفسخ البيع بخلاف الموكيل اذا باع شيئا بلا علم بالوكالة.

ترجمہ:۔۔۔ (اور وہی کا ترکہ سے کسی چیز کا بیچنا لازم نہ آتا ہے اگرچہ وہی اس سے ناواقف ہو بلکہ حق بھی دے گا جسے کو لوگ وہی نے جب کوئی چیز ترکہ سے بیچو یہاں بیچنے کے لیے تو یہ بیچنا ناواقف ہوئی خلاف مکمل کے کہ وہ کوئی چیز بیچے بغیر وکالت کے ہاں۔ میں جانتے کے۔

تقریح:۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہوسے نے ہوسے کے ترکہ سے کسی چیز کو فروخت کر دیا تو یہ بیچنا ناواقف ہوئی اگرچہ وہی کو یہ علم نہ ہو کہ ہوسے نے مجھے اسے بیچا ہے اس لیے کہ وصیت خلاف ہے۔ یعنی ہوسے کی موت۔ کہ بعد ہوسے کو تعریف کا اختیار ہو گا اور خلافت کا قانون یہ ہے کہ وہ اپنے ثبوت میں غم کا کتبہ نہیں اور زید نے خاتمہ نہ ہو سہوئی میں کسی کو ضمان بیچنے کا مکمل بنایا۔ اور خاتمہ کو اس کو مکمل کا غم نہیں

سردار اس کو صرف ہدفِ قاتل سے بچا رہی، کیل کو قہر سے ہاتھ دھو کر، اس کے لیے کچھ کھانے کی بات ہے۔ اور ثابت کا مطلب یہ ہے کہ موکل سرحد سے اور اس کو صرف ہدفِ قاتل سے بچا رہی، کیل کو قہر سے ہاتھ دھو کر، اس کے لیے کچھ کھانے کی بات ہے۔ اور ثابت کا مطلب یہ ہے کہ موکل سرحد سے اور اس کو صرف ہدفِ قاتل سے بچا رہی، کیل کو قہر سے ہاتھ دھو کر، اس کے لیے کچھ کھانے کی بات ہے۔ اور ثابت کا مطلب یہ ہے کہ موکل

اگر وحی نے موسیٰ کی موت کے بعد رو کیا پھر اس نے قبول کیا تو یہ سچ ہے البتہ اگر قاضی نے وحی کا رد قبول کیا تو پھر سچ نہیں

فإن رد بعد موته ثم قبل صح إلا إذا انفذ قرضه بعد موته مجرد الرد لا تبطل الوصاية لأن في بطلانه ضرر بالميت إلا إذا تأكد بحكم القاضي.

ترجمہ : اگر وہی نے موسیٰ کی دوست کے بعد، دلیا بچاؤس نے قبول کیا تو یہ صحیح ہے البتہ وہ، کاشی نے بھی کار قبول کیا تو صحیح نہیں، (کہنے کو کہنے کو کرنے سے ایسا، عمل نہیں، جتنی ٹھیک، باطل، کرنے میں یہ، ضرر، ہے مگر اس وقت کہ اگر وہی، تائید کاشی کے حکم سے کی جائے تو پھر صحیح نہیں ہے۔

تفہیم: صورت مسئلہ یہ ہے کہ موسیٰ نے خالد کو اپنا موصی بنایا۔ خالد موسیٰ کی زندگی میں قبول کر دیا مگر نہ کرنے کے قول سے اس کے بعد موسیٰ مرتد کیا۔ اس کی موت کے بعد خالد نے اولاد اس کی ایسا و کور کیا بعد میں اس نے موسیٰ کے ایسا و کو قبول کیا تو یہ قبول کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کی دوسری قسمیں ہیں۔

اگر خالد کے رد کرنے کو قاضی نے قبول نہیں کیا ہو تو اس وقت خالد کا دربار قبول کرنا صحیح ہے اس لیے کہ خالد کے محض قبول کرنے سے وصیت باطل نہیں ہوتی ہے اس لیے اگر ایسا کو باطل کر دے تو اس میں بیعت کا ضرر ہے اس لیے کہ میت خالد پر احرام کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا تو میت کو ضرر نہ پہنچانے کے لیے ایسا کو باطل نہیں کیا جائے گا۔

(۲)۔ اگر نفل کے روکاؤ کا فیصلہ نے قبول کیا ہو تو اس وقت غلہ کا وہاں قبول کرنا صحیح نہیں جس لیے کہ قاضی کا یہ فیصلہ کرنا صحیح ہے اس لیے کہ یہ فیصلہ امور امتداد میں سے ہے اور امور امتداد میں قاضی کا فیصلہ ثابت ہو جاتا ہے۔

اگر موسیٰ نے غلام، کافر یا فاسق کو بھی مقرر کیا تو قاضی ان کا جہد دوسرے کو مقرر کرے

والذي عدد وكافر أو فاسق يذله الغاضي بغير هفيل الوصاية صحيحة واما تبطل باخراج الفاضل وقيل لى
المجد باطله وقيل غيره صحيحة وقيل هو الكافر باطله لعدم ولايته على المسلم وفي غيره صحيحة .

ترجمہ۔ (اگر نظامِ کافر یا پادشاه کو کسی مغربی یا قریبی قاضی کی جگہ دوسرے کو بدل دے۔ کہا گیا ہے یہ وہی جانا بھیجے ہے مگر قاضی کے خدا راج کرنے سے باطل ہوا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ وہی جانا نظامِ کفر کی صورت میں باطل ہے اور دوسرے میں صحیح ہے اور کہا گیا ہے کہ کافر میں باطل ہے کیونکہ کافر کی دہشت مسلمان کو نہیں دیکھتی اور وہ اسے غیر شرمناک ہے۔)

توضیح

تقریر: صورت مسئلہ یہ ہے کہ خاتمہ نے کمر کے لٹام یا کسی ماحول یا کار کو زمین پر یا تو تاحی ان تھیں نو مسابقت سے جان کر اور ان کے علاوہ کسی کو دستبر کر نہ اور یہ یہ صحیح ہے اس لیے کہ اصل کے اعتبار سے ان تھیں کو زمین پر ہر ملک اور ملک اور ان کے علاوہ روایت ہے اور روایات ان تھیں میں اور مشیرت سے کہ عاقل اور باطل میں پائی جاتی ہے اور ان تھیں کا اخراج بھی ممکن ہے کیونکہ ان تھیں میں کامل ولایت نہیں پائی جاتی ہے اس لیے کہ ان تھیں میں شفقت ناقص ہے اس لیے کہ خدا تعالیٰ وہ تھیں جو آدہ کے فکر اور پر ہے اگر وہ اپنے ذات پر ہے تو جاتی ہے اور نہیں اور کامل میں یہ نقصان دہی اور بخشی کی وجہ سے ہے (اور یہ دہی اور بخشی کا ذکر اس بات پر کیا کہ بخشی کے یہ مسلمان کے لیے شفقت چھوڑے اور ان میں جن انسانیت کے ساتھ حکم ہونے کی وجہ سے ناقص ہے۔

اگر اس نے اپنے غلام کو وحشی بنایا تو صحیح ہے اگر اس کے درگاہِ آسمان میں جوں و مرجہ صحیح نہیں

وإني عجلته صبح أن كان وردته صعدوا ولا لا هذا عند أبي حنيفة وقال لا يصح وإن كانت الورثة صفوا وهو القياس لأنه تلك المنبروح أنه إن أبعد من الشفقة فلا يكون لشره والصنف وإن كانوا عسلا كاليس لهم ولاية المنع ولا منافاة بينهما ما إذا كان البعض كافيا إذ لهم المنع أو يبع نصبهم من هذا العبد.

ترجمہ: (۱) میں نے اپنے تمام کو حق بنادیا تو یہ گنج ہے اگر اس کے لئے وہ ان لوگوں میں اور میں گنج نہیں لایا، اسلام طیف کے نزدیک ہے اور صحابہ کرام فرما رہے ہیں کہ یہ ایسا گنج نہیں اگرچہ اس کے وہ تمام لوگوں میں اور میں حق بن ہے اور یہ امر شرط صحابہ کرام کا نسب ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ و دیگر یہ ہے کہ امام کے یہ حق شاعت ہے جو تمام کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ وہ اپنے اہل بیت کو مالک میں دے کر ہے صحیح کرتے تو امامت نہیں ہے۔ پس اس میں کوئی حرج و مانع نہیں، اختلاف اس صورت کے کہ اگر شخص یہ دے کہ میں لوگوں کے لئے حق بن ہے یا امام میں اہل بیت اور وصیت کرتے۔

فوج

تشریح:.. صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد نے اپنے عام موروثی بھائی اس کا اور سہولتیں ہیں۔

(۱) - ارطغر تھامار ہارٹا ہیں اس صورت میں اختلاف کے ارطغر تھامار ہارٹا ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وہی جامع ہے کیونکہ غلام کی دل بیت ان پہنچے ہے اس لیے کہ غلام کی شفقت اپنے آقا کے دوا پر راقی ہوتی ہے جو کہ دوسرے کے سے نہیں ہوتی۔ اسی طرح غلام پر کن کوہ۔ بیت حاصل نہیں کیونکہ سو مسکنی نول دھندلا کر جو اس غلام کے۔ ملک میں ہے نہیں ان کو غلام پر ولایت حاصل نہیں ہے کہ وہ اس کو نہ کہ نہیں تو زبان کوئی منافات نہ رہا اس لیے کہ کسی کوئی وجہ نہیں اس کی گئی جو اس ولایت کو موقوف قرار دے۔

حافظین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام کرویسی نہیں بن سکتا ہے اس لیے کہ اس کو اعلیٰ (نائب) پر ولایت مصلحت ہو جائے گی ورنہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قالب شروع (یعنی اعلیٰ کا کوئی پروانہ نہ ہو) حاصل ہوتا ہے۔

منشی یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول منشی ہے۔

قوله: إني خيفة وجهك استحياناً في قولهما: إني آثم (مكرر المحققين 1771)

اگر موصی نے ایک ایسے شخص کو وصی بنایا جو وصیت ادا کرنے سے عاجز تھا تو اس کے ساتھ غیر کو ملایا جائے

والی عاجز عن القيام بها ضم إليه غيره ای يضم الفقہی الیہ غیرہ ویضی المین یقفو ای اذا کان الوصی امیناً فاجز علی التصرف لایحور للخاصی اخر ایجہ بل یجب تفتہ۔

ترجمہ۔۔ (اور ایسے شخص کو وصی بنایا جو وصیت ادا کرنے سے عاجز ہو تو اس کے ساتھ غیر کو لکایا جائے) یعنی قاضی اس کے ساتھ کسی اور کو ملے دے اور اگر وہی امین اور وصیت کو نبھالنے پر قادر ہو تو اپنی رہے گا (یعنی اگر وہی امین اور وصیت کے نبھالنے پر قادر ہو تو پھر قاضی کے ملے اس کو اس حسب سے دیا جائے گا کہیں بلکہ اس پر اس کو وصی رکھا ضروری ہے۔

تشریح۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے حاکم کو اپنا وصی بنایا۔ اور حاکم ایک ایسا شخص تھا جو اپنے فرائض کے انجام دینے سے عاجز تھا تو قاضی اس کے ساتھ ایک ایسا شخص ملائے جو اس کے ساتھ اس کے فرائض کی انجام دینے میں معاونت کرے تاکہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو نبھالے جس کی پیروی اس کو کرنی تھی۔ اور اگر وہی ایک امانت دار اور فرائض کی انجام دہی پر قادر نہ تھا تو اس صورت میں قاضی کے لیے اس کا سردار کرنا یا ان کے لیے اس کو اس کو وصیت دینے کا حکم ہے اور وصیت کی بات کو بخود کے بغیر رو جائز نہیں ہے۔

اگر دو بندوں کو وصی بنایا تو ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر کام نہیں کر سکتا ہے مگر خرید کفن اور اس کی تجھیز سے اور وصیت کے حقوق میں جواب دہی سے،

اور آدھا لوٹنے سے، اور اس کا مطالبہ کرنا، اور اس کے بچے کے لیے ضروریات کی چیزیں خریدنا اور اس کے لیے یہ قبول کرنا، اور معین غلام آزاد کرنے سے

والی الذین لا یفرد احدھما الا شراء کفہ و تجهیزہ و الخصومة فی حقوقہ و قضاء ذنبہ و طلبہ و شراء حاجۃ الطفل و الاتھاب لہ و اعتاق عبد عین ای اذا کان اوصی باعتاق عبد معین فاحمد الوصین یملک اعتاقہ لعلم الاحتیاج الی الراى بتخلاف اعتاق العبد الصیر المعین ورد و دیعة و تلخیص و وصیة معینین و جمع اموال ضائعة و بیع ما یمتد تلفہ فان بعض هذه الامور مما لا یحتاج الی الراى و بعضها مما یضر فیہ العرف فلا یشرط الاجتماع و الاجتماع فی الخصومة ضعف و هذا قول ابی حنیفہ و محمد و عند ابی یوسف بطرد کل بالتصرف فی جمیع الاشیاء،

ترجمہ۔۔ (اور اگر دو بندوں کو وصی بنایا تو ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر کام نہیں کر سکتا ہے مگر کفن کی خریداری اور اس کی تجھیز اور پیرت کے حقوق میں جواب دہی، اور آدھا لوٹنے، اور اس کا مطالبہ کرنے، اور اس کے بچے کے لیے ضروریات کی چیزیں خریدنے، اور اس کے لیے

یہ قول کرنا اور ممکن غلام آؤں گے کے اعلیٰ انگریزوں نے اور انہوں نے ممکن غلام نہ آؤں گے کے لیے وہی بنایا تو ان میں سے ایک غلام کو لو کر کے کاغذ پر دیکھا ہے اس لیے کہ اس میں اسے کی ضرورت نہیں غلاف خام غیر ممکن کو روا کر کے کہے اور ممکن انسان و انہی کرنے اور ممکن و حیات جاری کرنے کے بارہ امور احوال کو نسخ کرنے بارہ امور غیر کے پچھ کے کو جس نے تک اس کے کا غلط جواب لیے کہ ان میں سے کچھ انکی چیزیں ہیں جو اس کے جس امور بعض انکی چیزیں ہیں ان میں سے جو وقت کے واسطے ہیں ان میں انکے وہ امور انہیں ۱۴۔ اور خصوصیت میں انہیں ہونے سے ضرور ہوتے ہیں اور خصوصیت کے نزدیک ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ان میں سے ہر ایک سب چیزوں میں دوسرے کے بغیر تعریف کر سکتا ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص نے دو ہندول کو کسی بازار یا آب ان دونوں ہندول میں سے اگر ہر ایک دوسرے کے بغیر تعریف کرے تو یہ تعریف نام صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

فرضیوں میں اضافہ فرماتے ہیں کہ یہ تعریف، قطعاً صحیح نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کو تعریف کرنے کا اقدار و نوعیت کی طرف سے ملایا اور یہ تعریف ان کو جس طریقہ سے ملایا ہے ان دونوں کو کسی غیر سے کہنے کا حق حاصل ہے اور دونوں کو یہ امتیاز اجتماع کی صورت میں ملایا ہے۔ لہذا ان دونوں کا اجتماع کسی تعریف کے لئے شراً ہے البتہ چند ایسی صورتیں ہیں جو ضرورت کی وجہ سے اس شرط سے مستثنیٰ ہیں جو متعدد درجہ قابل ہیں۔

(۱)۔ سیت کے لیے ممکن خرید و اس کے لیے دونوں کا اشتراک ضروری نہیں ہے ان میں سے ایک دوسرے کے البتہ فریڈ ملکا جیسا
لیجے کہ دوسرے کو نہ کانتھار کر جا حشر بناس لیے اس بات کا خوف ہے کہ میو کی لاش مزاج نے اسی ضرورت کی بنا پر
ایمان شرط نہیں ہے۔

۲۔ ... میت کی قبضہ اٹھان میں دوسرے اسی کا انتظار نہیں کیا جا تا بلکہ انتظار دہرے صبر و صبرت میں میت کی لاش کے سڑ جانے کا عصرہ ہے۔

۲) میٹ کے جلس میں جواب دہی کرنا اور اس میں بھی دونوں کا اجتماع ضروری نہیں ہے۔ لیکن اجتماع کی صورت میں بھی ایک دوسری جگہ پر گئے گا اگر مجلس میں دونوں کے اجتماع سے شرعاً منع نہ ہو۔

(۲)۔ ۔۔۔ بیت کی طرف سے ترجمہ ہوا کہ نامہ

(۵) میرے کاغذ پر مسمول کرنا اور اس کا مطالبہ کرنا ان دونوں صورتوں میں متوجہ ضروری نہیں ہے اس لیے کہ یہ دونوں ولایت سے تعلق نہیں رکھتے اس لیے کہ وہ مفصل شے میرٹ کی طرف سے ولایت کا مسئلہ نہ ہوتی وہ بھی یہ کام کر سکتا ہے بلکہ اس کا تعلق اعلیٰ عدالت کے ساتھ ہے جس کے لیے (ایم جی ضروری نہیں)۔ (پیشینہ لکھا کرتا ہے) (۱۲۸)

(۶) ... میت کے چھون کے لیے ضرورت کا سامان خریدنا، اس کے لیے گناہِ اجتماع شرعاً نہیں اس لیے کہ اجتماع کے لیے انتخاب کی صورت میں اگرچہ انکار کی ضرورت ہے، مگر خطروں سے۔

۷۔ میت کے چم کے لپے کی طرف سے برقعہ ناکر اس کے لیے بھی اذانِ غرضائیں ہے کیونکہ اذانِ صورت میں وہ برقعہ سے ملنے کا خطرہ ہے۔

(۸) محکمہ کاغذات و سرکاری امور کے لئے بھی ایک خاصہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اس کے زیرِ اہم کاری کے تمام کاموں کی ضرورت نہیں۔

(۹) وصی کی وصیت کو نافذ کرنا اسی طرح ممکن امرات کے ہاں کرنا۔

امام ابو یوسف و محمدان فرماتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کے بغیر مطلقاً تعریف کر سکتا ہے اس لیے کہ وصیت خلافت ہے۔ اور خلافت میں غلیظہ کو وراثت حاصل ہوتی ہے۔ وراثت کو حاصل ہوتی ہے۔ پس اصل کی وراثت عقل ہو کر ہر غلیظہ کو ملے گی اور موسیٰ کی وراثت عقل تکمیل تکمیل حاصل تھی اس طرح ہر وہی کو بھی ملے گا تکمیل تکمیل حاصل ہوگی۔

وصی کا وصی جو اس نے اپنے مال میں وصی کیا ہو یا موسیٰ کے مال

میں وصی ہوگا دونوں ترکوں میں

ووصی الوصی الذی أو وصی له فی ماله أو مال موصیه وصی فیہما

ترجمہ: (وصی کا وصی جو اس نے اپنے مال میں وصی کیا ہو یا موسیٰ کے مال میں وصی ہوگا دونوں ترکوں میں)۔

توضیح: بصورت مسئلہ یہ ہے کہ جو نے عبد الرحمن کو وصی بنایا اور عبد الرحمن نے موت کے وقت جو کو وصی بنایا تو وصی کے بعد جو احمد اور عبد الرحمن دونوں کے ترکوں میں وصی ہوگا۔ اس لیے کہ وصی اس وراثت کی وجہ سے تصرف کرتا ہے جو موسیٰ کی طرف سے اس کو عقل ہو کر آتی ہے۔ اور وراثت مشکل میں غیر کرنا اپنے قائم مقام کر سکتا ہے۔ جیسے نکاح کے باب میں جب وراثت باپ سے عقل ہو کر وراثت کی طرف ہو جاتی ہے تو باپ کی طرح وراثت کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ خود نکاح کر دے یا کسی سے کرادے۔ (معجم الامہ، ۱: ۱۰۹)

اگر وصی وراثت کی طرف سے موسیٰ لہ کے ساتھ تقسیم کرے تو یہ صحیح نہیں اگر ان وراثت کا

حصہ وصی کے ہاں تلف ہو جائے تو وراثت وصی لہ پر جو باقی نہیں کر سکتے ہیں

و قسمۃ الوصی عن الورثۃ مع الموصی لہ نصیح فلا یرجعون علیہ ان ضاع فسطھم مملوای قسمۃ الوصی القریۃ مع الموصی لہ عن الورثۃ الصغار أو الکبار الفاضلین نصیح حتی لو لیخص الوصی نصیب الورثۃ و ضاع فی بدہ لا یكون للورثۃ الرجوع علی الموصی لہ و فنی۔

ترجمہ: (اور وصی کی طرف سے وصی کو تقسیم کرنا موسیٰ لہ کے ساتھ صحیح ہے۔ پس وراثت وصی لہ پر جو باقی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ان وراثت کا حصہ وصی کے ہاں تلف ہو جائے تو وصی کا ترک تقسیم کرنا جو نے وصی کی طرف سے باپ سے یا نبی کی طرف سے موسیٰ لہ کے ساتھ صحیح ہے۔ یہاں تک کہ اگر وصی وراثت کا حصہ عقل کرے اور پھر اس کے ہاں تلف ہو جائے تو وراثت وصی لہ پر جو باقی نہیں کرے کا حق حاصل نہیں ہے۔

توضیح: بصورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمر کو وصی بنایا۔ اور اسی طرح زید نے خالد کے لیے اپنے مال کی تھاہی سے کم سے وصیت بھی کی۔ اب زید کے مرنے کے بعد وصی نے وراثت کی جانب سے (جو جمعہ نے خیر یا ممانہ نہیں تھے) موسیٰ لہ کے ساتھ ترک کی تقسیم کرنا۔ اور وصی نے وراثت کا حصہ عقل کر لیا۔ بعد میں یہ قسمتی سے وراثت کا حصہ وصی کے پاس ہلاک ہوا تو وراثت ہلاکت کے بعد وصی لہ سے جو حصہ نہیں لے سکتے ہیں کیونکہ وصی موسیٰ کا غلیظہ ہے اور اس کو موسیٰ کے وراثت کے حق میں ان امور کا اختیار ہوگا جن کا اختیار موسیٰ کو تھا۔

اگر موصی موصی لہ کی طرف سے ورثاء کے ساتھ تقسیم کرے تو یہ تقسیم صحیح نہیں ہے
پس وہ باقی کی تہائی سے موصی لہ رجوع کر سکتا ہے

و قسمته عن الموصی لہ معہم لا فی رجوع بثلث ما بقی اسی قسمۃ الموصی عن الموصی لہ الغائب مع ثلث الورثۃ
الکبار لعاظریں لاتصح حتی لو قبض نصیب الموصی لہ الغائب و ملک فی یدہ و جمع الموصی لہ بثلث
ما بقی اباہن الموصی لہ لعاظریں قبض الموصی نصیبہ ان کان باذنیہ فہو و کیل عن الموصی لہ بالقبض فلا
یکون لہ معنی الرجوع و ان لم یکن یافضہ فلو الرجوع

ترجمہ: (اور موصی لہ کی طرف سے موصی کو تقسیم کر دیا، تاہم اس کے ساتھ صحیح نہیں ہے تو باقی کی تہائی سے موصی لہ رجوع کر سکتا ہے) یعنی موصی کی
تقسیم کرنا موصی لہ کا ایک کی جانب سے ہے۔ موصی لہ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ پتا چڑا کر موصی نے غائب موصی لہ کا حصہ قبض کیا اور اس کے
قبض میں ہاک ہوا تو موصی لہ کی تہائی سے رجوع کر سکتا ہے۔ اور موصی لہ کے موصی کی طرف سے تقسیم کرنا اور اس کا حصہ قبض کرنا اگر موصی لہ کی
اجازت سے ہو تو موصی موصی لہ کا مکمل حصہ لے لیتا ہے تو پھر موصی لہ کو رجوع کا حق ہلاکت کی صورت میں حاصل نہیں اور اس کی اجازت کے بغیر
ہو تو پھر رجوع کر سکتا ہے۔

تقریح: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ موصی نے موصی لہ کی اجازت کے بغیر اس کی عدم موجودگی میں اور وراثہ کے ساتھ اس کی تقسیم کیا۔ اس کے
بعد موصی نے موصی لہ کا حصہ قبض کیا اور اس کے بارے میں موصی سے موصی لہ کا حصہ قبض ہوا تو اس صورت میں موصی لہ کی ترکہ کا ثلث لے گا۔

اگر قاضی تقسیم کرے، اور موصی لہ کا حصہ اپنے پاس رکھے تو یہ صحیح ہے

وصحت للقاضی و الحمد فسطہ ای وصحت للقاضی قسمۃ التركة عن الموصی لہ مع الورثۃ و اخذ القاضی
نصیب الموصی لہ فقوله الحمد عطف علی النصیر فی وصحت و يجوز لوجود الفصل بينهما.

ترجمہ: (اور قاضی کے لئے تقسیم کرنا، اور موصی لہ کا حصہ اپنے پاس رکھنا صحیح ہے) یعنی اگر قاضی موصی لہ کی طرف سے ترکہ وراثہ کے ساتھ
تقسیم کرے تو یہ تقسیم کرنا صحیح ہے۔ اور قاضی کا موصی لہ کا حصہ اپنے پاس رکھنا صحیح ہے۔ پس عطف کا یہ قول واقعہ وصحت کی خبر پر عطف ہے اور یہ عطف
حاکم کی جگہ سے جائز ہے۔

تقریح: ... صورت مسئلہ یہ ہے کہ خاندان نے عمر کے لیے ۵۰۰ روپے کی وصیت کی۔ اس کے بعد خاندان مر گیا اور اس وقت عمر نہیں اور
گیا تھا۔ اور وراثہ نے جا کر قاضی سے ترکہ تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا اور قاضی نے ترکہ تقسیم کیا اور موصی لہ کا حصہ (۵۰۰) اپنے پاس رکھا۔
اب یہ قاضی کی تقسیم اور موصی لہ کا حصہ چنے پاس رکھنا یہ دونوں صحیح ہے اس لیے کہ قاضی کو اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ امور مسلمین کی
حفاظت اور نگہداشت کرے خصوصاً مہر و دیوں اور قاضی کے حق میں اس لیے کہ یہ لوگ بذات خود تصرف کرنے سے قاصر ہیں۔

اگر حج کرنے کی وصیت کی صورت میں وصی نے ورثاء کے ساتھ ترکہ تقسیم کیا تو حج باقی کی تہائی سے کرایا جائے

فان قاسمهم فی الوصیۃ بحج یثلث ما بقی ان یحکم فی بدہ او فی بد من یصح ای قسم الوصی مع الورثۃ فی الوصیۃ بحج فہلک المال فی بد الوصی او فی بد من یصح حج یثلث ما بقی عند ای حیضۃ و عند ای یوسف ان کان ما افروز للحج ثلث المال لا یؤخذ من الباقی شیئ للحج و ان کان اقل یؤخذ الی تمام الثلث و عند محمد لا یؤخذ شیئ فی المعالین لان افراز الوصی کافراز المیت و لو افروز المیت شیئ من ماله للحج فصاع بعد موته لا یصح من الباقی و لای یوسف ان محلی الوصیۃ الثلث فیتلف ان بقی من الثلث شیئ و لای حیضۃ ان تمام القسمۃ بالتسليم الی الجهة المعصاة فاذا لم یصرف الی تلك الجهة صار کھلاکہ قبل القسمۃ .

ترجمہ :۔ (اگر حج کرنے کی وصیت کی صورت میں وصی نے ورثاء کے ساتھ ترکہ تقسیم کیا تو حج باقی کی تہائی سے کرایا جائے۔ اگر دو مال جو وصی کے پاس تھا ایک مال یا دو مال اس شخص کے پاس صنایع ہو اس کو حج کرنے کے لیے دیا تھا یعنی وصی نے ورثاء کے ساتھ حج کرنے کی وصیت کی صورت میں ترکہ تقسیم کیا۔ اور وصی یا جس کو حج کرنے کے لیے رقم دی تھی اس کے پاس وہ رقم صنایع ہو گئی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک باقی کی تہائی سے حج کرایا جائے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک دو مال جو حج کے لیے ایک کیا گیا تھا وہ مکمل ثلث تو حج کے لیے باقی مال سے چونکہ باقی نہیں لیا جائے گا اور اگر ثلث سے کم تھا تو ثلث سے مکمل ہونے تک لیا جائے۔ امام محمد کے نزدیک دو مال جو سفر میں پہنچ گئے یا جو حج کے لیے اس کے پاس کا ایک حصہ کرنا وصی کے ایک طرف ہے۔ اور اگر چاہے مال سے حج کے لیے کچھ مصارف کرنا اور پھر اس کی موت کے بعد مصارف ہوتا تو باقی سے حج نہیں کرایا جائے۔ امام ابو یوسف کی دلیل یہ ہے کہ وصیت کا مکمل ثلث ہے تو وصیت کا فائدہ کرنا واجب ہے اگر ثلث سے کم رہا تو ہے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ قسمت کا تمام ہونا اس وجہ کی جانب تسلیم کرنے سے ہو گا جس کی تعیین کی گئی ہے پس جب مال کو ای بہت شمار نہ کیا جائے تو یہ اس کی قسمت سے پہلے صنایع ہونے کی مراد ہی نہ کیا۔

تحریر :۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ خالد نے یہ وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرنا ہے اس کی موت کے بعد ورثاء نے ترکہ تقسیم کیا اور حج کے لیے پچاس ایک کے لیے یہ رقم وصی کے پاس تھی یا اس شخص سے پاس جس کو حج کرنے کے لیے دی تھی صنایع ہو گئی۔ اب باقی مال کی تہائی سے حج کر لیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اکثر احناف کا انکشاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں وصیت کے ترکہ کے باقی کی تہائی سے حج کر لیا جائے اس لیے کہ یہ قسمت تمام نہیں ہے کیونکہ اس کی تمامیت اس وقت ہوئی جب کہ مال کو وہاں صرف کیا جائے جس کے لیے وصی نے اس کو تعیین کیا تھا اور یہاں یہ رقم صرف نہیں کی گئی تو حلیہ تمام نہیں ہوئی پس یہاں یہاں سے جسے قسمت سے پہلے مال کا مالک ہو جائے اور اس صورت میں باقی کی تہائی سے حج کرایا جائے گا اور ایسے یہ نہیں بھی کیا جائے گا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مال جو حج کرانے کے لیے وصی نے ایک کیا تھا اگر وہ ترکہ کا مکمل ثلث ہو تو پھر یہ وصیت باطل ہوگی۔ اور اگر ثلث سے کم ہو تو پھر ایسی مقدار نکالی جائے جس سے ثلث مکمل ہو جائے اور زیادہ کا لئے کا حق حاصل نہیں ہے اس لیے

عام لوگ شہادہ پر دہشت کرتے ہیں۔ اور انھیں فاسخ ہو تو تب جائز نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ... صورت مذکور ہے کہ اگر بچہ کی زمین بچی گئی تو یہ بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)... بچی صورت یہ ہے کہ بچہ نے یہ زمین بچا لی اب یہ بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

مفتی محمد رفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا بچہ طلاقاً جائز ہے۔

مذاہب میں مذکور اختلافات ہیں کہ یہ بیچنا چند شرائط کے ساتھ تو جائز ہے۔ (۱) مشتری دو گنی قیمت سے خریدتا ہو۔ (۲) بچہ بچن کی طرف توجہ نہ ہو۔ (۳) زمین خراب ہونے کا خوف ہو۔ (۴) اصل زمین خریدنے سے ڈانڈ نہیں ہوتا ہو غیر مسلم۔

مفتی یہ قول مذاہب میں ذیل میں ملتا ہے۔

قال الصلوات لشہید وہ یعنی لا ای بقول المتأخرین (رد المحتار ۱۰۲۱)

(۲)... دوسری صورت یہ ہے کہ باپ نے یہ زمین بیچ لی اب اگر باپ مسترد داخل ہو یا لوگوں کے نزدیک بیچنا ہندو تو تب یہ بیچنا جائز ہے۔ ورنہ اگر باپ ایک فاسق ہندو ہو تو تب یہ بیچنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر دو گنی قیمت سے ہو تو تب جائز ہے۔ ورنہ ہندو

۱۰۵۱، ۱۰۵۲

وہی مال کو بطور مضامین، شرکت اور بضاعت دے سکتا ہے اور
حوالہ مابعد اور یہ قبول کر سکتا ہے نہ کہ غریب پر

ویدفع ماله معاویۃ و شرکت و بضاعة و یحتل علی الاملاء لا علی الاعسر ولا بقرض .

ترجمہ: (وہی مال کو بطور مضامین، شرکت اور بضاعت دے سکتا ہے۔ اور مالدار پر قبول کر سکتا ہے نہ کہ غریب پر اور قرض کا مال قرض کے طور پر نہیں دے سکتا ہے۔

قرض: صورت مذکور ہے کہ فائدہ ایک قرض کا ہے اور اس کا سرمایہ ۵۰ روپے قرض ہے۔ اب اگر قرض کا فائدہ ۱۰ روپے اور مالدار نے ۱۰ روپے قرض لیا ہے۔

(۱)... اگر سرمایہ ہو تو تب اس کو دے یہ تو خالص مال ہے۔

(۲)... اگر سرمایہ ہو تو تب اس کو دے یہ تو خالص مال ہے۔

وہی کبیر عاقب کی کسی چیز کو بیچ سکتا ہے نہ کہ اس کی زمین

و یبیع علی الکبیر الغائب الا البقار لان یجوز للحفظ والمقار محض بنفسہ ولا یتجر فی ماله لان المفروض الیہ الحفظ لا التجارۃ ووصی اب الطفل حتی یمالہ من الحد فان لم یکن لہ وصی فالجد و لغت شہادۃ الوصیین لتفسیر یقال ان کبیر سال المیت وصحت عبود لان التصرف فی مال الصغیر فلو وصی

سواء كان من التركة او لم يكن، واما مال الكبير فان لم يكن من التركة فلا تصرف للوصي فيه فيجوز الشهادة وان كان من التركة لا يجوز الشهادة عند ابي حنيفة ويجوز عليه لانه لا تصرف لنوصي في مال الكبير قلنا له ولا ولاية للحفظ ولا ولاية البيع اذا كان الكبير غاليا كشهادة وجلب للاخوين بدین الف علی میت والاخوين الاولين بمثلها بخلاف شهادة نوصية الف او للاوليين بعده والاخوين بثلث ماله فانه يجوز الشهادة عند ابي حنيفة ومحمد وعند ابي يوسف لا يجوز.

ترجمہ۔ (اور وہی کبیر غالب ہر حق کر سکتا ہے کہ اس کی زمین کی) کچھ تکد غالب کے مال کا چھنا تھا جس کی وجہ سے جائز ہے اور زمین خود مکلف ہے۔ اور اس مال کے مال میں تہاتر نکلیں کر سکتا ہے) کچھ تکد غناحت وہی کے سپرد کی گئی ہے نہ کہ تہرت (اور یہ کامی ہوا ہے جن وارث ہیں ان کو یہ مال کا دس حصہ ہوتا ہوگا۔ اور دو وصیوں کی کوئی سهم وارث کے لیے مل سکتا ہے۔ یہاں کے یہ میت کے مال کی۔ ہر اس کے غیر کے حق میں کوئی شیخ ہے اس لیے کہ مال میں تصرف کرنا اس کے لیے جائز ہے خواہ یہ مال ترکہ سے ہو یا اس سے نہ ہو۔ اور دس مال اگر ترکہ سے نہ ہو تو ہر اس کے لیے اس میں تصرف کا حق حاصل نہیں ہے۔ جس پہ کوئی شیخ صحیح نہیں ہے۔ ان اوصیاء کے نزدیک اگر یہ مال ترکہ سے ہو۔ اور صاحبین کے نزدیک یہ کوئی شیخ ہے اس لیے کہ وہی کے لیے بڑے کے مال میں تصرف کا حق نہیں ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ وہی کے لیے بڑے کے مال میں خلافت اور بیعت کی امانت حاصل ہے مگر یہ امانت ہو۔

تشریح۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید سے دو وصیوں خالد اور عمر کو مقرر کیا اور زید کے دو دامادوں سے ایک بیٹہ ہے۔ اور زید کی موت کے بعد ان دو وصیوں نے یہ گواہی دی کہ یہ خالد بنی یاس کے کا ہے۔ اب یہ شہادت قبول نہیں ہے اس لیے کہ اس شہادت میں دونوں ختم ہیں کیونکہ اس گواہی کے ذریعے انہی دو وصیوں کے لیے اسی مال میں تصرف کی ولایت ثابت کرنا ہے اس لیے کہ وہی کو بیعت کے مال میں ولایت تصرف حاصل ہے خواہ یہ مال ترکہ سے ہو یا اس سے نہ ہو۔

دوسرا مسئلہ۔۔۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ انہی دو بیعتوں نے ایک بڑے وارث کے حق میں یہ گواہی دی کہ یہ اس کا ہے۔ اب یہ گواہی صحیح ہوگی یا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر یہ مال (جس کے لیے یہ دو گواہی دیتے ہیں) ترکہ سے نہ ہو تو پھر یہ گواہی صحیح ہوگی اس لیے کہ یہاں وہی کو کوئی ولایت حاصل نہیں ہے۔

(۲) اور اگر یہ مال ترکہ سے ہو تو پھر اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گواہی تو ان دو بیعتوں کے لیے اس کو اس گواہی میں جہت سے قرار ہے کہ وہی کو وارث کبیر کے مال کی حفاظت اور بیعت کے ولایت حاصل ہے مگر یہ کبیر غالب اور جعفر بن عمر۔

صاحبین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گواہی قبول ہوگی اس لیے کہ اس گواہی میں کوئی جہت کا ذکر نہیں ہے کیونکہ جب وارث بالغ ہو تو وہی کو ترکہ کے امور ولایت تصرف حاصل نہیں ہے۔

قول درائع امام ابو یوسف کا قول درائع ہے جس طرح صاحب الہدایہ اور صاحب التحصین کے مناسبت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ (ملاحظہ

اگر دو آدمیوں نے دوسرے دو آدمیوں کے لیے اس طرح گواہی دی کہ ان دونوں کا
بہرہ روپے میت کی ذمہ قرض ہے۔ اور انہی دونوں نے پہلے دو ہندوں کے لیے اسی
طرح گواہی دی۔ اب یہ گواہیاں صحیح ہیں یا نہیں..... اقوال فقہاء

كشادة الرجلیین للآخرین مدعی الف علی مست والاخرین لاولین مسئلہ بخلاف الشهادة بوصية الف
اولاوالین بعدد والاخرین بثلث كلفناه بحوزة الشهادة عند ابن حنبلہ و محمد و عبد الله بن يوسف لايجوز
ترجمہ: (پچھلے دو ہندوں کی گواہی دوسرے دو ہندوں کے لیے میت پر ایک ہزار کے قرض سے اور دوسرے ہندوں کی گواہی پہلے دو
ہندوں کے لیے اس کی مثل سے بخلاف اس گواہی کے جو ہزار کی وصیت سے ہو یا وہ میں کے لیے غلام سے، اور دوسرے کے لیے میت کے
مال کی شریعت سے) اس لیے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ انہی کے گواہی کو نہ مانے گا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک۔

تشریح: پہلا مسئلہ صورت مسند یہ ہے کہ دو آدمیوں نے دوسرے دو آدمیوں کے لیے اس طرح گواہی دی کہ ان دونوں کا
بہرہ روپے میت کے ذمہ قرض ہے۔ اور انہی دونوں نے پہلے دو ہندوں کے لیے اسی طرح گواہی دی۔ اب یہ گواہیاں صحیح ہیں یا نہیں؟ اس
میں اختلاف ہے۔

طریقین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں جائز ہیں کہ وہی قرضہ دے دیں یا جب ہے۔ اور اگر حقوق غلو کو قبول کرتے ہیں تو یہ شرکت
نہیں ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ شہادت قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ میت کی موت کے بعد جو قرض کا تعلق میت کی ذمہ
نہیں رہا بلکہ اس کے ترکہ سے ہو گیا (اس لیے کہ موت کی وجہ سے اس کا ذمہ خراب ہو گیا یا تو شرکت ثابت ہو گئی۔ اور اسی وجہ سے قسمت
ثابت ہو گئی جس کی وجہ سے گواہی قابل قبول ہو گئی۔) صحیح دلاہ ۱: ۱۷۷

منفی پر قول: طریقین رحمہما اللہ کو منقطع ہے۔ بہ شرح المسند للسلہ۔ ج ۱: ۱۷۷

دوسرا مسئلہ صورت مسند یہ کہ اگر فریقین میں سے ہر فریق دوسرے فریق کے لیے وصیت کی گواہی دے تو یہ گواہی باطل ہوگی
اس لیے کہ وصیت ذمہ میں واجب نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا تعلق ترکہ سے ہوتا ہے تو وصیت کے اندر اشراک کا پہلو ہے جس میں قسمت
بجہ ہو گئی ہے جس سے کوئی باطل ہو جاتی ہے۔

تیسرا مسئلہ صورت مسند یہ کہ اگر فریقین میں سے ایک فریق نے دوسرے فریق کے لیے ایسی گواہی دی کہ میت نے اس کے لیے
غلام کی وصیت کی ہے۔ اور دوسرے فریق نے اسی فریق کے لیے یہ گواہی دی کہ میت نے اس کے لیے مال کی وصیت کی تو یہ دونوں
گواہیاں باطل ہیں یا اس لیے کہ یہ وصیت ہے اور وصیت میں اشراک کا پہلو ہے جس سے قسمت بجا ہو گئی ہے جو گواہی کو باطل کر دیتی ہے۔



فصل کتاب المغنی

یہ باب نئی کے بیان میں ہے

عُشْق کی تعریف۔ اگر عُشْق نے ذکر سے پیشاب کیا تو مرد ہے اور اگر فرج سے کیا تو عورت ہے۔ اور اگر دونوں سے پیشاب کیا تو عظمیٰ پیچھے واسے گا ہوگا۔ اور اگر دونوں برابر ہوں تو عُشْق مشکل ہے

وهو ذو فرج وذكر فان مان من ذكره فذكر وان نال من فرجه فأنثى وان نال منهما حكم بالانس وان
اسود فمشكل ولا تضر انكسره حد اعتدلى حصةً ولا تضر الكثرة فان بلغ وخرج له النجاسة وطى
امرأته حل وان طهر له ندى او نزل له نس أو حمل أو وضع لاسى أى ان طهر ملكك علامات فقط
فذكر وان ظهر هذه علامات فقط فأنثى والا لمذكر أى ان لم يكثر كذلك مان لم يظهر ندى من هذه
العلامات انكسورة او سمعت علامات الذكر مع علامات الاناث كمالا او حرجت لحيه وظهر له ندى
فمشكل ويقتضى من صف الرجال والنساء فان قام غنى عنهما عدد ولى عنهما بعد من عنيه و من حنثه
بعدها وحلى بضاع ولا يلزم حريه او حليا ولا كشف عدا وحل وامرأة ولا يحلونه غير مجموع وحل
اوامرأته ولا ينام ملا محرم وذكره ثم حل والسرقة حنة وباع حنة تحتته من ملكه مالا والا فمن ست
العمال ثم باع وان ست قبل ظهور حنة لم يفسد ولا يفسد من السم و هو حسن العير ولا يبيع ولا يملك
يشترى له حارة ففسده لان الحريه لا تترك ماله فله بعد الموت ان لو كانت له من الحريه فله بعد
ادائه بكنى عنتى وكنى هذا انثى من غسل امرأته ولا يحصر من خفيته غسل ميتة ولا بد تسحية فمده قدم
معنى التسحية فى باب الحائض و يراجع المرحل مغرب الامم ثم هو سم امرأة اذا حملت عليهم ثيابون حجارة
المرأة بعد من باين اناس ثم انثنى فان تركه امرأته اساخلة صهه والاسى منهجن و عد السبعى له نصف
المصبيين و دانقة من مائة عدا ابنى يوسف وخمس من نى عشر عدا محمد و العلم ان عدا ابنى حصة
له ثلث النجسين و ينظر لى نصفه ان كان ذكرا وانى عنيه ان كان اناى ففى حيا يكون اقل فله ذلك ففى
هذه الصورة ميراثه على تقدير الامومة اقل فله ذلك فان تركت واحد واحد واحد واحد هو عنتى فعلى
تقدير الامومة له ثلاثة من سبعة وعلمى تدمر ب الذكره انما من ستة فله هذا لانه فى ذلك لان الثلث اقل
من ثلاثة الاسماع لان ثلث السبعة تس وثلث واحد وثلاثة اسماخ السبعة ثلاثة وعند الشعبى له نصف
النصبيين اى يجمع بين نصيبه ان كان ذكرا وبس نصيبه ان كان اناى فله نصف ذلك المجموع نصيبه

(دراگر آپ نے مفتی بشیر کا ایک بیٹے کے ساتھ مجھڑا تو مفتی رائل کے لیے ایک مسہرہ ہو گا اور بیٹے کے لیے دو مسہرے ہو گا امام مصلیٰ کے نزدیک اس کو نور ہے (مرد اور عورت) اسے حصوں کا نصف ہو گا۔ وہ یہ بات سے ٹھنک گیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک امام مصلیٰ کے نزدیک امام (۱۲) سے باہر (۱۲) ہے۔ یہ بات باجاء و کمال امام ابو حنیفہ کے نزدیک ٹھنکے لیے دونوں حصوں میں سے جو حصہ اصل ہے وہی اصل مفتی کے حصہ کو کہاجاے گا اور اس کے حصہ کو کہاجاے گا اگر یہ عورت ہیں جائے شاداب ان میں سے جو کہ حصہ وہی حصہ اس کے لیے ہو گا۔ جس میں عورت میں اس کی ہر بات کو اس کے لیے مقدس قرار دیا جاتا ہے تو یہ حصہ اس کے لیے ہو گا۔ دراگر عورت نے روئے دادی اور ایک جھٹلی جاتی تو مفتی ہے چہرہ زوی تو مفتی کو عورت کی تحریر درست سے ٹھنک دیوں گے۔ اور مرد کی تحریر پر جو سے دو مسہرے ہوں گے۔ اور مفتی کے ہے جو سے دو دیں اگر بے گدی ہے چو کا کہہ رہے ہیں کہ ایک گشت تھا اپنا ہاتھ سے نہ لے لے کر سات کی تھپائی دو رہے۔ اور اس کی تھپائی اور سات کے ٹھنک اسباب ٹھنک ہے۔ اور امام مصلیٰ کے نزدیک مفتی کے۔ یہ انہوں حصوں سے نصف ہو گا مفتی کا حصہ اگر مرد اور مفتی کیا جو اسے مفتی کے لیے مسہرے کا نصف ہو گا اور ملکہ مفتی کے قول کی تفسیر امام ابو حنیفہ نے اس طرح کیا ہے کہ یہ سات سات سے ٹھنک ہو گا اس لیے مفتی سے لے اس کے دو مسہرے کی تحریر پڑھائی ہے۔ اور عورت جو سے کی تحریر پر اسے سات ایک اور سات لیا۔ کیا اور سات کے سات آدھ نہیں اور اس میں جو بیٹے کے لیے اگلا دو ٹکڑے ہو گا۔ اور مفتی کے لیے نہیں روئے سات۔ ٹھنک چار کا قرآن چار ہے تو ٹھنک چار ہے۔ اور ٹھنک دیں ہے تو سات ٹھنک کے لیے چار اور سات کے لیے ٹھنک چار ہو رہا ہے۔

تخریج صورتِ مسلمہ یہ ہے کہ فحشی مثلاً کتابِ رمیہ اور غزلِ بزمِ دل سے ایک ہی جگہ اور ایک غلطی مثلاً کہ روئے گئے۔ اب اس کا ترک کس طرح مقید کرنا چاہیے؟ اس میں اختلاف ہے۔

انام الاضطرار اور انفرماتے ہیں کہ تیس تیس محسوس میں تسمیم کیا جائے اور جسے بنے گا اور ایک عدد خفی کو ملے گا (یعنی دیکھا جائے اگر ہم اس کو مرد فرض کریں تو کتنا سماتا ہے۔ اور اگر عورت فرض کر لے تو کتنا ملے گا۔ چل ان میں سے دو کم مقدار دو ہی ملے گا) اس کے لیے کہ ہمارے کاٹتے ہونے کے وقت ابتداء امر نجی پر تسمیم کیا جائے تاہم اگر متیقن قل مقدار ہے۔ اور اگر کسی کی میراث کم ہوتی ہے اس سے ایسی متیقن ہے اور اس سے زیادہ ملے گا۔ عورت کی جگہ سے۔ میں اس لیے نہیں کہتا۔ (اس شخص نے ۱۰۰۰۰۰)

امام غفرمے میں کہ خطی کلام اور حوت دونوں کی تہرات کے آداب اور احصائے کا مجموعہ طے کیا۔ اب یہ مجموعہ کتاب کا نام ہے۔

[illegible]

نام محمد بن احمد فرماتے ہیں کہ کل ترکہ اضع کر کے ان میں سے کچھ دینا اور خشتی کے بونے اس لیے کہ ہم نے ایک ایسا چھوٹا درہ لیا جس میں گچ ٹکٹ اور نصف نکل جائے جو چھ (۲۶) سہ تو اب ہم نے اس میں سو چاکر کر خشتی مردہ بنانا تو اس کو نصف میں مٹا ہذا میں کا نصف انکوٹہ رکھا اور ان پیرانی ہوئی تو اس کو ایک ٹکٹ بنا۔ میں ۱۰ کا نصف ایک (۱) کو محفوظ رکھا جس کو مجموعہ ۱۰۰ اور دوسری طرف ۳ سو چاکر خشتی کے لیے دو پورے ہیں البتہ تیسرے میں ٹکٹ فاکر اس کو بے انہیں اس خرچ کے خشتی کو کا نہیں ہے تو اس کے باقی میں کو ایک زمانہ نہ ہے۔ اور نہ لڑی ہے تو اس کو بھی ایک ٹکٹ ۳ بھی نہیں بنا یا ہے۔ بلکہ میں کو زیادہ مانچا ہے۔ بعدا ہم نے اس کی تسمیہ کر دی۔ اور اس کا وہ خشتی کو دے دیا اور دوسرا آہل حال کے دے دے یا تو خشتی کے لیے ۲۰ ہو گیا۔ اور اڑکے کے لیے ۳۰ ہو گیا۔ لیکن دونوں کے سہام میں کمرہ واقع ہو رہا ہے بنائے ہوئے اور کھار کر اصل خرچ ۶ میں ضرب دیا تو اب مجموعہ ۱۰۰ (۱۲) ہو گیا اور ہر درہ کا نصف ملے ہو گیا۔

مفتی یہ قول امام احمد بن حنبلہ کا قول مستحب ہے۔

والہ اعلم بالصواب من الفقہاء عند الامام و اصحابہ و علیہ القبول۔ (مجموع ۷: ۱۶۰)

مسائل خشتی

خشتی ہیئت کی ہے اور متفرق کے سنی میں ہے۔ اور اب تصنیف کی یہ عادت ہے کہ جو مسائل اپنے موضوع سے دور ہوتے ہیں تو ان کے تذکرہ کی خاطر کتاب کے آخر میں ان کو مختلف فرائض سے ذکر کرتے ہیں۔ لیکن مسائل متفرقہ سے ذکر کرتے ہیں۔ لیکن مسائل لمو نہ حل فی لایواب اور بھی مسائل متفرقہ سے ذکر کرتے ہیں۔ یہاں بھی اس نوع کے مسائل ذکر ہیں۔ اور مسئلہ خشتی علی الذکر ۱۲۷/۱، ۱۲۷/۲، ۱۲۷/۳

آخرین کے نکاح، طلاق، زنا کرنے، خرید اور فروخت کے احکام، کتابت کی تین قسموں کا بیان

کتابۃ الاحرام و ایماؤہ بما یعرف بہ بکاحہ و طلاقہ و بیعہ و شراؤہ و فودہ کالیان اما الکتابۃ لہی ما غیر مسمیۃ کالکتابۃ علی الجوار و علی الماء فلا اعتبار بها فاما مسمیۃ غیر مرسوم نحو ان یکون علی ورق شجر او علی کاغذ لیکن لا علی رسم لکتب بل یکون معنویا فهو کالکتابۃ لا بد من النیۃ لوانقرضۃ کالاشہاد مثلا و ما مسمیۃ مرسوم بن یکون علی کاغذ و یکون معنویا نحو من فلان الی فلان فہذا بدل الی ان مواء کان من الغلب او من الحاضر ولا یجد اذا اقرعہ یوجب انحد بطریق الانشارۃ او قذف بطریق الانشارۃ وقد روا فی بعض السان ان اسند ذلک و علم اسندہ فذلک و الا فلا المحقق اللسان هو الذی عرض نہ احیاء اللسان حتی لا یقدر علی الکلام فہذا الشافعی "حکمہ حکم الاخرس و عند اصحابہ ان اسند ذلک و علم اسندہ کان حکمہ حکم الاخرس و الا فلا و علم الامتداد ہستہ و فی ہاں یعنی فی زمان الموت قبل و علیہ القبول و فی علم ما یرویہ فیہا میتہ و فی اقل تحریر و اکل فی الاحتیاط انما قال فی

الاصحار لاند یحل اکل البیت فی حلی الاضطر و قال المشافعی لا یباح تناول لان التحری دلیل ضروری و لا ضرورة ههنا قلنا التحری بشار الیه للذبح الحرج و موافق المسلمین لا تعفو عن الصمروق و المنصوب و المحرم و مع ذلك یباح تناول اعتمادا علی الغالب و الله اعلم بالصواب ثم

ترجمہ گوئے کھا اور اس کاں طرح اندر کرنا جس سے اس کا طرح مطلق خرید و فروخت اور قضا معلوم ہوتا ہو جائے یاں کی شکل ہے یا برعکس ثابت ہیں اس لیے کہ یہ غیر مستحکم ہے جیسے ہوا لکھا اور پانی پر لکھا جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور مستحکم غیر مسموم پھیر دھت کے پتوں پر لکھا ہو یا دیوار کا کھد پر نہ دم کتابت یا نہ اس طرح کہ معقول ہوتا ہو کہ یہ کی طرح ہے۔ اس میں ایسا نہ دانت کی پائے قریب سے گواہ لکھا۔ اور مستحکم مسموم اس طرح کہ کاتب، اور معقول ہو جیسے اس طلاق کی طرف سے تو یہ قسم کیوں کی طرح ہے تو وہ کتابت سے ہو یا حاضر سے اور گوئے کھا چاہی نہیں کی جائے کی ممکن کر کوئے نے سند سے گذر دینے اس چیز کا اثر کی جس سے وہ واجب ہوتی ہے یا اس نے اشارہ سے جست فانی (اور اعتبار مسموم نہ اس قسم کے ہونے کی طرح ہے اس کوئے کی طرح نہیں ہے) متعلق امر اور وہ جس سے اس کی زبان بند ہو جائے یہ ایک کدو کا کام کرنے پر کدو نہ دیا جائے، جس کا اس کا شیخ رحمان فقہ کے نزدیک یہ گوئے نے تحریر میں ہے۔ اور سند۔ خود ایک اگر یہ محد ہو جائے اور اس کے اشارے معلوم ہو جائے جب گوئے کے علم میں ہے کہ سند میں ہے۔ اور احادیث خود ایک سال پہلے کا کیا ہے اگر کچھ پانی ڈنک کی ہوئی ہوئی چیز اور اس میں سردار کر یاں ہیں مگر اس میں سردار لمین تو حالت اختیار کی میں سوچ کر کے کھائے کہ مسلف نے یہ کھانا حالت اختیار کی کے ساتھ مقید نہیں اس لیے کہ حالت ضروری میں سوچ کے بغیر کھانا پانا ہے۔ اور مام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کا کھانا جائز نہیں ہے اس لیے کہ تحریر کی شکل ضروری ہے اور یہی ضرورت نہیں ہے اور مام فرماتے ہیں کہ تحریر کی ضرورت کو کرنے کی خاطر صحیح ہو کر تھی ہے اور مسلمانوں کے ہاتھ پر دی شدہ مصدق اور مام ہیں اس سے کوئی نہیں سوتے۔ اور اس کے ہاتھ وہ غالب پر حکم کرتے ہوئے قبول جاتا ہے

تحریر

مصدر سے مسئلہ یہ ہے کہ بہت ساری کتب میں آیا ہے کہ پڑھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے کچھ مردہ بھی ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کون مردہ ہے اور کون مذکور۔ در حالت اضطراری نہیں ہے۔ اور مذکورہ تحریریں مردہ اور پڑھیں سے زیادہ ہیں۔ اب ان میں سے کھانا تحریر کے بعد جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحریر کے بعد جو تحریر طاعتی بھی ہو اسے اس کا کھانا جائز ہے اس لیے کہ کثرت اور غلبہ سے ایسا ظاہر ہوتی ہے (یعنی اگر طلال چیزیں ان کی ضد چیزوں سے زیادہ ہوں تو ایسا ثابت ہوئی، جیسے مسلمانوں کے بازاروں میں چوری، غصب اور حرام چیزیں فروخت کی جاتی ہیں لیکن طلال چیزوں کا غلبہ اور کثرت ہے۔ پس کثرت پر اکتفا کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ اور ان میں چیزیں خریدنا ناجائز ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کتبوں کا کھانا تحریر کے بعد بھی جائز نہیں ہے اس لیے کہ تحریر کوئی اصلی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ وقت ضرورت کا کام آتی ہے۔ اور یہی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ یہ حالت اختیار ہے نہ کہ حالت اضطرار۔ واللہ اعلم بالصواب

تست بالخیر